مرادِ فقہ اکبر

طیوریات میں ہے۔ حریز بن عثمان رجی مع اپنے والد کے عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں آیا تو آپ نے ان سے ان کے بیٹے کا حال پوچھا اور پھر فرمایا اسے فقہ اکبر سکھاؤ۔ انہوں نے پوچھا فقہ اکبر سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا قناعت کرنا اور کسی کو تکلیف نہ دینا۔

ایک ذرّہ تک

ابن ابی حاتم اپنی تفسیر میں محمد بن کعب قرظی سے روایت کرتے ہیں۔ عمر بن عبدالعزیز نے مجھے بلا کر پوچھا عدل کی کیا تعریف ہے۔ میں نے کہا بہت خوب۔ آپ نے ایک بہت بڑی بات پوچھی ہے۔ عدل یہ ہے چھوٹوں سے باپ کی طرح اور بڑوں سے بیٹوں کی طرح اور اپنے جیسوں کے ساتھ بھائیوں کی طرح اور عورتوں سے اس طرح سلوک کرنا اور لوگوں کو ان کے گناہ اور جرموں کے موافق سزا دینا۔ اپنے غصہ کے سبب کسی کو ایک ذرہ تک نہ لگانا۔ بس ان باتوں کا نام عدل ہے۔

بات چیت اعمال

عبدالرزاق زہری سے روایت کرتے ہیں۔ عمر بن عبدالعزیز ہر اس چیز کو کھانے سے وضو کرتے تھے جو آگ سے پکی ہوتی، حتیٰ کہ شکر کھانے سے بھی وضو کیا کرتے تھے۔

وہیب سے مروی ہے۔ عمر بن عبدالعزیز فرمایا کرتے جو شخص اپنے اعمال بات چیت کرنے کو خیال کرے اس کی گفتگو کم ہو جاتی ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

دعا قبول ہوئی

ذہبی کہتے ہیں۔ عمر بن عبدالعزیز کی خلافت میں ایک غیلان نامی شخص نے قدر کا انکار کیا۔ آپ نے اسے بلا کر توبہ کرنے کا حکم دیا۔ اس نے کہا میں گمراہ تھا۔ آپ نے مجھے ہدایت کی۔ آپ نے فرمایا اے اللہ! اگر یہ سچا ہے تو بہتر ورنہ اس کے ہاتھ پیر کٹ جائیں اور یہ سولی پر چڑھا دیا جائے، چنانچہ آپ کی یہ دعا قبول ہوئی اور ہشام بن عبدالملک کے دور میں اس نے پھر وہی عقیدہ پھیلانا شروع کیا تو اس نے اس کے ہاتھ پاؤں کٹوا کر اسے دمشق میں سولی پر چڑھایا۔

یہ آیت

مروی ہے۔ بنوامیہ خطبہ میں حضرت علی ﷺ کی شان میں بے ادبی کیا کرتے مگر جب عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوئے تو آپ نے اس بات کو بند کردیا اور اپنے تمام نائبین کے نام حکم لکھ بھیجا۔ ان خلاف ادب الفاظ کی بجائے یہ آیت پڑھی جایا کرے اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ (پ 14 سورۂ نحل آیت 90) ترجمہ: بیشک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی کا۔
(ترجمہ وحوالہ از کنزالایمان: صاحبزادہ محمد مبشر سیالوی)

پس اس آیت کا پڑھنا اب تک خطبوں میں جاری ہے۔

وفات سے قبل

قالی اپنے امالی میں لکھتے ہیں۔ احمد بن عبید سے مروی ہے۔ عمر بن عبدالعزیز نے اپنی وفات سے قبل یہ اشعار کہے تھے:

اشعار

اَنِــہِ الْفُؤَادَ عَنِ الصِّبَا وَعَــنِ الْـقِیَــادِ لِلْھَوٰی
ترجمہ: اپنے دل کو فریفتگی سے منع کرو اور خواہشاتِ نفسانی کی تابعداری سے اسے روک۔

فَـلَـعَـمْـرُ رَبِّکَ اِنَّ فِیْ شَیْبَ الْـمَـفَـارِقِ وَالْجَلَا
ترجمہ: تیرے رب کی عزت کی قسم ہے بے شک بڑھاپے بڑھاپے اور سر کی صفائی میں۔

لَکَ وَاعِــظًا لَوْ کُـنْـتَ تَتَّعِظُ اِتِّعَاظَ ذَوِی النُّھٰی
ترجمہ: اتر اگر تو صاحب عقل ہے تو تیرے لیے نصیحت ہے اور تو صاحب عقل و ہوش کی طرح نصیحت قبول کرے۔

حَتّٰـی مَتٰـی لَا تَـرْعَـوِیْ وَاِلٰـی مَتٰـی وَاِلٰـی مَتٰـی
ترجمہ: اور تو کب تک باز نہ آئے گا۔ کب تک باز نہ آئے گا اور کب تک۔

مَا بَعْدَ اِنْ سُمِّیْتَ کَھْلًا وَاسْتُلِبْتَ اِسْمَ الْفَتٰی
ترجمہ: جب تو بوڑھا ہو جائے گا تجھ سے ''جوان'' کا نام چھین لیا جائے گا۔

بَلِـی الشَّبَابُ وَاَنْتَ اِنْ عَـمَـرْتَ رَھْنًا لِلْبَلَا
ترجمہ: جوانی پھر واپس نہیں آئے گی اور تو اگرچہ بہت عرصہ تک زندہ رہے پھر مصیبت

میں پھنس جائے گا۔

وَكَفٰى بِذَالِكَ زَاجِرًا لِلْمَرْءِ عَنْ غَيٍّ كَفٰى

ترجمہ: آدمی کیلئے یہی تغیر وتبدل کافی ہے اور یہ لہو ولعب کی فرصت نہیں دیتا۔

فائدہ: ثعالبی لطائف المعارف میں لکھتے ہیں۔ حضرت عمر بن خطاب' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ' حضرت علی رضی اللہ عنہ' مروان بن حکم اور حضرت عمر بن عبدالعزیز کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ اصلع تھے۔ ان کے بعد کوئی خلیفہ اصلع نہیں ہوا۔

فائدہ: زبیر بن بکار کہتے ہیں۔ ایک شاعر نے فاطمہ بنت عبدالملک زوجہ عمر بن عبدالعزیز کی شان میں کہا:

بِنْتُ الْخَلِيْفَةِ وَالْخَلِيْفَةُ جَدُّهَا أُخْتُ الْخَلَائِفِ وَالْخَلِيْفَةُ زَوْجُهَا

ترجمہ: وہ خلیفہ کی بیٹی ہے اور اس کا دادا بھی خلیفہ ہے اور وہ خلیفوں کی بہن ہے اور اس کا خاوند بھی خلیفہ ہے۔

مرض اور وفات

ایوب کہتے ہیں۔ عمر بن عبدالعزیز سے کہا گیا آپ مدینہ میں ہوتے اور وہیں انتقال ہوتا تو آنحضرت ﷺ کے مزار مبارک کے قریب جو جگہ چوتھی قبر کی ہوتی' وہاں آپ کو دفنایا جاتا۔ آپ نے فرمایا عذاب دوزخ کے علاوہ اگر اللہ تعالیٰ سب عذاب مجھ پر ڈال دیتا تو میں اس بات سے زیادہ پسند کرتا ہوں کہ میں اپنے آپ کو اس بات کے لائق سمجھوں۔

ایسا نہ کرنا

ولید بن ہشام کہتے ہیں۔ عمر بن عبدالعزیز سے بحالت بیماری کہا گیا آپ دوا کیوں نہیں کرتے۔ آپ نے فرمایا جس وقت مجھے زہر پلایا گیا تھا' اس وقت اگر کوئی مجھ سے اتنا بھی کہتا میں اپنے کان کو ہاتھ لگانے یا فلاں خوشبو سونگھنے سے اچھا ہو جاؤں گا تو بھی ایسا نہ کرتا۔

عبید بن حسان کہتے ہیں۔ جب آپ قریب المرگ ہوئے تو آپ نے فرمایا میرے پاس سے چلے جاؤ' چنانچہ سب لوگ اٹھ گئے اور مسلمہ اور فاطمہ دونوں دروازے میں بیٹھ گئے تو انہوں نے سنا آپ نے فرمایا۔ مرحبا ہے ان صورتوں کیلئے جو نہ انسانوں کی ہیں اور نہ جنوں کی' پھر یہ آیت پڑھی۔ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ ۔ (پ20 سورۃ القصص آیت 83) ترجمہ: یہ

آخرت کا گھر۔(ترجمہ وحوالہ از کنز الایمان صاحبزادہ محمد مبشر سیالوی)

اس کے بعد پھر آواز نہ آئی۔ جب اندر جا کر دیکھا تو آپ کی روح پرواز کر گئی تھی۔

دنیا کا بہتر

ہشام کہتے ہیں۔ جب عمر بن عبدالعزیز کی وفات کی خبر پہنچی تو حسن بصری رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا آج دنیا کا سب سے بہتر آدمی اٹھ گیا۔

خالد ربعی کہتے ہیں۔ ہم تورات میں لکھا دیکھتے کہ عمر بن عبدالعزیز پر چالیس دن تک زمین وآسمان روئیں گے۔

یوسف بن مالک کہتے ہیں۔ جب ہم عمر بن عبدالعزیز کی قبر کی مٹی برابر کر رہے تھے تو ایک کاغذ آسمان سے گرا جس میں لکھا تھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خدا کی طرف سے عمر بن عبدالعزیز کو دوزخ کی آگ سے نجات دی گئی ہے۔

خلیفہ کی طرف

قتادہ کہتے ہیں۔ عمر بن عبدالعزیز نے اپنے بعد خلیفہ کی طرف اس طرح خط لکھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خدا کے بندے عمر سے یزید بن عبدالملک کی طرف تم پر سلام ہو۔ اس خدا کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں یہ خط تمہیں نہایت ہی تکلیف کی حالت میں لکھ رہا ہوں۔ میں جانتا ہوں مجھ سے میرے زمانہ حکومت کے بارے سوال ہونے والا ہے اور سوال بھی وہ کرے گا جو دنیا وآخرت کا مالک ہے۔ میں اس سے اپنی کوئی بات پوشیدہ نہیں رکھ سکتا۔ اگر وہ مجھ سے راضی ہو گیا تو میں ہمیشہ کی رسوائی سے فلاح پاؤں گا اور اگر ناراض ہوا تو میں تباہ ہو جاؤں گا۔ میں اس خدائے واحد سے دعا کرتا ہوں اپنے فضل وکرم سے مجھے آگ سے بچائے اور خوش ہو کر مجھے جنت نصیب کرے۔ تمہیں لازم ہے خدا تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور رعیت کی رعایت کرو کیونکہ تم بھی میرے بعد تھوڑا عرصہ ہی زندہ رہو گے۔ والسلام۔(ان سب روایات کو ابونعیم نے حلیہ میں روایت کیا ہے۔)

عدل کرنے پر

حضرت عمر بن عبدالعزیز دیر سمعان میں جو مضافات حمص سے ہے بتاریخ بیس یا پچیس ماہ رجب 101 ہجری بعمر اکتالیس سال فوت ہوئے۔ آپ کو بنوامیہ نے زہر دلوادیا تھا کیونکہ

آپ نے ان پر سختی کی تھی اور جو کچھ انہوں نے بذریعہ غصب جمع کیا تھا' وہ سب کچھ ان سے چھین لیا تھا چونکہ آپ نے اپنی حفاظت کرنی بالکل چھوڑ دی تھی اس لیے انہوں نے آپ کو آسانی سے زہر پلوادیا تھا۔

آزادی کا وعدہ

مجاہد کہتے ہیں۔ ایک دن عمر بن عبدالعزیز نے مجھ سے پوچھا لوگ میرے بارے کیا کہتے ہیں؟ میں نے کہا وہ تو کہتے ہیں آپ مسحور ہیں۔ آپ نے فرمایا مجھ پر جادو تو نہیں کیا گیا اور اس وقت کو بخوبی جانتا ہوں جس میں مجھے زہر پلایا گیا تھا۔ پھر آپ نے اپنے غلام کو بلایا اور فرمایا افسوس ہے تجھے کس چیز نے مجھے زہر پلانے پر برانگیختہ کیا ہے۔ اس نے کہا ایک ہزار دینار دیئے گئے ہیں اور آزادی کا وعدہ کیا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا ان دیناروں کو لاؤ۔ جب وہ لایا تو آپ نے انہیں بیت المال میں رکھوادیا اور اس غلام سے کہہ دیا یہاں سے ایسی جگہ بھاگ جاؤ جہاں تجھے کوئی نہ دیکھے۔

آپ کے عہد خلافت میں حسب ذیل علماء فوت ہوئے:

ابوامامہ' سہل بن حنیف' خاجہ بن زید بن ثابت' سالم بن ابی جعد' بسر بن سعید' ابوعثمان نہدی' ابوالضحیٰ۔

یزید بن عبدالملک بن مروان

یزید بن عبدالملک بن مروان بن حکم ابوخالد اموی دمشقی 71 ہجری میں پیدا ہوا اور عمر بن عبدالعزیز کے بعد اپنے بھائی سلیمان کی وصیت کے مطابق تخت نشین ہوا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

عبدالرحمٰن بن یزید بن اسلم کہتے ہیں۔ جب یزید تخت پر بیٹھا تو اس نے کہا عمر بن عبدالعزیز کے قدم بقدم چلو لیکن چند روز کے بعد چالیس سفید ریش لوگوں نے گواہی دی خلیفہ وقت جو چاہے کرے' نہ اس سے حساب لیا جائے گا اور نہ اس کو عذاب ہوگا۔

ابن ماجشون کہتے ہیں۔ جب عمر بن عبدالعزیز فوت ہوئے تو یزید نے کہا عمر سے بڑھ کر میں اللہ کا محتاج ہوں۔ پھر وہ چالیس روز تک ان کے قدم بقدم چلا لیکن پھر اس طریقے کو چھوڑ دیا۔

خدا تعالیٰ سے ڈرنا

سلیم بن بشیر کہتے ہیں۔ عمر بن عبدالعزیز نے وفات سے ذرا قبل یزید بن عبدالملک کی طرف خط لکھا۔ السلام علیک: امابعد جو میرا حال ہے وہ میں ہی جانتا ہوں۔ پس تو امت محمد یہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں خدا تعالیٰ سے ڈرنا کیونکہ تو دنیا کو اس شخص کے حوالہ کرے گا جو تیری تعریف نہ کرے اور ایسے شخص کے پاس جائے گا جو تیرا عذر (دھوکہ) قبول نہ کرے گا۔ والسلام۔

موضع عقیر

102 ہجری میں یزید بن مہلب خلیفہ سے باغی ہوگیا تو اس کی سرکوبی کے لیے مسلمہ بن عبدالملک بن مروان کو مقرر کیا جس نے یزید کو شکست دی اور اسے قتل کردیا۔ یہ جنگ موضع عقیر میں ہوئی جو کربلا کے قریب ہے۔ کلبی کہتے ہیں۔ میں لوگوں سے سنا کرتا تھا بنوامیہ نے کربلا میں بزرگانِ دین کو اور مقام عقیر میں کرم واحسان کو ذبح کر ڈالا۔

ستاروں کے نام

یزید ماہ شعبان 105 ہجری میں فوت ہوا۔ اس کے عہد خلافت میں حسب ذیل علماء فوت ہوئے:

ضحاک بن مزاحم' عدی بن ارطاۃ' ابوالمتوکل ناجی' عطا بن یسار' مجاہد یحییٰ بن وثاب' خالد بن معدان' شعبی جو عالم عراق تھے' عبدالرحمٰن بن حسان بن ثابت' ابوقلابہ جرمی' ابوبردہ بن ابوموسیٰ اشعری وغیرہم رحمہم اللہ۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

ہشام بن عبدالملک

ہشام بن عبدالملک ابوالولید 70 اور 80 ہجری کے درمیان پیدا ہوا اور اپنے بھائی یزید کی وصیت کے موافق خلیفہ ہوا۔

مصعب زبیر کہتے ہیں۔ عبدالملک نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ میں نے محراب میں چار مرتبہ پیشاب کیا ہے۔ صبح کو سعید بن مسیب سے اس کی تعبیر پوچھی تو انہوں نے کہا آپ کی اولاد سے چار بیٹے بادشاہ ہوں گے' چنانچہ ہشام ان میں سے آخری تھا۔

حق ادا کر دیا ہے

ہشام نہایت دانا اور زیرک تھا۔ بیت المال میں اس وقت تک مال داخل نہ کیا کرتا تھا' جب تک چالیس شخص حلفیہ نہ کہہ دیا کرتے تھے یہ مال اپنے حق میں لیا ہے اور ہر ایک صاحب حق کا حق ادا بھی کر دیا ہے۔

خلیفہ کی بات

اصمعی کہتے ہیں۔ ایک دفعہ ایک شخص نے ہشام سے گفتگو کی تو انہوں نے کہا اپنے خلیفہ کی بات بھی تو سن لو اور ایک دفعہ ہشام سے ایک شخص پھر خفا ہوا تو کہا میرا دل چاہتا ہے کہ تمہیں کوڑا لگاؤں۔

نہیں ملا

سحبل بن محمد کہتے ہیں۔ میں نے ہشام سے بڑھ کر خونریزی کو مکروہ سمجھنے والا خلیفوں سے کسی کو نہیں دیکھا۔ ہشام کہا کرتا تھا مجھے دنیا کی تمام لذتیں حاصل ہیں۔ مگر ایک ایسا بھائی کہ میرے اور اس کے درمیان جو سختی ہوا سے رفع کر دیتا' نہیں ملا۔

ایک دن بھی

شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ جب ہشام نے قنسرین میں ایک مکان بنوایا اور چاہا کہ اس مکان میں ایک دن اس طرح رہوں کہ مجھے کوئی فکر نہ ہو۔ ابھی آدھا دن گزرا تھا کہ کسی سرحد سے ایک خون میں رنگا ہوا ایک پر آیا' اس نے دیکھ کر کہا افسوس! عمر میں ایک دن بھی ایسا نہ ملا۔

کہتے ہیں یہ ایک شعر ہشام کا ہے مزید اس کے شعر نہیں ملے:

اِذَا انْتَ لَمْ تَعْصِ الْهَوٰى قَادَکَ الْهَوٰی، اِلٰی بَعْضِ مَا فِیْهِ عَلَیْکَ مَقَالُ

ترجمہ: اگر تو خواہش نفسانی کی نافرمانی نہ کرے گا تو وہ تجھے ایسے امور کی طرف کھینچ کر لے جائے گی جس میں لوگوں کو تجھ پر گفتگو کا موقع مل جائے گا۔

انتقال ہشام

ہشام نے ماہ ربیع الآخر 125 ہجری میں انتقال کیا۔

107 ہجری میں قیصریہ فتح ہوا اور 108 ہجری میں خجرہ فتح ہوا اور 112 ہجری میں حرسنہ جو جزیرۂ مالٹا میں ہے فتح ہوا۔ حسب ذیل علماء اس کے عہد میں فوت ہوئے:

سالم بن عبداللہ بن عمر' طاؤس' سلیمان بن یسار' عکرمہ مولاء ابن عباس' قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم' کثیرہ عزہ شاعر' محمد بن کعب قرظی' حسن بصری' محمد بن سیرین' ابوالطفیل عامر بن واثلہ صحابی' جریر' فرزدق' عطیہ عوفی' معاویہ بن قرہ' مکحول' عطاء بن ابی رباح' ابوجعفر باقر' وہب بن منبہ' سکینہ بنت حسین' اعراج' قتادہ' نافع مولاءِ ابن عمر' ابن عامر' ابن شہاب زہری وغیرہم رحمہم اللہ۔

ناراض کیوں ہیں؟

ابن عساکر ابراہیم بن ابی عبلہ سے روایت کرتے ہیں۔ ایک دفعہ ہشام نے چاہا مجھے خراج مصر کی تولیت پر مقرر کردے۔ مگر میں نے انکار کیا تو وہ اس بات سے بہت غصے ہوا اور تیز تیز نظروں سے میری طرف دیکھنے لگا اور کہا اس عہدہ کو منظور کرلو ورنہ زبردستی تمہیں منظور کرنا ہی پڑے گا۔ میں یہ سن کر خاموش ہو رہا۔ جب اس کا غصہ فرو ہوا تو میں نے کہا اگر اجازت ہو تو میں کچھ عرض کروں۔ اس نے کہا ہاں کہو۔ میں نے کہا خدا تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا۔ (پ22 سورۃ الاحزاب آیت 72)

ترجمہ: بے شک ہم نے امانت پیش فرمائی۔ آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کردیا۔ (ترجمہ وحوالہ از کنزالایمان' صاحبزادہ محمد مبشر سیالوی)

جب اس انکار سے خدا ان سے ناخوش نہیں ہوا تو آپ میرے انکار سے کیوں ناراض ہوتے ہیں۔ یہ سن کر خلیفہ ہنس پڑا اور مجھے معاف کردیا۔

خالد بن صفوان سے مروی ہے۔ میں ہشام بن عبدالملک کے پاس بطور مہمان آیا تو اس نے مجھ سے کہا ابن صفوان! کوئی بات سناؤ۔ میں نے کہا ایک دفعہ ایک بادشاہ سیر کرتا ہوا قصر خورنق میں جا نکلا اور اپنے ساتھیوں سے پوچھا یہ محل کس کا ہے؟ انہوں نے عرض کیا آپ کا۔ پھر اس نے کہا جو کچھ میرے پاس ہے وہ کبھی کسی اور کے پاس بھی تم نے دیکھا ہے؟ ایک تجربہ کار اور دانا شخص بھی ساتھ تھا اس نے کہا جب آپ نے ایک بات پوچھی ہے' کیا آپ اس کا جواب دینے کا اذن (اجازت) دیتے ہیں۔ بادشاہ نے کہا ہاں۔ اس نے کہا کیا جو کچھ

سامان آپ کے پاس ہے ہمیشہ آپ کے پاس رہے گا؟ یا یہ بطور میراث آپ کو ملا ہے؟ اور آپ کے بعد اسی طرح کسی دوسرے کو ملنا ہے۔ بادشاہ نے کہا یہ تو میرے بعد کسی کے پاس چلا جائے گا اس شخص نے کہا پھر آپ ایسی چیز پر کیا غرور کرتے ہیں؟ جو آپ کے پاس تھوڑا سا زمانہ رہے گی اور پھر ہمیشہ کیلئے چلی جائے گی۔ پھر آپ سے اس کا حساب ہوگا۔ بادشاہ اس کی یہ بات سن کر کانپ گیا اور کہا پھر کیا کرنا چاہئے اور کس طرح بھاگنا چاہئے۔ اس شخص نے کہا پھر دو باتیں ہیں یا تو آپ اللہ کی تابعداری کریں اور اس کی رضامندی کے مطابق لوگوں میں حکم کریں۔ نہیں تو تخت وتاج کو چھوڑ کر پھٹے پرانے کپڑے پہن لیں اور خدا تعالیٰ کی عبادت کریں۔ بادشاہ نے کہا آج کی رات مجھے سوچ لینے دو۔ جب صبح ہوئی تو بادشاہ اس شخص کے پاس آیا اور کہا میں نے اس پہاڑ اور میدانوں کو عبادت کے لیے بہتر سمجھا ہے اور ٹاٹ کا لباس پہن لیا۔ پس اگر تو میرا رفیق ہے تو میری مخالفت نہ کر بلکہ میرے ساتھ چل۔ یہ کہہ کر دونوں پہاڑ پر چلے گئے اور آخر وہیں فوت ہوئے۔ اسی میں عدی بن زید بن حمار نے یہ اشعار کہے ہیں:

اَیُّهَا الشَّامِتُ الْمُعَیِّرُ بِالدَّهْرِ ۔۔۔ آاَنْتَ الْمُعَیَّرُ اُالْمَوْفُوْرُ

ترجمہ: اے دشمنوں کی مصیبت سے خوش ہونے والے زمانے کو عیب لگانے والے کیا تو عیب سے بری اور کامل ہے۔

اَمْ لَدَیْکَ الْعَهْدُ الْوَثِیْقُ مِنَ الْاَیَّامِ ۔۔۔ بَلْ اَنْتَ جَاهِلٌ" مَغْرُوْرٌ

ترجمہ: کیا تو نے زمانے سے مضبوط عہد لکھوالیا ہے بلکہ تو تو جاہل اور مغرور ہے۔

مَنْ رَاَیْتَ الْمَنُوْنَ خَلَدْنَ اَمْ ۔۔۔ مَنْ ذَا عَلَیْهِ اَنْ یُّضَامَ خَفِیْرٌ

ترجمہ: حوادثِ زمانہ کس کے لیے ہمیشہ رہے ہیں۔ اگر نگہبانوں پر ظلم کیا جائے تو اس کا کون ضامن ہے؟

اَیْنَ کِسْرٰی کِسْرَی الْمُلُوْکِ اَبُوْ ۔۔۔ سَاسَانَ اَمْ اَیْنَ قَبْلَهٗ سَابُوْرٌ

ترجمہ: شہنشاہ کسریٰ ابوساسان کہاں ہے؟ اور اس سے پہلے سابور کہاں ہے؟

وَبَنُوْالا صَفَرِ الْکِرَامِ مُلُوْکِ ۔۔۔ الرُّوْمِ لَمْ یَبْقَ مِنْهُمْ مَذْکُوْر

ترجمہ: اور اصفر کے بیٹے روم کے بادشاہ کہاں ہیں؟ ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں رہا جس کا ذکر کیا جائے۔

وَاَخُوْ الْحَضْرِ اِذْ بَنَاهُ وَاِذْ دَجْلَةُ تَجْبِىْ اِلَيْهِ وَالْخَابُوْرُ

ترجمہ: اور حضر کو بنانے والا کہاں ہے؟ جس کے پاس سے دجلہ بہتا تھا۔ اور خابور کے بنانے والا کہاں ہے؟

شَادَهُ مَرْمَرًا وَجَلَّلَهُ كِلْسًا فَلِلطَّيْرِ فِىْ ذُرَاهُ وُكُوْرُ

ترجمہ: جسے سنگ مرمر سے تعمیر کروایا ہے اور اس کے اوپر کلس بنوایا تھا اور اب جانوروں نے اس میں گھونسلے بنائے ہوئے ہیں۔

لَمْ يَهِبْهُ رَيْبُ الْمَنُوْنِ فَبَادَ اَلْمُلْكُ عَنْهُ فَبَابُهُ مَهْجُوْرُ

ترجمہ: حوادثِ زمانہ نے اسے نہ چھوڑا اور اس کا ملک جاتا رہا اور اس کے دروازے پر کوئی آتا جاتا نہیں۔

وَتَذَكَّرْ رَبُّ الْخَوَرْنَقِ اِذَا شَرَفَ يَوْمًا وَلِلْهُدٰى تَذْكِيْرُ

ترجمہ: اور محل خورنق کے بنانے والوں کو یاد کر۔ جب اس دن اس نے ہدایت کے ساتھ شرف بخشا یاد کیا جائے۔

سَرَّمَالُهُ وَكَثْرَةُ مَا يَمْلِكُ وَالْبَحْرُ مَعْرِضٌ وَالسَّدِيْرُ

ترجمہ: جس چیز کا وہ مالک تھا۔ یعنی اس کی کثرت اور اس کے مال نے اس کو مغرور بنا دیا اور اس کے پاس محل سے سمندر دریائے سدیر بہتا ہے۔

فَارْعَوىٰ قَلْبُهُ وَقَالَ وَمَا غِبْطَةُ حَيٍّ اِلَى الْمَمَاتِ يَصِيْرُ

ترجمہ: مگر پھر اس کا دل ٹھہر گیا اور کہنے لگا جس نے مرنا ہو وہ کیا خوش کر سکتا ہے۔

ثُمَّ بَعْدَ الْفَلَاحِ وَالْمُلْكِ وَالْاُمَّةِ وَارَتْهُمْ هُنَاكَ الْقُبُوْرُ

ترجمہ: پھر وہ اس طرح ہو گئے جیسے کہ خشک پتہ ہوتا ہے اور اسے ہوا ادھر سے ادھر اڑائے پھرتی ہے۔

یہ اشعار سن کر ہشام رو پڑا حتیٰ کہ اس کی ڈاڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی اور اس نے اپنی لڑکیوں کو حکم دیا میرا بستر لپیٹ دو اور کئی روز تک محل سے باہر نہ نکلا۔ ارکانِ دولت اور نوکر چاکر خالد بن صفوان کے پاس آئے اور کہا کہ تم نے کیا کیا؟ امیر کے آرام میں خلل انداز ہوئے۔ اس نے کہا مجھ سے دور ہو جاؤ کیونکہ میں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا ہوا ہے کہ جب کسی بادشاہ

کے پاس جاؤنگا تو اس کو یاد خدا کی طرف متوجہ کرونگا۔

ولید بن یزید بن عبدالملک

ولید بن یزید بن عبدالملک بن مروان بن حکم خلیفہ فاسق ابوالعباس 90 ہجری میں پیدا ہوا۔ اپنے باپ کی وفات کے وقت کم عمر تھا اس لیے خلیفہ نہ بنایا گیا بلکہ اس کے باپ نے اپنے بھائی ہشام کو خلیفہ بنایا اور اس کے بعد اس کو (یعنی ولید) ولی عہد بنایا اور جب ہشام فوت ہوا تو ولید ربیع الاخریٰ 125 ہجری میں خلیفہ ہوا۔ نہایت فاسق و فاجر' شراب نوش اور منہیات کا ارتکاب کرنے والا تھا' یہاں تک کہ اس نے اس ارادے سے حج کا قصد کیا کہ کعبہ کی چھت پر بیٹھ کر شراب پئے گا۔ لوگ جو اس کے فسق و فجور سے پہلے ہی اکتائے ہوئے تھے' اس کے اس ارادے سے اور بھی برافروختہ ہوئے اور جمادی الاخریٰ 126 ہجری میں اسے قتل کر ڈالا۔

ہم پیالہ ہم نوالہ

کہتے ہیں جب وہ محاصرہ میں آ گیا تو کہنے بولا تم مجھ پر یہ ظلم کیوں کرنے لگے ہو۔ کیونکہ میں نے تمہارے وظائف میں اضافہ نہیں کیا؟ کیا میں نے تم سے سختیوں کو ختم نہیں کر دیا؟ کیا تمہارے غرباء کی خبر گیری نہیں کی؟ لوگوں نے کہا یہ سب کچھ درست ہے' مگر ہم تو تمہیں مے نوشی' محرمات سے نکاح کرنے اور حرام چیزوں کے حلال کرنے کے جرم میں قتل کرتے ہیں۔ لوگوں نے قتل کے بعد اس کا سر یزید ناقص کے پاس بھیج دیا اور اس کے سامنے اسے نیزے پر لٹکایا گیا۔ اس کے بھائی سلیمان بن یزید نے اسے دیکھ کر کہا اس کے ساتھ ایسا ہی سلوک چاہئے تھا کیونکہ یہ نہایت فاسق و فاجر اور شرابی تھا اور مجھے بھی اپنے ساتھ ہم پیالہ و نوالہ کرنا چاہتا تھا۔

مجموعہ

معافی جریری کہتے ہیں۔ میں نے ولید کے کچھ حالات قلمبند کیے تھے۔ اس کے تمام اشعار حماقت' سبکسری اور الحاد و کفر کا مجموعہ تھے۔

کفر و زندقہ

ذہبی کہتے ہیں۔ ولید کا کفر و زندقہ تو ثابت نہیں' ہاں وہ مے نوشی اور لواطت میں مصروف

ہو گیا۔ اس لیے لوگوں نے اسے قتل کر دیا۔

اللہ کا خلیفہ ہو

ایک دفعہ مہدی کے پاس ولید کا ذکر ہوا تو کسی نے کہا وہ تو زندیق تھا۔ مہدی نے کہا' چپ رہو یہ نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہو کر زندیق ہو جائے۔

اگر زندہ رہتے

مروان بن ابی حفصہ کہتے ہیں۔ ولید نہایت خوبصورت اور اعلیٰ درجے کا شاعر تھا۔ ابوالزناد کہتے ہیں۔ زہری ہشام کے پاس ہمیشہ ولید کی شکایت کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے اس کو ولی عہد کرنا کسی طرح جائز نہیں بلکہ اس سے خلع کرنا چاہئے۔ لیکن ہشام یہ نہ کر سکا۔ اگر زہری خلافت ولید تک زندہ رہتے تو ان پر سخت ظلم کیا جاتا۔ مگر وہ اس کی خلافت سے پہلے ہی فوت ہو گئے تھے۔

ولید کی نظم

ضحاک بن عثمان کہتے ہیں۔ ہشام نے ولید کے خلع کا ارادہ کیا تھا اور چاہتا تھا کہ اپنے لڑکے کو ولی عہد بنائے۔ اس پر ولید نے یہ نظم لکھ کر بھیجی:

نظم

كَفَرْتَ يَدًا مِنْ مُنْعِمٍ لَوْ شَكَرْتَهَا　　　جَزَاكَ بِهِ الرَّحْمٰنُ بِالْفَضْلِ وَالْمَنِّ

ترجمہ: تو نے اپنے منعم کے احسان کا شکر ادا نہیں کیا۔ اگر تو اس کا شکر کرتا تو خدا تعالیٰ تجھے اس کے بدلے میں بزرگی عطا فرماتا۔

رَاَيْتُكَ تَبْنِيْ جَاهِدًا فِيْ قَطِيْعَتِيْ　　　وَلَوْ كُنْتَ ذَا حَزْمٍ لَهَدَمْتَ مَا تَبْنِيْ

ترجمہ: میں دیکھ رہا ہوں میری جاگیر میں تو مکان بنانے کی کوشش کر رہا ہے۔ اگر تو ہوشیار ہوتا تو اسے منہدم کرتا۔

اَرَاكَ عَلَى الْبَاقِيْنَ تَجْنِيْ ضَغِيْنَةً　　　فَيَاوَيْحَهُمْ اِنْ مِتُّ مِنْ شَرِّمَا تَجْنِيْ

ترجمہ: میں دیکھتا ہوں کہ تو باقی ماندوں پر کینہ کشی کرتا ہے۔ جب تو مر جائے گا تو اس کینہ سے ان پر خرابی آئے گی۔

كَـأَنِّـي بِهِـمْ يَـوْمًـا وَأَكْثَـرُ قِيْلِهِمْ   اِلَّا لَيْتَ اَنَـا حِيْـنَ يَـالَيْـتَ لَاتَغْنِيْ

ترجمہ: مجھے گویا ان کا وہ دن نظر آ رہا ہے جبکہ وہ یہ بات بار بار کہیں گے کاش میں حاکم نہ بنایا جاتا۔

فکر نہ ہوا

حماد الروایت کہتے ہیں۔ ایک دن ولید کے پاس دو نجومی آئے اور کہا ہم نے بموجب حکم آپ کا زائچہ دیکھا۔ معلوم ہوتا ہے آپ سات سال مزید زندہ رہیں گے۔ حماد کہتے ہیں۔ ولید دھوکے ہی میں نہ رہے تو اس لیے میں نے کہا یہ جھوٹ کہتے ہیں۔ مجھے بھی کئی طرح کے علوم آتے ہیں' جن سے معلوم ہوا ہے آپ چالیس سال تک زندہ رہیں گے۔ ولید نے تھوڑی دیر تامل کرنے کے بعد کہا مجھے ان دونوں کے قول سے کچھ فکر پیدا نہیں ہوا اور تمہاری بات سے کچھ زیادہ خوشی نہیں ہوئی کیونکہ میں نہ تو مال کو اس شخص کی طرح جمع کرتا ہوں جسے زندہ رہنے کی امید ہو اور نہ ہی اس شخص کی طرح خرچ کرتا ہوں جسے کل ہی مر جانے کی امید ہو۔

فرعون سے بھی بڑھ کر

امام احمد اپنی مسند میں ایک حدیث روایت کرتے ہیں۔ اس امت میں ایک ولید نامی شخص ہوگا اور اپنی قوم کے لیے فرعون سے بھی بڑھ کر ہوگا۔

بے باک گنہگار

ابن فضل اللہ نے مسالک میں لکھا ہے۔ ولید بن یزید جبار' کینہ ور جس ہنڈیا میں کھائے اسی میں چھید کرنے والا' جھوٹے وعدے کرنے والا' اس زمانے کا فرعون' اپنے زمانے کو مصائب سے بھرنے والا' فاسق و فاجر' قاتل' سفاک' قرآن مجید کو نیزوں سے چھید کرنے والا اور گناہوں میں نہایت بے باک تھا۔

قصیدۂ میادہ

صولی سعید بن سلیم سے روایت کرتے ہیں۔ ابن میادہ نے ولید بن یزید کو اپنا وہ قصیدہ سنایا جس میں کہتا ہے:

فَضَّـلْتُـمْ قُـرَيْـشَ غَيْرَ اٰلِ مُحَمَّدٍ   وَغَـيْـرَ بَـنِـيْ مَرْوَانَ اَهْلُ الْفَضَائِلِ

ترجمہ: آل محمد ﷺ کے اور ابن مروان اور اہل فضائل کے علاوہ تم تمام قریش سے افضل ہو۔

ولید نے اس شعر کو سن کر کہا میں دیکھتا ہوں کہ تم نے آل محمد ﷺ کو ہم پر مقدم کر دیا ہے۔ ابن میادہ نے کہا ہاں اس کے علاوہ اور کوئی بات جائز نہیں۔ اسی ابن میادہ نے اپنے ایک طویل قصیدے میں جو ولید کے بارے کہا' لکھا ہے:

هَمَمْتُ بِقَوْلٍ صَادِقٍ اَنْ اَقُوْلَهُ وَاِنِّیْ عَلٰی رَغْمِ الْعُدَاةِ لِقَائِلِه

ترجمہ: میں نے سچی بات کہنے کا قصد کر لیا ہے۔ میں اس کو کہہ ہی دوں گا' اگرچہ دشمن اس سے راضی نہ ہو۔

رَاَیْتُ الْوَلِیْدَ بْنَ یَزِیْدِ مُبَارَکًا شَدِیْدًا بَاَعْبَآءِ الْخِلَافَةِ کَاهِلُهُ

ترجمہ: اور وہ بات یہ ہے میں نے ولید بن یزید کو بابرکت دیکھا ہے۔ خلافت کے بوجھ کو اٹھانے کے لائق۔ اس کے کندھے بہت سخت ہیں۔

یزید الناقص ابو خالد بن ولید

یزید ناقص ابو خالد بن ولید بن عبدالملک چونکہ اس نے لشکر کی تنخواہیں کم کر دی تھیں اس لیے یزید ناقص کے لقب سے ملقب ہوا۔ اپنے چچازاد بھائی ولید کو قتل کر کے تخت پر براجمان ہوا۔ اس کی والدہ شاہ فرند بنت فیروز یزدجرد تھی اور فیروز کی والدہ شیرویہ بن کسریٰ کی بیٹی تھی اور شیرویہ کی والدہ ترکوں کے بادشاہ خاقان کی بیٹی تھی اور فیروز کی دادی قیصر روم کی بیٹی تھی اسی لیے یزید نے بطور فخر یہ شعر کہا ہے:

اَنَا ابْنُ کِسْرٰی وَاَبِیْ مَرْوَانُ وَقَیْصَرُ جَدِّیْ وَ جَدِّیْ خَاقَانُ

ترجمہ: میں کسریٰ کا بیٹا اور مروان کا باپ ہوں اور قیصر روم میر... اور خاقان میرا نانا ہے۔

ثعالبی کہتے ہیں۔ یزید ناقص ملک و خلافت دونوں کے لحاظ سے عراقی تھا جبکہ یزید نے ولید کو قتل کیا۔

ورغلانے کیلئے

جب یزید نے ولید کو قتل کیا تو منبر پر کھڑے ہو کر کہا۔ واللہ میں مغرور نہیں ہوں اور نہ مجھے دنیا کی حرص ہے' نہ ملک کی خواہش۔ اگر خدا تعالیٰ مجھ پر رحم نہ کرے تو میں سخت گنہگار ہوں۔

میں نے خلافت کا قصد محض خدمت دین اور قرآن شریف اور سنت رسول اللہ ﷺ کی طرف لوگوں کو بلانے کیلئے کیا ہے کیونکہ ہدایت کے نشان مٹ گئے ہیں اور اہل تقویٰ کے نور بجھ گئے ہیں اور ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جو بدعات اور ہوائے نفسانیہ کی پیروی کرتے ہیں۔ جب میں نے ایسا حال دیکھا تو مجھے تم پر رحم آیا کہ ایسا نہ ہو کہ کثرتِ ذنوب اور قساوتِ قلبی سے تم پر اندھیرا چھا جائے جس کا دور کرنا مشکل ہو جائے اور ولید تمام کو اپنا ہم پیالہ و ہم نوالہ ہی نہ بنائے۔ پس میں نے اس معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے استخارہ کیا اور اجانب (یعنی بیگانے لوگ وغیرہ) کو اس میں مدد کے لیے بلایا تو اللہ تعالیٰ نے اس بلا سے ہمیں آرام دیا۔ یہ خدا کی ہی بادشاہت ہے' کسی کو بھی خدا کے علاوہ قوت وقدرت نہیں۔ اے لوگو! میں تمہارے اوپر اس لیے حاکم بنایا گیا ہوں تاکہ تمہاری ایک اینٹ اور ایک پتھر بھی ضائع نہ ہونے دوں۔

لوگوں کو بنایا

میں کسی شے سے بھی مال نہ لوں گا' حتیٰ کہ سرحدی رخنہ بندی نہ ہو جائے اور مصالح امور نہ سوچ لوں اور سرحد کو مضبوط نہ کرلوں۔ اگر اس کے بعد مال بچ رہا تو اس کو شہر کی صلاح وفلاح میں خرچ کردوں گا اور تم سب اس میں برابر حصہ دار ہو گے۔ اگر تم ان باتوں پر مجھ سے بیعت کرنا چاہتے ہو تو میں تمہارا ضامن ہوں گا اور میں ان باتوں سے ذرا بھی پھروں تو تمہارے لیے بیعت کرنا لازم نہیں ہے اور اگر مجھ سے بہتر' قوی تر اور کسی اعلیٰ شخص کو دیکھتے ہو تو سب سے پہلے میں اس کی بیعت کرتا ہوں۔ اب میں تمہارے اور اپنے لیے خدا تعالیٰ سے بخشش کی دعا کرتا ہوں۔

ہتھیار لگا کر

عثمان بن ابی عاتکہ کہتے ہیں۔ سب سے پہلے ولید ہی ہتھیار لگا کر عیدین پڑھنے کے لیے نکلا' چنانچہ اس دن قلعہ کے دروازے سے لیکر مسجد کے دروازے تک دو رویہ ہتھیار بند سوار کھڑے ہوتے تھے۔ تب یزید کی سواری نکلتی تھی۔

گانے سے دور رہنا

ابوعثمان لیثی کہتے ہیں۔ یزید ناقص نے کہا اے بنی امیہ! خبردار گانے بجانے کے پاس بھی نہ پھٹکنا یہ حیا کو کم کرتا ہے اور شہوت کو زندہ کرتا ہے اور مروّت کو کم کرتا ہے اور یہ خمر

(شراب) کے قائم مقام ہے اور بدمستوں کے سے کام کرواتا ہے۔ اگر تم نہ رہ سکو تو اس میں عورتوں کو نہ آنے دیا کرو کیونکہ غنی (گانا) زنا کی طرف بلایا کرتا ہے۔

مرض طاعون سے

ابن عبدالحکیم کہتے ہیں۔ میں نے شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے سنا ہے۔ جب ولید بن یزید خلیفہ ہوا تو اس نے عقیدۂ قدریہ[1] کی اشاعت اور لوگوں کو اس پر مستحکم کر دیا اور انہیں اپنا مقرب بنایا۔ یزید کو زیادہ سلطنت کرنا نصیب نہ ہوا بلکہ اسی سال 7 ذی الحج کو فوت ہوا اور صرف چھ ماہ خلافت کی۔ اس کی اس وقت 35 برس یا 46 برس کی عمر تھی۔ کہتے ہیں یہ طاعون کی مرض سے مرا تھا۔

ابراہیم بن ولید بن عبدالملک

اس کا نام ابراہیم بن ولید بن عبدالملک تھا اور اس کی کنیت ابواسحاق تھی۔ اپنے بھائی یزید ناقص کے مرنے کے بعد خلیفہ ہوا۔ بعض کہتے ہیں اسے یزید نے ولی عہد بنایا تھا۔ بعض کہتے ہیں نہیں۔

جعلی وصیت نامہ

برد بن سنان کہتے ہیں۔ میں یزید بن ولید کے پاس ایسے حال میں آیا وہ قریب المرگ تھا۔ اتنے میں قطن بھی وہاں آ پہنچے اور کہا میں ان سب لوگوں کی طرف سے جو آپ کے دروازے کے باہر ہیں ایلچی بن کر آ رہا ہوں۔ وہ تمام خدا کے لیے یہ پوچھتے ہیں۔ آپ نے اپنے بھائی ابراہیم کو خلیفہ کیوں بنایا ہے؟ یہ سن کر یزید خفا ہوا اور کہا میں نے کب ابراہیم کو خلیفہ بنایا ہے۔ پھر کہا اے ابوالعلماء تمہاری رائے میں کس کو خلیفہ بنایا جائے۔ انہوں نے کہا آپ اس میں دخل ہی نہ دیں۔ اس کے بعد اسے غش آ گیا اور ایسا خیال ہوا کہ مر گیا ہے۔ قطن نے وہیں بیٹھ کر یزید کی زبان سے ایک جعلی وصیت نامہ لکھا اور لوگوں کو بلا کر اس پر گواہ بنالیا اور حقیقت یہ تھی کہ یزید نے کوئی بھی وصیت نہ کی تھی۔ ابراہیم صرف ستر دن تک خلیفہ رہا۔ اس کے بعد لوگوں نے مروان بن محمد کی بیعت کر لی اور ابراہیم بھاگ گیا۔ مگر پھر آ کر اس نے خلافت سے دستبرداری کی اور اسے مروان کے حوالہ کیا اور اس کی بیعت کر لی۔ ابراہیم 132

ہجری تک زندہ رہا اور آخر واقعہ سفاح میں بنی امیہ کے ساتھ یہ بھی قتل ہوا۔

ماں کی طرف سے

ابن عساکر اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں۔ ابراہیم نے زُہری سے احادیث سنیں اور اپنے چچا ہشام سے روایت کیں اور اس سے اس کے بیٹے یعقوب نے روایت کیں۔ اس کی ماں ام ولد تھی اور ماں کی طرف سے یہ مروان حمار کا بھائی تھا۔ اس نے بروز سوموار 24 صفر 127 ہجری میں سلطنت چھوڑی۔

مدائنی کہتے ہیں۔ ابراہیم کا واقعہ بڑا عجیب ہے۔ بعض تو کہتے ہیں وہ ولی عہد تھا اور بعض اس سے انکار کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک شاعر نے اس کے بارے میں کہا ہے:

تُبَايِعُ اِبْرَاهِيْمُ فِيْ كُلِّ جُمْعَةٍ   اَلَا اِنَّ اَمْـرًا اَنْـتَ وَالِيْـهِ ضَـائِعُ

ترجمہ: ابراہیم کی ہر جمعہ میں بیعت کی جاتی ہے۔ جس امر کا تو والی ہوگا وہ درست نہیں رہ سکتا بلکہ وہ ضائع ہو جائے گا۔

کہتے ہیں کہ ابراہیم کی انگوٹھی کا نقش ''ثِق باللہ'' تھا۔

مروانُ الحمار

مروان حمار ابو عبدالملک بن محمد بن مروان بن حکم خلفائے بنی امیہ کا آخری خلیفہ ہے۔ لقب اس کا جعدی تھا کیونکہ یہ جعد بن درہم کا شاگرد تھا اس لیے اسی طرف منسوب ہوا۔ حمار کے ساتھ ملقب ہونے کی دو وجہیں بیان کی جاتی ہیں۔ اوّل یہ کہ دشمنوں کے مقابلہ کرنے میں اس کے گھوڑے کا خوگیر[1] کبھی پسینہ سے نہیں سوکھا تھا بلکہ مدتوں ان کے ساتھ مقابلہ کرتا رہا۔ عرب میں مثل مشہور ہے ''فلاں شخص گدھے سے بھی زیادہ صابر ہے'' کیونکہ یہ جنگ کی سختی پر صبر کرتا رہا اس لیے اس لقب سے یاد کیا گیا۔

دوسری وجہ یہ بتلائی گئی ہے۔ اہل عرب کا دستور تھا ہر صدی کے بعد خاندان کے ورثاء میں سے ایک کا نام حمار رکھ دیا کرتے تھے' کیونکہ اس زمانہ میں بنوامیہ کی سلطنت کے سو برس گزر چکے تھے' اس لیے اس کا لقب حمار رکھ دیا گیا۔

قبر سے سولی پر

مروان 72 ہجری میں جزیرہ میں جہاں اس کا باپ امیر تھا' پیدا ہوا۔ اس کی ماں ام ولد تھی۔ تخت نشین ہونے سے قبل ولایات جلیلہ کا حکم رہا۔ 105 ہجری میں قونیہ کو فتح کیا۔ شاہسواری' مردانگی' ہوشیاری اور سختی برداشت کرنے میں معروف تھا۔ جب ولید قتل ہوا تو اس وقت یہ آرمینیہ میں تھا۔ اس نے اس وقت اکثر مسلمانوں سے بیعت لی اور جب اسے یزید کے مرنے کی خبر ملی تو اپنے خزانوں کا منہ کھول دیا اور لوگوں کو بے انتہا عطیئے دیئے اور ابراہیم کو شکست دیکر خود تخت سنبھال لیا۔ 127 ہجری ماہ صفر میں لوگوں نے اس سے بیعت کی اور سب سے اوّل جو کام کیا' وہ یہ تھا کہ یزید ناقص کی لاش کو اس جرم میں کہ اس نے خلیفہ ولید کو قتل کرایا تھا' قبر سے نکلوا کر سولی پر چڑھا دیا۔ چونکہ ہر طرف سے دشمن اس پر چڑھ آئے تھے۔ اس لیے چین سے تخت پر نہ بیٹھا' یہاں تک کہ 132 ہجری میں بنوعباس نے بسر کردگی عبداللہ بن علی (جو سفاح کا چچا تھا) اس پر چڑھائی کی اور موصل کے قریب دونوں لشکروں میں مٹ بھیڑ ہوگئی جس میں مروان کو شکست ہوئی اور وہ شام کی طرف بھاگ آیا۔

قریہ بوصیر

مگر عبداللہ نے اس کا تعاقب کیا اس لیے مروان وہاں سے بھاگ کر مصر چلا گیا۔ مگر وہاں بھی عبداللہ کے بھائی صالح نے اس کا تعاقب کیا اور قریہ بوصیر کے قریب ان میں لڑائی ہوئی جس میں مروان قتل ہوا۔ یہ واقعہ ماہ ذی الحجہ میں ہوا۔

مروان حمار کے عہد خلافت میں حسب ذیل علماء فوت ہوئے:

سدی الکبیر' مالک بن دینار' عاصم بن ابی النجود' یزید بن ابی حبیب' شیبہ بن نصاح' محمد بن منکدر' ابوجعفر یزید بن قعقاع' ابوایوب سختیانی' ابوالزناد' ہمام بن منبہ' واصل بن عطاء معتزلی۔

بلی اور زبان

صولی محمد بن صالح سے روایت کرتے ہیں۔ جب مروان حمار قتل ہوا تو عبداللہ بن علی کی طرف اس کا سر بھیجا گیا۔ اس نے دیکھ کر علیحدہ رکھ دیا تو ایک بلی آ کر اس کی زبان کھانے لگی۔ اس پر عبداللہ نے کہا اگر ہم تمام عمر میں یہی عجیب بات دیکھتے کہ بلی مروان کی زبان کھا رہی ہے تو ہمارے لئے کافی تھا۔ (یعنی یہ نہایت ہی عجیب بات ہے۔)

عباسیوں کی سلطنت

خلیفہ سفاح

ابوالعباس سفاح عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم عباسیوں کا پہلا خلیفہ ہے۔ 108 یا 104 ہجری میں بلقاء کے مقام حمید میں پیدا ہوا اور وہیں پرورش پائی۔ اس سے کوفہ میں بیعت کی گئی۔ اس کی والدہ رائطہ حارثیہ تھی۔ اپنے بھائی ابراہیم بن محمد سے روایت کرتے ہیں اور ان سے ان کے چچا عیسیٰ بن علی نے روایت کی ہے۔ اپنے بھائی منصور سے (ابوالعباس) چھوٹا تھا۔

مٹھیاں بھر بھر

احمد رحمہ اللہ تعالیٰ مسند میں ابوسعید خدری سے راوی ہیں۔ رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اخیر زمانے میں جبکہ فتنے ظاہر ہوں گے میرے اہل بیت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا' اسے سفاح کہا جائے گا۔ وہ لوگوں کو مٹھیاں بھر بھر کر مال عطا کرے گا۔

قاری قرآن

عبیداللہ عیشی کہتے ہیں۔ میرے والد نے بیان کیا کہ میں نے علماء سے سنا وہ کہتے تھے۔ بخدا اب سلطنت بنی عباس کو مل گئی ہے اور زمین بھر میں ان سے بڑھ کر کوئی قرآن کا قاری اور مجاہد نہیں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

آخر کار خلافت

ابن جریر طبری کہتے ہیں جس روز سے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے چچا عباس رضی اللہ عنہ کو فرمایا آخر کار خلافت تمہاری اولاد میں آ جائے گی۔ اس وقت سے بنو عباس خلافت کے امیدوار چلے آتے تھے۔

ایک بات

رشید بن کریب کہتے ہیں۔ ابو ہاشم عبداللہ بن محمد بن حنیفہ شام کی طرف گئے تو انہیں

رستے میں محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس ملے تو انہوں نے کہا آپ میرے چچازاد بھائی ہیں۔ مجھے ایک بات معلوم ہوئی ہے اور میں چاہتا ہوں آپ کو بتادوں۔ مگر وہ کسی اور کو نہ بتائی اور وہ یہ کہ یہ سلطنت جس کی خواہش کررہے ہیں آخر آپ کو ہی ملے گی۔ محمد بن علی نے کہا یہ بات ہے تو آپ نے مجھے تو بتلادی مگر کسی اور کو نہ بتلایئے گا۔

متولیٔ امر خلافت

مدائنی کئی لوگوں سے روایت کرتے ہیں۔ امام محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے فرمایا ہمیں تین اوقات میں سلطنت کی امید تھی۔ ایک تو یزید بن معاویہ کے مرنے کے بعد اور دوسرے ان کے سوسال گزرنے کے بعد اور تیسرے افریقہ کی بدنظمی کے بعد اور یقین تھا کہ ان اوقات میں لوگ ہمیں بلائیں گے اور ہمارے مددگار پہنچیں گے۔ جب یزید بن مسلم افریقہ میں قتل ہوا تو محمد نے ایک شخص کو خراسان بھیج کر کہلا بھیجا تم لوگ محمد ﷺ کی طرف رجوع کرو۔ لیکن کسی کا نام نہ لیا۔ پھر ابومسلم خراسانی وغیرہ کو خط دیکر وہاں کے امراء کی طرف بھیجا تو انہوں نے اس بات کو مان لیا۔ لیکن یہ بات ابھی پختہ نہ ہونے پائی تھی کہ امام محمد نے انتقال کیا اور اپنے بیٹے ابراہیم ولی عہد کو قید کردیا اور بعدازاں قتل کردیا۔ ان کے بعد ان کے بھائی عبداللہ سفاح سے لوگوں نے بتاریخ 3 ربیع الاول 132 ہجری میں کوفہ میں بیعت کی۔ انہوں نے لوگوں کو وہاں جمعہ کی نماز پڑھائی اور خطبہ فرمایا۔ سب تعریفوں کے لائق وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے اسلام کو اپنا دین منتخب فرمایا اور اس کو شرف وعظمت عطا کی اور ہمارے لیے اس کو پسند کیا اور ہم کو اس کی تائید کی توفیق دی اور ہم کو اس کا اہل اور اس کا قلعہ بنایا اور اس سے مکروہات کو دور کرنے کی طاقت عطا فرمائی۔ اس کے بعد آیات قرآنی سے اپنی قرابت ثابت کی اور پھر کہا جب اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کو اپنے پاس بلایا تو امر خلافت کے صحابہ کرام متولی ہوئے۔

نیکیاں مباح دشمن ہلاک

اور ان کے بعد بنوحرب و بنومروان اٹھ کھڑے ہوئے اور ظلم پر کمر باندھ لی اور فتنے برپا کیے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک مقررہ وقت تک ان کو مہلت دی۔ مگر انہوں نے خدا تعالیٰ کو خشمگین کیا تو خدا نے ہمارے ہاتھوں سے ان سے انتقام لیا اور ہمیں ہمارا حق واپس دیا تاکہ ہم ان لوگوں کی مدد کریں جو ان کے زمانہ میں ضعیف ہو چکے تھے۔ جس بات کو خدا تعالیٰ نے ہمارے ہی

خاندان میں شروع کیا' اسے ہمارے ہی خاندان میں ختم کر دیا۔ ہم اہل بیت کی توفیق اللہ تعالیٰ سے ہی ہے اور اے اہل کوفہ تم لوگ ہماری محبت کا محل اور ہماری موڈت کی منزل ہو۔ اب تم اس سے پھر و نہیں اور ظالموں کے ظلم کے باعث باز نہ رہو (یعنی پھر نہ جاؤ) کیونکہ تم ہمارے ساتھ تمام لوگوں سے اچھا برتاؤ کرنے والے اور ہمارے نزدیک سب سے زیادہ عزیز ہو۔ میں نے تمہارے عطیات میں سوسو کی ترقی کر دی ہے۔ پس تم تیار ہو جاؤ۔ میں وہ سفاح ہوں جو نیکیوں کو مباح کرنے والا اور دشمنوں کو ہلاک کرنے والا ہوں۔

مغرب اقصیٰ

عیسیٰ بن علی کہا کرتے تھے۔ جب انہوں نے حمیمہ سے نکل کر کوفہ کو جانے کا قصد کیا تو چودہ نہایت دلیر اور باہمت مردان کی حمایت کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔ جب مروان کو سفاح کی بیعت کی خبر ملی تو وہ بھی مقابلہ کے لیے نکلا مگر آخر قتل ہو گیا اور اس کے ساتھ بنوامیہ کے لاتعداد آدمی بھی قتل ہو گئے اور سفاح مغرب اقصیٰ تک تمام ممالک پر قابض ہو گیا۔

ذہبی کہتے ہیں۔ سفاح کی خلافت میں اتفاق کا شیرازہ بکھر گیا اور تفرقہ پڑ گیا' چنانچہ طاہرہ اور طبنہ سے لیکر بلاد سوڈان تک کا تمام علاقہ اس کے قبضہ سے نکل گیا اور اندلس بھی اس کے زیر حکومت نہ رہا۔ جو شخص غالب ہوتا تھا' وہ ان ممالک پر قابض ہو جاتا تھا۔

انبار دار الخلافہ

سفاح نے بماہ ذی الحج 136 ہجری میں چیچک کی مرض میں مبتلا ہو کر انتقال کیا وہ اپنے بھائی ابوجعفر کو ولی عہد مقرر کر گیا تھا۔ 134 ہجری میں اس نے انبار کو دار الخلافہ بنایا تھا۔

ہر حال میں بہتر

صولی کہتے ہیں۔ سفاح کہا کرتا تھا جب قدرت بڑھ جاتی ہے تو شہوت کم ہو جاتی ہے' نیز کہا کرتا تھا کہ سب سے کمینے لوگ وہ ہیں جو بخل کو احتیاط اور حلم کو ذلت تصور کرتے ہیں۔ اور یہ بھی کہا کرتا تھا جب حلم مفسد ٹھہرے تو کوئی نقصان واقع نہ ہو اور بادشاہ کو سست نہ کر دے۔ آہستگی ہر حال میں بہتر ہے۔ مگر جب فرصت ملے اس وقت نہیں چاہئے۔

خلاف نہ کرتا

صولی کہتے ہیں۔ سفاح نہایت ہی صحیح تھا۔ جب کسی سے وعدہ کر لیتا تو کبھی بھی اس کے

خلاف نہ کرتا اور جب تک اسے ادا نہ کر لیتا اپنی جگہ سے نہ ہلتا۔

جاؤ لے جاؤ

ایک دفعہ عبداللہ بن حسن نے سفاح سے کہا میں نے ایک لاکھ درہم سن ہی رکھے ہیں' کبھی دیکھے نہیں۔ سفاح نے اسی وقت ایک لاکھ درہم منگوا کر ان کے سامنے رکھوا دیے اور حکم دیا' جاؤ انہیں اپنے گھر لے جاؤ۔

نقش خاتم سفاح

سفاح کا نقش ''خاتم اللہ ثقہ عبداللہ و بہ یومن'' تھا۔ اس کے اشعار مشہور نہیں ہیں۔

جتنا حق ہے

سعید بن مسلم باہلی کہتے ہیں۔ عبداللہ بن حسن ایک دفعہ سفاح کے پاس آئے اور اس وقت مجلس بنی ہاشم اور امراء سے بھری تھی اور سفاح کے ہاتھ میں قرآن مجید تھا۔ انہوں نے آ کر کہا اے امیر المومنین! جو کچھ قرآن شریف میں خدا تعالیٰ نے ہمارا حق مقرر کیا ہے' وہ ہمیں دلوائیے۔ سفاح نے کہا آپ کے پڑدادا حضرت علی رضی اللہ عنہ مجھ سے بدرجہا بہتر اور عادل تھے تو انہوں نے اپنے بیٹوں حسن و حسین آپ کے دادوں کو جو تمام لوگوں سے بہتر تھے' تھوڑا سا دیا تھا اس لیے لازم ہے میں بھی آپ کو اتنا ہی دوں' زیادہ کے آپ حقدار نہیں ہیں۔ وہ یہ جواب سن کر چلے گئے اور کوئی جواب نہ دیا۔ لوگ سفاح کی اس حاضر جوابی سے حیران رہ گئے۔

عظیم الشان سلطنت

مؤرخین کا قول ہے۔ دولت بنی عباس میں اسلام کا شیرازہ بکھر گیا اور عربوں کا نام دفتر سے خارج ہو گیا اور ان کی بجائے ترکوں کو رکھا گیا' یہاں تک کہ وہ دیلم پر قابض ہو گئے اور ان کی ایک عظیم الشان سلطنت بن گئی اور ممالک کئی حصوں میں تقسیم ہو گئے اور ہر حصہ میں الگ بادشاہ مقرر ہو گیا جو لوگوں پر قہر و ظلم کرتا تھا۔

خونریزی میں

سفاح خونریزی میں بہت جلدی کیا کرتا تھا اور یہی حال اس کے عمال کا تھا لیکن باوجود اس کے نہایت سخی تھا۔ اس کے دور میں حسب ذیل علماء فوت ہوئے:

زید بن مسلم، عبداللہ بن ابی بکر بن حزم، ربیعۃ الرائی فقیہ اہل مدینہ، عبدالملک بن عمر، یحییٰ بن ابی اسحاق حضرمی، عبدالحمید کاتب المشہور جو بوصیر میں مروان کے ساتھ ہی قتل کیا گیا، منصور بن معتمر، ہمام بن منبہ۔

منصور بن ابو جعفر عبداللہ

منصور ابوجعفر عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس۔ اس کی والدہ سلامہ بربریہ ام ولد تھی۔ یہ 95 ہجری میں پیدا ہوا اور اپنے دادا کو دیکھا۔ مگر اس سے روایت نہیں کی بلکہ روایت اپنے باپ اور عطا بن یسار سے کی۔ اس سے اس کے بیٹے مہدی نے روایت کی۔ اس کے بھائی کی وصیت کے مطابق اس سے بیعت کی گئی۔ بنی عباس کے تمام خلفاء میں سے از روئے ہیبت وشجاعت، رائے اور دبدبے کے لحاظ سے بڑھا ہوا تھا۔ مال جمع کرنے کا اسے بڑا شوق تھا اور کھیل کود کے پاس بھی نہ پھٹکتا تھا۔ کامل العقل اور ادب وفقہ میں اعلیٰ مرتبہ رکھتا تھا۔ سینکڑوں کو قتل کر کے اپنا تسلط جمایا۔

فتویٰ دینے پر

اس نے امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو عہدۂ قضا سے انکار کرنے پر پٹوایا تھا۔ پھر انہیں قید کروایا جس کے بعد چند روز بعد ہی آپ کا انتقال ہوگیا۔ بعض کہتے ہیں چونکہ امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس پر خروج کرنے کا فتویٰ دیدیا تھا اس لیے اس نے انہیں زہر دلوادیا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

پائی پیسہ تک

منصور نہایت فصیح وبلیغ اور پرگو شخص تھا، امارت کو پسند کرتا تھا اور نہایت حریص وبخیل تھا۔ چونکہ اپنے ملازموں سے پائی پیسہ تک کا حساب لے لیا کرتا اس لیے اسے ابوالدوانیق کہتے تھے۔

ہم میں سے

خطیب ضحاک سے اور ابن عباس راوی ہیں۔ رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہم میں سے ہی سفاح ہوگا اور ہم میں سے ہی منصور مہدی ہوگا۔ (ذہبی کہتے ہیں یہ حدیث منکر ومنقطع ہے۔)

ہم سے ہی منصور

خطیب ابن عساکر و ابن عباس وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہم سے ہی سفاح اور ہم سے ہی منصور مہدی ہوگا (اس حدیث کی اسناد صحیح ہیں)

ظلم وسخاوت

ابن عساکر بسند اسحاق بن ابی اسرائیل ابوسعید خدری سے روایت کرتے ہیں۔ میں نے رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے سنا ہے۔ہم سے قائم اور ہم سے ہی منصور اور سفاح بھی ہم سے ہی ہوگا اور ہم سے ہی مہدی ہوگا اور قائم تو خونریزی کے بغیر خلیفہ ہوگا اور منصور کی رائے کبھی رد نہ کی جائے گی اور سفاح خونریزی بھی کرے گا اور سخاوت بھی اور مہدی زمین کو اسی طرح عدل سے پر کردیگا جیسے وہ پہلے ظلم سے پر ہوگی۔

وہاں رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام

منصور سے مروی ہے۔ میں نے ایک رات خواب دیکھا گویا میں حرم میں ہوں اور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے ہیں اور اس کا دروازہ کھلا۔ یکا یک ایک شخص نے آواز دی عبداللہ کہاں ہیں؟ اس پر میرا بھائی ابوالعباس کھڑا ہوا اور سیڑھی پر چڑھ کر اندر داخل ہوا۔ تھوڑی دیر کے بعد باہر نکلا تو اس کے پاس ایک نیزہ تھا جس کے ساتھ سیاہ پھریرا تھا جو تقریباً چار ہاتھ لمبا تھا۔ اس کے بعد آواز آئی عبداللہ کہاں ہیں؟ تو میں سیڑھی پر چڑھ کر اندر داخل ہوا تو دیکھتا ہوں وہاں رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما ہیں اور آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت عمر ؓ اور حضرت بلال ؓ تشریف فرما ہیں۔ مجھ سے آپ نے وعدہ لیا اور اپنی امت کے لیے وصیت فرمائی اور میرے سر پر عمامہ باندھا جس کے میرے سر پر تئیس پیچ آئے۔ اس کے بعد فرمایا: اے خلفاء کے باپ یہ لیکر جا۔

بیعت پر مائل

منصور آغاز 137 ہجری میں تخت خلافت پر بیٹھا اور سب سے قبل ابومسلم خراسانی کو جس نے لوگوں کو بنوعباس کی بیعت پر مائل کیا تھا اور ان کی سلطنت کی بنیاد ڈالی تھی قتل کرادیا۔

اہل علم وعدل سے

138 ہجری میں عبدالرحمٰن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک بن مروان اموی اندلس پر قابض ہوا اور اس کے بعد اس کی اولاد قریباً چار سو برس تک وہاں بادشاہی کرتی رہی۔ یہ عبدالرحمٰن اہل علم وعدل سے تھا اور والدہ اس کی بربریہ تھی۔

دنیا کے مالک

ابوالمظفر ابیوری کہتے ہیں۔ لوگ کہا کرتے تھے بربریوں کے دونوں بیٹے یعنی منصور اور عبدالرحمٰن بن معاویہ دنیا کے مالک ہوئے ہیں۔

بنیاد شہر بغداد

140 ہجری میں منصور نے شہر بغداد کی بنیاد ڈالی۔

فرقہ ریوندیہ

141 ہجری میں فرقہ ریوندیہ ظاہر ہوا۔ یہ لوگ تناسخ کے قائل تھے۔ پس منصور نے ان کو قتل کر ڈالا اور اسی سال طبرستان فتح ہوا۔

زبانی تعلیم وتعلّم

ذہبی لکھتے ہیں 143 ہجری میں علمائے اسلام نے تدوین علم حدیث، علم فقہ اور علم تفسیر کی تدوین شروع کی، چنانچہ ابن جریج نے مکہ میں اور مالک نے مُؤَطّأ مدینہ میں، اوزاعی نے شام میں، ابن عروبہ، حماد بن سلمہ وغیرہ نے بصرہ میں، معمر نے یمن میں اور سفیان ثوری نے کوفہ میں احادیث تصنیف کیں اور ابن اسحاق نے مغازی اور امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے فقہ پر کتابیں تصنیف کیں۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد ہشیم، لیث، ابن مبارک اور لہیعہ، ابویوسف، ابن وہب وغیرہ نے تصنیفیں کیں اور علم حدیث تدوین کی کثرت ہوئی اور کتب عربیہ، لغت، تاریخ، رجال، سیر وغیرہ میں بے بہا کتابیں لکھی گئیں۔ اس سے پہلے علماء حفظ پڑھایا کرتے تھے یا مختلف لوگوں کے پاس غیر مرتب نسخے تھے، جن سے تعلیم دیا کرتے تھے۔

یمین لازم نہیں

145 ہجری میں محمد ابراہیم نے منصور پر خروج کیا۔ منصور نے ان کو اور ان کے ساتھ بہت سے سیدوں کو قتل کر دیا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) یہی پہلا شخص ہے جس نے عباسیوں اور علویوں کے درمیان فتنہ وفساد ڈالا۔ حالانکہ اس سے قبل یہ سب ایک ہی شمار ہوتے تھے۔ منصور نے ان علماء کو بھی سخت تکالیف دیں جو ان دونوں کے ساتھ تھے یا جنہوں نے اس کے مقابلہ کا فتویٰ دیدیا تھا۔ ان ہی میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ' عبدالحمید بن جعفر اور ابن عجلان شامل تھے اور جن لوگوں نے محمد کے ساتھ ہو کر منصور کا مقابلہ کرنے کا حکم دیا تھا' مالک بن انس بھی ان میں سے تھے۔ جب ان سے کہا گیا کہ ہماری گردنوں میں منصور کی بیعت ہے' ہم اس کا مقابلہ کیسے کر سکتے ہیں تو آپ نے فرمایا یہ بیعت تم سے زبردستی لی گئی تھی اور مجبور کیے گئے پر یمین لازم نہیں آتی۔

147 ہجری میں جنگ قبرس ہوئی۔

خدمت کا صلہ

148 ہجری میں منصور نے اپنے چچا کے بیٹے عیسیٰ بن موسیٰ کو ولی عہدی سے معزول کر دیا۔ حالانکہ سفاح نے اس کو منصور کے بعد ولی عہد مقرر کیا تھا اور منصور کی طرف سے عیسیٰ بن موسیٰ نے ہی محمد اور ابراہیم کا مقابلہ کر کے ان پر فتح پائی تھی۔ لیکن اس کے باوجود منصور نے اس خدمت کے عوض کا صلہ یہ دیا کہ اس کو معزول کر کے اپنے بیٹے مہدی کو ولی عہد بنا دیا۔

لفظ امیر پر ہی

148 ہجری میں تمام ممالک پر منصور کا قبضہ ہو گیا اور لوگوں کے دلوں میں اس کی ہیبت بیٹھ گئی اور جزیرۂ اندلس کے علاوہ اور کوئی ملک اس کے قبضہ سے باہر نہ رہا کیونکہ وہاں عبدالرحمٰن بن معاویہ اموی کا قبضہ ہو چکا تھا۔ ہاں اس نے امیر المومنین کا لقب اختیار نہیں کیا بلکہ صرف لفظ امیر پر ہی اکتفا کیا۔

تعمیر بغداد

149 ہجری میں بغداد کی تعمیر مکمل ہو گئی تھی۔

پہاڑوں میں پناہ

150 ہجری میں سپاہ خراسان نے استاذسیس کی امارت کے ساتھ بغاوت کردی اور خراسان کے بڑے حصہ پر قابض و متصرف ہوگئی اور سخت فتنہ وفساد برپا کیا۔ اس سے منصور کو بڑا فکر پیدا ہوا اور اس نے اشم مروزی کی سرکردگی میں تین ہزار جوان ان کے مقابلے کے لیے بھیجے۔ مگر اشم قتل ہوا اور اس کا لشکر تہ تیغ کردیا گیا۔ اس پر منصو نے حازم بن خزیمہ کی کمان میں بہت بڑی فوج بھیجی۔ فریقین میں نہایت سخت لڑائی ہوئی۔ کہتے ہیں اس جنگ میں طرفین کے ستر ہزار آدمی قتل ہو گئے۔ آخر استاذسیس کو شکست ہوگئی اور اس نے بھاگ کر پہاڑیوں میں پناہ لی۔ دوسرے سال امیر حازم کے حکم سے تمام قیدی قتل کردیے گئے جن کی تعداد چودہ ہزار تھی اور ایک مدت تک استاذسیس کا محاصرہ رکھا۔ آخر تنگ آ کر اس نے خود اپنے آپ کو حوالے کردیا۔ انہوں نے اسے قید کرلیا اور اس کے لشکر کو جو تیس ہزار کے قریب تھا رہا کردیا۔

شہر رصافہ

151 ہجری میں شہر رصافہ کی تعمیر ہوئی۔

153 ہجری میں منصور نے حکم جاری کیا سب لوگ لمبی ٹوپیاں پہنا کریں۔ یہ ٹوپیاں بانس کی تیلیوں اور چتوں سے بنائی جاتی تھیں اور انہیں حبشی لوگ پہنا کرتے تھے۔ اس پر ابودلامہ شاعر نے یہ اشعار کہے:

وَكُنَّا نُرَجِّي مِنْ اِمَامٍ زِيَادَةً ۔۔۔ فَزَادَ الْاِمَامُ الْمُصْطَفٰى فِي الْقَلَانِسِ

ترجمہ: ہمیں تو خلیفہ سے جو امام وقت ہے کسی اور بات کی زیادتی کی امید تھی مگر اس نے زیادتی یہ کی کہ ٹوپیاں پہنا کرو۔

تَرَاهَا عَلٰى هَامِ الرِّجَالِ كَاَنَّهَا ۔۔۔ دِنَانُ يَهُوْدُ جُلِّلَتْ بِالْبَرَانِسِ

ترجمہ: وہ لوگوں کے سروں پر ایسی دکھائی دیتی ہیں جیسے کہ یہودیوں کے سروں پر مٹکے ہوتے ہیں اور ان پر بارانی کوٹ پہنا گیا ہوتا ہے۔

حج کا موقع

158 ہجری میں منصور نے اپنے نائب مکہ کو حکم بھیجا کہ سفیان ثوری اور عباد بن کثیر کو

قید کر کے بھیج دو۔ اس پر وہ قید کر دیئے گئے۔ لوگوں کو سخت اندیشہ ہوا کہ کہیں منصور انہیں قتل ہی نہ کر دے۔ اسی اثنا میں حج کا موقع آ گیا اور خدا تعالیٰ نے اسے مکہ میں صحیح و سالم نہ پہنچایا بلکہ مریض ہو کر پہنچا اور مرض اسہال سے ذی الحجہ میں مر گیا اور حجون اور بر میمون کے درمیان دفن ہوا۔ سلم خاسر نے خوب کہا ہے:

قَفَلَ الْحَجِيْجُ وَخَلَّفُوا ابْنَ مُحَمَّدٍ رَهْنًا بِمَكَّةَ فِي الضَّرِيْحِ الْمُلْحَدِ

ترجمہ: حاجی واپس آئے اور ابن محمد یعنی اپنے امام کو قبر میں جو مکہ معظمہ میں ہے رہن کر آئے۔

شَهِدُوا الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا وَاِمَامُهُمْ تَحْتَ الصَّفَائِحِ مُحْرِمًا لَمْ يَشْهَدِ

ترجمہ: اس کے رفیقوں نے حج کے تمام ارکان پورے کیے اور اس کو بحالت احرام پتھروں کی سلوں کے نیچے دفن کر آئے۔

سبب جمع مال

ابن عساکر روایت کرتے ہیں۔ قبل از خلافت جب منصور طلب علم میں ادھر ادھر پھرا کرتا تھا تو ایک دن وہ ایک منزل پر اترا تو چوکیدار نے اس سے دو درہم محصول کے مانگے۔ منصور نے کہا میں بنو ہاشم سے ہوں مجھے معاف کر دے وہ نہ مانا۔ منصور نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کے چچا کی اولاد سے ہوں۔ اس نے پھر بھی نہ سنا۔ آخر جب اس نے تنگ کیا تو منصور نے دو درہم دیدیئے اور اس روز سے مال جمع کرنے اور اس کیلئے کوشش کرنے کا ارادہ کر لیا۔ یہاں تک کہ اس کا لقب ابو الدوانیق پڑ گیا۔

خلفاء اور بادشاہ

ربیع بن یوسف حاجب سے مروی ہے۔ منصور کہا کرتا تھا خلفاء چار ہی ہوئے ہیں۔ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور بادشاہ بھی چار ہی ہوئے ہیں۔ معاویہ رضی اللہ عنہ، عبدالملک، ہشام اور میں (یعنی منصور)۔

مالک بن انس سے مروی ہے کہ میں ابو جعفر منصور کے پاس آیا تو اس نے مجھ سے پوچھا کہ رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کون شخص افضل ہے؟ میں نے کہا حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما۔ منصور نے کہا تم نے سچ کہا، میری بھی یہی رائے ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

نگہبان بنایا ہے

اسمٰعیل فہری سے مروی ہے کہ عرفہ کے روز منصور نے خطبہ میں کہا اے لوگو! خدا تعالیٰ نے مجھے اپنی زمین کا بادشاہ بنایا ہے تا کہ اس کی توفیق اور ہدایت سے رعایا پروری کروں۔ خدا تعالیٰ نے مجھے اپنے مال کا حافظ ونگہبان بنایا ہے تا کہ اسے اس کے ارادہ اور حکم کے موافق خرچ کروں اور خدا تعالیٰ نے مجھے اپنے مال پر بمنزلہ قفل بنایا ہے۔ جب چاہتا ہے اسے بند کر دیتا ہے اور جب چاہتا ہے اسے تمہارے عطا کرنے کے لیے اسے کھول دیتا ہے اور جب چاہتا ہے اسے بند کر دیتا ہے۔ پس اے لوگو! خدا تعالیٰ کی طرف مائل ہو جاؤ اور ایسے بزرگ دن میں جس میں اللہ نے اپنے فضل وکرم کا اظہار کر کے فرمایا۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ۔ (پ6 سورۃ المائدہ آیت 2) ترجمہ: آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو دین پسند کیا۔ (ترجمہ وحوالہ از کنز الایمان، صاحبزادہ مبشر سیالوی)

دعا سننے والا

خدا تعالیٰ سے سوال کرتا کہ خدا تعالیٰ مجھے تمہارے ساتھ نیکی اور احسان کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور میرے ہاتھ سے عدل کے ساتھ تمہیں عطیات دلوائے۔ وہی دعا سننے والا اور قبول کرنے والا ہے۔

صولی نے بھی بعینہٖ یہی خطبہ درج کیا ہے۔ مگر اس کے شروع میں اس کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ منصور پر لوگ بخل کی تہمت لگاتے تھے اور خطبے کے آخر میں لکھا ہے اس کے بعد لوگوں نے کہا امیر نے مال خرچ ہونے سے بچانے کیلئے خدا کے حوالے کر دیا ہے۔

ایسے ناصح پر

اصمعی وغیرہ سے مروی ہے۔ منصور ایک دن منبر پر چڑھا اور ابھی اس نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَحْمَدُہٗ وَاَسْتَعِیْنُہٗ وَاُوْمِنُ بِہٖ وَاَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں۔ میں اس کی حمد بیان کرتا ہوں اور اس سے مدد طلب کرتا ہوں اور اسی پر ایمان لاتا ہوں اور اس پر ہی بھروسہ کرتا ہوں اور میں گواہی دیتا

ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ تنہا ہے کوئی اس کا شریک نہیں۔

الفاظ ہی کہے تھے ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا اے امیر ذکر خدا کے ساتھ یہ بھی بتاؤ کہ تم کون ہو؟ منصور نے کہا مرحبا! تم نے خوب کہا اور ایک بڑی بات سے مجھے ڈرایا ہے۔ میں اس بات سے خدا تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں کہ میں ان لوگوں سے بنوں کہ جب ان سے کہا جائے کہ خدا تعالیٰ سے ڈرو تو وہ اور بھی منہیات پر جسارت کرنے لگتے ہیں پند و نصیحت ہم ہی سے شروع ہوئی ہے اور ہم ہی سے نکلی ہے اور اے فلاں! تم نے جو مجھے نصیحت کی ہے۔ تو محض خدا تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے نہیں کی ہے بلکہ اس لیے کی ہے تاکہ لوگ تمہیں شاباش دیں اور کہیں کہ یہ شخص بادشاہوں کو بھی نصیحت کرنے سے نہیں ڈرتا اور اگر وہ اسے سزا دیں تو صبر کرتا ہے۔ پس ایسے ناصح پر نہایت افسوس ہے۔ جاؤ اب میں نے تمہیں معاف کیا۔ اے لوگو! تم ایسے اشخاص سے پرہیز کیا کرو۔ اس کے بعد منصور نے اپنا خطبہ وہیں سے شروع کیا جہاں سے چھوڑا تھا جیسے کہ وہ لکھا ہوا پڑھ رہا تھا۔

شکر بجالانا

کئی طرق سے مروی ہے۔ منصور نے اپنے بیٹے مہدی سے کہا اے ابا عبداللہ خلیفہ کے لیے تقویٰ لازمی ہے۔ بادشاہ کے لیے اطاعت اور رعیت کے لیے عدل سب سے بہتر وہ شخص ہے جو باوجود قدرت ہونے کے درگزر کر دے اور بیوقوف ترین وہ شخص ہے جو اپنے سے کمزور پر ظلم کرے۔ جب تک کسی معاملہ میں اچھی طرح سے غور نہ کر لیا گیا ہو اس میں حکم نہیں صادر کرنا چاہئے کیونکہ غور و فکر ایک طرح کا آئینہ ہے جس میں حسن و قبح نظر آ جاتا ہے۔ اے میرے بیٹے! ہمیشہ نعمت کا شکر کرنا اور قدرت میں عفو کرنا اور تالیف قلوب کے ساتھ اطاعت کی امید رکھنا فتحیابی کے بعد تواضع و رحمت اختیار کرنا۔

قیامت کے روز

مبارک بن فضالہ سے مروی ہے۔ ہم منصور کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اس نے ایک شخص کو بلایا اور پھر تلوار منگوائی۔ میں نے کہا اے امیر! حسن رضی اللہ عنہ سے میں نے سنا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "قیامت کے روز منادی کی جائے گی۔ جن لوگوں کا کوئی اجر خدا تعالیٰ پر ہو وہ کھڑے ہو جائیں۔ کوئی شخص کھڑا نہ ہوگا مگر وہ جس کسی نے کسی کو معاف کیا

ہوگا وہ کھڑا ہو جائے۔ منصور نے یہ سن کر اسے معاف کر دیا۔

عدل اور فضل

اصمعی کہتے ہیں۔ایک شخص کو سزا دینے کیلئے منصور کے پاس لایا گیا تو اس نے کہا اے امیر! انتقام لینا عدل ہے اور تجاوز کرنا فضل ہے اور ہم امیر کو خدا تعالیٰ کی پناہ میں دیتے ہیں تا کہ وہ اپنے لیے ان سے کم حصہ اختیار کرے۔ یہ سن کر منصور نے اسے چھوڑ دیا۔

جمع نہیں کیں

اصمعی کہتے ہیں۔ملک شام میں منصور ایک اعرابی سے ملا تو اس سے کہنے لگا کہ شکر کرو کہ اللہ تعالیٰ نے ہم اہل بیت کو حاکم بنا کر تم سے طاعون کو دور کر دیا ہے۔اعرابی نے جواب دیا طاعون اور تمہاری ولایت دونوں قبیح چیزیں ہیں اور خدا تعالیٰ نے ہم پر کبھی دو قبیح باتیں جمع نہیں کیں۔

اگر حاجت ہو

محمد بن منصور بغدادی سے مروی ہے۔منصور کے پاس ایک زاہد آیا اس نے کہا آپ کو خدا تعالیٰ نے تمام دنیا عطا کی ہے۔اس سے خرچ کر کے اپنی آسائش بھی خرید لیں۔اس رات کو یاد کیا کر جب تو قبر میں جائے گا اور جیسی رات تو نے کبھی نہ دیکھی ہوگی اور وہ ایسی رات ہوگی' نہ کوئی دن آئے گا اور نہ کوئی رات۔ منصور یہ بات سن کر خاموش ہو گیا اور پھر اسے انعام دینے کا حکم دیا۔اس نے کہا اگر مجھے آپ کے مال کی حاجت ہوتی تو تمہیں نصیحت نہ کرتا۔

میں نہ مانگوں

عبداللہ بن سلام بن حرب سے مروی ہے۔منصور نے عمرو بن عبید کو بلوایا۔ جب وہ اس کے پاس آئے تو انہیں انعام دینے کا حکم دیا۔لیکن انہوں نے اس سے انکار کر دیا۔منصور نے کہا بخدا آپ کو یہ قبول کرنا پڑے گا۔انہوں نے کہا بخدا میں اسے قبول نہیں کروں گا۔مہدی نے کہا اب تو امیر نے قسم کھالی ہے' اب آپ ضرور لے لیجئے۔انہوں نے کہا میری نسبت قسم کا کفارہ دینا امیر کو زیادہ آسان ہے۔منصور نے کہا کوئی حاجت ہو تو بیان کیجئے۔انہوں نے کہا صرف اتنی حاجت ہے جب تک میں خود نہ آؤں' مجھے بلایا نہ کرو اور جب تک میں خود نہ مانگوں' دیا نہ کرو۔پھر منصور نے کہا آپ کو معلوم ہے میں نے اس (یعنی مہدی) کو اپنا ولی عہد بنایا ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

انہوں نے کہا جب یہ خلیفہ ہوگا تو تم اور باتوں میں مشغول ہو گے۔

بادشاہ سے اختلاف

عبداللہ بن صالح سے مروی ہے کہ منصور نے بصرہ کے قاضی سوار بن عبداللہ کی طرف لکھا فلاں زمین کا مقدمہ جس میں فلاں تاجر اور فلاں فوجی افسر جھگڑ رہے ہیں' وہ زمین فوجی افسر کو دلوائیے۔ قاضی نے لکھا کہ میرے نزدیک یہ ثابت ہوا ہے کہ وہ زمین تاجر کی ہے اس لیے جب تک اس کے برخلاف کوئی گواہ نہ ہو' اس سے کیسے چھین سکتا ہوں۔ منصور نے پھر لکھا کہ وہ زمین ضرور اس فوجی افسر کو دلوائیے۔ قاضی نے جواب لکھا کہ بخدا میں کسی طرح بھی اسے تاجر سے نہیں لے سکتا۔ جب یہ جواب منصور کو پہنچا تو کہنے لگا' بخدا میں نے زمین کو عدل سے بھر دیا ہے' یہاں تک کہ میرے قاضی بھی مجھ سے حق بات میں اختلاف کرتے ہیں۔

مجھ سے موافقت

مروی ہے منصور سے کسی نے قاضی سوار کی شکایت کی۔ اس نے اسے بلا بھیجا۔ جب وہ منصور کے پاس آ بیٹھے تو اسے چھینک آئی۔ قاضی نے یرحمک اللہ نہ کہا۔ منصور نے کہا تو نے یرحمک اللہ کیوں نہیں کہا۔ قاضی نے کہا کہ آپ نے الحمدللہ نہیں کہا۔ منصور نے کہا میں نے دل میں کہہ لیا تھا۔ قاضی نے کہا میں نے بھی یرحمک اللہ دل میں کہہ لیا تھا۔ منصور نے کہا کہ آپ اپنے مرتبہ پر بحال رہئے۔ جب حق کے خلاف آپ نے مجھ سے موافقت نہیں کی تو اور کسی معاملہ میں کب ہوگی؟

انصاف اور دیانتداری

عمیر مدنی سے مروی ہے۔ ایک دفعہ منصور مدینہ میں آیا۔ اس وقت محمد بن عمران طلحی وہاں کے قاضی تھے اور میں ان کا منشی تھا۔ چند شتربانوں نے کسی معاملہ میں قاضی مدینہ کے سامنے خلیفہ پر نالش کر دی۔ اس پر قاضی صاحب نے مجھے کہا بادشاہ کو یہاں حاضر ہونے کے لیے لکھو۔ میں نے کہا مجھے اس بات سے معاف رکھئے۔ لیکن انہوں نے کہا تمہیں لکھنا پڑے گا۔ آخر میں نے خط لکھا اور اس پر مہر لگا دی۔ پھر انہوں نے کہا یہ خط لے جانا بھی تمہیں ہی پڑے گا۔ میں خط لیکر ربیع کے پاس گیا اور انہوں نے اسے امیر کے سامنے پیش کیا اور پھر باہر آ کر لوگوں کو کہا امیر کہتا ہے مجھے کچہری میں جانا پڑ گیا ہے اس لیے میرے ساتھ کوئی نہ جائے۔ پھر

WWW.NAFSEISLAM.COM

ربیع اور خلیفہ دونوں وہاں آئے تو قاضی محمد ان کی تعظیم کے لیے بالکل نہ اٹھے بلکہ چادر پنڈلیوں کے گرد باندھ کر بیٹھ گئے اور پھر مدعیوں کو بلا کر خلیفہ پر ڈگری کر دی۔ جب مقدمہ سے فارغ ہوئے تو منصور نے کہا اس انصاف اور دینداری کے عوض اللہ تجھے جزائے خیر عطا کرے۔ میں نے تمہیں دس ہزار دینار بطور انعام دیئے۔

ابودلامہ شاعر

محمد بن حفص عجلی سے مروی ہے۔ ابی دلامہ شاعر کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی۔ اس نے منصور کو خبر دی اور یہ شعر پڑھے:

لَوْ كَانَ يَقْعُدُ فَوْقَ الشَّمْسِ مِنْ كَرَمٍ   قَوْمٌ" لَقِيْلَ اُقْعُدُوْ يَا آلِ عَبَّاسٍ

ترجمہ: اگر کوئی قوم کثرت عطا کے باعث آسمان پر بیٹھ سکتی ہے تو کہا جائے گا اے آل عباس تم بیٹھو۔

ثُمَّ ارْتَقُوْ فِي شُعَاعِ الشَّمْسِ كُلُّكُمْ   اِلَى السَّمَاءِ فَاَنْتُمْ اَكْرَمُ النَّاسِ

اور اس کے بعد ترقی کر کے شعاع شمس میں جا بیٹھو کیونکہ تم تمام لوگوں سے زیادہ معزز ہو۔

پھر ابودلامہ نے ایک تھیلی نکالی۔ منصور نے کہا یہ کیا ہے۔ ابودلامہ نے کہا جو کچھ دینا ہو اس میں ڈال دیجئے۔ منصور نے کہا اچھا اسے درہموں سے پر کر دو۔ جب اسے پر کرنے لگے تو اس میں دو ہزار درہم آئے۔

کس کا نام؟

محمد بن سلام جمحی سے روایت ہے۔ منصور سے کہا گیا کیا دنیا کی کوئی ایسی بھی تمنا ہے جو آپ کو نہ ملی ہو۔ کہنے لگا' صرف ایک خواہش باقی ہے اور وہ یہ کہ میں ایک مسند پر بیٹھوں اور میرے گرد حدیث مبارکہ پڑھنے والے طلباء بیٹھے ہوں اور حدیث لکھتے ہوں اور کہہ رہے ہوں ذرا مکرر فرمایئے۔ آپ نے کس کا نام لیا؟ راوی کہتا ہے اگلے روز تمام وزراء اور ان کے بیٹے قلمیں' دواتیں اور کاغذ لیکر حاضر ہو گئے۔ منصور نے کہا تم وہ نہیں ہو بلکہ روایت حدیث ان کا کام ہوتا ہے جن کے کپڑے میلے کچیلے ہوں' پاؤں برہنگی کے باعث پھٹ گئے ہوں' بال بڑھے ہوئے ہوں۔

یہی طریقہ ہے

عبدالصمد بن علی سے مروی ہے۔ انہوں نے منصور سے کہا' آپ نے سزا دینے پر ایسی کمر باندھی ہے گویا عفو کا نام ہی آپ نے کبھی نہیں سنا۔ کہنے لگا اب تک بنی مروان کا خون نہیں سوکھا اور آل ابی طالب کی تلواریں ابھی میان میں نہیں پہنچیں اور ہم ایسی قوم سے ہیں جن کو لوگوں نے کل کمینہ دیکھا تھا اور آج خلیفہ دیکھتے ہیں اس لیے ہماری ہیبت دلوں میں اسی طرح ہی بیٹھ سکتی ہے کہ ہم عفو کو بھلا دیں اور عقوبت کو استعمال کریں۔

غناء اور بلاغت

یونس بن حبیب سے مروی ہے۔ زیاد بن عبداللہ حارثی نے منصور کو اپنے عطاء اور رزق کی زیادتی کے لیے لکھا اور عبارت اس کی نہایت فصیح لکھی۔ منصور نے جواب لکھا جب غناء و بلاغت کسی شخص میں جمع ہوتی ہیں تو اس میں تکبر پیدا کر دیتی ہیں اور میں اس سے ڈرتا ہوں اس لیے تمہیں بلاغت پر ہی اکتفا کرنا چاہئے۔

ہرمہ شاعر کا شعر

محمد بن سلام سے مروی ہے۔ ایک لونڈی نے منصور کی قمیص کو پیوند لگا ہوا دیکھا تو کہا سبحان اللہ خلیفہ کو قمیص نہیں ملی۔ منصور نے یہ سن کر کہا تو نے ہرمہ کا یہ شعر نہیں سنا:

قَدْ یُدْرِکُ الشَّرَفَ الْفَتٰی وَرِدَاءُهٗ خَلَقٌ وَجَیْبُ قَمِیْصِهٖ مَرْقُوْعٌ

ترجمہ: کبھی ایسا شخص بھی بزرگی حاصل کر لیتا ہے جس کی چادر کہنہ ہوتی ہے اور اس کی قمیص کا گریبان پیوند لگا ہوتا ہے۔

قریب تھا کہ؟

عسکری اوائل میں لکھتے ہیں۔ منصور عباسیوں میں ایسا بخیل تھا جیسا عبدالملک بنی امیہ میں تھا' چنانچہ کسی نے پیوند لگی قمیص منصور پر دیکھ کر کہا خدا تعالیٰ کی قدرت دیکھو۔ اس نے منصور کو باوجود سلطنت کے مفلسی میں مبتلا رکھا ہے۔ سلم الحاوی نے اس مضمون کو گانے میں ادا کیا۔ منصور نے بھی سن لیا اور اس قدر خوش ہوا قریب تھا کہ خوشی کے مارے گھوڑے سے گر پڑے اور اس کو نصف درہم انعام دینے کا حکم دیا۔ سلم نے کہا میں نے ایک دفعہ ہشام کو شعر سنائے تو اس

نے مجھے دس ہزار درہم عطا کیے تھے۔منصور نے کہا اس کو بیت المال سے اس قدر روپیہ دینے کا حق تو نہ تھا۔اے ربیع کسی شخص کو مقرر کرو وہ درہم اس سے وصول کرے۔لوگوں نے سفارش کی تو کہنے لگا اچھا آتے جاتے وقت یہ شعر مجھے بغیر انعام کے سنادیا کرو۔

کیوں مانگتا ہے؟

عسکری اوائل میں لکھتے ہیں۔ابن ہرمہ شراب بہت پیا کرتا تھا۔ایک دفعہ اس نے منصور کے پاس آکر یہ شعر پڑھے؟

لَہُ لَحَظَات" مِنْ حَفَا فَیْ سَرِیْرَةِ اِذَا کَرَّهَا فِیْهَا عِقَاب" وَنَائِلُ

ترجمہ:ممدوح کیلئے تخت کی ہردو جانب ایسی نظریں ہیں کہ جب انہیں مکرر کرتا ہے تو ان میں عذاب اور بخشش ہوتی ہے۔

فَاَمَّا الَّذِیْ اٰمَنْتَ اٰمَنَتْہُ الرَّدٰی وَاَمَّا الَّذِیْ حَاوَلْتَ بِالثَّکْلِ ثَاکِلُ

ترجمہ:جس شخص کو تو امن دے وہ ہلاکت سے محفوظ ہوجاتا ہے اور جس کی ہلاکت کا تو قصد کرلے اس کی ماں بیٹے کے درد سے روئے گی۔

منصور کو یہ شعر بہت پسند آئے اور کہا مانگ کیا مانگتا ہے۔اس نے کہا میری صرف یہ خواہش ہے آپ عامل مدینہ کو لکھ بھیجئے جب میں نشہ میں ہوں تو مجھے سزا نہ دے۔منصور نے کہا یہ نہیں ہوسکتا۔میں خدا تعالیٰ کی مقرر کردہ سزاؤں میں کچھ دخل دوں۔

80 کے بدلے 100

ابن ہرمہ نے کہا پھر کوئی حیلہ کیجئے۔منصور نے اپنے عامل کو لکھا کہ جو تمہارے پاس ابن ہرمہ کو نشہ کی حالت میں پکڑ کرلائے تو اسے سو درے لگوانا اور ابن ہرمہ کو اسی درے لگوانا۔ابن عون جب اسے نشہ میں دیکھتے تو کہتے کس کو ضرورت پڑی ہے کہ وہ اسی دروں کے عوض سو درے خریدے۔کہتے ہیں اس مرتبہ منصور نے ابن ہرمہ کو دس ہزار درہم بھی دیئے تھے اور کہا اے ابراہیم انہیں احتیاط سے رکھنا اور نہیں ملیں گے۔اس نے کہا اِنِّیْ اَلْقَاکَ عَلَی الصِّرَاطِ بِهَا بِخَتْمَةِ الْجَهْبَذِ

یعنی میں تیرے لیے ان درہموں کے عوض ایک نقد قرآن کریم ختم کروں گا اور تجھ سے پل صراط پر ملاقات ہوگی۔)منصور شعر کم ہی کہا کرتا تھا۔ذیل کے دو شعر اسی کے ہیں:

إِذَا كُنْتَ ذَا رَأْيٍ فَكُنْ ذَا عَزِيْمَةٍ ۔۔۔ فَإِنَّ فَسَادَ الرَّايِ اَنْ يَّتَرَدَّدَا

ترجمہ: اگر تو صاحب رائے ہے تو مضبوط ارادے والا بھی ہو کیونکہ رائے کا متردد ہونا برا ہے۔

وَلَاتُمْهِلِ الْاَعْدَاءَ يَوْمًا بِقُدْرَةٍ ۔۔۔ وَبَادِرْهُمْ اِنْ يَمْلِكُوْ مِثْلَهَا غَدًا

ترجمہ: اگر قدرت ہوتو دشمن کو ایک دن کی بھی مہلت نہ دے تاکہ کل وہ تم پر غالب آجائے۔

قریب ہے تمہارا رب

عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم افریقی کہتے ہیں۔ میں اور منصور ایک ہی جگہ پڑھا کرتے تھے۔ ایک روز منصور مجھے اپنی قیام گاہ پر لے گیا اور میرے سامنے کھانا لاکر رکھا اور اس میں گوشت نہ تھا۔ پھر اپنی لونڈی سے کہا تمہارے پاس کچھ حلوہ ہے۔ اس نے کہا نہیں' پھر کہا کھجور بھی نہیں' اس نے جواب دیا نہیں۔ یہ سن کر منصور لیٹ گیا اور یہ آیات پڑھیں قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ ۔(پ9 سورۃ الاعراف آیت 129) ترجمہ: کہا قریب ہے کہ تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کرے۔(ترجمہ وحوالہ از کنز الایمان صاحبزادہ محمد مبشر سیالوی)

اگر برا ہوتو؟

جب وہ خلیفہ ہوا تو میں اسے ملنے گیا تو مجھ سے کہنے لگا تم بنی امیہ کے مقابلے میں میری خلافت کو کیسا پاتے ہو؟ میں نے کہا ان کے زمانہ میں اتنا ظلم کبھی نہیں ہوتا تھا جتنا آپ کے زمانے میں ہوتا ہے۔ کہنے لگا ہمیں مددگار نہیں ملتے۔ میں نے کہا عمر بن عبدالعزیز کہا کرتے تھے بادشاہ بمنزلہ بازار کے ہوتا ہے جس چیز کی زیادہ بکری ہو بازار میں وہی چیز آتی ہے۔ ایسے ہی اگر بادشاہ نیک ہوتو اس کے پاس لوگ بھی نیک آتے ہیں اور اگر برا ہوتو اس کے پاس لوگ بھی برے ہی آتے ہیں۔ یہ بات سن کر منصور نے اپنا سر نیچے کر لیا۔

تین کے علاوہ

منصور کہا کرتا تھا۔ بادشاہ تین باتوں کے سوا ہر بات کو برداشت کر لیتے ہیں۔ راز ظاہر ہو جانا' حرام میں تعرض (پردہ داری میں مداخلت) اور ملک میں خرابی ڈالنا (اسے صولی نے بیان کیا ہے) نیز اس کا قول تھا کہ جب تیرا دشمن تیری طرف ہاتھ بڑھائے تو اگر تجھ میں طاقت ہو اسے ختم کردے ورنہ اسے چوم لے۔

موقع نہ پاسکا

صولی یعقوب بن جعفر سے روایت کرتے ہیں۔ منصور کی ذہانت اس سے معلوم ہوتی ہے ایک دفعہ وہ مدینہ میں آیا اور ربیع کو کہا ایک ایسا شخص مجھے لادو جو لوگوں کے گھر مجھے بتاتا جائے۔ اس پر ربیع نے ایک شخص کو لا کر حاضر کیا۔ وہ منصور کو لوگوں کے گھر بتاتا رہا۔ جب وہ جانے لگا تو منصور نے اسے ایک ہزار درہم انعام دینے کا حکم فرمایا۔ اس نے جا کر ربیع سے مطالبہ کیا۔ اس نے کہا کہ مجھے حکم نہیں ملا۔ امیر منصور ابھی سوار ہوگا جا کر پھر یاد دلانا۔ وہ امیر کے پاس جا پہنچا مگر گفتگو کرنے کا موقع نہ پاسکا۔ جب وہاں سے آنے لگا تو کہا اے امیر! یہ عاتکہ کا گھر ہے جس کی نسبت احوص نے یہ شعر کہا ہے:

يَـا بَيْـتَ عَـاتِكَةِ الَّـذِىْ اَتَعَـزَلُ ‏ ‏ ‏ حَـذْرُ الْعِدٰى وَبِكَ الْفُوٰادُ الْمَوَكَّلِ

ترجمہ: اے عاتکہ کے گھر جس سے میں دشمنوں کے خوف سے بتکلف دور ہوتا ہوں حالانکہ میرا دل تیرے ہی پاس رہے گا۔

خلیفہ کو اس کا یہ بے موقع شعر پڑھنا برا معلوم ہوا۔ اس نے جھٹ پٹ ایک قصیدہ پڑھنا شروع کر دیا جس میں ایک شعر یہ بھی تھا:

وَاَرَاكَ تَـفْـعَلُ مَاتَقُوْلُ وَبَعْضُهُمْ ‏ ‏ ‏ مَـذِقُ الـلِّسَـانِ يَـقُـوْلُ مَـالَا يَفْعَلُ

ترجمہ: میں دیکھتا ہوں کہ جو کچھ تو کہتا ہے وہ کرتا ہے اور بعض غیر خالص زبان والے ہوتے ہیں کہتے ہیں مگر کرتے نہیں۔

منصور یہ شعر سن کر ہنس پڑا اور کہنے لگا اے ربیع معلوم ہوتا ہے تم نے اس کو ایک ہزار درہم نہیں دیئے۔ جاؤ ابھی دے دو۔

عباسیوں میں سے

اسحاق موصلی کہتے ہیں۔ کھانے پینے اور گانا سننے کے وقت منصور اپنے ندماء (شراب و جام کے ساتھی) کے ساتھ نہیں بیٹھا کرتا تھا بلکہ اس کے اور ندماء کے درمیان ایک پردہ ہوتا تھا اور وہ پردے سے بیس گز کے فاصلے پر بیٹھا کرتے تھے اور منصور خود بھی اس پردے سے فاصلہ پر بیٹھا کرتا تھا۔ عباسیوں میں سے سب سے پہلے مہدی ہی اپنے ندماء کے ساتھ بیٹھا ہے۔

قثم کے معنی

صولی یعقوب بن جعفر سے روایت کرتے ہیں۔ منصور نے قثم بن عباس عبداللہ بن عباس کو جو اس کی طرف سے یمامہ اور بحرین کا حاکم تھا' کہا کہ قثم کے معنی کیا ہیں؟ اس نے کہا مجھے تو معلوم نہیں۔ منصور نے کہا تیرا نام تو ہاشمی ہے مگر تو اس کے معنی نہیں جانتا۔ بخدا تو جاہل معلوم ہوتا ہے۔ اس نے کہا اگر آپ بتادیں تو نہایت مہربانی ہوگی۔ منصور نے کہا قثم اس شخص کو کہتے ہیں جو کھانے کے بعد سخاوت کرے اور چیزوں کو از خود لوگوں کو دے ڈالے۔ کہتے ہیں ایک دفعہ منصور کو مکھیوں نے بہت تنگ کیا۔ اس نے مقاتل بن سلیمان کو بلا کر پوچھا ان مکھیوں کو خدا تعالیٰ نے کیوں پیدا کیا ہے؟ مقاتل نے کہا اس لیے تا کہ ظالموں کو ان کے ہاتھوں سے ذلیل کرے۔

کلیلہ' دمنہ اور اقلیدس

محمد بن علی خراسانی کہتے ہیں۔ منصور ہی سب سے پہلا خلیفہ ہے جس نے نجومیوں کو اپنا مقرب بنایا اور ان کے احکام پر عمل کیا اور سب سے پہلے اسی کے زمانے میں سریانی اور دیگر عجمی زبانوں سے کتابوں کا ترجمہ کیا گیا' جیسا کہ کلیلہ دمنہ اور اقلیدس وغیرہ۔ سب سے پہلے اپنے غلاموں کو اسی نے حاکم بنایا' یہاں تک کہ اہل عرب پر بھی انہیں مقدم کیا اور اس کے بعد یہ رسم اس کثرت سے جاری ہوگئی اور عرب کی ریاست جاتی رہی۔

روایاتِ منصور

صولی کہتے ہیں۔ منصور اپنے زمانہ میں سب سے بڑا عالم حدیث اور نساب تھا اور اس نے علوم کے حاصل کرنے میں بڑی کوشش کی تھی۔

دائیں ہاتھ میں انگوٹھی

ابن عساکر تاریخ دمشق میں روایت در روایت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔

سوار! نجات' پیچھے! ہلاک

صولی نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

میرے اہل بیت کی مثال نوح علیہ السلام کی کشتی کی سی ہے جو اس میں سوار ہو گیا' نجات پا گیا اور جو پیچھے رہا ہلاک ہوا۔

اس کے باوجود

صولی نے ہی روایت درروایت ابن عباس سے نقل کیا ہے۔ رسول پاک ﷺ نے فرمایا جب ہم نے کسی شخص کو امیر بنایا اور اس کی تنخواہ مقرر کی اور اس کے باوجود جو کچھ اس کے پاس آیا اس نے کھا لیا' تو وہ خائن ہے۔

قسم کھا کر کہتا ہے

یحییٰ بن حمزہ حضرمی اپنے باپ سے راوی ہے۔ مہدی نے مجھے قاضی بنایا اور کہا اجراء احکام میں سختی کرنا کیونکہ میں نے اپنے والد (منصور) سے سنا ہے رسول پاک ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنی عزت اور جلال کی قسم کھا کر کہتا ہے میں دنیا اور آخرت میں ظالم سے انتقام لوں گا اور اس سے بھی انتقام لوں گا جس نے کسی مظلوم کو دیکھا اور قدرت کے باوجود اس کی مدد نہ کی۔

سبب ونسب

صولی نے روایت کرتے کرتے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے علاوہ سبب ونسب قیامت کے دن قطع ہو جائیں گے۔

سفر نہ کرو

صولی روایت درروایت ابن عباس سے بیان کرتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے چاند کی آخری تین راتوں میں اور چاند کے برج عقرب میں ہوتے وقت سفر نہ کیا کرو۔

حسب ذیل علماء خلافت منصور میں فوت ہوئے:

ابن مقفع' سہل بن ابی صالح' علاء بن عبدالرحمٰن' خالد بن یزید مصری فقیہہ' داؤد بن ابی ہند' ابوحازم' سلم بن دینار اعرج' عطاء بن ابی مسلم خراسانی' یونس بن عبید' سلیمان احول' موسیٰ بن عقبہ صاحب مغازی' عمرو بن عبیدہ معتزلی' یحییٰ بن سعید انصاری' کلبی' ابن اسحٰق' جعفر بن محمد صادق' اعمش' شبل بن عباد' محمد بن عجلان مدنی فقیہہ' محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ' ابن جریج' ابوحنیفہ' حجاج بن ارطاۃ' حماد الراویہ' رویہ شاعر' جریری' سلیمان تیمی' عاصم احول' ابن شبرمہ ضبی'

• مقاتل بن حیان، مقاتل بن سلیمان، ہشام بن عروہ، ابوعمرو بن علاء، اشعب طماع، حمزہ بن حبیب زیات، اوزاعی وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

مہدی ابوعبداللہ محمد بن منصور

مہدی ابوعبداللہ محمد بن منصور 127 یا 126 ہجری میں قصبہ ایذج میں پیدا ہوا۔ اس کی ماں موسیٰ بنت منصور حمیریہ تھی۔ مہدی نہایت سخی ممدوح خاص و عام، خوبصورت، محبوب رعیت اور صادق الاعتقاد شخص تھا۔ زندیقوں کے پیچھے ایسا پڑا کہ ان کو فنا کر کے چھوڑا۔ سب سے پہلے اسی نے زندیقوں اور ملحدوں کے خلاف کتاب الجدل فی الرد علی الزنادقۃ والملحدین لکھوائی۔

مہدی کی روایت حدیث

مہدی نے حدیث کی روایت اپنے باپ منصور اور مبارک بن فضالہ سے کی اور اس سے یحییٰ بن حمزہ، جعفر بن سلیمان ضبعی، محمد بن عبداللہ رقاشی، ابوسفیان سعید بن یحییٰ حمیری نے کی۔

ذہبی کہتے ہیں۔ کسی شخص نے مہدی کی حدیث میں جرح و تعدیل نہیں کی اور ابن عدی عثمان سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں۔ مہدی میرے چچا کا بیٹا ہے۔ اس سے محمد بن ولید مولیٰ ابن ہاشم اور وہ وضعی حدیثیں بنایا کرتا تھا۔ ذہبی نے مرفوعاً روایت کی ہے اور یہ حدیث ابن مسعود نے بیان کی ہے۔ مہدی کا نام میرے نام کے ساتھ اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے ساتھ مطابقت رکھتا ہے۔ (اسے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔)

آنکھوں میں آنسو

WWW.NAFSEISLAM.COM

جب مہدی جوان ہوگیا تو اس کے باپ نے اسے طبرستان کا حاکم بنا دیا اور بہت سے علماء کی شاگردی کرائی اور پھر اسے اپنا ولی عہد بنایا۔ جب منصور مرگیا تو لوگوں نے اس سے بیعت کی۔ اس نے بغداد میں آ کر خطبہ پڑھا اور کہا امیر بھی تم جیسا ایک شخص تھا۔ جب اسے بلایا گیا تو اس نے جواب دیا۔ اسے حکم کیا گیا تو اس نے اس کی اطاعت کی۔ یہ فقرہ کہنے پر اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور اس نے کہا رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اپنے عزیزوں کے فراق میں روئے ہیں اور میں تو ایک بڑے شخص یعنی اپنے والد سے جدا ہوا ہوں اور ایک امر جسیم میری گردن میں ڈالا گیا ہے۔ پس میں اللہ تعالیٰ سے امیر کیلئے ثواب کی امید رکھتا ہوں اور

اسی سے مسلمانوں کی خلافت پر مدد چاہتا ہوں۔ اے لوگو! باطن و ظاہر میں ہماری اطاعت یکساں رکھو کہ ہم سے تمہیں آرام ملے گا اور تمہاری عاقبت اچھی ہوگی۔ جو شخص تم میں عدل پھیلائے اور ثقل و گرانی تم سے دور کرے اور تم پر سلامتی کو بنائے اس کی اطاعت کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔ بخدا میں اپنی تمام عمر بروں کو سزا دینے اور نیکوں پر احسان کرنے پر خرچ کردوں گا۔

تقسیم کر دیا

نفطویہ کہتے ہیں۔ جب خزانے مہدی کے قبضے میں آئے تو اس نے ان کو ردمظالم میں خرچ کر دیا اور بہت سے خزانوں کو ویسے ہی تقسیم کر دیا اور انہیں اپنے عزیز و اقرباء اور غلاموں کو عطا کیا۔

کہتے ہیں۔ سب سے پہلے ابو دلامہ نے مہدی کو خلافت کی مبارکباد دی اور اس کے باپ کی تعزیت کی اور یہ اشعار کہے:

عینای واحدۃ تری مسرورۃ بامیرھا جذلی واخری تذرف

ترجمہ: میری آنکھیں عجیب نظارہ دیکھ رہی ہیں۔ ایک امیر حال کے باعث خوش ہے اور دوسری امیر سابق کی موت پر آنسو بہا رہی ہے۔

تبکی وتضحک تارۃ ویسؤھا ماانکرت ویسرھا ماتعرف

ترجمہ: ایک آنسو بہا رہی ہے اور دوسری ہنس رہی ہے۔ ایک کو امور ناپسندیدہ رنجیدہ کرر ہے ہیں اور دوسری کو امور مرغوبہ خوش کرر ہے ہیں۔

فیسؤھا موت الخلیفۃ محرما ویسرھا ان قام ھذا الارأف

ترجمہ: ایک کو حالت احرام میں خلیفہ کا مرنا صدمہ پہنچا رہا ہے اور دوسری کو ایسے مہربان قائم مقام کا ہونا خوش کر رہا ہے۔

ما ان رایت کما رایت ولا اری شعرا اسرحہ واخر ینتف

ترجمہ: میں نے کبھی ایسا نہیں دیکھا اور نہ دیکھوں گا آدھے بالوں کو کنگھی کر رہا ہوں اور دوسرے بال نوچے جا رہے ہیں۔

ھلک الخلیفۃ یاالدین محمد واتاکم من بعدہ من یخلف

ترجمہ: خلیفہ کا خاتمہ دین محمد ﷺ پر ہوا ہے اور اس کے بعد تم پر اس کا بیٹا مہدی خلیفہ ہوا ہے۔

اھدی لھذا اللہ فضل خلافۃ ولذاک جنات النعیم تزخرف

ترجمہ: خداوند تعالیٰ اس خلیفہ کو خلافت عطا فرمائے اور اس مرحوم کیلئے جنات نعیم آراستہ ہوں۔

159 ہجری میں مہدی نے اپنے دونوں بیٹوں سے موسیٰ ہادی کو اپنے اور ہارون الرشید کو ہادی کا ولی عہد مقرر کیا اور 160 ہجری میں ارد غلبہ فتح ہوا۔ اسی سال مہدی نے حج کیا اور کعبہ کے دربانوں نے اسے خبر دی کہ پردوں کی کثرت سے خوف ہے کہیں کعبہ کی عمارت ہی نہ گر پڑے۔ اس پر مہدی نے حکم دیا تمام پردے اتار دیئے جائیں اور صرف ہمارا بھیجا ہوا پردہ رکھا جائے۔ اس موقع پر مہدی کے لیے مکہ شریف میں برف لائی گئی۔ ذہبی کہتے ہیں۔ مہدی کے سوا اور کسی بادشاہ کے لیے برف مکہ میں مہیا نہیں کی گئی۔

مساجد میں مقصور

161 ہجری میں مہدی نے مکہ شریف کی سڑک، سرائیں اور حوض بنانے کا حکم دیا۔ نیز حکم دیا جامع مسجدوں میں مقصورے نہ بنائے جائیں اور منبروں کو چھوٹا کرنے میں رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منبر کے موافق بنانے کا حکم دیا۔

یمن سے دارالخلافہ تک

163 ہجری میں روم کا بہت سا حصہ فتح ہوا اور 166 ہجری میں مہدی قصر اسلام میں چلا آیا اور مدینہ شریف، مکہ شریف اور یمن سے لیکر دارالخلافہ تک خچروں اور اونٹوں کی ڈاک بٹھائی۔ بخششیں کیں۔

ذہبی کہتے ہیں۔ سب سے پہلے مہدی نے ہی حجاز سے عراق تک محکمہ ڈاک چلایا تھا۔ اسی سال میں مہدی زندیقوں کے پیچھے پڑ گیا اور ان سے بخششیں کیں اور کوئی نہ کوئی تہمت لگا کر انہیں قتل کر کے نیست و نابود کیا۔

توسیع مسجد حرام

167 ہجری میں مسجد حرام میں بڑی توسیع کی اور اس کا رقبہ بڑھایا اور کئی گھر خرید کر اس

میں داخل کیے۔

دروازے کی چوک

169 ہجری میں مہدی کا انتقال ہوا اور انتقال کے باعث یہ ہوا کہ ایک دن اس نے شکار کے پیچھے گھوڑا دوڑایا۔ شکار ایک پرانے مکان میں جا گھسا۔ گھوڑا بھی بے تحاشا اس کے پیچھے گیا۔ مکان میں داخل ہوتے وقت مہدی کی کمر میں دروازے کی چوک لگی تو اسی وقت مر گیا اور یہ حادثہ 22 محرم کو ہوا۔ بعض کہتے ہیں اسے زہر دیا گیا تھا۔

مرثیہ مہدی

سلم خاسر نے مہدی کا مرثیہ ان اشعار میں کہا ہے:

وَبَاكِيَةٍ علی المهدی عبریٰ ۔۔۔ کان بها وما جَنَّتْ جُنُوْنا

ترجمہ: بہت سی عورتیں مہدی پر آنسو بہا رہی ہیں اور اس طرح رو رہی ہیں گویا وہ دیوانی ہیں۔ مگر حقیقت میں دیوانی نہیں ہیں۔

وَقَدْ خَمَشَتْ مَحَاسِنَهَا وَ اَبَدَتْ ۔۔۔ غدائِرَها فاظْهَرتِ الْقُرُوْنا

ترجمہ: انہوں نے اپنے چہروں کو نوچ لیا ہے اور اپنے سروں اور مینڈیوں کو برہنہ کر دیا ہے۔

لَئِنْ بُلِيَ الْخَلِيفَةُ بَعْدَ عِزٍّ ۔۔۔ لَقَدْ اَبقَىٰ مَسَاعِيَ مَا بَلِيْنا

ترجمہ: اگر خلیفہ مر گیا ہے تو اسکے عمدہ اور زریں کا تو نہیں مرے بلکہ وہ باقی ہیں جو ہم بیان کرتے رہیں گے۔

سَلَامُ اللهِ عُدَّتَهُ كُلِّ يَوْمٍ ۔۔۔ عَلَى الْمَهْدِى حِيْنَ ثَوىٰ رَهِينَا

ترجمہ: جب تک مہدی قبر میں ہے اس پر دنوں کی تعداد کے موافق یعنی بے شمار اللہ کی رحمتیں و سلام ہوں۔

تَرَكْنَا الدِّيْنَ وَالدُّنْيَا جَمِيْعًا ۔۔۔ بحيث ثوى امير المومنينا

ترجمہ: ہم نے دین و دنیا دونوں کو ایک جگہ چھوڑ دیا ہے جس جگہ امیر المومنین لیٹے ہوئے ہیں۔

صولی کہتے ہیں۔ جب مہدی نے اپنے بیٹے موسیٰ کو اپنا ولی عہد بنایا تو مروان بن حفصہ نے یہ شعر کہے:

عُقِدَتْ لِمُوْسَى بِالرِّصَافَةِ بَيْعَةٌ ۔۔۔ شَدَّ الْإِلٰهُ بِهَا عُرى الْإِسْلَام

ترجمہ: موسیٰ کیلئے موضع اضافہ میں بیعت لی گئی جس سے خدا نے اسلام کا قبضہ مضبوط کرلیا۔

مُوْسَى الَّذِیْ عَرَفَتْ قُرَیْش فَضْلَهٗ   وَلَهَا فَضِیْلَتُهَا عَلَى الْاَقْوَام

ترجمہ: موسیٰ وہ ہے جس کی فضیلت قریش کو معلوم ہے اور قریش کی فضیلت تمام قوموں پر۔

بِمُحَمَّدٍ بَعْدَ النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ   حَیُّی الْحَلَالُ وَمَاتَ کُلُّ حَرَام

ترجمہ: (قریش کی فضیلت) آنحضرت ﷺ کے بعد خلیفہ محمد سے ہے جس نے حلال اشیاء کو مروّج کیا اور حرام چیزوں کو بند کردیا۔

مَهْدِیُّ اُمَّتِهٖ الَّذِیْ اَمَنَتْ بِهٖ   لِلذُّلِّ اٰمَنَتُهٗ وَلِلْاَعْدَام

ترجمہ: اور وہ خلیفہ آپ کی امت کا مہدی ہے جس کے باعث یہ امت ذلت اور دشمنوں سے بے خوف ہوگئی ہے۔

مُوْسٰى اَوْلٰى عَصَا الْخَلَافَةَ بَعْدَهٗ   جَفَّتْ بِذَاکَ مَوَاقِعُ الْاَقْلَام

ترجمہ: اور اس کے بعد موسیٰ عصاء خلافت کا والی ہے اور یہ بات لکھ کر قلمیں خشک ہوگئی ہیں۔ (یعنی اس میں ردّ و بدل نہیں ہوسکتا۔)

ایک اور نے کہا:

یَا ابْنَ الْخَلِیْفَةِ اِنَّ اُمَّةَ اَحْمَد   تَاقَتْ اِلَیْکَ بِطَاقَةٍ اَهْوَائُهَا

ترجمہ: اے امیر کے فرزند ارجمند امت احمد یہ کی خواہشات تیری فرمانبرداری کا اشتیاق رکھتی ہیں۔

وَلَتَمْلَاَنَّ الْاَرْضَ عَدْلًا کَالَّذِیْ   کَانَتْ تُحَدِّثُ اُمَّةٌ عُلَمَاءُ هَا

ترجمہ: تمہیں چاہئے کہ زمین کو عدل وانصاف سے ایسا بھر دے جیسا کہ علماء امت بیان کرتے ہیں۔

حَتّٰى تَمَنّٰى لَوْ تَرٰى اَمْوَاتُهَا   مِنْ عَدْلِ حُکْمِکَ مَا تَرٰى اَحْیَاءُ هَا

ترجمہ: حتیٰ کہ امت کے مردے تیرے عدل وانصاف کی زندوں کی طرح امید رکھیں۔

فَعَلٰى اَبِیْکَ الْیَوْمَ بَهْجَةُ مُلْکِهَا   وَغَدًا عَلَیْکَ اِزَارُهَا وَرِدَائُهَا

ترجمہ: پس آج کے دن تیرے والد مرحوم پر پورے ملک میں خوشیاں ہیں اور کل تجھ پر

راحت کی چادر اور تہبند ہے۔

صولی بیان کرتے ہیں۔ ایک عورت نے مہدی کے پاس آ کر کہا یَاعَصَبَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُنْظُرْنِیْ حَاجَتِیْ (یعنی اے رسول پاک ﷺ کے وارث میری حاجت پر غور کر۔) مہدی نے یہ سن کر کہا میں نے یہ الفاظ کبھی کسی سے نہیں سنے' جاؤ' اس کی حاجت پوری کر دو اور دس ہزار درہم اسے بطور انعام دو۔

توبہ کرتا ہوں

قریش ختلی کہتے ہیں۔ صالح بن عبدالقدوس بصری جرم زندقہ مہدی کے پاس لایا گیا' مہدی نے اس کے قتل کا ارادہ کیا۔ اس نے کہا میں اپنے اس عقیدے سے توبہ کرتا ہوں۔ پھر اس نے یہ شعر پڑھے:

مَا یَبْلُغُ الْاَعْدَاءِ مِنْ جَاهِلٍ مَا یَبْلُغُ الْجَاهِلُ مِنْ نَفْسِهٖ

ترجمہ: دشمنوں کو جاہل سے اتنا ضرر نہیں پہنچتا جتنا جاہل کو اپنے نفس سے نقصان پہنچتا ہے۔

وَالشَّیْخُ لَا یَتْرُکُ اَخْلَاقَهٗ حَتّٰی یُوَارِیْ فِیْ ثَرِیْ رَمْسِهٖ

ترجمہ: بوڑھا کھوسٹ اپنے عادات چھوڑتا ہے' جب تک کہ وہ قبر میں نہ جا پڑے۔

موت تک

مہدی نے اسے معاف کر دیا۔ جب وہ دروازے تک پہنچا تو اسے پھر واپس بلایا اور کہا تم نے یہ بات نہیں کہی۔ وَالشَّیْخُ لَایَتْرُکُ اَخْلَاقَهٗ (یعنی بوڑھا اپنی عادت نہیں چھوڑتا) اس نے کہا ہاں کہی ہے۔ مہدی نے کہا پھر تو بھی ایسا ہی ہے موت تک اپنے اخلاق سے دستبردار نہ ہوگا۔ پھر اس کے قتل کا حکم دیا۔

جھوٹے ہو

زہیر کہتے ہیں۔ مہدی کے پاس دس محدث آئے۔ ان میں فرج بن فضالہ اور غیاث بن ابراہیم بھی تھے اور مہدی کو کبوتر بازی کا شوق تھا۔ جب غیاث مہدی کے پاس لائے گئے تو ان سے کہا گیا امیر کو کوئی حدیث سنائیے۔ انہوں نے کہا فلاں شخص نے ابوہریرہؓ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ سبقت یا گھوڑوں وغیرہ سم دار جانوروں میں ہوتی ہے اور یا تیروں میں یا پرندوں میں۔ مہدی نے یہ سن کر انہیں دس ہزار درہم دیئے۔ جب وہ چلنے لگے تو مہدی نے کہا تم

جھوٹے ہو اور یہ مال تم نے جلبہ سے لیا ہے۔ پھر حکم دیا سب کبوتر ذبح کیے جائیں۔

یہیں کے ہو

کہتے ہیں شریک مہدی کے پاس آیا تو مہدی نے اسے کہا تین باتوں سے ایک اختیار کرلو یا تو قضا اختیار کرلو یا میرے لڑکے کو پڑھاؤ۔ یا آج میرے ہاں دعوت کھاؤ۔ شریک نے تھوڑی دیر سوچ کر کہا کہ ان تینوں باتوں میں کھانا کھانا آسان ہے۔ مہدی نے قسم قسم کے کھانے پکانے کا حکم دیا۔ طباخ (باورچی) شاہی نے کہا بس اب تم یہیں کے ہو چکے' چنانچہ ایسا ہی ہوا انہوں نے عہدۂ قضا بھی منظور کیا اور مہدی کے بیٹوں کو تعلیم بھی دی۔

طریقہ طلب علم

بغوی نے جعدیات میں حمدان اصفہانی سے روایت کی ہے۔ میں شریک کے پاس تھا اتنے میں مہدی کا بیٹا آ گیا اور تکیہ لگا کر بیٹھ گیا اور کوئی حدیث دریافت کی۔ شریک نے اس کی طرف توجہ نہ کی۔ اس نے دوبارہ پوچھا مگر کچھ جواب نہ ملا۔ شہزادے نے کہا آپ خلفاء کے بیٹوں کی تحقیر کرتے ہیں۔ شریک نے کہا یہ بات نہیں بلکہ اہل علم کے نزدیک علم کی شہزادوں کی نسبت زیادہ قدر ہے اور وہ اس کو ضائع نہیں کر سکتے۔ یہ سن کر مہدی کا بیٹا دوزانوں ہو کر بیٹھا اور پھر ان سے پوچھا۔ شریک نے کہا ہاں یہ طلب علم کا طریقہ ہے۔

ذیل میں مہدی کے اشعار ہیں:

مَـا یَکُفُّ النَّـاسُ عَنَّـا مَـا یَمِلُّ النَّـاسِ مِنَّـا
اِنَّـمَـا هِـمَّتُهُـمُ اَنُ یَنْبُشُـوْ مَـا قَدْ دَفِنَّـا
لَوْ سَـكَـنَّـا بَـاطِنَ الْاَرْضِ لَـكَـانُـوْا حَيْثُ كُنَّـا
وَهُـمُ ان كَـاشِـفُـونَـا فِـى الْهَوىٰ يوم مجنا

ترجمہ: لوگ اپنے آپ کو ہم سے باز نہیں رکھتے اور نہ ہی وہ ہم سے ملول ہوتے ہیں۔ جب ان کا ارادہ اور محبت یہ ہے کہ ہمارے مردوں کو شفقت کی وجہ سے قبروں سے باہر نکالیں۔ اگر ہم زمین کے نیچے سکونت اختیار کریں تو وہ اس جگہ ضرور آئیں گے جہاں ہم ہوں یعنی وہ فرط محبت کے سبب ضرور ہمارے رفیق ہوں۔

پردہ ہی بہتر

اسحاق موصلی سے مروی ہے۔ ابتدائے خلافت میں مہدی بھی منصور کی طرح پردے میں بیٹھا کرتا تھا۔ مگر قریباً ایک سال کے بعد یہ طریقہ موقوف کر دیا۔ بعضوں نے مشورہ دیا پردہ ہی بہتر ہے۔ مہدی نے کہا لذت تو آخر مشاہدہ میں ہی ہوا کرتی ہے۔

مہدی بن سابق سے مروی ہے۔ مہدی ایک جلوس میں جا رہا تھا۔ اس دوران ایک شخص نے بآواز بلند یہ اشعار پڑھے:

قُلْ لِلْخَلِيْفَةِ حَاتِم" لَكَ خَائِن" فَخَفِ الْإِلٰهَ وَاعْفُنَا مِنْ حَاتِمِ

ترجمہ: خلیفہ سے کہہ دو آپ کا حاتم خائن ہے۔ پس اللہ سے ڈرتے ہوئے اس ظالم کے ہاتھ سے مجھے رہا کرائے۔

اِنَّ الْعَفِيْفَ اِذَا اسْتَعَانَ بِخَائِنٍ كَانَ الْعَفِيْفُ شَرِيْكَهُ فِي الْمَاثِمِ

ترجمہ: جب نیک کردار والا شخص خائن کی امداد کرے گا تو وہ بھی اس کے گناہ اور ظلم میں شریک ہوگا۔

مہدی نے یہ سن کر حکم دیا کہ عاملوں سے جس شخص کا نام حاتم ہو اُسے معزول کر دو۔

ابوعبیدہ سے مروی ہے۔ مہدی جب بصرہ میں آتا تو پانچوں وقت کی نماز جامع مسجد میں آ کر پڑھا کرتا تھا۔ ایک دن نماز تیار تھی ایک اعرابی نے کہا میں چاہتا تھا کہ آپ کے پیچھے نماز پڑھوں۔ لیکن میں نے ابھی تک وضو نہیں کیا تو مہدی نے حکم دیا اچھا اس کا انتظار کرو اور خود محراب میں داخل ہو کر کھڑا ہو گیا۔ جب لوگوں نے بتایا وہ شخص وضو کر کے آ گیا ہے تب اس نے تکبیر تحریمہ کہی۔ لوگ یہ دیکھ کر اس کی وسیع الاخلاقی سے حیران ہو گئے۔

نام کو سن کر

ابراہیم بن نافع سے مروی ہے۔ بصرہ کے لوگوں میں ایک نہر پر تنازع ہو گیا اور وہ مہدی کے پاس آئے تو اس نے کہا یہ اللہ کی زمین جو ہمارے ہاتھوں میں ہے سب مسلمانوں کی ہے۔ اس لیے جب تک اسے کوئی خرید نہ لے اُس کی قیمت تمام مسلمانوں پر تقسیم کی جائے۔ یا ان کی بہتری کے کاموں میں خرچ کی جائے۔ اس لیے اس کا کوئی حقدار نہیں ہو سکتا۔ لوگوں نے کہا اس پر ہمارا قبضہ حدیث نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے مطابق ہے۔ وہ یہ کہ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا ہے جو شخص کسی بنجر زمین کو آباد کرے تو وہ اس کی ہو جاتی ہے اور یہ زمینیں بنجر تھیں۔ مہدی آنحضرت ﷺ کے نام کو سن کر تعظیماً ایسا جھکا کہ اس کا رخسارہ زمین پر لگ گیا اور کہا کہ میں نے رسول پاک ﷺ کے حکم کو مان لیا ہے اور اس کی اطاعت کی ہے لیکن اس کے چاروں طرف پانی ہے۔ ہاں اگر اس کے بنجر ہونے پر گواہ قائم ہو جائیں تو میں مان لیتا ہوں۔

اپنی ذات اور ملائکہ کو بھی

اصمعی سے مروی ہے۔ مہدی نے ایک دن بصرہ میں خطبہ پڑھا اور کہا خدا تعالیٰ نے تمہیں ایک ایسا حکم دیا ہے جس میں اپنی ذات اور ملائکہ کو بھی شامل کیا ہے چنانچہ فرمایا ہے اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ (پ22 سورۃ الاحزاب آیت 56) ترجمہ: بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں۔ اس غیب بتانے والے نبی پر۔ (ترجمہ از کنز الایمان۔ صاحبزادہ مبشر سیالوی)

امتوں پر فضیلت

جس طرح خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو فضیلت دی ہے اسی طرح تم میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرما کر تم کو اور امتوں پر فضیلت دی ہے۔

وفات پر

جب مہدی نے وفات پائی تو ابوالعتاہیہ نے یہ شعر کہے:

رحن فی الموشی واصبحن علیھن المسوح
کل نکاح من الدھر لہ یوم نطرح

ترجمہ: انہوں نے پاکیزہ لباس میں شام کی اور صبح انہوں نے ٹاٹوں میں کی۔ زمانے کے ہر شخص کو وہ سخت پیش آنے والا ہے۔

لست بالباقی ولو عمرت ما عمر نوح
نح علی نفسک یامسکین ان کنت تنوح

ترجمہ: دنیا میں تجھے بقا نہیں۔ اگر چہ تجھے عمر نوح مل جائے۔ اگر تو گریہ وزاری کرتا ہے تو اے مسکین اپنے آپ پر گریہ وزاری کر۔

روایاتِ مہدی

صولی نے احمد بن محمد بن صالح تمار سے انہوں نے یحییٰ بن محمد قرشی سے اور انہوں نے محمد بن ہشام سے انہوں نے محمد بن عبدالرحمٰن بن مسلم مدائنی سے روایت کی ہے۔ مہدی نے ایک دن خطبہ میں کہا مجھے شعبہ نے حدیث سنائی اور انہیں علی بن زید نے انہیں ابونضرہ نے اور وہ ابوسعید خدری سے روایت کرتے ہیں۔ ایک دفعہ رسول اکرم ﷺ نے ہمیں عصر سے لیکر غروب شمس تک خطبہ سنایا جسے بعضوں نے یاد رکھا اور بعضوں نے بھلا دیا۔ اس میں آپ نے فرمایا اے لوگو! دنیا میٹھی اور سرسبز دکھائی دیتی ہے۔

چھوٹا کرنا یہ ہے

صولی اسحٰق بن ابراہیم قزاز سے روایت در روایت ابن حفظ خطابی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے مہدی کو کہتے سنا ہے مجھے میرے والد نے بسندہ حدیث بیان کی۔ ایک دفعہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں عجمیوں کا ایک وفد آیا جن کی ڈاڑھیاں منڈھی ہوئی اور مونچھیں دراز تھیں۔ آپ نے صحابیوں کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ ان کی مخالفت کیا کرو یعنی اپنی ڈاڑھیاں لمبی کیا کرو اور مونچھیں چھوٹی کیا کرو اور مونچھوں کا چھوٹا کرنا یہ ہے کہ ہونٹوں پر نہ گریں۔ پھر مہدی نے اپنا ہاتھ ہونٹ پر رکھ کر بتایا۔

تحقیق اور احتیاط کر

منصور بن مزحم یحییٰ بن حمزہ سے روایت کرتے ہیں۔ ایک دفعہ مہدی نے ہمیں مغرب کی نماز پڑھائی اور بسم اللہ بلند آواز سے پڑھی۔ نماز کے بعد میں نے پوچھا یہ آپ نے کیا کیا؟ اس نے کہا مجھ سے میرے والد نے بسندہ حدیث بیان کی۔ آنحضرت ﷺ نے نماز میں بسم اللہ بآواز بھی پڑھی ہے۔ میں نے کہا یہ حدیث ہم آپ کے اعتبار سے روایت کریں گے۔ مہدی نے کہا کہ ہاں بیشک۔

گھڑی ہوئی حدیثیں

ذہبی کہتے ہیں۔ اس حدیث کی اسناد متصل ہیں۔ لیکن احکام میں کسی شخص نے مہدی اور اس کے والد کی احادیث سے حجت نہیں پکڑی۔ صرف محمد بن ولید نے اسے روایت کیا ہے جس

کی بابت ابن عدی کہتے ہیں وہ حدیثیں وضعی بنالیا کرتا تھا۔

مہدی کے عہد خلافت میں درج ذیل علماء فوت ہوئے:

شعبہ ابن ذئب سفیان ثوری ابراہیم بن ادھم داؤد طائی زاہد بشار بن بردشاعر حماد بن سلم ابراہیم بن طہمان خلیل بن احمد نحوی صاحب عروض۔

ہادی ابومحمد موسیٰ بن مہدی

ہادی ابومحمد موسیٰ بن مہدی بن منصور اس کی والدہ ام ولد بربریہ تھی جس کا نام خیزران تھا۔ 147 ہجری میں رے میں پیدا ہوا اور اپنے والد کے بعد خلیفہ ہوا۔

خواب اچھی طرح

خطیب کہتے ہیں۔ جس عمر میں یہ خلیفہ ہوا اس میں کوئی خلیفہ نہیں ہوا اور یہ صرف ایک سال چند ماہ تخت نشین رہا۔ اس کے والد نے اسے زندیقوں کے قتل کرنے کی وصیت کی تھی جسے اس نے خوب اچھی طرح پورا کیا اور ان میں سے لاتعداد آدمیوں کو قتل کیا۔

موسیٰ اطبق

ہادی کو موسیٰ اطبق کہا جاتا تھا کیونکہ اس کا اوپر کا ہونٹ اوپر کو اٹھا ہوا تھا۔ بچپن میں اس کے باپ نے ایک خادم اس کے ساتھ کر دیا تھا۔ جب وہ اس کا منہ کھلا دیکھتا تو کہتا موسیٰ اطبق (یعنی اے موسیٰ اپنا منہ بند کر) اسی سے اس کا نام موسیٰ اطبق پڑ گیا۔

قادر الکلام

ذہبی کہتے ہیں۔ ہادی شراب پیا کرتا تھا اور کھیل کود میں مشغول رہا کرتا تھا۔ گدھے پر سواری کیا کرتا تھا اور امور خلافت کو صحیح طرح انجام نہ دے سکتا تھا۔ مگر اس کے باوجود اعلیٰ درجہ کا فصیح اور قادر الکلام ادیب تھا اور صاحب رعب و دبدبہ تھا۔ اور جبکہ بعض کہتے ہیں بڑا ظالم تھا۔

جنگی اوزار

ہادی ہی سب سے پہلا خلیفہ ہے جس کے سامنے سوار ننگی تلواریں اور نیزے اور چلوں میں تیر کھینچے ہوئے چلتے تھے۔ اسے دیکھ کر اس کے عمال نے بھی یہی انداز اختیار کیا۔ اس کے

زمانے میں جنگی اوزار بہت ہو گئے تھے۔

بانس کی جڑ

ہادی نے ربیع الاخریٰ 170 ہجری میں انتقال کیا۔ مؤرخین کا اس کی موت کے سبب میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں اس نے اپنے ایک ندیم کو دھکا دیا اور وہ پیٹ کے بل ایک کٹے ہوئے بانس کی جڑ پر گر پڑا اور گرتے ہوئے اس کا سہارا پکڑنے میں اسے بھی گرا دیا اور اس کے پیٹ میں اور اس کی ناک میں بانس گھس گیا اور دونوں مر کر رہ گئے۔ بعض کہتے ہیں۔ اس کے پیٹ میں ایک پھوڑا تھا اور بعض کہتے ہیں جب اس نے رشید کو قتل کر کے اپنے بیٹے کو ولی عہد کرنے کا ارادہ کیا تو اس کی ماں خیزران نے اسے زہر دلوا دیا تھا۔ بعض کہتے ہیں اس کی والدہ حاکمہ تھی اور سلطنت کے بڑے بڑے معاملات میں دخل دیا کرتی تھی۔ بہت سے امراء و وزراء صبح کو اس کے دروازے پر جایا کرتے تھے۔ ہادی نے منع کر دیا اور اپنی والدہ کو سخت سست باتیں کہیں اور کہا اگر آج کے بعد تمہارے دروازے پر کوئی امیر مجھے نظر آیا تو میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ تیرا کام چرخہ کاتنا یا قرآن شریف پڑھنا ہے۔ خیزران سخت غصہ میں اٹھ کر چلی آئی۔

کپڑا ڈال کر

کہتے ہیں اسی روز ہادی نے اس کے پاس مسموم (زہریلا) کھانا بھیجا۔ وہ اس نے کتے کو ڈلوایا تو وہ مر گیا۔ اس پر ماں نے بیٹے کے قتل کا ارادہ کر لیا۔ ایک روز ہادی شدت بخار میں لیٹا ہوا تھا' خیزران کے اشارے سے اس کے منہ پر کپڑا ڈال کر سانس بند کر دیا گیا جس سے وہ مر گیا۔ اس نے اپنے پیچھے سات بیٹے چھوڑے۔ ہادی اشعار بھی کہا کرتا تھا' چنانچہ جب اس کے بھائی ہارون نے اپنے آپ کو معزول کرنے سے انکار کیا تو ہادی نے یہ اشعار کہے:

نَصَحْتُ لِهَارُوْنَ فَرَدَّ نَصِيْحَتِيْ وَكُلُّ امْرِءٍ لَا يَقْبَلُ النُّصْحَ نَادِمُ

ترجمہ: میں نے ہارون کو نصیحت کی مگر اس نے میری نصیحت کو رد کر دیا لیکن جو نصیحت قبول نہیں کرتا وہ شرمندہ ہوتا ہے۔

وَادْعُوْهُ لِلْاَمْرِ الْمُؤَلِّفِ بَيْنَنَا فَيَبْعُدُ عَنْهُ وَهُوَ فِيْ ذَاكَ ظَالِمُ

ترجمہ: اور میں اسے اس امر کیلئے جو ہمارے درمیان مجوز تھا' بلایا مگر اس نے اس سے اعراض کیا اور دور ہوا اور وہ اس اعراض کرنے میں ظلم کرنے والا ہے۔

وَلَوْ لَا انْتِظَارِیْ مِنْهُ یَوْمًا اِلٰی غَدٍ لَعَادَ اِلٰی مَا قُلْتُهٗ وَهُوَ رَاغِمٌ

ترجمہ: اگر میں اپنے کام میں ایک دن تاخیر نہ کرتا تو وہ ذلت و خواری سے عمر اس کام کو قبول کرتا۔

خطیب نے فضل سے روایت کی ہے۔ ہادی ایک شخص پر ناراض ہوا۔ پھر اس کی کسی نے سفارش کی تو وہ اس سے راضی ہوگیا۔ وہ شخص معذرت کرنے لگا تو ہادی نے کہا معذرت کی تکلیف کے عوض یہ رضا ہی کافی ہے۔

سخاوت و سیاست

عبداللہ بن مصعب سے مروی ہے۔ مروان بن حفصہ ہادی کے پاس آیا اور ایک قصیدہ مدحیہ پڑھ کر سنایا۔ جب اس شعر پر پہنچا:

تَشَابَهَ یَوْمًا بَاسُهٗ وَنَوَالُهٗ فَمَا اَحَدٌ یَدْرِیْ لِاَیِّهِمَا الْفَضْلُ

ترجمہ: خلیفہ مہدی کی سخاوت و سیاست فی زمانہ ایسی متشابہ ہوگئی ہے کوئی پہچان نہیں سکتا کہ ان میں سے کون بہتر ہے۔

دونوں رقمیں

تو ہادی نے کہا دونوں باتوں سے کونسی پسند کرتے ہو؟ تیس ہزار فوراً وصول کر لینے کو یا ایک لاکھ خزانے سے وصول کرنے کو۔ مروان نے کہا تیس ہزار نقد مل جائیں اور لاکھ کا حکم نامہ لکھ دیا جائے۔ ہادی نے کہا اچھا تمہیں دونوں رقمیں فوراً مل جائیں گی۔

دو بادشاہ خلافت

صولی کہتے ہیں۔ ہادی اور رشید کی والدہ خیزران اور ولید کی اور سلیمان کی والدہ بنت عباس عبسیہ اور ولید بن عبدالملک یزید ناقص اور ابراہیم کی والدہ شاہ بن بنت فیروز بن یزدجرد بن کسریٰ کے سوا اور کسی کے بطن سے دو بادشاہ خلافت پیدا نہیں ہوئے۔ مصنف کہتے ہیں ان کے علاوہ اور بھی ہیں۔ یعنی بائی خاتون متوکل اخیر کی کنیزک جس سے عباس و حمزہ پیدا ہوئے اور وہ دونوں تخت خلافت پر بیٹھے اور اسی کی لونڈی موسومہ کزل جس کے دو بیٹے داؤد اور سلیمان تخت کے والی ہوئے۔ اس کے بعد صولی لکھتے ہیں۔ جرجان سے لیکر بغداد تک ہادی کے علاوہ

کسی اور خلیفہ نے ڈاک کا نظام قائم نہیں کیا۔

ہادی کی مہر پر (اللہ ثقۃ موسیٰ و بہ یومن) کندہ تھا۔ صولی کہتے ہیں سلم خاسر نے ہادی کی مدح میں یہ اشعار کہے ہیں:

مُوْسَى الْمَطَرُ غَيْثٌ" بكر ثُمَّ انْهَمَرَ اَلْوَىُ الْمَرَرُ

ترجمہ: موسیٰ بادل ہے جو صبح کے وقت برسا اس نے پھر بخشش کی اور کڑواہٹ کو مٹھاس بنادیا۔

كَمْ اِعْتَسَرُ وَكَمْ قَدَرُ ثُمَّ غَفَرُ عَدَلَ السَّيَرُ

ترجمہ: بسااوقات وہ دشمنوں پر دشوار ہوا اور بہت غلبہ پایا مگر پھر معاف کردیا۔ اس کے تمام افعال حلاوت وعدل کے ساتھ ہیں۔

بَاقِي الْاَثَرُ خَيْر" وَّ شَرُ نَفْع" وَ ضَرُ خَيْرُ الْبَشَرُ

ترجمہ: اس کا نشان باقی رہا۔ بھلائی کا نشان دوستوں کیلئے اور برائی کا نشان دشمنوں کیلئے سب سے اچھا ہے۔

فَرْع" مُضَرُ بَدْر" بَدَرُ لِمَنْ نَظَرُ هُوَ الْوَزَرُ

ترجمہ: وہ قبیلہ مضر سے ہے۔ چاند ہے اس کیلئے جس نے دیکھا وہ پناہ گاہ ہے۔

لِمَنْ حَضَرُ وَالْمُفْتَخَرُ لِمَنْ غَبَرُ

ترجمہ: ہمارے نزدیک وہ کسی کیلئے حاضر ہوئے ہیں اور گزرے ہوؤں کیلئے فخر ہے۔

یہ قصیدہ بحر مستفعلن پر ہے اور سلم خاسر ی اس کا موجد ہے۔ اس سے پہلے کسی شاعر نے اس وزن پر شعر نہیں کہا۔

فضول شعر

صولی سعید بن سلم سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا مجھے امید ہے خدا تعالیٰ اس ایک بات کے بدلے بخش دے گا جو میں نے اس سے سنی وہ یہ کہ ایک روز میں اس کے پاس گیا تو ابوالخطاب سعدی اپنا قصیدہ مدحیہ اسے سنا رہا تھا۔ جب وہ اس شعر پر پہنچا:

يَاخَيْرَ مَنْ عَقَدَتْ كَفَاهُ حَجْزَتَهُ وَخَيْرَ مَنْ قَلَّدَتْهُ اَمْرَهَا مضرُ

ترجمہ: اے ان تمام لوگوں سے بہتر جنہوں نے ہاتھ کمر پر باندھے ہیں اور اے ان

لوگوں سے بہتر جن کے ہاتھوں معزقبیلہ نے حکومت کی لگام دیدی ہے۔

ہادی نے کہا یہ تو تم نے بہت فضول شعر کہا ہے اور یہ اس واسطے کہا ہے کہ شاعر نے اپنے شعر میں کسی کو مستثنیٰ نہیں کیا ہے۔ میں نے کہا اے امیر اس کا مطلب زمانہ موجودہ کے لوگوں سے ہے۔ شاعر نے سوچ کر کہا:

اِلَّا النَّبِیُّ رَسُوْل" اَنَّ لَهُ فَضْلاً وَاَنْتَ بِذَاکَ الْفَضْلِ تَفْتَخِرُ

ترجمہ: مگر رسول کریم ﷺ کیونکہ ان کی بزرگی تو ظاہر ہے اور آپ ان کی بزرگی سے ہی فخر کرتے ہیں۔

ہادی نے کہا اب تم نے خوب کہا ہے۔ پھر اسے پچاس ہزار درہم دینے کا حکم دیا۔

یہ ثواب ورحمت

مدائنی کہتے ہیں۔ ہادی نے ایک شخص کے بیٹے کے مرنے پر اس کی تعزیت ۔ راضوس کرتے ہوئے کہا خدا نے تمہیں خوش کیا تھا اور وہ فتنہ اور بلا تھی اور تمہیں غمگین کا صورت حال پیش آئی ہے اور یہ ثواب ورحمت ہے۔

صولی کہتے ہیں سلم خاسر نے ہادی کے بارے ایسے اشعار کہے ہیں جو ماتم پرسی اور تہنیت (مبارکباد) کو جامع ہیں۔ چنانچہ وہ کہتا ہے:

اشعار

لَقَدْ قَامَ مُوْسٰی بِالْخَلَافَةِ وَالْهُدٰی وَمَاتَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ مُحَمَّد"

ترجمہ: موسیٰ خلافت وہدایت پر قائم ہوگیا اور امیر المومنین محمد فوت ہوگیا۔

فَمَاتَ الَّذِیْ عَمَّ الْبَرِیَّةَ فَقْدُهٗ وَقَامَ الَّذِیْ یَکْفِیْکَ مَنْ یُتَفَقَّدُ

ترجمہ: پس مراد وہ شخص جس کا معدوم ہونا تمام جہان کو شامل ہے اور اس کے قائم مقام وہ شخص ہو جو اس معدوم کی جانب سے کفایت کرتا ہے۔

مروان بن ابی حفصہ نے بھی ایسے ہی شعر کہے ہیں:

لَقَدْ اَصْبَحَتْ تَخْتَالُ فِیْ کُلِّ بَلْدَةٍ بِقَبْرِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ الْمَقَابِرُ

وَلَوْ لَمْ تُسْکِنْ بِابْنِهٖ بَعْدَ مَوْتِهٖ لَمَا بَرِحَتْ تَبْکِیْ عَلَیْهِ الْمَنَابِرُ

وَلَوْ لَمْ يَقُمْ مُوْسٰى عَلَيْهَا لَوَجْعَتْ حَنِيْنًا كَمَا حَنَّ الصَّفَايَا الْعَشَائِرُ

ترجمہ: ہر شہر کی قبریں امیر المومنین کی قبر پر خوشی کا اظہار کر رہی ہیں۔ اگر امیر المومنین کی موت کے بعد منبروں کو اس کے بیٹوں سے تسکین نہ دی جاتی تو وہ ہمیشہ روتے ہی رہتے اور اگر موسیٰ ان منبروں پر نہ کھڑا ہوتا تو وہ احباء و اقرباء کی طرح دردناک ہوتے۔

رنگ فق

صولی نے محمد بن زکریا سے اور انہوں نے محمد بن عبدالرحمٰن مکی سے روایت کی ہے کہ ہم ہادی کے سامنے اس بات پر گواہ پیش ہوئے کہ فلاں شخص نے قریش کو سخت وست کہا ہے اور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخی کی ہے۔ اس پر ہادی نے ہمیں بٹھا کر فقہاء اور مدعا علیہ کو بلایا اور پھر ہم نے شہادت دی تو مہدی کا رنگ فق ہوگیا اور تھوڑی دیر سرنگوں رہ کر سر اٹھایا اور کہا میں نے اپنے والد مہدی سے بسند وسنا ہے عبداللہ بن عباس نے فرمایا جس نے قریش کی اہانت کی خدا تعالیٰ اس کی اہانت کرے گا۔ پھر مدعا علیہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا اے دشمن خدا تو نے قریش کی اہانت پر ہی بس نہیں کیا بلکہ آنحضرت ﷺ کی شان میں بھی گستاخی کی ہے۔ جاؤ اس کی گردن اڑا دو۔ خطیب نے اسے بسند وصولی سے روایت کیا ہے۔ یہ حدیث ایک اور طریقے سے مرفوعاً بھی مروی ہے۔ ہادی کے زمانے میں نافع قاریٔ اہل مدینہ وغیرہ کا انتقال ہوا۔

ابو جعفر ہارون الرشید

ابو جعفر ہارون الرشید بن مہدی محمد بن منصور عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس اپنے والد کی وصیت کے موافق اپنے بھائی ہادی کے بعد ہفتہ کی رات 16 ربیع الاول 170 ہجری میں خلیفہ ہوا۔ صولی کہتے ہیں اسی رات کو عبداللہ مامون پیدا ہوا اور کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا کہ ایک رات میں ایک خلیفہ مرے اور دوسرا تخت پر بیٹھے اور تیسرا پیدا ہو۔ پہلے اس کی کنیت ابوموسیٰ تھی بعد میں ابو جعفر ہوئی۔ اس نے اپنے باپ دادا اور مبارک بن فضالہ سے حدیث روایت کی ہے۔ اس سے اس کے بیٹے مامون وغیرہ نے روایت کی ہے۔ یہ ایک متمیز خلیفہ اور بادشاہان دنیا سے ایک بڑا بادشاہ اور بہت جنگ و حج کرنے والا گزرا ہے چنانچہ ابوالعلاء اس کی

صفت میں کہتا ہے

فَمَنْ یَّطْلُبُ لِقَائَکَ اَوْ یُرِدْہُ فَبِالْحَرَمَیْنِ اَوْ اَقْصَی الثُّغُوْرِ
فَفِیْ اَرْضِ الْعَدُوْ عَلٰی طِمِرٍّ فَفِیْ اَرْضِ الْبَرِیَّۃِ فَوْقَ کُوْرِ

ترجمہ: یعنی جو شخص آپ کے دیدار کی خواہش کرے تو اسے چاہیئے کہ حرمین میں یا حدودِ جنگ میں آپ سے ملاقات کرے۔ دشمن کی زمین میں تو آپ کو تیز رفتار گھوڑے پر پائے گا اور زمین پاکیزہ (یعنی حرمین شریفین) میں اونٹ کی کوہان پر دیکھے گا۔

پیدائش ہارون الرشید

ہارون الرشید 148 ہجری میں بمقام رے اس وقت پیدا ہوا جبکہ اس کا والد رے اور خراسان کا حاکم تھا۔ اس کی والدہ ام الولد تھی جس کا نام خیزران تھا۔ ہادی کی ماں بھی وہی تھی۔ مروان بن ابی حفصہ اسی کی تعریف میں بیان کرتا ہے:

یَا خَیْزُرَانُ ھُنَاکِ ثُمَّ ھُنَاکِ اَمْسٰی یَسُوْسُ الْعَالَمِیْنَ ابْنَاکِ

ترجمہ: خیزران تجھے مبارک ہو اور پھر مبارک ہو کہ تیرے بیٹے تمام جہان پر حکمرانی کر رہے ہیں۔

اگر قابو میں آ جائے

ہارون الرشید گورا، لمبا، خوبصورت، فصیح البیان عالم اور ادیب شخص تھا۔ اپنے زمانہ خلافت میں مرتے دم تک ہر روز سو رکعت نماز نفل پڑھا کرتا تھا اور بیماری کے علاوہ کبھی ناغہ نہیں کرتا تھا۔ ہر روز اپنے موروثی مال سے ایک ہزار درہم خیرات کیا کرتا تھا۔ اہل علم اور علم کو دوست رکھتا تھا۔ حرمات اسلام کی عزت کرتا تھا۔ ریاکاروں اور ایسے کلام کا جو نقل کے خلاف ہو سخت دشمن تھا، چنانچہ جب اسے اطلاع ملی کہ بشر مریسی خلق قرآن کا قائل ہے تو کہنے لگا۔ اگر وہ میرے قابو میں آ جائے تو میں اس کی گردن اڑا دوں۔ وعظ میں اپنے گناہوں اور اسراف کو یاد کر کے اکثر رویا کرتا تھا۔ اپنی مدح کو پسند کرتا تھا اور اس پر بہت انعام دیا کرتا تھا۔ خود بھی شاعر تھا۔ ایک دفعہ اس کے پاس مرہ بن سماک واعظ آیا تو اس نے اس کی بڑی تعظیم و تکریم کی تو ابن سماک نے کہا بادشاہت میں آپ کی تواضع آپ کے شرف سے بھی زیادہ ہے۔ پھر ابن سماک نے وعظ کیا اور ہارون رشید کو خوب رلایا۔

بہت سخت مصائب

ہارون بنفس نفیس فضیل بن عیاض کے ہاں آیا جایا کرتا تھا۔عبدالرزاق کہتے ہیں ایک روز مکہ شریف میں فضیل بن عیاض کے پاس تھا۔ہارون رشید پاس سے گزرا۔فضیل بن عیاض نے کہا اے لوگو!تم اس شخص کو برا سمجھتے ہو حالانکہ یہ مجھے سب لوگوں سے زیادہ عزیز ہے۔اگر یہ مرگیا تو تمہیں سخت مصائب کا سامنا کرنا پڑے گا۔

عجیب جان کر

ابومعاویہ ضریر کہتے ہیں۔میں جب کبھی ہارون رشید کے سامنے آنحضرت ﷺ کا ذکر کرتا تو وہ کہتا صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِیْ اور ایک دفعہ میں نے اس کو آنحضرت ﷺ کی یہ حدیث سنائی کہ "میں چاہتا ہوں کہ راہِ خدا میں قتل کیا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر قتل کیا جاؤں۔" یہ سن کر ہارون زاروقطار رونے لگا پھر ایک دن میں نے اسے یہ حدیث سنائی حضرت موسیٰ اور آدم علیہما السلام کی بحث ہوئی اور اس وقت ہارون الرشید کے پاس قریش میں سے ایک معزز شخص بیٹھا ہوا تھا۔وہ کہنے لگا وہ ان کو کہاں ملے تھے؟ یہ سن کر ہارون رشید نہایت برافروختہ ہوا اور کہنے لگا تلوار،اور درہ حاضر کرو۔یہ شخص زندیق ہے۔آنحضرت ﷺ کی حدیث میں طعن کرتا ہے۔میں نے بہ مشکل تمام یہ کہہ کر کہ انہوں نے اسے عجیب بات سمجھ کر پوچھا ہے۔خلیفہ کا غصہ فرو کیا۔

ہاتھ دھلائے

ابومعاویہ سے ہی مروی ہے۔ایک روز میں نے رشید کے ہاں کھانا کھایا۔کسی شخص نے میرے ہاتھ دھلانے کے لیے پانی ڈالا اور پھر رشید نے کہا تم جانتے ہو کس نے تمہارے ہاتھ دھلائے ہیں؟ میں نے کہا نہیں۔رشید نے کہا اکرام علم کی خاطر میں نے خود آپ کے ہاتھ دھلائے ہیں۔

رونے والے

منصور بن عمار کہتے ہیں۔ذکر خدا کے وقت تین شخصوں سے بڑھ کر رونے والا میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا۔ایک فضیل بن عیاض دوسرا ہارون الرشید اور تیسرا ایک اور شخص۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

امت کی بابت

عبداللہ قواریری کہتے ہیں۔ جب ہارون رشید فضیل کو ملا تو وہ کہنے لگا کہ اے نیک بخت تمہیں ہی قیامت کے روز جبکہ تمام اسباب منقطع ہو جائیں گے اس امت کی بابت سوال ہوگا۔

حکم تعزیت

ہارون رشید کے محاسن اخلاق کی یہ حالت تھی جب اسے ابن مبارک کی خبر مرگ ملی تو مجلس عزا (تعزیت کی مجلس) میں بیٹھ گیا اور اپنے امراء کو ان کے افسوس کیلئے حکم دیا۔

اتنا زیادہ انعام

نفطویہ کہتے ہیں۔ رشید اپنے دادے ابو جعفر کے قدم بقدم چلتا تھا۔ مگر حریص نہ تھا بلکہ اس سے بڑھ کر کوئی خلیفہ صحیح ہوا ہی نہیں' چنانچہ سفیان بن عیینہ کو ایک دفعہ اس نے ایک لاکھ روپے عطا کیے اور اسحٰق موصلی کو ایک دفعہ دو لاکھ روپے انعام میں دیئے اور مروان بن ابی حفصہ کو ایک قصیدہ پر پانچ ہزار دینار' ایک خلعت اور اپنی خاص سواری کے گھوڑوں سے ایک گھوڑا اور دس رومی غلام عطا کیے۔

جب لوگ چلے گئے

اسماء کہتے ہیں۔ رشید نے ایک دفعہ مجھے کہا ہم سے غافل ہو کر ہم پر جفا کیوں کرتے ہو۔ میں نے کہا اے امیر آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کی جلدی میں' میں کسی شہر میں نہیں ٹھہرا۔ جب لوگ اٹھ کر چلے گئے تو میں نے یہ شعر پڑھا:

كَفَــاكَ كَفٌ" مَــا تَلِيْقُ بِدِرْهَمٍ وَاُخْـرىٰ تُـعْطِـيْ بِالسَّيْفِ الدِّمَآءَ

ترجمہ: آپ کو ایسی ہتھیلی ہی کافی ہے جو ایک درہم بھی اپنے پاس نہیں رکھتی اور دوسری (یعنی ہتھیلی) تلوار سے دشمنوں کے خون کو بہاتی ہے۔

وہ اسے سن کر کہنے لگا تم نے خوب کہا ہے۔ اسی طرح ظاہر میں میری عزت کیا کرو اور خلوت میں مجھے پند و نصائح کیا کرو۔ پھر مجھے پانچ ہزار دینار دینے کا حکم دیا۔

مسجد حرام سے

مسعودی مروج میں لکھتے ہیں۔ رشید نے بحیرۂ روم اور بحر قلزم کے ملانے کا ارادہ کیا تھا۔

مگر یحییٰ بن خالد برامکی نے منع کیا اور کہا پھر کفار مسلمانوں کو مسجد حرام سے جھپٹ لے جایا کریں گے اور حجاز تک اپنے جہاز لے آئیں گے۔ یہ سن کر رشید نے اس ارادے کو فسخ کر دیا۔

زبیدہ نیک عورت

حافظ رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں۔ جیسے آدمی ہارون رشید کو ملے تھے کسی کو نہیں ملے۔ خاندان برامکہ سے اس کے وزیر تھے اور ابویوسف جیسا شخص اس کا قاضی تھا اور مروان بن ابی حفصہ جیسا شخص اس کا شاعر تھا اور عباس بن محمد جیسا شخص اس کا ندیم تھا اور فضل بن ربیع جیسا عظیم القدر شخص اس کا حاجب تھا اور ابراہیم موصلی جیسا گویا اس کا مغنی تھا اور زبیدہ جیسی نیک عورت اس کی بیوی تھی۔ بعضوں نے کہا ہے ہارون الرشید کا زمانہ ایک دلہن کی طرح تھا۔

کئی دفتر

ذہبی کہتے ہیں۔ ہارون الرشید کے حالات لکھنے کے لیے کئی دفتر درکار ہیں۔ اس کی نیکیاں بے شمار ہیں اور اس کے ساتھ ا[illegible] کے لہو ولعب' حصول لذات ممنوعہ اور گانا سننا وغیرہ کے حالات کی بھی کمی نہیں۔ خدا اس کو معاف فرمائے۔

وفات علمائے کرام

حسب ذیل علمائے امت نے اس کے عہد میں انتقال کیا۔

مالک بن انس' لیث بن سعد' قاضی ابویو[illegible]ف شاگرد رشید امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ' قاسم بن معن' مسلم بن خالد زنجی' نوح الجامع' حافظ ابوعوانہ لشکری' ابراہیم بن سعد زہری' ابواسحاق فزاری' ابراہیم بن ابی یحییٰ' شیخ الشافعی' اسد کوفی جو اصحاب ابوحنیفہؒ سے تھے' اسمٰعیل بن عیاش' بشر بن مفضل' جریر بن عبدالحمید' زیاد بکائی' سلیم مقری صاحب حمزہ' سیبویہ امام العربیہ' ضیغم زاہد' عبداللہ عمری زاہد' عبداللہ بن مبارک' عبداللہ بن ادریس کوفی' عبدالعزیز بن ابی حازم' دراوردی' کسائی شیخ القراء والنحاۃ' محمد بن حسن صاحب ابی حنیفہ' علی بن مسہر' مغنی' عیسیٰ بن یونس سبیعی' فضیل بن عیاض' ابن السماک واعظ' مروان بن ابی حفصہ شاعر' معافی بن عمران موصلی' معتمر بن سلیمان' مفضل بن فضالہ قاضی مصر' موسیٰ کاظم' موسیٰ بن ربیعہ' ابوالحکم مصری جو اولیاء سے تھے۔ نعمان بن عبدالسلام اصفہانی' ہشیم' یحییٰ بن ابی زائدہ' یزید بن زریع' یونس بن حبیب نحوی' یعقوب بن عبدالرحمٰن قاری مدینہ' صعصعہ بن سلام عالم اندلس' عبدالرحمٰن بن قاسم' عباس بن

احنف شاعر، ابوبکر بن عیاش مقری، یوسف بن بختون وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔

کانپتے ہوئے

175 ہجری میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ عبداللہ بن مصعب زبیری نے یحییٰ بن عبداللہ بن حسن علوی پر خلیفہ کے معاملہ میں تہمت لگائی کہ اس نے مجھے رشید کے برخلاف بغاوت کرنے کے لیے کہا ہے۔ پس یحییٰ نے رشید کے سامنے اس سے مباہلہ کیا اور اس کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر کہا کہو اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ یحییٰ نے امیر کے برخلاف مجھے بغاوت کے لیے نہیں بلایا تو مجھے نیست و نابود کردے۔ زبیری نے ان کلمات کو بہت مشکل سے کانپتے ہوئے ادا کیا۔ پھر اسی طرح یحییٰ نے بھی کہا۔ پھر دونوں چلے آئے چنانچہ زبیر اسی روز مرگیا۔

چوٹی گر پڑی

176 ہجری میں امیر عبدالرحمٰن بن عبدالملک بن صالح عباسی نے شہر دبسہ فتح کیا۔ 179 ہجری میں ماہ رمضان میں رشید نے عمرہ کیا اور پھر اسی احرام سے حج کیا اور مکہ شریف سے عرفات تک پاپیادہ (پیدل) سفر کیا۔ 180 ہجری میں سخت زلزلہ آیا جس سے اسکندریہ کے منارہ کی چوٹی گر پڑی۔ 181 ہجری میں قلعہ صفصاف غلبۃ فتح ہوا اور 183 ہجری میں اہل خرزج نے آرمینیہ پر حملہ کیا اور بہت سے مسلمانوں کو قتل کیا اور بہت سوں کو قید بھی کرلیا جن کی تعداد قریباً ایک لاکھ تھی۔ یہ ایسا واقعہ تھا جس کی مثال اس سے پہلے کہیں نہیں ملتی۔

رعب ودبدبہ

187 ہجری میں ہارون رشید کے پاس بادشاہِ روم انقفور نامی کا خط آیا جس میں اس نے اس عہدنامہ کو توڑ دیا جو مسلمانوں اور مکہ زنبی کے مابین ہوا تھا۔ اس خط کی عبارت یہ تھی ''از جانب انقفور بادشاہِ روم بنام ہارون الرشید بادشاہِ عرب! واضح ہو جو ملکہ ہم سے پہلے گزری ہے گو اس کی وہی حیثیت تھی جو شطرنج میں رخ کی ہوتی ہے لیکن آخر ضعیف الرائے عورت تھی۔ بہت سا مال واموال تمہارے سپرد کر کے بمنزلہ ایک ادنیٰ پیادے کے ہوگئی۔ اب تمہیں لازم ہے جو کچھ اس کے مال واموال تمہیں ملے ہیں وہ فوراً واپس کردو ورنہ ہمارے تمہارے درمیان تلوار فیصلہ کرے گی۔'' جب رشید نے اس خط کو پڑھا تو ایسا آگ بگولا ہوا کسی کو اس کے چہرے کی طرف دیکھنے کی تاب نہ رہی اور وزراء اور امراء ڈر کے مارے اس کے

سامنے سے اٹھ گئے۔ ہارون رشید نے وہیں قلم دوات لے کر اسی خط کی پشت پر لکھا:

بسم اللہ الرحمان الرحیم

''از جانب امیر المومنین بنام نقفور سگ روم! اے کافرہ کے بیٹے میں نے تیرا خط پڑھا۔ اس کا جواب اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گا' سننے کی ضرورت نہیں۔''

پھر اسی روز ہارون رشید لشکر کو لے کر روانہ ہو گیا اور ہرقل کے شہر پر پہنچ کر ایک خونریز جنگ کے بعد فتح پائی۔ بادشاہ روم نے مجبور ہو کر صلح کی درخواست کی اور خراج دینا قبول کر لیا۔ ہارون رشید نے بھی اسے منظور کر لیا اور واپس چلا آیا۔ لیکن ابھی رقہ ہی میں پہنچا تھا کہ کتے نقفور نے یہ خیال کر کے کہ اب سردیوں کے باعث رشید حملہ کی زحمت نہیں اٹھائے گا' عہد نامہ کو توڑ دیا اس خبر کو خلیفہ تک پہنچانے کی کسی کو جرأت نہ ہوئی۔ آخر عبداللہ تیمی نے ان اشعار میں یہ خبر سنائی۔

نَقَضَ الَّذِیْ اَعْطَیْتَہٗ یَقْفُوْرُ فَعَلَیْہِ دَائِرَۃُ الْبَوَارِ تَدُوْرُ

ترجمہ: نقفور نے اپنے عہد کو توڑ دیا ہے اور بس اب اس پر ہلاکت کی چکی گھومے گی۔

اَبْشِرْ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ فَاِنَّہٗ غَنَمٌ اَتَاکَ بِہِ الْاِلٰہُ کَبِیْرُ

ترجمہ: اے امیر المومنین! تو اس بات سے خوش ہو کیونکہ وہ لوٹ کا مال ہے جو تجھے خدا نے عطا کیا ہے۔

اور ابو العتاہیہ نے بھی کچھ اشعار کہے تو ہارون رشید نے تعجب سے پوچھا کیا اس نے واقعی ایسا کر دیا ہے۔ آخر پھر سخت مشقت اٹھا کر روم میں پہنچا اور یقفور کو تباہ کر کے چھوڑا۔ اسی فتح پر ابو العتاہیہ نے یہ شعر کہے ہیں۔

اَلَا نَادَتْ ھِرَقْلَۃُ بِالْخَرَابِ مِنَ الْمَلِکِ الْمُوَفَّقِ لِلصَّوَابِ

ترجمہ: بادشاہ ہرقل ہمارے بادشاہ کے فخر سے جسے صواب کی توفیق عطا کی گئی ہے' ہلاک ہو گیا۔

غَدَا ھَارُوْنُ یُرْعِدُ بِالْمَنَایَا وَیُبْرِقُ بِالْمُذَکَّرَۃِ الْقِضَابِ

ترجمہ: ہارون دشمنوں کو موت سے ڈراتا ہے اور تیز شمشیر براں کو چمکاتا ہے۔

وَرَایَاتٍ یَحُلُّ النَّصْرُ فِیْھَا تَمُرُّ کَاَنَّھَا قِطَعُ السَّحَابِ

ترجمہ: اور اس کے بہت سے ایسے جھنڈے ہیں جس سے فتح ٹپکتی ہے اور وہ اس تیزی سے گرجتے ہیں گویا وہ بادل کے ٹکڑے ہیں۔

اَمِیرَالْمُؤْمِنِیْنَ ظَفِرْتَ فَاسْلَمْ وَابْشِرْ بِالْغَنِیْمَةِ وَالْاِیَابِ

اے امیرالمومنین آپ نے فتح پالی ہے۔پس غنیمت حاصل کرنے اور صحیح سالم واپس آنے سے خوش ہو جایئے۔

فدیہ دے کر

189 ہجری میں ہارون الرشید نے فدیہ دیکر تمام مسلمانوں کو روم سے بلالیا' حتیٰ کہ کوئی مسلمان بھی ان کے ملک میں نہ رہا۔

190 ہجری میں رشید نے اپنے لشکروں کو روم میں بھیجا جہاں شراحیل بن معن بن زائدہ نے قلعہ صقالیہ کو اور یزید بن مخلد نے فلقونیہ کو فتح کیا اور حمید بن معیوف نے جزیرۂ قبرص کو لوٹا اور سولہ ہزار آدمی وہاں سے گرفتار کئے۔

192 ہجری میں رشید خراسان کی طرف متوجہ ہوا۔محمد بن صباح طبری کہتے ہیں۔میرے والد نہروان تک رشید کے ساتھ گئے۔راستہ میں آپس میں باتیں ہونے لگیں۔گفتگو کے دوران میں رشید نے کہا اے صباح اس کے بعد تم مجھے نہ مل سکو گے۔انہوں نے کہا خدا آپ کو صحیح وسالم واپس لائے۔ہارون الرشید نے کہا شاید تمہیں حقیقت حال معلوم نہ ہو۔میں نے کہا نہیں ٔپھر رستے سے ذرا الگ ہو کر کہا میں تمہیں بتاتا ہوں مگر اسے کسی کو بتانا نہیں۔پھر اپنے پیٹھ پر سے کپڑا اٹھا کر دکھایا اس پر ریشم کی ایک پٹی لپٹی ہوئی تھی اور کہا میں اس مرض کو تمام لوگوں سے چھپاتا رہا ہوں۔میرے بیٹوں کی یہ حالت ہے ہر ایک کے ساتھ ایک نہ ایک حمایتی لگا ہوا ہے۔چنانچہ مسرور مامون کا اور جبریئل بن بختیشوع امین کا حمایتی بنا ہوا ہے اور تیسرے کا مجھے نام یاد نہیں رہا اور ان میں سے ہر ایک میرے دن گن رہا ہے' چنانچہ اگر تو اس بات کے معلوم کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو میں بھی برزون (ایک قسم ہے گھوڑوں کی) منگواتا ہوں۔تو وہ اس کی خاطر کہ میری بیماری بڑھے ایک کمزور اور لاغر گھوڑے لے آئیں گے۔پھر رشید نے برزون لانے کا حکم دیا تو واقعتہً انہوں نے ایک لاغر سا گھوڑا لا حاضر کیا۔پھر رشید نے میری طرف دیکھا اور اس پر سوار ہو کر جرجان کی طرف چلا گیا اور وہاں سے حالت علالت میں ہی طوس میں

آ گیا اور آخر وہیں فوت ہو گیا۔

سب سے پہلی

175 ہجری میں رشید نے اپنی بیوی زبیدہ کی خاطر اپنے بیٹے محمد کو ولی عہد کر کے اس کا لقب امین رکھا' حالانکہ اس کی عمر اس وقت صرف پانچ برس کی تھی۔ ذہبی کہتے ہیں۔ اسلام میں یہ سب سے پہلی بات ہوئی جو اتنے چھوٹے بچے کو ولی عہد بنایا گیا۔

رعایا کے سر پر

182 ہجری میں رشید نے اپنے بیٹے عبداللہ کو مامون کا لقب دیکر امین کا ولی عہد بنایا اور اسے تمام ممالک خراسان کا حاکم بنا دیا۔ بعد ازاں 186 ہجری میں اپنے خرد سال (چھوٹے بیٹے) قاسم کو موتمن کا لقب عطا کر کے ان دونوں کے بعد ولی عہد مقرر کیا اور جزیرہ وغیرہ کا حاکم بنا دیا۔ جب اپنی سلطنت اس طرح اپنے تینوں بیٹوں میں تقسیم کر چکا تو بعض عقلاء نے کہا کہ اس نے اپنی اولاد میں عداوت کے سامان پیدا کر دیے ہیں اور اس کی برائی رعایا کے سر پر برسے گی۔ شعراء نے ان تینوں ولی عہدوں کی تقرری پر قصائد بھی لکھے۔ پھر رشید نے اس بیعت کے متعلق ایک دستاویز لکھوا کر خانہ کعبہ میں آویزاں کر دی' چنانچہ ابراہیم موصلی اسی کے بارے میں کہتا ہے۔

خَیْــرُ الْاُمُــوْرِ مُـغَبَّۃً ۔۔۔ وَاَحَــقُّ اَمْــرٍ بِـالتَّـمَـامِ

ترجمہ: انجام اور پورا ہونے کے اعتبار سے بہت بڑا امر وہ ہے۔

اَمْـرٌ قَـضٰـی اَحْـكَـامَـهٗ ۔۔۔ اَلرَّحْمٰنُ فِیْ بَیْتِ الْحَرَامِ

ترجمہ: وہ رمز ہے' جس کا فیصلہ خدا تعالیٰ نے بیت الحرام میں کیا۔

عبدالملک بن صالح نے یہ اشعار کہے:

حُبُّ الْـخَلِیْفَةِ حُبٌّ لَایَلِیْنُ لَهٗ ۔۔۔ عَـاصَ الْاِلٰـهَ وَشَـارِ یُلْـقِحُ الْفِتَنَا

ترجمہ: خلیفہ کی محبت ہی کامل محبت ہے مگر خدا تعالیٰ نافرمان خارجی اس کی اطاعت نہیں کرے گا بلکہ وہ فتنہ اٹھاتا رہے گا۔

اَللّٰهُ قَـلَّـدَ هَـارُوْنَـا سِـیَـاسَـتَـهٗ ۔۔۔ لَـمَّـا اصْـطَفَاهُ فَاَحْیَ الدِّیْنَ وَالسُّنَنَا

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہارون کو برگزیدہ کیا اور اسے بادشاہ بنا دیا۔ پس اس نے دین اور سنت کو

زندہ کردیا۔

وَقَلَّدَ الْاَرْضَ هَارُوْن" لِرَأْفَتِهٖ بِنَا اَمِيْنَا وَّمَا مُوْنًا وَمُؤتَمِنًا

ترجمہ: اور ہارون نے ہم پر مہربانی کرنے کیلئے امین اور مامون اور مؤتمن کو خلیفہ مقرر کردیا۔

کہتے ہیں ہارون الرشید نے اپنے بیٹے معتصم کو اس لیے خلافت سے محروم رکھا کہ وہ ان پڑھ تھا۔ مگر خدا کی قدرت کہ خدا نے اسے بھی خلیفہ بنایا اور اس کے بعد سب خلفاء اسی کی اولاد سے ہوئے اور اس کے سوا رشید کے اور بیٹوں کی نسل سے کوئی خلیفہ نہیں ہوا۔

ولی عہد ہونے پر

سلم خاسر نے امین کے ولی عہد ہونے پر یہ اشعار کہے:

قُلْ لِلْمَنَازِلِ بِالْكَثِيْبِ الْاَعْفَرِ اَسْقَيْتَ غَادِيَةُ السَّحَابِ الْمُطَرِ

ترجمہ: ان گھروں کو جو ریت کے سرخ و سپید ٹیلے بنے ہوئے ہیں' کہہ دے کہ تم پر صبح کو آنے والا بادل خوب برسے۔

قَدْ بَايَعَ الثَّقَلَانِ مَهْدِي الْهُدٰى لِمُحَمَّدِ بْنِ زُبَيْدَةَ اِبْنَةِ جَعْفَرِ

ترجمہ: تمام جن وانسانوں نے محمد بن زبیدہ سے جو جعفر کی لڑکی ہے' بیعت کرلی ہے۔

قَدْ وَفَّقَ اللّٰهُ الْخَلِيْفَةَ اِذْبَنٰى بَيْتَ الْخِلَافَةِ لِلْهِجَانِ الْاَزْهَرِ

ترجمہ: خدا تعالیٰ نے ہی خلیفہ کو توفیق دی ہے کہ اس نے خلافت کو ایک برگزیدہ اور روشن شخص کے لیے مقرر کیا۔

فَهُوَا الْخَلِيْفَةُ عَنْ اَبِيْهِ وَجَدِّهٖ شَهِدَا عَلَيْهِ بِمُنْظَرٍ وَبِمُخْبَرِ

ترجمہ: پس وہ اپنے باپ اور نانا کی طرف سے خلیفہ ہے اور اس بات کو سب لوگ جانتے ہیں۔

ہارون رشید کے دلچسپ واقعات

سلفی طیوریات میں بسند و ابن مبارک سے روایت کرتے ہیں۔ جب رشید خلیفہ ہوا تو اس کا دل مہدی کی ایک کنیز پر آ گیا اور اسے طلب کیا مگر اس نے کہا میں آپ کے والد کی ہم خوابہ رہ چکی ہوں۔ اس لیے آپ کے لائق نہیں۔ ہارون رشید نے ابو یوسف کے پاس کسی کو بھیج کر بلوا بھیجا تو انہوں نے کہا اے امیر المومنین یہ فرض کرلینا کہ ہر ایک لونڈی سچ بولتی ہے' یہ

بات درست نہیں ہے۔ آپ اس کا کہنا سچ نہ مانیں کیونکہ وہ مامون نہیں ہے۔ ابن مبارک کہتے ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا اس واقعہ میں کن کن باتوں پر تعجب کروں۔ آیا ایسے بادشاہ پر جس کے ہاتھ میں مسلمانوں کے جان و مال دیئے گئے ہیں اور وہ باپ کی حرمت کا لحاظ بھی نہیں کرتا یا اس کنیز پر جس نے بادشاہ تک سے کنارہ کیا' یا اس فقیہ زمانہ و قاضی ممالک اسلامیہ پر جس نے بادشاہ کو مشورہ دیا تو یہی کر اور گناہ میری گردن پر رکھ۔

حیلہ بتایئے

سلفی عبداللہ بن یوسف سے راوی ہیں۔ ہارون رشید نے قاضی ابو یوسف سے کہا میں نے ایک لونڈی خریدی ہے اور استبراء سے پہلے اس سے ہم خواب ہونا چاہتا ہوں۔ کوئی ایسا حیلہ بتایئے۔ انہوں نے کہا اسے اپنے کسی بیٹے کو بخش دیجئے اور پھر اس سے نکاح کر لیجئے۔

دروازے بند تھے

اسحاق بن راہویہ سے مروی ہے۔ رشید نے ایک رات قاضی ابو یوسف کو بلایا۔ جب وہ آئے تو انہیں ایک لاکھ درہم دینے کا حکم دیا۔ قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ رقم اگر مجھے صبح سے پہلے پہلے مل جائے تو بہتر ہے۔ حاضرین سے بعض نے کہا خزانچی اپنے گھر جا چکا ہے اور خزانہ کے دروازے بند ہیں۔ قاضی ابو یوسف نے کہا دروازے تو اس وقت بھی بند تھے جب میں آیا تھا۔

صولی یعقوب بن جعفر سے روایت کرتے ہیں۔ جس سال رشید نے خلیفہ بننا تھا' اسی سال اس نے روم پر حملہ کیا اور شعبان میں واپس آ گیا اور پھر دوسرے سال حج کیا اور حرمین شریفین میں مال کثیر خرچ کیا۔ کہتے ہیں اس نے آنحضرت ﷺ کو خواب میں دیکھا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھا اب خلافت تجھے ملنے والی ہے۔ جاؤ جہاد اور حج کرو اور اہل حرمین پر مال کثیر خرچ کرو' چنانچہ اس نے ان سب باتوں کو پورا کیا۔

آغاز میں حج

معاویہ بن صالح سے مروی ہے۔ سب سے پہلے شعر رشید نے اس وقت کہا تھا جبکہ اس نے خلافت کے سال کے آغاز میں حج کیا اور وہاں ایک مکان میں داخل ہوا تو اس کی دیوار پر یہ شعر لکھا تھا:

اَلَا یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَمَا تَریٰ   فَدَیْتُکَ هِجْرَانَ الْحَبِیْبِ کَبِیْرًا

ترجمہ: اے امیر المومنین میں آپ پر قربان جاؤں۔ کیا آپ دوست کے ہجر کو بڑا نہیں سمجھتے۔

بَلٰی وَالْهَدَایَا الْمُشْعِرَاتِ وَمَا مَشٰی   بِمَکَّةَ مَرْفُوْعَ الْاَظَلِّ حَسِیْرًا

ترجمہ: ہاں! ہے۔ ان شاندار قربانیوں کی اور اس کی جو مکہ کی طرف چلے اور ایسے حال میں کہ تکان سے اپنے سموں کو اٹھا کر لنگڑاتا ہوا چلتا ہے۔

علماء جیسا فہم

ابن سعد مسلم سے روایت کرتے ہیں۔ ہارون رشید کا فہم علماء کی طرح تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ نعمانی نے گھوڑے کی صفت میں اسے یہ شعر سنایا:

کانَّ اذنیہ اذا تشوقا   قادمة اوقلما محرما

ترجمہ: گویا اس گھوڑے کے کان جبکہ وہ کسی چیز کے دیکھنے کو گردن بلند کرے بازوں کے پروں کی طرح ہیں یا اس قلم کی طرح جس کا قط ٹیڑھا ہو۔

رشید نے کہا مصرعہ اوّل میں کان اذنیہ کی جگہ تخال اذنیہ لکھو تا کہ شعر درست ہو جائے۔

راضی نہ کیا

عبداللہ بن عباس بن ربیع سے مروی ہے۔ ایک دفعہ رشید نے قسم کھائی کہ ایک کنیزک کے پاس زمانہ معینہ تک نہ جاؤں گا اور رشید اسے نہایت محبوب رکھتا تھا۔ کئی دن گزر گئے مگر اس کنیز نے رشید کو راضی نہ کیا۔ اس پر رشید نے یہ اشعار کہے:

صَدَّعَنِّیْ اِذْ رَاٰنِیْ مُفْتَتَنْ   وَاَطَالَ الصَّبْرَ لَمَّا اِنْ فَطَنْ

ترجمہ: جبکہ اس نے مجھے مفتون دیکھا تو مجھ سے اعراض کر لیا اور دیر تک صبر کیا۔

کَانَ مَمْلُوْکِیْ فَاَضْحٰی مَالِکِیْ   اِنَّ هٰذَا مِنْ اَعَاجِیْبِ الزَّمَنْ

ترجمہ: وہ پہلے میری کنیز تھی لیکن اب میری مالک ہوگئی ہے۔ یہ ایک نہایت عجیب بات ہے۔

پھر ابوالعتاہیہ کو بلایا اور کہا ان اشعار کو پورا کرو۔ اس نے کہا:

عِزَّةُ الْحُبِّ اَرَتْهُ ذِلَّتِیْ   فِیْ هَوَاهُ وَلَهٗ وَجْهٌ حَسَنْ

ترجمہ: محبت کی عزت نے مجھے اس کی محبت میں ذلیل کر دیا اور اس کا چہرہ خوبصورت ہے۔

فَلِهٰذَا صِرْتُ مَمْلُوْکًا لَهٗ   وَلِهٰذَا شَاعَ مَابِیْ وَعَلَنْ

اس لیے میں اس کا غلام بن گیا ہوں اور اسی لیے میرا عشق ظاہر ہو گیا۔

ان جیسے نقاد

ابن عساکر نے ابن علیہ سے روایت کی ہے۔ ہارون الرشید نے ایک زندیق کو پکڑوایا اور اس کی گردن مارنے کا حکم دیا۔ زندیق نے پوچھا آپ مجھے قتل کیوں کرتے ہیں؟ اس نے کہا تاکہ لوگ تم سے آرام پائیں۔ اس نے کہا ان ہزار حدیثوں کو کیا کرو گے جو بالکل وضعی ہیں، اور ان میں ایک حرف بھی رسول پاک علیہ السلام کا فرمودہ نہیں اور وہ لوگوں میں شائع ہو چکی ہیں۔ ہارون نے کہا اے دشمن خدا تیرا کدھر خیال ہے۔ ابو اسحاق فزاری اور عبداللہ بن مبارک جیسے نقاد موجود ہیں وہ ان کے ایک ایک حرف کو باہر نکال پھینکیں گے۔

سابق الی الفضل

صولی اسحاق ہاشمی سے روایت کرتے ہیں۔ ایک روز ہم رشید کے پاس بیٹھے ہوئے تھے وہ کہنے لگا' عام لوگ خیال کرتے ہیں میں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ بغض رکھتا ہوں' حالانکہ میں ان کو دوست رکھتا ہوں ایسے اور کسی کو دوست نہیں رکھتا اور اصل بات یہ ہے ایسی باتیں وہ لوگ کرتے ہیں جن کو ہم سے بغض ہے اور ہم پر الزام قائم کرنا چاہتے ہیں اور ہماری سلطنت میں فساد ڈالنا چاہتے ہیں اور یہ محض اس لیے کہ میں نے انہیں بنی امیہ کی طرف مائل ہونے پر سزائیں دیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے تو قوم کے بردار اور سابق الی الفضل ہیں' چنانچہ میرے والد مہدی نے بسندہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے بارے میں فرماتے سنا ہے جس نے ان دونوں کو دوست رکھا۔ گویا اس نے مجھے دوست رکھا اور جس نے ان سے بغض رکھا' اس نے گویا مجھ سے ہی بغض رکھا اور آقا علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا' مریم بنت عمران اور آسیہ بنت مزاحم کے علاوہ باقی سب عورتوں کی سردار ہوگی۔

سلطنت کی قیمت

مروی ہے ابن سماک ایک دن رشید کے پاس آیا۔ اس وقت رشید پانی منگوا کر پینا ہی چاہتا تھا ابن سماک بولا ذرا ٹھہر جائیے اور کہا آپ ایک کوزہ پانی کتنے میں خرید لیں گے؟ ہارون

رشید نے کہا نصف سلطنت دیکر۔ ابن سماک نے کہا کہ اب آپ پی لیجئے۔ جب پی چکا تو پھر ابن سماک نے پوچھا اگر یہی پانی آپ کے پیٹ سے نہ نکل سکے تو اس کے نکلوانے کے عوض میں آپ کیا خرچ کریں گے؟ ہارون رشید نے کہا باقی تمام سلطنت دے ڈالوں گا۔ ابن سماک نے کہا بس یہی سمجھ لیں آپ کی سلطنت کی قیمت پانی کا گھونٹ اور ایک دفعہ پیشاب کرنا ہے۔ پس اس پر غرور نہ کیجئے۔ یہ سن کر ہارون بہت رویا۔

مگر آخر میں

ابن جوزی کہتے ہیں۔ ہارون رشید نے شیبان رحمہ اللہ تعالیٰ سے کہا مجھے نصیحت فرمایئے۔ انہوں نے کہا اگر کوئی مصاحب ایسا ہو جو آپ کو خوف دلاتا رہے اور آخر آپ کو امن حاصل ہو جائے تو وہ اس ایسے مصاحب سے اچھا ہے جو آپ کو امن دلاتا رہے۔ مگر آپ کو آخر میں خوف لاحق ہو جائے۔ ہارون نے کہا ذرا وضاحت سے فرمایئے۔ انہوں نے کہا جو شخص آپ کو کہے کہ بروز قیامت رعایا کی بابت آپ کو سوال ہوگا اس لیے خدا سے ڈریئے تو وہ اس شخص کی نسبت آپ کا زیادہ خیر خواہ ہے جو یہ کہتا ہے آپ اہل بیت سے ہیں اور آپ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریبی ہیں اس لیے آپ مغفور (بخشے ہوئے) ہیں۔ یہ سن کر رشید اس قدر رویا کہ حاضرین کو اس پر رحم آ گیا۔

موصلی کے اشعار

کتاب الاوراق میں صولی بسندہ روایت کرتے ہیں۔ جب رشید خلیفہ بنا تو یحییٰ بن خالد کو اپنا وزیر بنایا اس پر ابراہیم موصلی نے یہ اشعار کہے:

اَلَمْ تَرَ اَنَّ الشَّمْسَ کَانَتْ مَرِیْضَۃً فَلَمَّا اَتٰی ھَارُوْنَ اَشْرَقَ نُوْرُھَا

ترجمہ: کیا تو نہیں دیکھتا کہ سورج مریض تھا مگر جب ہارون خلیفہ ہوا تو اس کا نور چمکنے لگا۔

تَلَبَّسَتِ الدُّنْیَا جَمَالًا بِمُلْکِہٖ فَھَارُوْنُ وَالِیْھَا وَیَحْیٰی وَزِیْرُھَا

ترجمہ: اور اس کی خلافت سے تمام دنیا نے خوبصورتی کا لباس پہن لیا۔ پس ہارون خلیفہ ہے اور یحییٰ اس کا وزیر ہے۔

رشید نے یہ سن کر اسے ایک لاکھ درہم عطا کیے اور یحییٰ نے بھی اسے پچاس ہزار درہم دیئے جبکہ داؤد بن رزین نے اس کی تعریف میں یہ اشعار کہے:

بِهَارُوْنَ لَاحَ النُّوْرُ فِیْ كُلِّ بَلْدَةٍ وَقَامَ بِهٖ فِیْ عَدْلِ سِیْرَتِهِ النَّهجُ

ترجمہ: ہارون کے خلیفہ ہونے سے ہر ایک شہر میں روشنی ہوگئی اور اس کے عدل سے تمام ملک وسیع رستہ بن گیا۔

اِمَامٌ بِذَاتِ اللّٰهِ اَصْبَحَ شُغْلُهٗ فَاَكْثَرَ مَا یَعْنِیْ بِهِ الْغَزْوُ وَالْحِجُّ

ترجمہ: وہ امام ہے اور اس کا شغل ذات خدا کے ساتھ مشغول رہنا ہے اس لیے وہ اکثر جہاد اور حج کرتا رہتا ہے۔

تَضِیْقُ عُیُوْنُ الْخَلْقِ عَنْ نُوْرِ وَجْهِهٖ اِذَا مَا بَدَا لِلنَّاسِ مَنْظَرُ الْبَلْجُ

ترجمہ: لوگوں کی آنکھیں اتنی تنگ ہیں کہ جب وہ باہر نکلتا ہے تو لوگ اس کے چہرے کی درخشانی کو دیکھ نہیں سکتے۔

تَفَسَّحَتِ الْاٰمَالُ فِیْ جُوْدِ كَفِّهٖ فَاَعْطَی الَّذِیْ یَرْجُوْهُ فَوْقَ الَّذِیْ یَرْجُوْ

ترجمہ: اس کی بخشش کو دیکھ کر امیدیں کشادہ ہوگئیں اور وہ لوگوں کو امید سے بڑھ کر دیتا ہے۔

سفیر طالب علمی

قاضی فاضل اپنے بعض رسائل میں لکھتے ہیں۔ دو بادشاہوں کے علاوہ کوئی ایسا نہیں ہوا جس نے طلب علم کے لیے سفر گوارا کیا ہو۔ ایک تو ہارون الرشید اس نے اپنے بیٹوں امین اور مامون کو لے کر موطا امام مالک کی سماعت کے لیے سفر کیا' چنانچہ جس موطا کے نسخے پر رشید نے پڑھا تھا' وہ شاہان کے خزانہ میں محفوظ تھا اور دوسرا سلطان صلاح الدین بن ایوب تھا جو اسی موطا کے سننے کے لیے علی بن طاہر بن عوف کے پاس اسکندریہ گیا تھا۔

منصور نمری رشید کی صفت میں کہتا ہے:

جَعَلَ الْقُرْاٰنَ اِمَامَهٗ وَدَلِیْلَهٗ لَمَّا تَخَیَّرَهُ الْقُرْاٰنُ ذِمَامَا

ترجمہ: جس قرآن کو اپنا امام اور رہنما بنالیا ہے تو قرآن نے بھی اسے عہد ذمہ کے روز اختیار کرلیا ہے۔

ایک اور قصیدہ میں یہ شعر کہا ہے:

اِنَّ الْمَكَارِمَ وَالْمَعْرُوْفَ اَوْدِیَةٌ اَحَلَّكَ اللّٰهُ مِنْهَا حَیْثُ تَجْتَمِعُ

ترجمہ: بزرگیاں اور احسان دریا ہیں۔ خدا آپ کو اس جگہ نازل کرے جہاں یہ ملتے ہیں۔

کہتے ہیں اس قصیدے پر رشید نے منصور نمری کو ایک لاکھ درہم انعام دیا تھا۔

اپنی تعریف سے

حسین بن فہم کہتے ہیں۔ رشید کہا کرتا تھا مجھے اپنی تعریف سے یہ شعر بہت پسند ہے:

اَبُوْ اَمِیْنٍ وَمَامُوْنٍ وَ مُؤْتَمِنٍ　　اَکْرَمْ بِہٖ وَالِدًا بِسِرًّا وَمَا وَلَدَا

ترجمہ: وہ امین، مامون اور مؤتمن کا باپ ہے۔ باپ بھی کیسا اچھا اور بیٹے بھی کیسے اچھے ہیں۔

اسحاق موصلی کہتے ہیں میں نے رشید کو ایک دفعہ یہ شعر سنائے:

وَامِرۃٌ بِالبخلِ قُلْتُ لَھَا اقْصِرِیْ　　فَذٰلِکَ شَیْءٌ مَا اِلَیْہِ سَبِیْلُ

اَرَی النَّاسَ خُلَّانَ الْجَوَادِ وَلَا اَرٰی　　بَخِیْلًا لَہٗ فِی الْعَالَمِیْنَ خَلِیْلُ

وَاِنِّیْ رَاَیْتُ الْبُخْلَ یُزْرِیْ بِاَھْلِہٖ　　فَاَکْرَمْ نَفْسِیْ اَنْ یُقَالَ بَخِیْلُ

وَمِنْ خَیْرِ حَالَاتِ الْفَتٰی لَوْ عَلِمْتَہٗ　　اِذَا نَالَ شَیْئًا اَنْ یَکُوْنَ یُنِیْلُ

عَطَائِیْ عَطَاءُ الْمُکْثِرِیْنَ تَکَرُّمًا　　وَمَالِیْ کَمَا قَدْ تَعْلَمِیْنَ قَلِیْلُ

وَکَیْفَ اَخَافُ الْفَقْرَ اَوْ اُحْرَمُ الْغِنٰی　　وَرَایُ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ جَمِیْلُ

ترجمہ: بہت سی عورتیں بخل کا حکم کرنے والی ہیں۔ مگر میں نے انہیں کہہ دیا ہے میں یہ کام نہیں کیا کرتا۔ میں دیکھتا ہوں کہ لوگ سخی کے ہی دوست ہوتے ہیں اور بخیل کا دونوں جہاں میں کوئی دوست نہیں دیکھتا ہوں۔ بخل اہل بخل کو معیوب کر دیتا ہے۔ اس لیے میں اپنے نفس کو بخیل کہے جانے سے بچاتا ہوں۔ اگر تو سمجھے تو آدمی کے تمام حالات سے بہتر یہ بات ہے جب اسے کوئی چیز ملے تو وہ اور کو دیدے۔ میں اس طرح بخشش کرتا ہوں جیسے کہ نہایت امیر بخشش کیا کرتے ہیں اور تو میری عادت جانتی ہی ہے اور میں محتاجی سے کیسے ڈرتا ہوں حالانکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ امیر المومنین احسان کرنے والا ہے۔

اس پر رشید کہنے لگا یوں نہ کہو بلکہ کہو کہ اگر اللہ چاہے تو میں فقر سے نہ ڈروں گا اور پھر کہا اے فضل اسے ایک لاکھ درہم دیدے۔ یہ اشعار کیسے عجیب ہیں اور ان کے الفاظ کیسے برجستہ ہیں۔ میں نے کہا اے امیر آپ کا کلام تو میرے شعر سے کئی درجہ بڑھ کر ہے۔ اس پر رشید نے کہا اسے ایک لاکھ درہم اور عطا کر دو۔

کاش تم سے قبل

طیوریات میں اسحٰق موصلی سے روایت ہے۔ ایک دفعہ ابوالعتاہیہ نے ابونواس کو کہا یہ شعر جس کے ساتھ تو نے رشید کی تعریف کی ہے' میں چاہتا ہوں کاش تم سے قبل یہ مضمون میں نے باندھا ہوتا۔

فَقَدْ كُنْتُ خِفْتُكَ ثُمَّ امِنَنِي   مِنْ اَنْ اَخَافَكَ خَوْفُكَ اللهِ

ترجمہ: میں تجھ سے ڈرتا ہوں مگر تیرے خدا سے ڈرنے نے مجھے تم سے ڈرنے سے بے خوف کر دیا ہے۔

محمد بن علی خراسانی کہتے ہیں۔ رشید سب سے پہلا خلیفہ ہوا ہے جو گیند بلے کے ساتھ کھیلا ہے اور تیر سے نشانہ بازی سب سے پہلے اسی نے کی اور بنی عباس سے سب سے پہلے اسی خلیفہ نے شطرنج کھیلا۔ صولی کہتے ہیں سب سے پہلے اسی نے گویوں کے مراتب مقرر کیے۔

رشید نے ایک دفعہ اپنی کنیز ہیلانہ کے مرثیہ میں یہ اشعار کہے:

فَاسَيْتُ اَوْجَاعًا وَاَحْزَانًا   لَمَّا اسْتَخَصَّ الْمَوْتُ هِيْلَانَا
فَارَقْتُ عَيْشِي حِيْنَ فَارَقْتُهَا   فَمَا اُبَالِيْ كَيْفَ مَا كَانَا
كَانَتْ هِيَ الدُّنْيَا فَلَمَّا ثَوَتْ   فِيْ قَبْرِهَا فَارَقْتُ دُنْيَانَا
قَدْ كَثُرَ النَّاسُ وَلٰكِنَّنِيْ   لَسْتُ اَرٰى بَعْدَكِ اِنْسَانَا
وَاللهِ لَا اَنْسَاكِ مَا حَرَّكَتْ   رِيْحٌ بِاَعْلٰى نَجْدٍ اَغْصَانَا

ترجمہ: جب موت نے ہیلانہ کو آ دبایا تو میں نہایت ہی غمگین اور دردمند ہوا۔ جب میں ہیلانہ سے جدا ہوا تو گویا میں اپنی زندگی سے جدا ہو گیا۔ اب مجھے کسی بات کی پروا نہیں کہ وہ کیسے ہوتی ہے۔ خواہ بگڑے خواہ سنور جائے۔ وہی میری دنیا تھی۔ پس جب وہ قبر میں چلی گئی تو ہم نے اپنی دنیا کو چھوڑ دیا۔ انسان تو بہت ہیں مگر تیرے بعد مجھے کوئی انسان نظر نہیں آتا۔ بخدا جب تک ہوا ٹہنیوں کو ہلاتی رہے گی میں کبھی تجھ کو نہ بھولوں گا۔

صولی نے ذیل کے اشعار بھی رشید سے ہی نقل کیے ہیں:

يَا رَبَّةَ الْمَنْزِلِ بِالْفَرْكِ   وَرَبَّةَ السُّلْطَانِ وَالْمُلْكِ

ترجمہ: اے گھر والی! بادشاہ اور اے ملک میں تفرقہ ڈالنے والی۔

تَرَفَّقِيْ بِاللهِ فِيْ قَتْلِنَا لَسْنَا فِي الدَّيْلَمِ وَالتُّرْكِ

ترجمہ: خدا کیلئے ہمارے قتل میں جلدی نہ کر کیونکہ ہم دیلم اور ترک نہیں ہیں۔

سفرِ آخرت

رشید نے جنگ کے موقع پر طوس میں انتقال کیا اور وہیں 3 جمادی الاولی 193 ہجری میں دفن ہوا۔ اس نے کل پینتالیس سال عمر پائی۔ نماز جنازہ اس کے بیٹے صالح نے پڑھائی۔

ترکہ کی قیمت

صولی کہتے ہیں۔ رشید نے دس کروڑ دینار نقد اور ان کے علاوہ اور اسباب جواہرات گھوڑے۔ ذخیرہ جن کی قیمت دس کروڑ پندرہ ہزار دینار تھی اپنے پیچھے ترکہ چھوڑے۔

کل تک مہلت

کہتے ہیں حکیم جبرئیل بن بختیشوع نے رشید کے علاج میں غلطی کھائی اور یہی اس کی موت کا سبب بنی۔ ایک دن اس نے ارادہ کیا اس کا ایک عضو کاٹ ڈالے۔ رشید نے کہا کل تک مجھے مہلت دے۔ کل ان سب باتوں سے تمہیں آرام مل جائے گا۔ چنانچہ وہ اسی روز مر گیا۔

چادر، چھڑی اور مہر

کہتے ہیں رشید نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ میں طوس کا امام بن گیا۔ صبح اٹھ کر بہت رویا اور حکم دیا میرے لیے ایک قبر کھود ڈالو۔ جب قبر کھودی گئی تو خود پالکی میں سوار ہو کر اسے دیکھنے کے لیے گیا اور قبر کو دیکھ کر کہنے لگا "اے ابن آدم تیرا یہ ٹھکانا ہے۔" پھر چند لوگوں کو اس کے اندر اتارا اور قرآن کا ختم کروایا اور اتنی دیر تک خود پالکی میں قبر کے پاس بیٹھا رہا۔ اس کے انتقال کے بعد لشکر نے بغداد میں امین سے بیعت کی۔ اس نے جمعہ کے روز خطبہ پڑھا اور باپ کے مرنے کی خبر سنائی اور اس روز بیعت عام ہوئی [illegible] ہارون الرشید کی چادر چھڑی اور مہر لے کر بارہ دن کی مدت کے بعد امین تک پہنچا اور تینوں چیزیں امین کے سپرد کر دیں۔

مرثیہ ہارون الرشید

ابوالشیص رشید کے مرثیہ میں کہتا ہے:

غَرَبَتْ فِي الشَّرْقِ شَمْسٌ فَلَهَا عَيْنِيْ تَدْمَعُ [illegible]

ترجمہ: سورج مشرق میں جاغروب ہوا۔اسی کیلئے میری آنکھ آنسو بہارہی ہے۔

مَا رَأَیْنَا قَطُّ شَمْسًا غَرَبَتْ مِنْ حَیْثُ تَطْلَعُ

ترجمہ: ہم نے کبھی ایسا نہیں دیکھا کہ جہاں سے سورج نکلے پھر وہیں غروب ہوجائے۔

ابونواس نے یہ شعر متضمن بہ تہنیت وتعزیت کہے ہیں:

اشعار

جَرَتْ جَوَارُ بِالسَّعْدِ وَالنَّحْسِ فَنَحْنُ فِیْ مَاتِمٍ وَفِیْ عِرْسٍ

اَلْقَلْبُ یَبْکِیْ وَالْعَیْنُ ضَاحِکَۃٌ فَنَحْنُ فِیْ وَحْشَۃٍ وَفِیْ اُنْسٍ

یُضْحِکُنَا الْقَائِمُ الْاَمِیْنُ وَیُبْکِیْنَا وَفَاتُ الْاِمَامِ بِالْاَمْسِ

بَدْرَانِ بَدْرٌ اَضْحٰی بِبَغْدَادَ فِیْ الْخُلْدِ وَبَدْرٌ بِطُوْسَ فِی الرَّمْسِ

ترجمہ: اونٹنیاں اچھی اور بری خبرلیکر چلیں۔ہم آج ماتم میں بھی ہیں اورخوشی میں بھی۔ دل رورہا ہے اورآنکھ ہنس رہی ہے۔ہم وحشت میں بھی ہیں اورانس میں بھی ہیں۔امین کا بادشاہ ہونا ہمیں ہنساتا ہے اورامیرالمومنین کی وفات ہمیں رلاتی ہے۔ایک چاند تو بغداد میں نکل آیا ہے اورایک طوس میں مٹی کے نیچے دفن ہوگیا۔

حدیث کی روایت

ان احادیث میں سے جنہیں رشید نے روایت کیا ہے ایک حدیث یہ ہے جسے صولی نے بسند سلمان ضحی سے روایت کیا ہے کہ رشید نے ایک روزخطبہ میں کہا مجھے مبارک بن فضالہ نے حدیث سنائی ہے اوروہ حسن رضی اللہ عنہ سے اوروہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا" دوزخ کی آگ سے بچو خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی صدقہ کرنے سے ہو۔"اس کے بعد محمد بن علی نے مجھے حدیث سنائی اوروہ سعید بن جبیر سے اوروہ ابن عباس سے اور وہ حضرت علی رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "اپنے منہ پاک وصاف رکھا کرو کیونکہ وہ قرآن کاراستہ ہے۔"

امین محمد ابوعبداللہ

امین محمد ابوعبداللہ بن رشید کو اس کے باپ نے ہی ولی عہد مقرر کیا تھا' چنانچہ اس کے بعد تخت خلافت پر بیٹھا۔ رنگ کا گورا' قد کا لمبا اور نہایت خوبصورت جوانمرد' صاحب قوت و شجاعت اور دلیر شخص تھا۔ کہتے ہیں ایک مرتبہ اس نے اپنے ہاتھ سے شیر ماردیا۔ نہایت فصیح و بلیغ' ادیب اور صاحب فضیلت شخص تھا۔ مگر صاحب تدبیر نہ تھا۔ نہایت فضول خرچ' ضعیف الرائے اور احمق تھا اور کسی طرح خلافت کی قابلیت نہ رکھتا تھا۔ تخت پر بیٹھنے کے دوسرے دن ہی قصر منصور کے قریب چوگان کھیلنے کے لیے میدان بنانے کا حکم دیا۔

امین کو نصیحت

194 ہجری میں اپنے بھائی قاسم کو ولی عہدی سے معزول کر دیا اور اپنے بھائی مامون سے بگاڑ بیٹھا۔ کہتے ہیں فضل بن ربیع کو خوف تھا اگر خلافت مامون کو مل گئی تو اس کی نہ چلے گی' لہٰذا اس نے امین کو اس کے معزول کرنے پر آمادہ کیا اور کہا اپنے بعد اپنے بیٹے موسیٰ کو ولی عہد بنایئے۔ جب مامون کو اپنے بھائی کے معزول ہونے کی خبر پہنچی تو اس نے امین سے قطع تعلق اختیار کر لی اور اس کا نام فرامین اور سکوں سے نکلوا دیا۔ پھر امین نے مامون کو لکھا کہ اس نے اپنے بیٹے موسیٰ کو ولی عہد مقرر کر لیا ہے اور اس کا نام ناطق بالحق رکھا ہے اور تم کو اس کا ولی عہد بنایا ہے۔ مامون نے اس حکم سے قطعی انکار کر دیا۔ امین کے ایلچی نے پوشیدہ طور پر مامون سے بیعت کر لی اور اس کے ساتھ شراب پی اور واپس جا کر دارالخلافہ سے وہاں کے حالات سے اس کو باخبر کرتا رہا اور اس کو عراق کے متعلق رائیں دیتا رہا۔ جب قاصد نے امین کو مامون کی حالت بتائی تو اس نے فوراً اس کا نام ولی عہدی سے نکال ڈالا اور اس نے دستاویز کو جسے رشید نے کعبہ میں آویزاں کیا تھا' منگوا کر پھاڑ ڈالا۔ اس سے آپس کی مخالفت اور بھی بڑھی۔ اکثر اہل الرائے نے امین کو نصیحتیں کیں' چنانچہ حازم بن خزیمہ نے کہا اے امیر! جو آپ سے جھوٹ بولے گا' وہ کبھی آپ کی خیر خواہی نہیں کرے گا اور جو شخص آپ سے سچ بولے گا وہ کبھی دھوکا نہ دے گا۔ آپ خلع نہ کیجئے ورنہ خلافت سے قطعی جاتے رہیں گے اور نقض عہد نہ کیجئے ورنہ لوگ آپ کی بیعت توڑ دیں گے۔ یاد رکھئے غدر کرنے والے سے لوگ دشمنی کرنے لگتے ہیں اور

نقضِ عہد سے اُگ یکسو ہو جایا کرتے ہیں۔ لیکن امین نے ایک نہ مانی اور سردارانِ لشکر کو داد و دہش سے اپنی طرف مائل کرتا رہا اور اپنے بیٹے موسیٰ کو ولی عہد مقرر کر کے اس کا لقب الناطق بالحق رکھا' حالانکہ وہ اس وقت شیر خوار بچہ تھا۔ پس بعض شعراء نے اس پر یہ اشعار کہے:

اَضَاعَ الْخِلَافَةَ غِشُّ الْوَزِیْرِ ۔۔۔ وَفِسْقُ الْاَمِیْرِ وَجَهْلُ الْمُشِیْرِ
فَفَضْلٌ " اَمِیْر " وَّ بَکْر " مُشِیْر " ۔۔۔ یُرِیْدَ اَنْ مَا فِیْهِ حَتْفُ الْاَمِیْرِ
لِوَاطُ الْخَلِیْفَةِ اَعْجُوْبَةٌ " ۔۔۔ وَاَعْجَبُ مِنْهُ خُلَاقُ الْوَزِیْرِ
فَهٰذَا یَدُوْسُ وَ هٰذَا یُدَاسُ ۔۔۔ کَذَاکَ لَعَمْرِیْ خِلَافُ الْاُمُوْرِ
فَلَوْ یَسْتَعِفَانِ هٰذَا بِذَاکَ ۔۔۔ لَکَانَا بِعُرْضَةِ اَمْرٍ سَتِیْرِ
وَاَعْجَبُ مِنْ ذَا وَ ذَا اِنَّنَا ۔۔۔ نُبَایِعُ لِلطِّفْلِ فِیْنَا الصَّغِیْرِ
وَمَنْ لَیْسَ یُحْسِنُ غُسْلَ اِسْتِهٖ ۔۔۔ وَلَمْ یَخْلُ عَنْ بَوْلِهٖ حِجْرُ ظِئْرِ
وَمَا ذَاکَ اِلَّا بِفَضْلٍ وَبَکْرٍ ۔۔۔ یُرِیْدَانِ طَمْسَ الْکِتَابِ الْمُنِیْرِ
وَمَا ذَانِ لَوْ لَا انْقِلَابُ الزَّمَانِ ۔۔۔ اَفِی الْعِیْرِ هٰذَا اَنِ اَمْ فِی النَّفِیْرِ

ترجمہ: وزیر کے دھوکے' امیر کے فسق اور مشیر کے جاہل ہونے نے خلافت کو ضائع کر دیا ہے۔ فضل وزیر ہے' بکر مشیر ہے اور یہ دونوں وہی بات کرتے ہیں جس میں امیر کی جان پر بن جائے۔ خلیفہ کا لواطت کرنا عجیب بات ہے اور وزیر کو ابنہ کی عادت ہونا اس سے بھی عجیب بات ہے۔ وہ کرتا ہے یہ کراتا ہے۔ بخدا یہ بات تو امور طبعی کے خلاف ہے۔ اگر وہ ان افعال کو چھوڑ دیتے تو شاید ان کی برائیاں چھپ سکتیں اور اس سے بھی زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ ہم ایک شیر خوار بچے کی بیعت کر رہے ہیں اور جو اپنی سرینوں کو (بھی) اچھی طرح نہیں دھو سکتا اور جس کی دایہ پیشاب اور پاخانہ سے خالی نہیں رہ سکتی۔ یہ سب باتیں فضل و بکر کی عنایت ہے۔ وہ قرآن شریف کے احکام پر پانی پھیر دینا چاہتے ہیں۔ اگر زمانہ کا انقلاب نہ ہوتا تو معلوم بھی نہ ہوتا کہ یہ لوگ پیچھے رہ جانے والے ہیں یا آگے آنے والے ہیں۔

کچھ مچھلیاں

جب مامون کو اپنے خلع کا یقین ہو گیا تو اس نے اپنا خطاب امام المومنین مقرر کیا اور فرامین وغیرہ پر لکھوا دیا۔ امین نے خبر پا کر 195 ہجری میں علی بن عیسیٰ بن ہامان کو ہمدان و

نہاوند وقم واصفہان کا حاکم مقرر کردیا۔ یہ تمام شہر مامون کی جاگیر تھے۔علی بن عیسٰی نہایت شان وشوکت سے چالیس ہزار فوج اور ایک چاندی کی بیڑی مامون کو قید کرنے کے لیے لیکر نکلا۔ مامون نے اپنی طرف سے طاہر بن حسین کو چار ہزار فوج سے بھی کم دیکر روانہ کیا۔آخر علی بن عیسٰی قتل ہوا اور اس کا لشکر بھاگ نکلا۔علی کا سر مامون کے پاس لایا گیا اور پھر اس کے حکم سے خراسان میں پھرایا گیا۔اس واقعہ کی خبر امین کو ایسے حال میں پہنچی جبکہ وہ مچھلیوں کا شکار کررہا تھا۔قاصد سے کہنے لگا کمبخت مجھے اتنی مہلت تو دی ہوتی میں کچھ مچھلیاں شکار کرلیتا کیونکہ حوض میں مچھلیاں بہت ہوگئی ہیں۔

ترقی اور تنزلی

عبداللہ بن صالح جری کہتے ہیں۔جب علی بن عیسٰی قتل ہوا تو خاص بغداد میں سخت فتنہ وفساد برپا ہوگیا اور امین اپنے بھائی کے معزول کرنے پر بہت پچھتایا۔غرض امین اور مامون کے مابین برابر جنگ جاری رہی اور امین کا ادبار (پیچھے ہٹنا) روز بروز بڑھتا گیا کیونکہ وہ کھیل کود میں مشغول رہنے والا آدمی تھا اور مامون دن بدن ترقی کرتا گیا' حتیٰ کہ اہل حرمین اور اکثر اہل بلاد عراق نے اس سے بیعت کرلی اور امین کا حال بگڑتا گیا اور اس کے لشکر میں پھوٹ پڑگئی اور خزانے ختم ہوتے چلے گئے۔رعایا سخت مصیبت میں مبتلا ہوگئی۔اور فساد و شر بڑھ گیا۔جدال و قتال سے شہر خراب ہوگیا۔عمارتیں گر پڑیں۔منجنیق اور روغن نفط نے اور بھی مصیبت ڈھائی' یہاں تک کہ بغداد کی خوبصورتی برباد ہوگئی اور شعراء نے اس کے مرثیے کہے۔مختصر یہ کہ ان مرثیوں کے جو بغداد میں ہیں' دو شعر یہ بھی ہیں:

بَكَيْتُ دَمًا عَلٰى بَغْدَادَ لَمَّا فَقَدْتُ غَضَارَةَ الْعَيْشِ الْاَنِيْقِ

ترجمہ: جب خوشی کی زندگانی رخصت ہوگئی تو بغداد پر خون رویا

اَصَابَتْهَا مِنَ الْحُسَّادِ عَيْنٌ فَاَفْنَتْ اَهْلُهَا بِالْمَنْجَنِيْقِ

ترجمہ: اس کو حاسدوں کی نظر لگ گئی۔پس اس کے رہنے والے منجنیق سے فنا ہوگئے۔

وجہ تنگدستی

پندرہ ماہ تک بغداد کا محاصرہ رہا اور اکثر عباسی اور ارکانِ دولت مامون کے لشکر میں آکر مل گئے اور بغداد کے کمینے لوگوں کے سوا کوئی بھی امین کا ہمراہی نہ رہا یہاں تک کہ 198 ہجری

کے شروع میں طاہر بن حسین بزور تلوار بغداد میں داخل ہوا اور امین اپنی والدہ اور اہل وعیال کو لے کر شہر منصور میں چلا گیا اور اس کا تمام لشکر پراگندہ ہوگیا اور اس کے غلام اس سے علیحدہ ہوگئے۔ یہاں تک کہ پانی اور روزی سے تنگ آ گیا۔

اب چاندنی عجیب

محمد بن راشد کہتے ہیں۔ ابراہیم بن مہدی نے مجھ سے بیان کیا میں مدینہ منورہ میں امین کے ساتھ تھا۔ ایک رات مجھے بلایا۔ جب میں گیا تو کہنے لگا یہ رات کیسی عجیب ہے اور چاندنی کیسی عجیب چاندنی ہے؟ اور اس کی روشنی پانی میں کیا بھلی معلوم ہوتی ہے۔ کیا تم اس وقت شراب پیو گے؟ میں نے کہا آپ کی مرضی۔ پھر ہم نے شراب کو پیا۔ بعد ازاں ایک کنیز کو بلایا جس کا نام ضعف تھا تو اس نے یہ اشعار پڑھے:

كُلَيْبٌ لَعَمْرِيْ كَانَ اَكْثَرَ نَاصِرًا   وَاَيْسَرَ ذَنْباً مِنْكَ ضَرَّجَ بِالدَّمِ

ترجمہ:- مجھے اپنی عمر کی قسم ہے کہ کلیب سب سے بڑھ کر مددگار تھا اور اس کا گناہ تم سے کم تھا۔ مگر اسے قتل کر دیا گیا۔

اَبْكـىٰ فِـرَاقُهُمْ عَيْنِىْ فَاَرَّقَهَا   اِنَّ التَّـفَـرُّقَ لِلْاَحْبَـابِ بَكَّـاءُ

ترجمہ: ان کے فراق نے مجھے رلایا اور بے خواب کر دیا اور دوستوں کے جدا ہونے سے رونا آیا ہی کرتا ہے۔

وَمَـا زَالَ يَعْـدُوْ عَلَيْهِمْ دَهْرُهُمْ   حَتّٰـى تَفَـانُوْا وَرَيْبُ الدَّهْرِ اَعْدَاءُ

ترجمہ: زمانہ ان پر ہمیشہ ظلم کرتا رہا حتیٰ کہ وہ فنا ہوگئے اور حوادثِ زمانہ آدمی کے سخت دشمن ہیں۔

فَـالْيَـوْمَ اَبْكِيْهِمْ جُهْدِىْ وَاَنْدَبُهُمْ   حَتّٰـى اَؤُوْبَ وَمَـا فِىْ مُقْلَتِىْ مَاءُ

ترجمہ: پس میں آج اپنی وسعت کے موافق گریہ وزاری کروں گی۔ یہاں تک کہ جس وقت رجوع کروں یعنی خاموشی اختیار کروں تو میری آنکھوں میں (آنسوؤں سے) ایک قطرہ بھی پانی نہ ہو۔

امین نے کہا لعنت ہو تم پر۔ اس کے سوا تجھے کوئی اور اشعار ہی نہیں آتے۔ اس نے کہا مجھے خیال ہے کہ آپ اس طرح کے شعر پسند کرتے ہیں۔ پھر اس نے یہ اشعار پڑھے:

اَمَا وَ رَبِّ السُّكُوْنِ وَالْحَرَكِ اِنَّ الْمُنَايَا كَثِيْرَةُ الشَّرَكِ

ترجمہ: اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں (قبضہ میں) حرکت وسکون ہے کہ اموات نہایت ہی تکلیف دہ ہوتی ہیں۔

مَا اخْتَلَفَ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَلَا دَارَتْ نُجُوْمُ السَّمَاءِ وَالْفُلُكِ

ترجمہ: راتیں دن ستارے اور آسمان نہیں بدلیں گے۔

اِلَّا لِنَقْلِ السُّلْطَانِ عَنْ مُلْكٍ قَدْ زَالَ سُلْطَانُهُ اِلٰى مُلْكٍ

ترجمہ: مگر صرف اس لیے کہ بادشاہ کو ملک سے نکال باہر کریں یعنی ایک ملک سے دوسرے ملک بھگادیں۔

وَمُلْكُ ذِى الْعَرْشِ دَائِمٌ اَبَدًا لَيْسَ بِفَانٍ وَلَا بِمُشْتَرِكٍ

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ مالک عرش ہمیشہ رہے۔ وہ فنا نہیں ہوگا اور اس میں کوئی شریک نہیں ہوگا۔

چادر اور مصلّٰی

امین نے کہا خدا تم پر لعنت کرے دفع ہو جاؤ۔ جب وہ اٹھی تو اس کی ٹھوکر سے ایک قیمتی بلوری گلاس ٹوٹ گیا۔ امین نے کہا کچھ دیکھ رہے ہو؟ معلوم ایسا ہوتا ہے میرا وقت آن پہنچا ہے۔ میں نے کہا خدا تعالیٰ آپ کی عمر دراز کرے اور آپ کا ملک قائم رکھے۔ ابھی میں اور کچھ کہنے ہی والا تھا کہ دجلہ کی طرف سے آواز آئی جس امر کو تم پوچھا کرتے تھے اس کا فیصلہ ہوگیا۔ اس پر امین غمگین ہو کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے ایک دو روز بعد پکڑا گیا اور قید ہو گیا اور کچھ عجمی لوگوں نے قید خانے میں گھس کر اس کو رات کے وقت قتل کر ڈالا اور اس کے سر کو طاہر کے پاس لے گئے۔ اس نے اسے باغ کی دیوار پر لٹکا دیا اور منادی کرادی یہ سر امین معزول کا ہے۔ پھر اس کے جسم کو پہاڑ پر پھینک دیا۔ پھر طاہر نے امین کا سر چادر چھڑی اور مصلی جو کھجور کے پتوں کا بنا ہوا تھا' مامون کے پاس بھجوادیا۔ مامون کو اپنے بھائی کے قتل کا سخت صدمہ ہوا کیونکہ وہ چاہتا تھا کہ امین زندہ میرے پاس لایا جائے۔ اس لیے مامون طاہر پر سخت خفا ہوا اور اسے بالکل نسیاً منسیاً کر دیا۔ اور وہ اسی طرح گمنامی میں کہیں مر گیا اور امین کی بات درست نکلی کہ اس نے طاہر بن حسین کی طرف ایک رقعہ لکھا تھا کہ اے طاہر جس نے ہم پر ظلم کیا' یا حق تلفی کی اس کا سر تلوار

سے اتار دیا گیا ہے۔ پس تو بھی اس کا منتظر رہ۔ ابراہیم بن مہدی نے امین کے قتل پر یہ اشعار کہے ہیں:

عِوَجَا بِمَغْنَى طَلَلٍ دَاثِرٍ ۔۔۔ بِالْخُلْدِ ذَاتَ الصَّخْرِ وَالْاٰجُرِ

ترجمہ: اے میرے دونوں دوستو! اس گھر پر آؤ جو موضع خلد میں ہے اور وہ بالکل حیران ہوگیا ہے اور اس میں اینٹیں اور پتھر بکھرے پڑے ہیں۔

وَالْمَرْمَرُ الْمَسْنُوْنِ يَطْلِيْ بِهٖ ۔۔۔ وَالْبَابِ بَابِ الذَّهَبِ النَّاضِرِ

ترجمہ: اور سنگ مرمر کی صاف وشفاف سلیں پڑی ہیں اور نہایت تازہ اور چمکدار سونے کے دروازے پڑے ہیں۔

وَابْلَغَا عَنِّيْ مَقَالاً اِلَى ۔۔۔ اَلْمَوْلٰى عَنِ الْمَامُوْرِ وَالْاٰمِرِ

ترجمہ: وہاں جا کر میرے مالک کو خادمانہ عرض پہنچاؤ جو وہاں امر و مامور کا والی ہے۔

قَوْلَا لَهٗ يَا ابْنَ وَلِيِّ الْهُدٰى ۔۔۔ طَهَّرَ بِلَادَ اللهِ مِنْ طَاهِرِ

ترجمہ: اور اسے کہو اے والی ہدیٰ کے بیٹے اب زمین طاہر سے پاک ہوگئی ہے۔

لَمْ يَكْفِهٖ اَنْ حَزَّ اَوْ دَاجَهٗ ۔۔۔ ذَبْحَ الْهَدَايَا بِمُدَى الْجَازِرِ

ترجمہ: اور اس کی رگیں کاٹ دی گئی ہیں جیسے ذبح کیے جانے والے اونٹوں کی رگیں کھول دی جاتی ہیں۔

حَتّٰى اِذَا يُسْحَبُ اَوْصَالُهٗ ۔۔۔ فِيْ شَطَنٍ يَعْنِيْ بِهِ الثَّائِرِ

ترجمہ: یہاں تک کہ پھر اس کی ہڈیاں ایک بڑے رسے میں باندھ کر کھینچی گئیں۔

قَدْ يَرِدُ الْمَوْتُ عَلٰى جَفْنِهٖ ۔۔۔ فَطَرْفُهٗ مُنْكِسُرُ النَّاظِرِ

ترجمہ: اور موت نے اس کی آنکھوں کو ڈھانپ لیا اور اس کی آنکھ منکسر الناظر ہے یعنی جاسوس کو کم دیکھنے والی ہے۔

ایک اور شاعر نے اس کے قتل میں یہ ذیل کے اشعار کہے:

لَمْ نَبْكِيْكَ لِمَاذَا لِلطَّرَبِ ۔۔۔ يَا اَبَا مُوْسٰى وَ تَرْوِيْجِ اللَّعِبِ

ترجمہ: اے ابوموسیٰ ہم تم پر اس واسطے نہیں روتے کہ تو کھیل کود میں لگا رہتا تھا۔

وَلِتَرْكِ الْخَمْسِ فِيْ اَوْقَاتِهَا ۔۔۔ حِرْصًا مِنْكَ عَلٰى مَاءِ الْعِنَبِ

ترجمہ: اور پانچوں وقت کی نماز بھی نہیں پڑھا کرتا تھا اور نہ ہم تم پر اس واسطے روتے ہیں کہ تو انار کے پانی پر حریص تھا یعنی شراب پیتا تھا۔

وَشَنِيْفِ اِنَّا لَا اَبْكِىْ لَهٗ وَعَلٰى كَوْثَرٍ لَا اَخْشَى الْعِطَبْ

ترجمہ: اور نہ اس لئے روتے ہیں کہ تو شنیف و کوثر پر فریفتہ تھا اور تو اپنی ہلاکت سے ڈرا نہیں۔

لَمْ تَصْلَحْ لِلْمُلْكِ وَلَا تُعْطِكَ الطَّاعَةَ بِالْمُلْكِ الْعَرَبْ

ترجمہ: تو خلافت کے لائق نہ تھا اسی لیے اہل عرب نے تیری اطاعت نہیں کی

لَمْ نَبْكِيْكَ لِمَا عَرَضْتَنَا لِلْمَجَانِيْقِ وَطَوْرًا لِلسَّلْبْ

ترجمہ: اور ہم تم پر اس لئے نہیں روتے کہ تو نے ہمیں منجنیقوں اور لوٹ کے سامنے کر دیا۔

خزیمہ بن حسن نے زبیدہ کی زبان سے ایک قصیدہ نقل کیا ہے جس میں یہ اشعار بھی تھے:

شعر

اَتٰى طَاهِر" لَا طَهَّرَ اللّٰهُ طَاهِرًا فَمَا طَاهِر" فِيْمَا اَتٰى بِمُطَهَّرٍ

ترجمہ: خدا طاہر کو پاک نہ کرے اور نہ وہ طاہر ہے نہ مطہر ہے۔

فَاَخْرَجَنِىْ مَكْشُوْفَةَ الْوَجْهِ حَاسِرًا وَاَنْهَبَ اَمْوَالِىْ وَاَخْرَبَ اَدْوُرِ

ترجمہ: اس نے مجھے کھلے بال اور کھلے منہ گھر سے نکالا اور میرے مال اور گھر کو خراب کیا۔

يَعِزُّ عَلٰى هَارُوْنَ مَا قَدْ لَقِيْتُهٗ وَمَا مَرَّبِىْ مِنْ نَاقِصِ الْخَلْقِ اَعْوَرِ

ترجمہ: میرا یہ حال اگر ہارون دیکھ لیتا تو یہ بات اس پر گراں گزرتی۔ اس کی زندگی میں میرے پاس سے کوئی ناقص الخلق تک آدمی نہیں گزرا کرتا تھا۔

تَذَكَّرْ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَرَابَتِىْ فَدَيْتُكَ مِنْ ذِىْ حُرْمَةٍ مُتَذَكِّرٍ

ترجمہ: اے امیر المومنین میری قرابت کو یاد کریں کہ میں نے تجھ پر ذی حرمت شخص کو قربان کر دیا۔

ضائع کر دیا

ابن جریر لکھتے ہیں۔ جب امین بادشاہ ہوا تو اس نے خصیوں کو بڑی بڑی قیمت میں خریدا اور ان سے خلوت اختیار کی اور اپنی کنیزوں اور بیویوں کو چھوڑ دیا اور بعض لکھتے ہیں جب امین بادشاہ ہوا تو اس نے تمام اطراف میں آدمی بھیج کر کھیلنے کودنے والوں کو طلب کیا اور ان کی بڑی

بڑی تنخواہیں مقرر کیں اور وحشیوں، درندوں اور پرندوں کا ذخیرہ کیا اور اپنے اہل بیت اور امراء سے پردہ کرنا شروع کیا اور جواہرات اور نفیس چیزوں کو ضائع کر دیا اور مختلف مقامات میں کھیلنے کیلئے محل بنائے۔ ایک دفعہ ایک شخص نے یہ شعر گایا:

هَجَرْتُکَ حَتّٰی قُلْتَ لَا یَعْرِفُ الْهَوٰی وَزُرْتُکَ حَتّٰی قُلْتَ لَیْسَ لَهٗ صَبْرٌ

ترجمہ: میں نے تم سے جدائی اختیار کی۔ یہاں تک کہ تمہیں خیال ہوا کہ یہ محبت کو جانتا ہی نہیں اور پھر میں نے ایسے آنا جانا شروع کیا۔ تم نے کہا اسے صبر ہی نہیں۔

پانچ کشتیاں

اس پر امین نے اس کو ایک سونے سے بھری ہوئی کشتی عطا کی۔ امین نے پانچ کشتیاں بنوائی تھیں جن سے ایک شیر کی سی تھی اور دوسری کی شکل ہاتھی کی، تیسری کی عقاب کی سی، چوتھی سانپ کی شکل کی طرح اور پانچویں گھوڑے کی شکل جیسی تھی اور ان کے بنوانے میں اس نے بہت سا مال خرچ کیا۔ اس پر ابونواس نے یہ اشعار کہے:

سَخَّرَ اللّٰهُ لِلْاَمِیْنِ مَطَایَا لَمْ تَسَخَّرْ لِصَاحِبِ الْمِحْرَابِ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے امین کیلئے سواریاں ایسی مطیع کی ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کیلئے بھی ایسی مطیع نہ کی تھیں۔

فَاِذَا مَا رِکَابُهٗ سِرْنَ بَرًّا سَارَ فِی الْمَاءِ رَاکِبًا لَیْثَ غَابٍ

ترجمہ: پس جب وہ ان پر سوار نہیں ہوتا تو وہ جنگل میں چلتی ہیں اور جب وہ شیر پر سوار ہوتا ہے تو وہ پانی میں چلتا ہے اور غائب ہو جاتا ہے۔

اَسَدًا بَاسِطًا ذِرَاعَیْهِ یَهْوِیْ اَهْرَتَ الشِّدْقِ کَالِحَ الْاَنْیَابِ

ترجمہ: شیر نے اپنے چہرے کے سامنے اپنے بازو پھیلائے ہوئے ہوتے ہیں اور اس کے منہ کی باچھیں ان سے آواز آ رہی ہوتی ہے، ترش رو کی کچلیوں کی طرح۔

صولی کہتے ہیں ابوالعیناء بسندہ محمد بن عمر ورومی سے روایت کرتے ہیں۔ امین کا نوکر کوثر لڑائی دیکھنے کے لیے باہر نکلا تو ایک پتھر آ کر اس کے منہ پر لگا۔ امین اس کے چہرے سے خون پونچھتا تھا اور یہ اشعار پڑھ رہا تھا:

ضَرَبُوْا قُرَّةَ عَیْنِیْ وَمِنْ اَجْلِیْ ضَرَبُوْهُ

ترجمہ: انہوں نے میرے قرۃ العین کو محض میرے سبب سے مارا۔

اَخَذَ اللّٰہُ لِقَلْبِیْ مِنْ اُنَاسٍ اَحْرَقُوْہُ

ترجمہ: میرا خدا ان لوگوں سے بدلہ لے جنہوں نے اس کا منہ جھلس دیا۔

آگے کچھ نہ کہہ سکا۔ عبداللہ بن تیمی شاعر سامنے آ گیا تو وہ اسے کہنے لگا ان دو شعروں پر کچھ اور اشعار زائد کرو تو اس نے کہا:

مَا لِمَنْ اَھْوٰی شَبِیْہُ فَبِہِ الدُّنْیَا تَتِیْہُ

ترجمہ: میرے معشوق کا کوئی ہم شکل نہیں۔ پس دنیا اسے دیکھ کر حیران ہے۔

وَصْلُہُ حُلْوٌ وَلٰکِنْ ھِجْرُہُ مُرٌّ کَرِیْہُ

ترجمہ: اس کا وصل شیریں ہے اور اس کا ہجر سخت تلخ ہے۔

مَنْ رَاَی النَّاسَ لَہُ اَلْفَضْلُ عَلَیْھِمْ حَسَدُوْہُ

ترجمہ: لوگوں کا قاعدہ ہے جس کو اپنے سے بزرگ دیکھتے ہیں اس پر حسد کرتے ہیں۔

مِثْلَ مَا قَدْ حَسَدَ الْقَائِم بِالْمُلْکِ اَخُوْہُ

ترجمہ: جیسا کہ ایک بادشاہ پر اس کے بھائی نے حسد کیا۔

امین نے اسے تین مجریں درہموں کی انعام دیں۔ جب امین قتل ہوا تو تیمی مامون کے پاس آیا اور اس کی مدح کی مگر باریابی نہ پائی۔ آخر فضل بن سہل سے التجا کی۔ اس نے اسے درگاہ میں لے جا کر حاضر کیا۔ اس نے سلام کیا تو مامون نے کہا کیا یہ شعر تم نے ہی کہا ہے:

مِثْلَ مَا قَدْ حَسَدَ الْقَائِم بِالْمُلْکِ اَخُوْہُ

ترجمہ: جیسا ایک بادشاہ پر اس کے بھائی نے حسد کیا۔

اس پر تیمی نے یہ اشعار پڑھے:

نَصَرَ الْمَامُوْنُ عَبْدًا للہ لَمَّا ظَلَمُوْہُ

ترجمہ: مامون پر جب لوگوں نے ظلم کیا تو اس نے عبداللہ پر فتح پائی۔

نَقَضَ الْعَھْدَ الَّذِیْ قَدْ کَانَ قِدْمًا اَکَّدُوْہُ

ترجمہ: انہوں نے اس عہد کو توڑ دیا جو مدت سے مؤکد ہو چکا تھا۔

لَمْ یُعَامِلْہُ اَخُوْہُ بِالَّذِیْ اَوْصٰی اَبُوْہُ

ترجمہ : اس کے بھائی نے اپنے باپ کی وصیت پر عمل نہ کیا۔

اس پر مامون نے اسے دس ہزار درہم انعام دینے کا حکم دیا اور اس کی خطا معاف کر دی۔

کہتے ہیں سلیمان بن منصور نے ایک دن امین کو کہا ابونواس نے میری ہجو (توہین) کی ہے۔

اس پر امین نے کہا اسے قتل کر دیجئے کیونکہ اسی نے تو یہ اشعار کہے ہیں:

اَهْدَى الثَّنَاءُ اِنَّ الْاَمِيْنَ مُحَمَّد" مَا بَعْدَهٗ بِتِجَارَةٍ مُتَرَبَّصُ

ترجمہ: حقیقت میں خلیفہ اور امین۔ یہی تعریف کے لائق ہیں اور اس کے بعد آنے والے تجارت کے منتظر ہیں۔

صَدَقَ الثَّنَاءُ عَلَى الْاَمِيْنِ مُحَمَّدٍ وَمِنَ الثَّنَاءِ تَكْذِبُ وَتَخَرُّصُ

ترجمہ: بعض تعریفیں جھوٹی اور اٹکل پچو ہوتی ہیں مگر خلیفہ امین کی ثنا صحیح اور درست ہے۔

قَدْ يَنْقُصُ بَدْرُ الْمُنِيْرِ اِذَا اسْتَوٰى وَلَهَاءُ نُوْرِ مُحَمَّدٍ مَا يَنْقُصُ

ترجمہ: جب پورا چاند روشن ہو جاتا ہے تو آہستہ آہستہ گھٹتا جاتا ہے۔ مگر خلیفہ محمد امین کا نور اور تازگی اور رونق کبھی کم نہ ہوگی۔

وَاِذَا بَنُو الْمَنْصُوْرِ عُدَّ خِصَالُهُمْ فَمُحَمَّد" يَاقُوْتُهَا الْمُتَخَلَّصُ

ترجمہ: جب منصور کے بیٹوں کی خصلتیں شمار کی جائیں تو محمد خالص یاقوت کی طرح نکلے گا۔

ہاشمی خلیفہ

احمد بن حنبل کہتے ہیں۔ امید ہے خدا تعالیٰ امین کو صرف اس واسطے بخش دے گا کہ اس نے اسمٰعیل بن علیہ کو جبکہ وہ اس کے پاس لایا گیا' کہا اے حرامزادے تم ہی کہتے ہو کلام اللہ مخلوق ہے۔ مسعودی کہتے ہیں۔ اب تک کوئی ہاشمی خلیفہ بطن ہاشمیہ سے علی بن ابی طالب اور حسن بن علی رضی اللہ عنہما اور امین کے علاوہ تخت خلافت پر نہیں بیٹھا۔ امین کی والدہ زبیدہ بنت جعفر بن ابو جعفر منصور تھی اور نام اس کا امتہ العزیز تھا اور زبیدہ اس کا لقب تھا۔

سخاوت اور بخل

اسحٰق موصلی کہتے ہیں۔ امین میں بعض خصلتیں ایسی تھیں جو کسی اور خلیفہ میں نہ تھیں۔ وہ نہایت حسین اور اعلیٰ درجہ کا صحیح تھا اور والدین کی طرف سے شریف تھا اور اعلیٰ درجہ کا ادیب اور شعر کا عالم تھا۔ لیکن اس پر لہو ولعب غالب آ گیا تھا اور اس کے باوجود کہ وہ مال لٹانے میں

بڑا سخی تھا۔لیکن کھانا کھلانے میں بڑا بخیل تھا۔

ذکی

ابوالحسن احمر کہتے ہیں۔ مجھے بسا اوقات وہ شعر جو نحوی مسائل کے لیے شاہد لایا جاتا ہے یاد نہ رہتا تو امین مجھے بتلا دیا کرتا تھا۔خلفاء کی اولاد میں سے امین اور مامون سے بڑھ کر ذکی میں نے کوئی نہیں دیکھا۔

امین کی وفات

امین محرم 198 ہجری میں قتل ہوا۔اس وقت اس کی عمر 27 سال کی تھی۔اس کے عہد خلافت میں اسمٰعیل بن علیہ غندر شقیق البلخی زاہد ابومعاویہ زریع مؤرخ سدوی عبداللہ بن کثیر مقری ابونواس شاعر عبداللہ بن وہب صاحب مالک ورش مقری اور وکیع وغیرہ علماء فوت ہوئے۔

برسر منبر

علی بن محمد نوفلی وغیرہ کہتے ہیں۔سفاح منصور مہدی ہادی اور رشید میں سے کوئی بھی برسر منبر اوصاف کے ساتھ نہیں بلایا گیا اور نہ ہی ان کا نام القاب کے ساتھ خطوط میں لکھا گیا۔جب امین تخت خلافت پر بیٹھا تو منبر پر اوصاف کے ساتھ بلایا گیا اور خطوط میں اس طرح لکھا گیا:

''من جانب عبداللہ محمد امین امیر المومنین وغیرہ وغیرہ۔''

توہین میں اشعار

عسکری اوائل میں لکھتے ہیں۔پہلے پہل امین کو ہی منبر پر لقب کے ساتھ پکارا گیا۔جب امین کو معلوم ہوا کہ اس کا بھائی مامون اس کے عیب شمار کرتا ہے اور اپنے آپ کو اس پر فضیلت دیتا ہے تو اس نے اس کی ہجو میں یہ اشعار کہے:

لَاتَفْخَرَنْ عَلَيْكَ بَعْدَ بَقِيَّةٍ وَالْفَخْرُ يَكْمِلُ لِلْفَتَى الْمُتَكَافِلِ

ترجمہ: تو اپنے آپ پر فخر نہ کر کیونکہ ابھی فخر کرنے والے بہت سے لوگ باقی ہیں اور فخر وہی شخص کر سکتا ہے جو ہمہ وجوہ کامل ہو۔

وَاِذَا تَطَاوَلَتِ الرِّجَالُ بِفَضْلِهَا فَارْبَعْ فَاِنَّكَ لَسْتَ بِالْمُطَاوِلِ

ترجمہ: جب لوگ اپنے فخر کے اظہار کیلئے گردنیں لمبی کریں تو آرام سے بیٹھ کیونکہ تو اس لائق نہیں کہ گردن لمبی کرے۔

اَعْطَاکَ جَدُّکَ مَا هُوِیْتَ وَاِنَّمَا تَلْقِیْ خِلَافَ هَوَاکَ عِنْدَ مَرَاجِلِ

ترجمہ: تو اپنے والد کی طرف فخر کر سکتا ہے مگر اپنی والدہ مراجل جو لونڈی تھی اسے دیکھنے سے تو وہ فخر بھول جائے گا۔

تَعْلُوا لَمَنَا بِرَکُلَّ یَوْمٍ اٰمِلاً مَالَسْتَ مِنْ بَعْدِیْ اِلَیْهِ بِوَاصِلِ

ترجمہ: تو ہر روز منبروں پر اس امید پر چڑھتا ہے تا کہ میرے بعد خلافت تجھے ملے حالانکہ یہ بات نہیں ہوگی۔

فَتَعِیْبُ مَنْ یَعْلُوْ عَلَیْکَ بِفَضْلِهٖ وَتَعِیْدُ فِیْ حَقِّیْ مَقَالَ الْبَاطِلِ

ترجمہ: جو شخص تم سے افضل ہے تو اسے عیب لگاتا ہے اور میرے حق میں تو ایسی باتیں کرتا ہے جیسے جاہل اور جھوٹے شخص کرتے ہیں۔

(مصنف) میں کہتا ہوں یہ شعر نہایت اعلیٰ ہیں۔ اگر یہ فی الحقیقت امین کے ہی ہیں تو اس کے بھائی اور باپ سے اس کے اشعار بہت اعلیٰ ہیں۔

اشعارِ تعریف

صولی کہتے ہیں۔ امین نے جو اشعار اپنے خادم کوثر کی صفت میں کہے ہیں جبکہ امین لیٹا ہوا تھا اور وہ اسے شراب پلا رہا تھا اور ادھر چاند بھی طلوع کیے ہوئے تھا۔ بعض کہتے ہیں یہ اشعار اس نے حسین بن ضحاک خلیع کی صفت میں کہے تھے جو اس کا ندیم تھا اور کسی وقت اس سے علیحدہ نہیں ہوتا تھا:

وَصَفَ الْبَدْرُ حُسْنَ وَجْهِکَ حَتّٰی خِلْتُ اَنِّیْ اَرَاکَا وَمَا اَرَاکَا

ترجمہ: چاند نے بھی تیری خوبصورتی کی تعریف کی ہے۔ یہاں تک کہ میں نے خیال کیا' میں تجھے دیکھ رہا ہوں حالانکہ حقیقت میں دیکھ نہیں رہا تھا۔

وَاِذَا مَا تَنَفَّسَ النَّرْجَسُ الْغَضُّ تَوَهَّمْتُهٗ نَسِیْمَ سَنَاکَا

ترجمہ: جب تروتازہ نرگس کھلتا ہے تو میں خیال کرتا ہوں' تیری روشنی کی بادنسیم آگئی ہے۔

خَدْعٌ لِلْمُنٰی تُعَلِّلُنِیْ فِیْکَ بِاِشْرَاقِ ذَا وَنَکْهَتِهٖ ذَاکَا

ترجمہ: نرگس کی خوشبو اور چاند کا چمکنا مجھے بار بار تیری رغبت دلاتا ہے۔

لَا قَیمَنَّ مَا حَیِیتُ عَلَی الشُّکْرِ لِھٰذَا وَذَاکَ اِذْ حَکَیَاکَا

ترجمہ: جب تک میں زندہ رہوں ان دونوں (یعنی نرگس اور چاند) کا شکریہ ادا کرتا رہوں گا کیونکہ وہ دونوں تیرے مشابہ ہیں۔

ذیل کے اشعار بھی اس نے اپنے خادم کوثر ہی کی تعریف میں کہے ہیں:

مَا یُرِیْدُ النَّاسُ مَنْ صَبٍّ بِمَنْ یَھْوِیْ کَئِیْبٍ

ترجمہ: لوگ اس عاشق سے کیا طلب کرتے ہیں جو اپنے معشوق کے غم میں غمگین ہے۔

کَوْثَرٌ دِیْنِیْ وَ دُنْیَائِیْ وَسُقْمِیْ وَطَبِیْبِیْ

ترجمہ: کوثر خادم ہی میرا دین ہے اور میری دنیا ہے اور وہی میری بیماری اور وہی میرا طبیب ہے۔

اَعْجَزُ النَّاسِ الَّذِیْ یَلْحِیْ مُحِبًّا فِیْ حَبِیْبِیْ

ترجمہ: سب سے عاجز وہ شخص ہے جو عاشق کو معشوق کے معاملہ میں ملامت کرتا ہے۔

جب امین کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا اور طاہر اس پر غالب ہو گیا تو اس نے یہ اشعار کہے:

یَا نَفْسُ قَدْ حَقَّ الْحَذَرْ اَیْنَ الْمَفَرُّ مِنَ الْقَدَرْ

ترجمہ: اے نفس! خوف ثابت اور یقینی ہو گیا اب قضاء وقدر سے کہاں بھاگ سکتے ہیں۔

کُلُّ امْرِءٍ مِمَّا یَخَافُ وَیَرْتَجِیْہِ عَلٰی خَطَرْ

ترجمہ: ہر شخص جس بات سے ڈرتا ہے یا جس کی وہ امید رکھتا ہے خطرے میں ہے۔

وَ یَرْشُفُ صَفْوَ الزَّمَانِ یَغُصُّ یَوْمًا بِالْکَدَرْ

ترجمہ: اور جو شخص زمانہ کی اچھی چیزیں چکھتا ہے وہ کسی نہ کسی دن اس کی برائی کو بھی چکھے گا۔

طشت از بام

صولی کہتے ہیں۔ ایک دن امین نے اپنے کاتب کو کہا عبداللہ محمد امیر المومنین کی طرف سے طاہر بن حسین کی طرف لکھو "السلام علیکم۔ اما بعد! واضح ہو میرے اور میرے بھائی کے درمیان جو کچھ ہو رہا ہے وہ طشت از بام ہو چکا ہے اور ممکن ہے کہ ہمارا دشمن ہماری اس نااتفاقی سے فائدہ اٹھائے۔ میں اس بات پر رضامند ہوں اگر تم مجھے امن دو تو میں اپنے بھائی کے پاس

جاؤں۔ اگر وہ مجھے معاف کر دے تو وہ اس کے لائق ہے اور اگر مجھے قتل کر دے تو بھی خیر کیونکہ پتھر پتھر کو اور تلوار تلوار توڑا کرتی ہے۔ اگر مجھے دکوئی درندہ پھاڑ کھائے تو اس بات سے بہتر ہے ایک کتا مجھ پر بھونکے۔ طاہر نے اس بات کو نہ مانا۔

فصاحت کیلئے

اسمٰعیل بن محمد یزیدی کہتے ہیں۔ میرے والد امین اور مامون سے گفتگو کیا کرتے تھے تو وہ اسے نہایت فصیح کلام میں جواب دیا کرتے تھے تو میرے والد کہا کرتے تھے خلفائے بنی امیہ کے لڑکے بدویوں میں فصیح عربی سیکھنے کیلئے بھیجے جاتے تھے تب جا کر وہ فصیح بنتے تھے۔ مگر تم تو ان سے بھی بڑھ کر فصیح ہو۔

قیامت کے دن

صولی کہتے ہیں۔ امین سے ایک حدیث کے علاوہ اور کوئی حدیث مروی نہیں' چنانچہ مغیرہ بن محمد مہلبی کہتے ہیں ایک دن حسین بن ضحاک کے پاس کئی ہاشمی بیٹھے ہوئے تھے اور ان میں بعض متوکل کی اولاد میں سے بھی تھے۔ کسی نے امین کے بارے سوال کیا کہ ادب میں اس کی حالت کیسی تھی؟ حسین بن ضحاک نے کہا وہ کامل ادیب تھا۔ پھر کسی نے پوچھا وہ فقہ میں کیسا تھا؟ انہوں نے کہا مامون اس سے بڑھ کر تھا۔ پھر کسی نے کہا حدیث میں کیسا تھا؟ انہوں نے کہا میں نے اس سے صرف ایک ہی حدیث سنی ہے جب اسے اپنے غلام کے مرنے کی خبر پہنچی جو حج کو گیا ہوا تھا تو اس نے اپنے والد سے بسند ہ روایت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو شخص حالت احرام میں ہی مر جائے وہ قیامت کے دن تکبیر کہتا ہوا اٹھایا جائے گا۔''

اگر بال کھولے

ثعالبی لطائف المعارف میں لکھتے ہیں۔ ابوالعینا کہا کرتے تھے اگر زبیدہ اپنے بال کھولے تو اس کی ہر ایک لٹ میں ایک نہ ایک خلیفہ یا ولی عہد نکلتا نظر آئے کیونکہ منصور اس کا دادا تھا اور سفاح اس کے دادے کا بھائی اور مہدی اس کا چچا' رشید اس کا شوہر' امین اس کا لڑکا' مامون اور معتصم اس کے سوتیلے بیٹے اور واثق و متوکل سوتیلے بیٹوں کے بیٹے اور ولی عہد تو بہت زیادہ ہیں۔ اس کی نظیر اگر کوئی ہو سکتی ہے تو بنی امیہ میں عاتکہ بنت یزید بن معاویہ تھی۔ یزید اس کا باپ تھا' معاویہ دادا' معاویہ بن یزید اس کا بھائی' مروان بن حکم اس کا دیور' عبدالملک اس کا

شوہر، یزید اس کا بیٹا، ولید اس کا پوتا، ولید ہشام اور سلیمان اس کے سوتیلے بیٹے اور یزید اور ابراہیم اس کے سوتیلے پوتے تھے۔

مامون عبداللہ ابوالعباس

مامون عبداللہ ابوالعباس بن رشید بروز جمعرات نصف ربیع الاول 170 ہجری میں پیدا ہوا۔ اسی رات ہادی فوت ہوا تھا۔ اس کے والد نے اسے ولی عہد کیا تھا۔ اس کی والدہ ام ولد تھی جس کا نام مراجل تھا اور چلہ میں ہی مرگئی تھی۔

تحصیل علم

مامون نے بچپن میں ہی تحصیل علم کی۔ حدیث اپنے باپ "ہشیم" عباد بن عوام، یوسف بن عطیہ، ابومعاویہ ضریر، اسمٰعیل بن علیہ اور حجاج اعور سے سنی۔ یزید اس کے ادب کے استاذ تھے۔ فقہاء کو دور سے بلا بلا کر جمع کیا اور فقہ، علم عربیت اور تاریخ میں ماہر ہوا تو فلسفہ اور علوم الاوائل کی طرف مائل ہوا اور ان میں کمال پیدا کیا۔ مگر ان کے پڑھنے سے وہ قرآن کے مخلوق ہونے کا قائل ہوگیا۔ اس سے اس کے بیٹے اور یحییٰ بن اکتم، جعفر بن ابی عثمان طیالسی، امیر عبداللہ بن طاہر، احمد بن حارث، شیعی، دعبل خزاعی وغیرہ نے روایت کی ہے۔

مسئلہ قرآن

مامون بنی عباس کے تمام لوگوں سے دانائی، ارادے، حلم، علم، رائے، زیرکی، ہیبت، شجاعت، سرداری اور بخشش میں بڑھ کر تھا۔ اگر مسئلہ قرآن میں اس قدر سختی نہ کرتا تو اپنی نظیر نہ رکھتا۔ بہرحال اس سے بڑھ کر بنوعباس میں سے کوئی عالم تخت نشین نہیں ہوا۔ نہایت فصیح و بلیغ اور پرگو شخص تھا۔ کہا کرتا تھا معاویہ کو عمر کی اور عبدالملک کو حجاج کی ضرورت تھی مگر مجھے اپنے نفس کے سوا کسی کی حاجت نہیں۔

فاتحہ، واسطہ اور خاتمہ

کہتے ہیں۔ بنی عباس کے تین خلیفے ہوئے ہیں۔ ایک فاتحہ، دوسرا واسطہ، تیسرا خاتمہ تھا، فاتحہ سفاح تھا۔ واسطہ مامون اور خاتمہ معتضد تھا۔

ختم قرآن

کہتے ہیں. مامون نے بعض رمضانوں میں تینتیس مرتبہ قرآن شریف ختم کیا۔ مشہور ہے مامون شیعہ تھا۔ اسی لیے اس نے اپنے بھائی مؤتمن کو ولی عہدی سے معزول کر دیا تھا اور علی رضا کو خلیفہ مقرر کیا۔

فقیہ النفس

ابو معشر منجم کہتے ہیں۔ مامون ہمیشہ عدل میں کوشش کرتا اور فقیہ النفس تھا اور بڑے بڑے علماء کرام میں سے شمار ہوتا تھا۔ رشید کہا کرتا تھا مامون میں منصور سی ہوشیاری مہدی سی عبادت ہادی سی عزت دیکھتا ہوں اور اگر میں چاہوں تو اسے اپنے نفس کی طرف بھی منسوب کر سکتا ہوں۔ امین کو میں نے اس پر مقدم تو کر دیا ہے مگر میں جانتا ہوں اپنی خواہشات کی پیروی کرے گا اور فضول خرچ ہوگا' لونڈیوں اور عورتوں کے ساتھ مشغول رہے گا۔ اگر ام جعفر اور بنی ہاشم کی خواہش نہ ہوتی تو مامون کو امین پر مقدم کرتا۔

ابو جعفر کنیت

مامون اپنے بھائی کے قتل کے بعد 199 ہجری میں مستقل خلیفہ ہوا اور وہ اس وقت خراسان میں تھا اور کنیت اپنی ابو جعفر رکھی۔

کنیت کی قدر

صولی کہتے ہیں۔ خلفاء اس کنیت کو پسند کیا کرتے تھے کیونکہ یہ منصور کی کنیت تھی اور اس کنیت کی ان کے دلوں میں بڑی قدر تھی اور کہا کرتے تھے جس شخص کی یہ (یعنی ابو جعفر) کنیت ہو وہ منصور اور رشید کی طرح دیر تک زندہ رہتا ہے۔

سیاہ اور سبز؟

201 ہجری میں مامون نے اپنے بھائی مؤتمن کو ولی عہدی سے معزول کرایا اور اپنے بعد علی رضا بن موسیٰ کاظم بن جعفر صادق کو ولی عہد مقرر کیا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ سخت شیعہ ہو گیا تھا۔ اور یہاں تک نوبت پہنچی تھی کہ خود خلافت چھوڑ کر علی رضا کو خلیفہ بنانے لگا تھا۔ اسی کو رضا کا لقب دیا تھا اور ان کے نام کا سکہ جاری کرا دیا اور اپنی بیٹی سے ان کی شادی کر دی اور تمام

اطراف ملک میں اس بات کا اعلان کرادیا' سیاہ کپڑے پہننے کی ممانعت کردی اور سبز کپڑے پہننے کا حکم دیا۔ بنی عباس پر یہ باتیں گراں گزریں اور انہوں نے عزل کردیا اور ابراہیم مہدی کو مبارک کا خطاب دیا اور اس کی بیعت کرلی۔ مامون نے اس سے جنگ کرنے کے لیے لشکر روانہ کیا اور جدال وقتال ہوتا رہا اور مامون عراق کی طرف گیا اور علی رضا نے 203 ہجری میں انتقال کیا۔ مامون نے اہل بغداد کو اس امر کی خبر پہنچائی اور لکھا تم مجھ پر علی رضا کی بیعت کرنے سے ناراض ہوئے تھے۔ سو وہ تو اب رہے ہی نہیں۔ انہوں نے اس کا نہایت سخت الفاظ میں جواب دیا۔ مامون اسے سن کر بہت ہی دل تنگ ہوا۔ بعدازاں ابراہیم بن مہدی سے لوگ پوشیدہ طور پر علیحدہ ہونا شروع ہوئے اس لیے وہ روپوش ہوگیا اور مسلسل آٹھ برس تک پوشیدہ رہا۔ اس کی خلافت تقریباً دو برس رہی۔

توقف کیا

ماہ صفر 204 ہجری میں مامون بغداد میں آیا تو عباسیوں وغیرہم نے اس سے سیاہ لباس پہننے اور سبز لباس چھوڑنے کے بارے میں گفت وشنید کی۔ پہلے تو مامون نے اس بات میں توقف کیا' مگر بعدازاں مان گیا۔

حاکم بنائے

صولی بسندہ روایت کرتے ہیں۔ مامون کے بعض گھر والوں نے کہا تیرا مقصود تو اولاد علی بن ابی طالب کے ساتھ نیکی کرنا ہے تو تو اس امر پر اس وقت تک زیادہ قادر ہے جب تک سلطنت وخلافت تیرے ہاتھ میں ہو۔ اس کے برعکس اس کے امر خلافت تیرے ہاتھ سے نکل کران کے ہاتھ میں چلا جائے۔ مامون نے کہا یہ سب کچھ میں نے اس لیے کیا ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے بھی بنی ہاشم سے کسی کو کسی عہدہ پر مقرر نہیں فرمایا۔ پھر حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما نے بھی ایسا ہی کیا۔ مگر جب حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے عبداللہ بن عباس کو بصرہ کا' عبیداللہ کو یمن کا' معبد کو مکہ اور قثم کو بحرین کا حاکم بنایا اور ان میں سے ہرایک کو ایک نہ ایک عہدہ پر مقرر کردیا۔ یہ امر اب تک ہمارے ذمہ چلا آتا تھا۔ میں نے ان کا بدلہ ان کی اولاد کو دیا۔

210 ہجری میں مامون نے بوران بنت حسن بن سہل سے نکاح کیا۔ جسے باپ کی

طرف سے کئی لاکھ کا جہیز ملا۔ حسن بن سہل نے بارات کی سترہ دن تک دعوتیں کیں اور پھر بہت سے رقعے لکھے جن میں کسی نہ کسی جاگیر کا نام لکھا تھا۔ پھر انہیں عباسیوں اور فوج کے جرنلوں پر پھینک دیا۔ جو رقعہ جس کے ہاتھ آیا' وہی جاگیر اس کو مل گئی اور وہ اس کا مالک ہو گیا اور شب زفاف کے روز مامون کے ہاتھ میں دو صیبیاں زر و جواہرات سے بھری ہوئی لوگوں پر لٹا دیں۔

عقیدۂ خلق قرآن

212 ہجری میں مامون نے اپنے عقیدۂ خلق قرآن کی اشاعت کی اور ساتھ ہی اس بات کا اعلان کرا دیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ' حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے افضل تھے۔ اس وجہ سے لوگ اس سے سخت نفرت کرنے لگے اور قریب تھا کہ فتنہ و فساد برپا ہو جائے۔ آخر اس کو 218 ہجری تک ان عقائد کی تبلیغ و اشاعت سے صبر کرنا پڑا۔

دمشق واپسی

215 ہجری میں مامون جنگ روم کے لیے روانہ ہوا اور قلعہ قرہ اور ماجد کو فتح کر کے پھر دمشق کی طرف واپس چلا آیا۔ پھر دوبارہ 216 ہجری میں روم کی طرف چلا گیا اور کئی قلعوں کو فتح کرنے کے بعد پھر واپس دمشق چلا آیا۔ اس کے بعد مصر کی طرف گیا۔ (اور عباسیوں کا پہلا حاکم ہے جو مصر پہنچا) اور پھر 217 ہجری میں دمشق اور روم کی طرف واپس آیا۔

لوگوں کا امتحان

218 ہجری میں اس نے مسئلہ خلق قرآن میں لوگوں کا امتحان لیا اور اسحاق بن ابراہیم خزاعی جو بغداد پر اس کی طرف سے حاکم تھا' اس مضمون میں ایک خط لکھا کہ ''امیر المومنین کو معلوم ہوا ہے عوام الناس سے بہت سے لوگ ایسے ہیں جو بالکل جاہل ہیں اور ان کے دلوں میں علم کی روشنی نہیں ہے۔ وہ اللہ سے جاہل ہیں اور دین متین کی حقیقت سے بے خبر ہیں اور اس بات سے قاصر ہیں کہ اللہ عزوجل کو اس کی عظمت و شان خداوندی کے مطابق جان سکیں۔ اس کی معرفت کی کنہ تک نہیں پہنچ سکتے اور خدا اور اس کی خلقت میں فرق نہیں کر سکتے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اللہ اور اس کی خلقت قرآن مجید کو مساوی بنا دیا ہے۔ ان کا خیال ہے قرآن مجید قدیم ہے۔ اللہ نے اس کو باقی مخلوق کی طرح پیدا نہیں کیا اور نہ اسے اختراع کیا ہے' حالانکہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا۔ (پ 25 سورہ زخرف آیت 2)

(ہم نے عربی قرآن اتارا۔) تو جب خدا نے اسے بنایا تو گویا اسے پیدا کیا ہے۔ چنانچہ خداتعالیٰ فرماتا ہے جَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَالنُّوْرَ۔ (پارہ 7 سورہ انعام آیت نمبر 1) ترجمہ: اور اندھیرا یا روشنی پیدا کی۔) اور ایک جگہ یہ بیان کیا ہے کَذٰلِکَ نَقُصُّ عَلَیْکَ مِنْ اَنْبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ (پ 16 سورۃ طٰہٰ آیت 99) ترجمہ: ہم ایسے ہی تمہارے سامنے اگلی خبریں بیان فرماتے ہیں۔ (ترجمہ وحوالہ کنزالایمان' صاحبزادہ محمد مبشر سیالوی) اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید کو ان امور کے بعد پیدا کیا ہے۔ ایک اور جگہ فرمایا ہے۔ اُحْکِمَتْ اٰیٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ (پ 12 سورۂ ھود آیت 1) جس کی آیتیں حکمت بھری ہیں' پھر ان کی تفصیل کی گئی ہے۔ (ترجمہ وحوالہ از کنزالایمان' صاحبزادہ محمد مبشر سیالوی) اس سے معلوم ہوا اللہ تعالیٰ اپنی کتاب کو مضبوط کرنے والا اور اس کی تفصیل فرمانے والا ہے۔ پس وہ اس کا خالق ٹھہرا۔ پھر ان لوگوں نے اپنے آپ کو اہل سنت و جماعت کا لقب دیا اور اپنے علاوہ دوسروں کو کافر کہنے لگے اور اس دعویٰ کے ساتھ گردن بلند کی اور جاہلوں کو فریب دیا اور اس جماعت کو دیکھ کر بہت سے ایسے لوگ جو اپنے آپ کو اہل حق شمار کرتے' حالانکہ حقیقت میں وہ کاذب ہیں' ان کے ساتھ مل گئے اور اپنے باطل کے ساتھ حق کو چھپا دیا۔ اور خدا کے علاوہ معتمد علیہ مقرر کیا۔ امیرالمومنین کا خیال ہے کہ یہ لوگ بدترین امت ہیں کیونکہ توحید کے درجہ کو کم کر رہے ہیں اور یہ جہالت کے برتن ہیں اور کذب کے جھنڈے ہیں اور ابلیس کی زبان میں جو دوستوں کے لباس میں بول رہے ہیں اور اپنے دشمنوں (یعنی اہل دین) کو خوف دلاتا ہے۔ جو شخص راہِ راست سے گمراہ ہو جائے اور ایمان بالتوحید کو چھوڑ دے تو وہ اس لائق ہے کہ اسے سچا نہ سمجھا جائے اور اس کی شہادت قبول نہ کی جائے اور نہ ہی اس پر اعتبار کیا جائے کیونکہ وہ سب سے زیادہ گمراہ ہے۔ سب لوگوں سے جھوٹا وہ شخص ہے جو خدا اور اس کی وحی پر افتراء باندھے' انکل پچو سے باتیں کرے اور خداتعالیٰ کو جیسے پہچاننا چاہئے' نہ پہچانے۔ اب سب قاضیوں کو جمع کر کے انہیں ہمارا یہ خط سناؤ اور ان کا امتحان لو کہ قرآن مجید کے مخلوق اور حادث ہونے میں ان کی کیا رائے ہے اور انہیں بتلا دو کہ ہم نے ان شخصوں سے اپنے عمل میں مدد لیتی ہے اور نہ ہی ان پر اعتماد کرتا ہے جو اپنے دین پر قائم اور مضبوط نہ ہوں۔ پس جو اس کا اقرار کرلیں ان سے کہہ دو کہ وہ ان لوگوں کی جو اس کے مخلوق ہونے کا اقرار نہ کریں' گواہی قبول کریں اور جو کچھ وہ

لوگ اس مسئلہ کا جواب دیں' وہ بھی قلمبند کر کے ہماری طرف لکھو۔ نیز ان آٹھ شخصوں کو ہماری طرف روانہ کر دو۔ یعنی محمد بن سعد' کاتب واقدی' یحییٰ بن معین' ابو خیثمہ' ابو مسلم مستملی' یزید بن ہارون' اسمٰعیل بندار' اسمٰعیل بن ابی مسعود اور احمد بن ابراہیم دورقی۔

بزورِ شمشیر

جب یہ آٹھوں آدمی اس کے پاس آئے تو مامون نے خلق قرآن میں ان کا امتحان لیا اور جب تک انہوں نے قرآن شریف کے مخلوق ہونے کا اقرار نہ کر لیا' ان کو رقہ سے بغداد میں نہ آنے دیا۔ پہلے تو ان تمام نے اس مسئلہ میں توقف کیا' مگر آخر تقیہ کر کے قائل ہو گئے۔ مامون نے پھر اسحٰق بن ابراہیم کو لکھا کہ فقہاء اور مشائخ حدیث کو بلا کر اطلاع دیدو کہ مسئلہ بالا لوگوں نے خلق قرآن کو مان لیا ہے۔ اسحٰق بن ابراہیم نے حکم شاہی کی تعمیل کی جس پر بعضوں نے مان لیا' مگر بعضوں نے نہ مانا اور یحییٰ بن معین نے بھی کہہ دیا کہ ہم نے تلوار کے زور سے مانا ہے۔

نہ اقرار نہ انکار

مامون نے اسحٰق بن ابراہیم کو حکم بھیجا جو لوگ خلق قرآن کے انکاری ہیں ان کو طلب کرو۔ اسحٰق نے احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ' بشر بن ولید کندی' ابو حسان زیادی' علی بن مقاتل' فضل بن عالم' عبید اللہ بن عمر قواریری' علی بن جعد' سجادہ ذیال بن تبسم' قتیبہ بن سعد' سعدیہ وسطی' اسحٰق بن اسرائیل' ابن ہرس' ابن علیہ اکبر' محمد بن نوح عجلی' یحییٰ بن عبدالرحمٰن عمری' ابو نصر تمار' ابو معمر قطیعی' محمد بن حاتم بن میمون وغیرہم کو بلایا اور مامون کا خط سنایا۔ ان تمام نے سرگوشیاں اور اشارے اور کنایہ کر کے اس مسئلہ کا نہ اقرار کیا اور نہ انکار۔ آخر اسحٰق نے بشر بن ولید سے دریافت کیا کہ آپ کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا مجھے تو امیر المومنین کا یہ عقیدہ مدت سے معلوم ہے۔ اسحٰق نے کہا اب تو امیر المومنین نے تجدید کی ہے اور ان کے خط کی تعمیل لازمی ہے۔ انہوں نے کہا میرا تو یہ قول ہے کہ قرآن کلام خدا ہے۔ اسحٰق نے کہا میں یہ نہیں پوچھتا بلکہ یہ فرمایئے کہ آپ اسے مخلوق مانتے ہیں یا نہیں۔ انہوں نے کہا جو کچھ میں کہہ چکا ہوں اس سے زیادہ نہیں کہہ سکتا اور امیر سے عہد کر چکا ہوں کہ میں اس مسئلہ میں کلام نہ کروں گا۔ پھر اسحٰق نے علی بن مقاتل سے دریافت کیا آپ کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا میرا عقیدہ ہے قرآن شریف کلام خدا ہے۔ اگر

امیر کچھ اور کہے تو ہم اس کے ماننے اور سننے کو تیار ہیں۔ ابوحسان زیادی نے بھی ایسا ہی کہا۔ پھر احمد بن حنبل سے پوچھا تو انہوں نے کہا قرآن شریف کلام خدا ہے۔ اسحٰق نے کہا وہ مخلوق ہے یا نہیں؟ آپ نے فرمایا اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہتا۔ ابن بکار اکبر نے کہا میرا عقیدہ یہ ہے کہ قرآن مجید بنایا گیا ہے اور محدث ہے کیونکہ اس پر نص وارد ہے۔ اسحٰق نے کہا جو چیز بنائی جائے وہ تو مخلوق ہوتی ہے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ اسحٰق بولا پھر تو قرآن مجید مخلوق ہوا۔ انہوں نے کہا میں یہ نہیں کہتا۔ غرض اسحٰق نے ان سب بیانات کو لکھ کر خلیفہ کے پاس بھجوا دیا۔

جواب کی تفصیل

مامون نے ان کے جواب میں لکھا جتلف اہل قبلہ بننے والوں کے جواب ہماری نظر سے گزرے۔ جو لوگ قرآن مجید کو مخلوق نہیں مانتے' ان کو فتوئی' روایت حدیث اور تدریس قرآن مجید سے منع کردو۔ بشر نے جو کچھ کہا ہے وہ جھوٹ ہے۔ امیر اور اس کے مابین کوئی عہد نہیں ہوا۔ میں نے اسے صرف اپنے اعتقاد سے مطلع کیا تھا۔ اب ان کو پھر طلب کرو اور پوچھو۔ اگر وہ اپنے عقیدے سے توبہ کریں تو اس کا اعلان کردو اور اگر اپنے شرک پر اصرار کریں اور قرآن کے مخلوق ہونے کو نہ مانیں تو ان کو قتل کردوں۔ اور ان کے سر ہمارے پاس بھیج دو۔ اور ایسا ہی ابراہیم بن مہدی کا بھی امتحان لو۔ اگر بات کو قبول کرے تو بہتر ورنہ اسے بھی قتل کے اور علی بن مقاتل سے کہو تم نے امیر کے سامنے تحلیل و تحریم کا دعویٰ نہیں کیا تھا؟ اور اب قرآن کے مخلوق ہونے میں احتیاط کرتے ہو اور ذیال سے کہہ دو کہ تم کو شہر انبار سے غلہ چرانے کا شغل ہی کافی ہے۔ اس مسئلہ میں کیوں دخل دیتے ہو اور احمد بن یزید بن عوام نے جو یہ کہا ہے کہ میں اس سے اچھا قرآن مجید کے بارے میں جواب نہیں دے سکتا تو ان سے کہہ دو کہ تم گو عمر میں بوڑھے ہو' مگر عقل میں بچے اور جاہل ہو۔ جب آدمی لکھا پڑھا ہو تو اسے ٹھیک جواب دینا چاہئے۔ اگر وہ ایسا نہ کریں تو تلوار ان کا علاج ہے۔ احمد بن حنبل سے کہہ دو امیر کو تمہارا بیان معلوم ہوا۔ ان کا جواب ان کی جہالت اور آفت پر دلالت کرتا ہے۔ فضیل بن غانم سے کہہ دو تم امیر المومنین سے بھی نہیں ڈرے اور مصر میں بحالت قاضی ایک سال سے کم مدت ولاء کا دعویٰ کیا تھا۔ مگر ابوحسان نے زیاد بن ابیہ کے موالی ہونے سے انکار کردیا۔ زیادی کسی اور باعث سے کہتے ہیں۔ ابونصر تمار سے کہہ دو کہ امیر نے تمہاری کم عقلی اور خساست معلوم کرلی ہے اور

ابن نوح اور ابن حاتم سے کہہ کہ تم بوجہ سود کھانے کے توحید پر قائم نہ رہ سکے۔ اگر امیر محض ان کے سود لینے کی خاطر اس سبب سے کہ قرآن کی آیات ان جیسے کے حق میں نازل ہوئی ہیں' ان کے خون کو حلال سمجھتا تو کافی تھا۔ چہ جائیکہ انہوں نے سود کے ساتھ شرک جمع کیا اور نصرانیوں کے مشابہ ہو گئے۔ ابن شجاع سے کہو کہ میں تمہارے اس مال میں شریک ہوں جس کو جو تم نے امیر علی بن ہشام کے مال سے حلال سمجھ کر لیا تھا اور سعدیہ واسطی سے کہہ دو خدا اس آدمی کا برا کرے جو تصنع حدیث اور حرص علی الریاست میں اس درجہ پر پہنچ گیا ہے کہ امتحان و آزمائش کے وقت کی خواہش کرتا رہتا ہے تاکہ لوگ کہیں کہ فلاں شیخ و امام امتحان کے وقت کسی سے نہیں ڈرتا اور اپنی بات پر قائم رہتا ہے اور اس ذریعہ سے شہرت پاتا ہے۔ سجادہ نے جو یہ کہا کہ میں نے قرآن کا مخلوق ہونا کسی عالم سے نہیں سنا۔ اس سے کہہ دو جو شخص علی بن یحییٰ وغیرہ کی امانتیں کھا گیا اس کو توحید سے کوئی واسطہ نہیں اور قواریری سے کہہ دو کہ تمہارا مذہب اور برا طریقہ سخافت عقل رشوت لینے دینے سے ہی معلوم ہو رہے ہیں اور یحییٰ عمری اگر اولاد عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ہے تو اس کا جواب معروف ہے۔ محمد بن حسن بن علی بن عاصم اگر سلف کا مقتدی ہے تو جو اس نے کہا ہے جھوٹ نہیں کہا ہے اور ابھی وہ بچہ ہے اس کو تعلیم کی ضرورت ہے اور تمہارے پاس امیر نے ابی مسہر روانہ کیا ہے۔ ہم نے اس کا خلق قرآن کے بارے میں امتحان لیا ہے۔ پہلے تو وہ گنگناتا رہا اور بات صاف نہ کی مگر جب قتل کی دھمکی دی تو مان گیا۔ اب اسے پھر بلا کر دریافت کرو۔ اگر وہ اس بات پر قائم ہے تو اس کا اعلان کر دو۔ نیز جن لوگوں کا ہم نے نام لیا' اگر وہ اپنے شرک سے باز نہ آئیں تو انہیں قید کر کے ہمارے پاس بھیج دو۔ ہم ان سے پوچھیں گے' اگر وہ باز نہ آئیں گے تو انہیں قتل کیا جائے گا۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ

کہتے ہیں کہ احمد بن حنبل' سجادہ' محمد بن نوح اور قواریری کے علاوہ یہ حکم سن کر سب نے خلق قرآن کا اقرار کر لیا۔ اسحٰق نے ان چاروں کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور اگلے روز پھر ان سے دریافت کیا۔ سجادہ اور قواریری تو ڈر کر مان گئے' مگر امام احمد بن حنبل اور محمد بن نوح نہ مانے اس لیے ان کو روم کی طرف روانہ کر دیا۔ مگر مامون کو معلوم ہوا کہ جس نے اس بات کو مانا ہے محض جان کے خوف سے ہے۔ اس پر وہ سخت ناراض ہوا اور سب کو پیش کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ سب

لوگ خلیفہ کے پاس روانہ کر دیئے گئے۔ لیکن ابھی یہ پہنچنے نہ پائے تھے کہ مامون کے مرنے کی خبران کو ملی اور خدا نے ان کی مشکلات آسان کر دیں۔ مامون روم میں بیمار رہا۔ جب مرض شدید ہوا تو اپنے بیٹے عباس کو بلا بھیجا مگر مامون کو خیال ہوا کہ عباس کے پہنچنے سے قبل ہی مر جاؤں گا۔ لیکن عباس اس کی حالت نزع کے وقت پہنچ گیا۔ مگر اس کے آنے سے پیشتر ہی تمام شہروں کی جانب خط روانہ کر دیئے گئے تھے۔ جن میں لکھا تھا کہ یہ مامون اور اس کے بھائی کی طرف سے ہے جو بعد میں خلیفہ ہونے والا ہے۔ بعض تو کہتے ہیں کہ یہ خطوط مامون کے حکم سے لکھے گئے تھے۔ مگر بعض کہتے ہیں کہ اس کی غشی کی حالت میں ان کا اجرا ہوا۔

مامون کی موت

مامون نے بروز جمعرات بتاریخ 18 رجب 218 ہجری میں بمقام بدندون جو ارض روم میں واقع ہے انتقال کیا اور وہاں سے طرطوس میں لا کر دفن کیا گیا۔

چمکدار مچھلی

مسعودی لکھتے ہیں۔ مامون نے بدندون کے ایک چشمہ پر خیمہ لگایا ہوا تھا۔ اس کی خنکی، صفائی اور سرسبزی کو بہت ہی پسند کیا تھا۔ اتفاقاً چشمے میں سے ایک ایسی چمکدار مچھلی نظر آئی جیسے چاندی ہوتی ہے۔ اسے پکڑنے کا حکم دیا۔ مگر پانی کی خنکی کے باعث کسی نے چشمے میں اترنے کی جرأت نہیں کی۔ آخر مامون نے کہا کہ جو شخص اسے پکڑے گا' میں اسے اپنی تلوار انعام دوں گا۔ اس پر فراش چشمے میں اتر گیا اور اسے پکڑ لایا۔ باہر آکر مچھلی پھڑپھڑائی اور پھر پانی میں چلی گئی۔ مامون کے سینے اور گردن پر اس کی چھینٹیں پڑیں اور کپڑے بھی تر ہو گئے۔ فراش پھر چشمہ میں اترا اور پھر پکڑ لایا۔ مامون نے حکم دیا کہ اسے ابھی بھونا جائے۔ اس کے بعد اسے لرزہ طاری ہو گیا۔ ہزار لحاف اوڑھے مگر لرزہ میں کمی نہ ہوئی۔ آخر پھر اردگرد آگ جلائی گئی اور مچھلی کے کباب بھی لائے گئے۔ مگر مامون چونکہ بیہوش تھا اسے بالکل نہ چکھا۔ پھر جب ذرا ہوش آیا تو اس نے مکان کے معنی پوچھے تو کسی نے کہا کہ اس کے معنی پیر پھیلاؤ ہے۔ مامون نے اس سے بدفالی لی۔ پھر اس جگہ کا نام پوچھا تو کسی نے کہا اسے رقہ کہتے ہیں۔ پیدائش کے وقت جو زائچہ بنایا گیا تھا اس سے معلوم ہوا تھا کہ وہ رقہ میں مرے گا اس لیے جینے سے مایوس ہو گیا اور کہا "اے خدا جس کا ملک کبھی زائل نہ ہوگا' اس بندے پر رحم کر جس کا ملک زائل ہونے والا ہے۔"

جب اس کی وفات کی خبر بغداد میں پہنچی تو ابو سعید مخزومی نے یہ اشعار کہے۔

هَلْ رَأَيْتَ النُّجُومَ اَغْنَتْ عَنِ الْمَامُوْنِ ۔۔۔ اَوْ عَنْ مُلْكِهِ الْمَاسُوْسِ

ترجمہ: کیا تو نے دیکھا نجوم نے اس کے ملک سے موت کو دفعہ نہیں کیا

خَلَّفُوْهُ بِعَرْصَتَي طَرْطُوْسِ ۔۔۔ مِثْلَ مَا خَلَّفُوْا اَبَاهُ بِطُوْسِ

ترجمہ: بلکہ لوگوں نے اسے سرزمین طرطوس میں دفن کیا' جیسے کہ اس کے والد کو طوس میں دفن کیا تھا۔

بعد المشرقین

ثعالبی کہتے ہیں۔ خلفاء میں سے کسی باپ بیٹے کی قبروں میں اتنا بعد نہیں جتنا رشید اور مامون کی قبروں میں؛ ہے اور اسی طرح بنی عباس سے پانچ اور ایسے شخص ہیں جن کی قبروں میں بعد المشرقین ہے۔ چنانچہ عبداللہ کی قبر طائف میں ہے اور عبیداللہ کی مدینہ میں اور فضل کی شام میں اور قثم کی سمرقند اور معبد کی افریقہ میں ہے۔

مختصر حالاتِ مامون

نفطویہ نے لکھا ہے۔ حامد بن عباس بن وزیر کہتا ہے ہم مامون کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اسے چھینک آئی۔ ہم نے یرحمک اللہ نہ کہا' مامون نے کہا تم نے جواب کیوں نہیں دیا' ہم نے کہا کہ آپ کے جلال کی وجہ سے۔ مامون نے کہا میں ایسے بادشاہوں سے نہیں ہوں جو دعا سے بے نیاز ہوتے ہیں۔

ابن عساکر ابو محمد زید سے راوی ہیں۔ میں مامون کو پڑھایا کرتا تھا۔ ایک دن میں آیا تو وہ اپنے گھر میں تھا۔ میں نے نوکر کے ہاتھ اپنے آنے کی اطلاع اندر کرائی۔ مگر وہ نہ آیا۔ دوسری مرتبہ اطلاع پر بھی نہ آیا۔ میں نے کہا یہ لڑکا اپنے اوقات فضول ضائع کر رہا ہے۔ خادموں نے کہا اس کے علاوہ ایک اور بات بھی ہے جب آپ چلے جاتے ہیں تو اپنے خادموں کو مارتا پیٹتا ہے اور بہت ستاتا ہے۔ آج ذرا اس کی گوشمالی کیجئے۔ جب مامون باہر نکلا تو میں نے اسے پکڑ منگوایا اور اس کے سات بیدیں ماریں۔ ابھی وہ رو ہی رہا تھا کہ کسی نے کہا جعفر بن یحییٰ آیا ہے۔ یہ سن کر مامون نے رومال لے کر آنسو پونچھے اور اپنی جگہ پر جا کر بیٹھا اور کہا جعفر بن یحییٰ کو کہو کہ اندر آ جائے۔ جب وہ اندر آیا تو میں اٹھ کر باہر چلا گیا اور ڈرتا رہا یہ کہیں جعفر سے میری

شکایت نہ کردے۔ جعفر اس سے بات چیت کر کے چلا گیا۔ میں اندر آیا اور مامون سے کہا میں تو ڈر رہا تھا کہیں تم جعفر سے میری شکایت نہ کر دو۔ اس نے کہا اے ابومحمد! یہ تو جعفر ہے۔ میں اس بات کا تذکرہ اپنے باپ رشید سے بھی نہیں کروں گا کیونکہ اس مار میں میرا ہی فائدہ ہے۔

سفر نہ کیا

عبداللہ بن محمد تمیمی کہتے ہیں۔ ایک دفعہ ہارون الرشید نے سفر میں جانے کا ارادہ کیا اور لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور کہا میں ایک ہفتہ کے بعد سفر کو روانہ ہونے والا ہوں۔ لیکن ہفتہ گزر گیا اور رشید سفر کو نہ گیا۔ لوگ مامون کے پاس حاضر ہوئے اور کہا آپ دریافت کر دیں۔ مامون نے یہ اشعار لکھ کر رشید کے پاس بھیجے:

يَا خَيْرَ مَنْ دَبَّتِ الْمَطِيُّ بِهِ ۔۔۔ وَمَنْ تَقَدَّى بِسَرْجِهِ فَرَسُ

ترجمہ: اے بہترین ان لوگوں کے جنہیں سواریاں لیکر چلی ہیں اور جن کے گھوڑے پر ہمیشہ زین کسا رہا ہے۔

هَلْ غَايَةٌ فِي الْمَسِيْرِ نَعْرِفُهَا ۔۔۔ اَمْ اَمْرُنَا فِي الْمَسِيْرِ مُلْتَبِسُ

ترجمہ: کیا سفر میں جانے کا دن ہمیں معلوم ہوگا یا یہ دن پوشیدہ ہی رہے گا۔

مَا عِلْمُ هٰذَا اِلَّا اِلٰى مَلِكٍ ۔۔۔ مِنْ نُوْرِهٖ فِي الظَّلَامِ نَقْتَبِسُ

ترجمہ: اس کا علم بادشاہ کے علاوہ کسی کو نہیں جس کے نور سے ہم اندھیرے میں روشنی ڈھونڈتے ہیں۔

اِنْ سِرْتَ سَارَ الرَّشِيْدُ مُتَّبِعٌ ۔۔۔ وَاِنْ تَقِفْ فَالرَّشَادُ مُحْتَبِسُ

ترجمہ: اگر آپ سفر پر جائیں تو اقبال آپ کے ساتھ ہوگا اور اگر آپ اقامت کریں تو بھی اقبال آپ کے ساتھ وہیں مقیم ہوگا۔

ہارون کو یہ معلوم نہ تھا کہ مامون شعر بھی کہا کرتا ہے۔ اس کی یہ نظم دیکھ کر بہت خوش ہوا اور کہا بیٹا! تمہیں شاعری کیا کرنی ہے؟ شعر حقیر اور کمینہ لوگوں کیلئے زیادتی مرتبہ کا سبب ہے۔ مگر امراء کے لیے کمی مرتبہ کا باعث ہے۔

اصمعی کہتے ہیں کہ مامون کا نقش خاتم (عبداللہ بن عبداللہ) تھا۔

محمد بن عباد کہتے ہیں۔ خلفاء میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور مامون کے علاوہ کوئی

کیوں نہ ادا کیا جو تمہارے چچا نے ولید کی شان میں کہا تھا:

فَلاَ هُوَ فِی الدُّنْیَا مُضِیعٌ نَصِیبَهٗ وَلاَ عَرَضُ الدُّنْیَا عَنِ الدِّیْنِ شَاغِلُهٗ

ترجمہ: وہ اپنا دنیا کا حصہ بھی ضائع نہیں ہونے دیتا اور نہ دنیا کا مال واسباب اسے دینی شغل سے باز رکھتا ہے۔

درستی اور راستی

ابن عساکر روایت در روایت زبیر بن بکار سے روایت کرتے ہیں کہ نصر بن شمیل نے کہا میں بمقام مرو میں مامون سے ملنے گیا تو اس وقت میں ایک پرانی چادر اوڑھے ہوئے تھا۔ مامون نے مجھے دیکھ کر کہا اے نصر تم امیر کے پاس ایسے کپڑے پہن کر آتے ہو۔ میں نے کہا کیا کروں مرو کی گرمی کا یہی علاج ہے۔ مامون نے کہا یہ بات نہیں بلکہ تم نے خود ایسی وضع اختیار کی ہے۔ پھر ہم نے حدیث میں کلام شروع کیا تو مامون نے کہا مجھ سے ہشیم بن بشیر نے حدیث بیان کی اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا' جب کوئی آدمی کسی عورت سے اس کے دین و جمال کے باعث نکاح کرے تو گویا اس نے مفلسی کا دروازہ بند کر دیا۔ میں نے کہا ہشیم سے آپ کی روایت درست ہے۔ چنانچہ مجھ سے عوف اعرابی نے حدیث بیان کی اور اسے حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا ہے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب کوئی شخص کسی عورت سے بوجہ اس کے دین و جمال کے نکاح کرے تو اس کو قوت لا یموت مل جائے گی۔ مامون تکیہ لگائے بیٹھا تھا' کہنے لگا تم نے جو لفظ سداد بکسر پڑھا ہے' غلط ہے۔ میں نے درست کہا ہے اور غلطی ہشیم نے ہی کی ہے اور وہ اکثر غلطیاں کیا کرتا تھا۔ مامون نے کہا اچھا پھر سداد اور سداد میں کیا فرق ہے۔ میں نے کہا سداد درستی اور راستی کردار کو کہتے ہیں اور سداد اس کو کہتے ہیں جس سے رخنہ کو بند کیا جائے اور اس سے رفع احتیاج ہو جائے۔ مامون نے کہا کیا عرب یہی فرق کرتے ہیں۔ میں نے کہا کیوں نہیں۔ عرجی جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہے' کہتا ہے:

اَضَاعُوْنِیْ وَاَیُّ فَتًی اَضَاعُوْا لِیَوْمِ کَرِیْهَةٍ وَسَدَادِ ثَغْرٍ

ترجمہ: میری قوم نے مجھے ضائع کر دیا اور ایک معمولی آدمی کو ضائع نہیں کیا بلکہ ایسے نوجوان کو ضائع کیا جو جنگ اور سرحدوں کی رخنہ اندازی کے دن ان کے کام آیا کرتا تھا۔

یہ سن کر مامون نے بہت دیر تک سر نیچے کیے رکھا۔ پھر کہا جو شخص علوم ادبیہ سے واقف نہ ہو خدا اس کا برا کرے۔ پھر مجھے کہا اے نضر مجھے عرب کا کوئی نہایت ہی فریفتہ کرنے والا شعر سناؤ۔ میں نے کہا ابن بیض کا قول ہے جو حکم بن مروان کی شان میں کہتا ہے:

اشعار

تَقُوْلُ لِیْ وَالْعُیُوْنُ هَاجِعَةٌ　　اَقِمْ عَلَیْنَا یَوْمًا فَلَمْ اُقِمِ

ترجمہ: جب تمام لوگ سوسلار ہے تو میری اہلیہ مجھے کہنے لگی۔ آج یہیں اقامت کر لیکن میں نے اقامت نہ کی۔

اَیُّ وُجُوْهٍ انْتَجَعْتَ قُلْتُ لَهَا　　لِاَیِّ وَجْهٍ اِلَّا اِلَی الْحَکَمِ

ترجمہ: پھر اس نے کہا اچھا یہ تو بتاؤ کو طلب منفعت کیلئے کس کے پاس جاؤ گے۔ میں نے کہا مروان کے علاوہ کسی کے پاس جاؤں گا۔

مَتٰی یَقُلْ حَاجِبَا سُرَادِقِهٖ　　هٰذَا ابْنُ بِیْضٍ بِالْبَابِ یَبْتَسِمِ

ترجمہ: جب اس کے دربان سرادپردہ اطلاع دیتے ہیں کہ ابن بیض حاضر ہے تو وہ ہنستا ہے۔

قَدْ کُنْتُ اَسْلَمْتُ فِیْکَ مُقْتَبِلاً　　هَیْهَاتَ اُدْخُلُ اَعْطِنِیْ سَلَمِیْ

ترجمہ: میں نے آتے وقت تجھ سے بیع مسلم کی تھی۔ اب میں آ گیا ہوں۔ میری سلم مجھے عطا کر۔

پھر مجھے کہا اچھا عرب کا کوئی نہایت منصفانہ شعر سناؤ۔ میں نے کہا ابن ابی عروبہ مدنی کہتا ہے: اشعار

اِنِّیْ وَاِنْ کَانَ ابْنُ عَمِّیْ عَاتِبًا　　لَمُزَاحِمٌ مِنْ خَلْفِهٖ وَرَائِهٖ

ترجمہ: اگر چہ میرا چچازاد بھائی مجھے عتاب کرتا رہتا ہے۔ مگر میں اس کی غیر حاضری میں اس کے پیچھے اس کی حفاظت کرتا ہوں۔

وَمُفِیْدُهٗ نَصْرِیْ وَاِنْ کَانَ امْرَاً　　مُتَزَحْزِحًا فِیْ اَرْضِهٖ وَسَمَائِهٖ

ترجمہ: اگر چہ وہ مستقل ارادہ شخص نہیں۔ کبھی کچھ کہتا ہے اور کبھی کچھ میری مدد اس کو مفید ہے۔ اس کی زمین میں اور اس کے آسمان میں بھی۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

وَاَكُوْنُ وَالِيْ سِرِّهٖ وَاَصُوْنُهٗ　　حَتّٰى يَحْنَ اِلٰى وَقْتِ اَدَائِهٖ

ترجمہ: اور میں اس کے راز کی حفاظت کرتا ہوں اور اس کو بچاتا ہوں اور وہ بھی جب مجھے راز بتلاتا ہے تو نرم ہو جاتا ہے۔

وَاِذَا الْحَوَادِثُ اَجْحَفَتْ بِسَوَامِهٖ　　قَرَنَتْ صَحِيْحَتَنَا اِلٰى جَرْبَائِهٖ

ترجمہ: جب حوادثِ زمانہ اس کے اونٹوں کو ہلاک و نابود کر دیتے ہیں تو ہمارے تندرست اونٹ اس کے خارشی اونٹوں کے ساتھ ملا دیئے جاتے ہیں۔

وَاِذَا دَعٰى بِاِسْمِيْ لِيَرْكَبَ مَرْكَبًا　　صَعْبًا قَعَدْتُ لَهٗ عَلٰى سِيْسَائِهٖ

ترجمہ: اور جب وہ مجھے کسی سخت کام میں سوار ہونے کیلئے بلاتا ہے تو میں اس کے آگے آگے چلتا ہوں۔

وَاِذَا اَتٰى مِنْ وَجْهِهٖ بِطَرِيْقِهٖ　　لَمْ اَطَّلِعْ فِيْمَا وَرَاءَ خِبَائِهٖ

ترجمہ: جب وہ کسی سفر میں جاتا ہے تو اس کے گھر جا کر نہیں دیکھتا کہ وہ وہاں پیچھے کیا چھوڑ گیا ہے۔

وَاِذَا ارْتَدٰى ثَوْبًا جَمِيْلًا لَمْ اَقُلْ　　يَا لَيْتَ اِنَّ عَلَيَّ حُسْنَ رِدَائِهٖ

ترجمہ: اور جب وہ کسی دن اچھے کپڑے پہنتا ہے تو میں یہ خواہش نہیں کرتا کہ کاش یہ چادر مجھے مل جائے۔

مامون نے کہا اب مجھے عرب کے قانع ترین اشعار سناؤ۔ تو میں نے ابن عبدل کے یہ اشعار پڑھ کر سنائے: اشعار

اِنِّيْ امْرُءٌ لَمْ اَزَلْ وَذَاكَ مِنَ اللّٰهِ　　اَدِيْبًا اُعَلِّمُ الْاُدَبَاءَ

ترجمہ: خدا کا فضل ہے میں ہمیشہ ادیب رہا ہوں اور ادیبوں کو پڑھاتا رہا ہوں۔

اُقِيْمُ بِالدَّارِ مَا اطْمَاَنَّ بِيَ الدَّارُ　　وَاِنْ كُنْتُ نَازِحًا طَرَبَا

ترجمہ: جب تک کوئی مکان میرے ساتھ موافق رہتا ہے اس وقت تک میں اس میں رہتا ہوں۔ اگر چہ (اس سے) میں دور اور غمگین ہی کیوں نہ ہوں۔

لَا اَجْتَوِيْ خُلَّةَ الصَّدِيْقِ وَلَا　　وَلَا اَتْبَعُ نَفْسِيْ شَيْئًا اِذَا ذَهَبَا

ترجمہ: میں اپنے دوست کے مال و اسباب کو نہیں لیتا اور نہ اس چیز کے پیچھے جاتا ہوں

جو چلی جائے۔

اَطْلُبُ مَا یَطْلُبُ الْکَرِیْمُ مِنَ الرِّزْقِ بِنَفْسِیْ وَاَجْمَلُ الطَّلَبَا

ترجمہ: میں اپنے لیے ویسا ہی رزق طلب کرتا ہوں جیسا کہ سخی آدمی طلب کرتا ہے اور طلب بھی نہایت اچھی طرح کرتا ہے۔

اِنِّیْ رَاَیْتُ الْفَتَی الْکَرِیْمَ اِذَا رَغَّبْتَهُ فِیْ صَنِیْعَةٍ رَغِبَا

ترجمہ: سخی جوانمرد کا قاعدہ ہے کہ جب تم اسے کسی کام کرنے کی رغبت دلاؤ تو وہ اس میں راغب ہو جاتا ہے

وَالْعَبْدُ لَا یَطْلُبُ الْعَلَاءَ وَلَا یُعْطِیْکَ شَیْئًا اِلَّا اِذَا رَهِبَا

ترجمہ: اور کمینہ شخص بلندی طلب نہیں کرتا اور جب تک اسے دھمکایا نہ جائے کوئی چیز بھی نہیں دیتا۔

مِثْلَ الْحِمَارِ الْمُوَقَّعِ لِلسُّوْءِ لَا یُحْسِنُ شَیْئًا اِلَّا اِذَا ضُرِبَا

ترجمہ: بدبخت گدھے کی طرح ہے کہ جب تک مار نہ پڑے کوئی کام اچھی طرح نہیں کرتا۔

وَلَمْ اَجِدْ عُرْوَةَ الْعَلَائِقِ اِلَّا الدِّیْنَ کَمَا اَخْتَبَرْتَ فَالْحَسَبَا

ترجمہ: اور میں نے نہیں پایا جیسا کہ تو نے آزمالیا ہے تمام علائق کا کنڈا اور دستہ دین ہے۔

وَقَدْ یُرْزَقُ الْخَافِضُ الْمُقِیْمُ وَمَا شَدَّ بِعِیْسٍ رَحْلًا وَلَا قَتَبَا

ترجمہ: کبھی تو ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ کمینہ اور مقیم شخص ہی رزق حاصل کر لیتا ہے، حالانکہ نہ اس نے اونٹ پر کجاوہ باندھا ہے اور نہ پالان رکھا ہے۔

وَیُحْرَمُ الرِّزْقَ ذُو الْمَطِیَّةِ وَ الرَّحْلِ وَمَنْ لَا یَزَالُ مُغْتَرِبَا

ترجمہ: اور جو شخص ہمیشہ سفر کرتا رہتا ہے اور اونٹ بھی اس کے پاس ہیں، وہ رزق سے محروم رہ جاتا ہے۔

اعراب کی غلطی

مامون نے یہ اشعار سن کر کہا۔ اے نفر تم نے بہت خوب کہا۔ پھر کاغذ کا ایک ورق لیکر اس پر کچھ لکھا اور مجھے معلوم نہیں تھا کیا لکھا۔ پھر مجھے کہنے لگا لفظ تراب سے افعل کا وزن کیسے بنے گا؟ میں نے کہا اترب۔ پھر پوچھا طین سے کیسے بنے گا؟ میں نے کہا طن۔ پھر پوچھا جب کہنا

ہو''اس خط پر مٹی ڈالی گئی ہے'' تو کیا کہو گے؟ میں نے کہا مترب مطین۔ بولا یہ پہلے سے اچھا کہا ہے۔ پھر مجھے پچاس ہزار درہم انعام دینے کا حکم دیا اور خادم کو حکم دیا کہ مجھے فضل بن سہل کے پاس پہنچا دو۔ میں اس کے ساتھ گیا اور جب اس نے خط کو پڑھا تو کہنے لگا۔ اے نفرتم نے امیر کی طرف غلطی اعراب منسوب کی ہے۔ میں نے کہا معاذ اللہ۔ میں نے تو کہا تھا ہشیم غلطی کیا کرتا ہے اور امیر نے اس کے کلام کو نقل کیا ہے۔ اس پر فضل نے اپنے پاس سے مجھے تیس ہزار درہم بطور انعام دیئے۔ پس میں اسی ہزار درہم لے کر اپنے گھر واپس آیا۔

باادب

خطیب محمد بن یاد اعرابی سے روایت کرتے ہیں۔ مامون نے مجھے بلایا۔ جب میں گیا' اس وقت مامون یحییٰ بن اکتم کے ساتھ باغ میں ٹہل رہا تھا اور وہ دونوں میری طرف پشت کیے ہوئے جا رہے تھے۔ میں بیٹھ گیا۔ جب آتے وقت انہوں نے میری طرف منہ کیا تو میں کھڑا ہو گیا اور سلام کیا۔ مامون نے یحییٰ سے کہا اے ابا محمد یہ شخص کیسا باادب ہے؟ جب تک ہماری اس کی طرف پشت تھی بیٹھا رہا اور جب ہمیں آتے دیکھا تو کھڑا ہو گیا اور سلام کیا۔ پھر مجھے پوچھا کہ ہند بنت عتبہ نے جو کہا ہے:

نَحْنُ بَنَاتُ طَارِق   نَمْشِيْ عَلَى النَّمَارِق

مَشْيَ قَطَا الْمَهَارِقِ

ترجمہ: ہم ستاروں کی لڑکیاں ہیں۔ گدیلوں پر اسی طرح سے چلتی ہیں جیسے کے جانور قطا صاف جنگل میں چلتا ہے۔

تو اس میں طارق کون شخص ہے۔ نسب میں غور کرنے سے معلوم ہوا اس کے بزرگوں سے کسی کا نام طارق نہیں ہوا۔ میں نے کہا اے امیر اس کے آباؤ اجداد سے تو واقعی اس کے نام کا کوئی شخص نہیں گزرا۔ مامون نے کہا اس نے طارق سے مراد ستارے لیے ہیں اور بوجہ اپنے جیسے حسن و جمال کے اپنے آپ کو ان کی طرف منسوب کیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ۔ (پ30 سورہ طارق آیت نمبر 1) ترجمہ: آسمان کی قسم اور رات کو آنے والے کی) میں نے کہا آپ کی یہ توجیہہ واقعی ٹھیک ہے۔ مامون نے کہا لو لوگوں کی اس مشکل کو میں نے پہلے حل کیا۔ پھر میری طرف عنبر کا ٹکڑا جو اس کے ہاتھ میں تھا' پھینکا جسے میں

نے پانچ ہزار درہم میں فروخت کیا۔

ابن ابی عبادہ کہتے ہیں کہ مامون شاہانِ دنیا سے یگانہ شخص گزرا ہے اور وہ فی الحقیقت اس نام کے قابل تھا۔

ابوداؤد کہتے ہیں۔ مامون کے پاس ایک حاجی آیا تو مامون نے اسے کہا کہ ہمارے خلاف پر تمہیں کس بات نے برانگیختہ کیا۔ اس نے کہا قرآن کی اس آیت نے وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۔(پ6سورۃ المائدہ آیت 44)اور جو اللہ کے اتارے پر حکم (فیصلہ) نہ کریں وہی لوگ کافر ہیں۔

(ترجمہ وحوالہ از کنزالایمان صاحبزادہ محمد مبشر سیالوی)

اجماع پر راضی

مامون نے کہا تمہیں معلوم ہے یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ مامون نے کہا کونسی دلیل ہے؟ اس نے کہا اجماع امت سے۔ مامون نے کہا جیسے اجماع امت پر راضی ہوا ایسے ہی ان کے اجماع علی التاویل پر بھی راضی ہو جاؤ۔ اس نے کہا آپ نے سچ کہا۔ السلام علیکم یاامیر المومنین۔

اپنے سے برتر

ابن عساکر محمد بن منصور سے روایت کرتے ہیں۔ مامون کہا کرتا تھا شریف کی یہ علامت ہے۔ اپنے سے برتر پر ظلم کرے اور اپنے سے کم درجے والے کا ظلم برداشت کرے۔

سعید بن مسلم کہتے ہیں مامون کہا کرتا تھا میں چاہتا ہوں عفو کے بارے میں جو کچھ میری رائے ہے وہ مجرموں کو معلوم ہو جائے تا کہ ان کا ڈر جاتا رہے اور وہ خوش ہو جائیں۔

ہزار درجہ بہتر

ابراہیم بن سعید جوہری کہتے ہیں۔ ایک دفعہ ایک مجرم مامون کے سامنے کھڑا ہوا تو مامون نے کہا بخدا میں تجھے قتل کروں گا۔ اس نے کہا اے امیر ذرا تحمل کو کام میں لائیں کہ یہ بھی نصف عفو ہے۔ مامون نے کہا اب تو میں قسم کھا چکا ہوں۔ وہ بولا اگر آپ خدا کے سامنے بحیثیت حانث (قسم توڑنے والا) پیش ہوں تو اس سے ہزار درجہ بہتر ہے کہ آپ بحیثیت ایک خونی کے پیش ہوں۔ یہ سن کر مامون نے اس کا خون معاف کر دیا۔

بے اعتنائی

خطیب ابی صلت عبدالسلام بن صالح سے روایت کرتے ہیں۔ میں ایک دفعہ رات کو خلیفہ مامون کے ہاں سویا۔ چراغ گل ہونے لگا اور مشعلچی اس وقت سو رہا تھا۔ مامون نے خود اٹھ کر چراغ کو درست کیا اور کہنے لگا اکثر ایسا ہوتا ہے میں غسل خانہ میں ہوتا ہوں اور خدمتگار مجھے گالیاں نکالتے ہیں اور مجھ پر طرح طرح کی تہمتیں لگاتے ہیں اور سمجھتے ہیں میں نے سنا نہیں اور میں ہمیشہ ہی انہیں معاف کر دیتا ہوں اور کبھی جتلاتا بھی نہیں جبکہ میں نے ان کی باتیں سنی ہیں۔

حیلہ گر

صولی عبداللہ بن ایوب سے راوی ہیں۔ مامون ایسی باتوں پر حلم کیا کرتا تھا جنہیں سن کر ہمیں غصہ آ جاتا تھا۔ ایک دفعہ وہ دجلہ کے کنارے پر بیٹھا مسواک کر رہا تھا اور اس کے سامنے پردہ پڑا ہوا تھا اور ہم سب اس کے پاس کھڑے تھے اور اتنے میں ایک ملاح اس کے سامنے سے گزرا اور کہا کیا تمہارا خیال ہے؟ اس مامون کی میری آنکھوں میں کچھ قدر ہے۔ جس نے اپنے بھائی کو قتل کیا ہو۔ اس کی میری نگاہوں میں کچھ قدر نہیں ہے۔ مامون اس بات کے سننے سے ذرا بھی خفا نہ ہوا بلکہ ہنس کر کہا بھائی کوئی حیلہ بتاؤ اس جلیل القدر شخص کی نظر میں میری قدر ہو جائے۔

بلند کرداری

خطیب یحییٰ بن اکثم سے روایت کرتے ہیں۔ مامون سے بڑھ کر میں نے بزرگ شخص نہیں دیکھا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے میں اس کے ہاں سویا ہوا تھا اس کو کھانسی آئی تو اس نے اس خیال سے کہ میں بیدار ہو جاؤں اپنے منہ کو آستین سے بند کر لیا نیز کہا کرتا تھا عدل کی ابتداء اپنے اندرونی دوست سے کرنی چاہئے اور بعد از اں ان سے جو اس سے ذرا کم درجے والے ہوں اور اسی ترتیب درجہ سفلی تک پہنچنا چاہئے۔

غنیمت

ابن عساکر یحییٰ بن خالد برامکی سے روایت کرتے ہیں۔ مجھے مامون نے کہا اے یحییٰ لوگوں کی حاجات کو پورا کرنا غنیمت سمجھو کیونکہ آسمان بہت گردش کرنے والا اور زمانہ بہت ظلم کرنے والا ہے۔ یہ کسی کو ایک حالت اور نعمت پر نہیں چھوڑتے۔

مقام محبت

عبداللہ بن محمد زہری کہتے ہیں۔ مامون کہا کرتا تھا' مجھے غلبہ قدرت سے غلبہ حجت زیادہ اچھا معلوم ہوتا ہے کیونکہ غلبہ قدرت زوال قدرت سے زائل ہو جاتا ہے اور غلبہ حجت کو کوئی چیز زائل نہیں کرتی۔

ناشکری

شعبی کہتے ہیں۔ میں نے مامون سے سنا ہے جو شخص تمہاری نیک نیتی کی تعریف نہ کرے گا' وہ تمہاری نیکی کا بھی ممنون نہ ہوگا۔

بری باتیں

ابو عالیہ کہتے ہیں۔ مامون کہا کرتا تھا بادشاہ کا خوشامد پسند ہونا بہت برا ہے اور اس سے برا قاضیوں کا معاملہ سمجھنے سے پہلے سنگدل ہونا ہے اور اس سے بدتر فقیہوں کی معاملات دین میں کم عقلی ہونا ہے اور اس سے بڑھ کر بری بات امیروں کا بخیل ہونا اور بوڑھے آدمیوں کا مذاق کرنا اور جوانوں کا سستی کرنا اور سپاہیوں کا بزدلی کرنا۔

ظالم

علی بن عبدالرحیم سے مروی ہے۔ مامون نے ایک دفعہ کہا سب لوگوں سے بڑھ کر اپنی جان پر ظلم کرنے والا وہ شخص ہے جو اس شخص کے قریب ہوتا ہے جو اس سے دور ہوتا ہے اور اس شخص سے تواضع کرتا ہے جو اس کی عزت نہیں کرتا اور ایسے شخص کی تعریف پر خوش ہوتا ہے جو اسے جانتا ہی نہیں۔

جستجوئے رفیق

مخارق مغنی کہتا ہے۔ میں نے ایک دفعہ مامون کو ابوالعتاہیہ کا یہ شعر سنایا:

وَاِنِّیْ لَمُحْتَاجٌ اِلٰی ظِلِّ صَاحِبٍ   یَرُوْقُ وَیَصْفُوْ اِنْ کَدَرْتُ عَلَیْهِ

ترجمہ: میں ایسے دوست کا محتاج ہوں' جب میں اس پر خفا ہو جاؤں اور مجھے اس سے کدورت پیدا ہو جائے تو وہ مجھ پر عنایت وشفقت کرے۔

تو کہنے لگا اسے پھر پڑھ۔ پس میں نے اسے سات دفعہ پڑھا' تو مجھے کہنے لگا اے مخارق

مجھ سے تمام سلطنت لے لے اور مجھے ایسا ایک دوست لا دے۔

نا محتاج

ہدیہ بن خالد کہتے ہیں۔ایک روز میں صبح کے کھانے میں مامون کے ساتھ شریک تھا۔ جب دسترخوان اٹھالیا گیا تو فرش پر سے کھانے کے ریزے چن کر کھانے لگا۔مامون نے دیکھ کر پوچھا کیا تمہارا پیٹ نہیں بھرا۔میں نے کہا پیٹ بھر گیا ہے' مگر مجھے حماد بن سلم نے بسندہ حدیث سنائی ہے کہ جو شخص دسترخوان کے نیچے سے ریزے اٹھا کر کھاتا ہے' وہ کبھی محتاج نہیں ہوتا۔یہ سن کر مامون نے مجھے ایک ہزار دینار عطا کیے۔

عقیدت

حسن بن عبدوس صفا کہتے ہیں۔ جب مامون نے بوران بنت حسن بن سعد سے نکاح کیا تو لوگوں نے حسن کو بہت سے تحائف دیے۔ایک فقیر نے دو توشہ دان تحفۃً بھیجے۔ایک میں نمک تھا اور دوسرے میں اشنان گھاس اور اس کے ساتھ اس مضمون کا رقعہ لکھ بھیجا۔

میں آپ پر فدا کیا جاؤں۔سرمایہ کی کمی نے میری علو ہمت کو کم کر دیا۔لیکن یہ بات مجھے اچھی نہ لگی ایسے نیکی کے صحیفہ میں میرا نام نہ ہو۔بایں غرض میں نے خدمت اقدس میں نمک برکت کے لیے اور اشنان صفائی اور خوشبو کے لیے بھیجا ہے۔

حسن یہ توشہ دان لے کر مامون کی خدمت میں گیا۔اس کو یہ تحریر بہت اچھی لگی۔حکم دیا دونوں توشہ دانوں کو خالی کر کے دیناروں سے بھر کر واپس کیا جائے۔

صولی محمد بن قاسم سے روایت کرتے ہیں۔مامون کہا کرتا تھا مجھے درگزر میں اس قدر مزا آتا ہے جس سے مجھے ڈر لگ رہا ہے شاید مجھے اس کا ثواب ہی نہ ملے۔اور اگر مجرموں کو عفو سے میری محبت کی مقدار معلوم ہو جائے تو گناہوں پر نہایت ہی دلیر ہو جائیں۔

فراست

خطیب منصور برکی سے روایت کرتے ہیں۔رشید کی ایک کنیز تھی جس پر مامون عاشق تھا۔ایک روز وہ لوٹا ہاتھ میں لے کر رشید کو وضو کرا رہی تھی اور مامون ہارون الرشید کے پیچھے کھڑا تھا۔اسے بوسہ دینے کا اشارہ کیا۔لونڈی نے آنکھ کے اشارے سے منع کیا اور اس میں اسے پانی ڈالنے میں ذرا دیر لگ گئی۔ہارون رشید نے اس کی طرف دیکھ کر کہا یہ کیا معاملہ

ہے۔ وہ ذرا لیت ولعل کرنے لگی۔ رشید نے کہا اگر سچ نہ بتاؤ گی تو تمہیں ابھی قتل کرادوں گا۔ اس نے کہہ دیا کہ عبداللہ مامون نے مجھے بوسہ دینے کا اشارہ کیا تھا۔ رشید نے مڑ کر مامون کی طرف دیکھا تو حیاء ورعب کے باعث اس کی حالت قابل رحم بن گئی تھی۔ فوراً اسے گلے سے لگالیا اور پوچھا تم اسے چاہتے ہو۔ مامون نے کہا ہاں۔ رشید نے کہا جاؤ' اسے لے جاؤ۔ پھر جب اس سے ملاقات ہوئی تو ہارون نے کہا اس واقعہ کے بارے میں کچھ اشعار تو پڑھو تو مامون نے یہ اشعار پڑھے۔

ظَبْیٌ کَنَیْتُ بِطَرْفِیْ عَنِ الضَّمِیْرِ اِلَیْہِ

ترجمہ: ایک ہرن (یعنی معشوق) کو میں نے دل کی آنکھ سے اشارہ کیا۔

قَبَّلْتُہٗ مِنْ بَعِیْدٍ فَاعْتَلَّ مِنْ شَفَتَیْہِ

ترجمہ: اور دور سے ہی اس سے بوسہ مانگا مگر اس نے اپنے ہونٹوں سے ٹالا۔

وَرَدَّ اَحْسَنَ رَدٍّ بِالْکَسْرِ مِنْ حَاجِبَیْہِ

ترجمہ: اور اپنے بھوؤں سے سوال کو رد کر دیا اور اس کا میرے سوال کو رد کرنے کا کتنا اچھا طریقہ ہے۔

فَمَا بَرِحْتُ مَکَانِیْ حَتّٰی قَدَرْتُ عَلَیْہِ

ترجمہ: ابھی میں اپنی جگہ سے نہیں ہلا تھا کہ مجھے اس پر قابو مل گیا۔

علم دوستی

ابن عساکر ابوخلیفہ فضل بن حباب سے روایت کرتے ہیں۔ ایک بردہ فروش نے مجھ سے بیان کیا ایک دفعہ مامون کے پاس ایک لونڈی لایا جو اعلیٰ درجہ کی شاعرہ' فصیحہ' ادب دان اور شطرنج کھیلنے والی تھی۔ میں نے اس کی دو ہزار دینار قیمت لگائی۔ مامون نے کہا میں ایک شعر کہتا ہوں۔ اگر یہ اس کے وزن پر دوسرا شعر بنادے تو جو کچھ تم مانگتے ہو میں تمہیں اس سے زیادہ دوں گا۔ پھر مامون نے یہ شعر پڑھا:

مَاذَا تَقُوْلِیْنَ فِیْمَا شَفَّہٗ اَرِقٌ مِنْ جَھْدِ حُبِّکِ حَتّٰی صَارَ حَیْرَانَا

ترجمہ: تو اس شخص کے بارے کیا کہتی ہے جو تیرے عشق کی تکلیف سے بیدار رہ کر لاغر ہوگیا ہے۔ یہاں تک کہ بالکل حیران ہے۔

اس لونڈی نے فوراً یہ شعر پڑھا:

اِنَّا وَجَدْنَا مُحِبًّا قَدْ اَضَرَّ بِهٖ ۔۔۔ دَاءَ الصَّبَابَةِ اَوْلَيْنَا اِحْسَانَا

جب کبھی کسی عاشق کو بیماری عشق زیادہ تکلیف زدہ دیکھتے ہیں تو اس پر احسان کرتے ہیں۔

صولی حسین خلیع سے روایت کرتے ہیں۔ جب مامون مجھ سے خفا ہوا اور میرا وظیفہ بند کر دیا تو میں نے اس کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا جس کے اشعار میں یہ ذیل کے اشعار بھی تھے:

اَجِزْنِیْ فَاِنِّیْ قَدْ ظَمِئْتُ اِلَی الْوَعْدِ ۔۔۔ مَتٰی تَنْجَزُ الْوَعْدَ الْمُؤَكَّدِ بِالْعَهْدِ

ترجمہ: مجھے انعام دیجئے کیونکہ میں ادائیگی وغیرہ کا پیاسا ہوں۔ آپ وہ قسموں سے مؤکد عہد کب پورا کریں گے۔

اُعِيْذُكَ مِنْ خُلْفِ الْمُلُوْكِ وَقَدْ تَرٰی ۔۔۔ تَقْطَعُ الْقَاسِیْ عَلَيْكَ مِنَ الْوَجْدِ

ترجمہ: میں آپ کو بادشاہوں کی وعدہ خلافی سے بچتا ہوں حالانکہ آپ دیکھ رہے ہیں میری سانس وجد سے ٹوٹ رہی ہیں۔

اَيَبْخَلُ فَرْدَ الْحَسَنُ عَنِّیْ بِنَائِلٍ ۔۔۔ قَلِيْلٍ وَقَدْ اَفْرَدْتُهٗ بِهَوٰی فَرْدٍ

ترجمہ: کیا جس میں یگانہ روزگار مجھ سے عطیہ قلیل کا بخل کرے گا' حالانکہ میں نے اسے بنانے میں یگانہ کیا ہے۔

رَاٰی اللّٰهُ عَبْدَ اللّٰهِ خَيْرَ عِبَادِهٖ ۔۔۔ فَمَلَّكَهٗ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالْعَبْدِ

ترجمہ: خدا نے عبداللہ کو بہترین خلقت سمجھ کر بادشاہ بنایا اور وہ اپنے بندوں کے حال سے خوب آگاہ ہے۔

اَلَا اِنَّمَا الْمَامُوْنُ لِلنَّاسِ عِصْمَةٌ ۔۔۔ مُفَرِّقَةٌ بَيْنَ الضَّلَالَةِ وَالرُّشْدِ

ترجمہ: خبردار کہ خلیفہ مامون لوگوں کیلئے بچاؤ ہے اور گمراہی اور ہدایت میں فرق کرنے والا ہے۔

مامون نے کہا اس نے بہت خوب کہا ہے لیکن یہ اشعار بھی تو اس کے ہیں:

اَعَيْنَایَ جُوْدَا وَابْكِيَالِیْ مُحَمَّدًا ۔۔۔ وَلَا تَدْخَرَ دَمْعًا عَلَيْهِ وَاسْعَدَ

ترجمہ: اے میں میری دونوں آنکھو! بخشش کرو اور خلیفہ محمد امین پر رو دو اور آنسوؤں کا ذخیرہ کرو بلکہ رونے میں مجھے خوب مدد دو۔

فَلَا تَمَّتِ الْاَشْيَاءُ بَعْدَ مُحَمَّدٍ وَلَا زَالَ شَمْلُ الْمُلْكِ فِيْهِ مَبَدَّدًا

ترجمہ: خدا کرے محمد کے بعد کوئی چیز پوری نہ ہو اور ملک کی پراگندگی بھی کبھی دور نہ ہو۔

فَلَا فَرِحَ الْمَامُوْنُ بِالْمُلْكِ بَعْدَهٗ وَلَا زَالَ فِي الدُّنْيَا طَرِيْدًا مُشَرَّدًا

ترجمہ: اور اس کے بعد مامون کبھی چین سے بادشاہی نہ کرے۔

پس یہ شعر ان کے عوض میں ہوئے اور ہمارے پاس اس کے لیے کچھ انعام نہیں۔ حاجب نے کہا حضور کی عفو کی عادت کہاں گئی۔ کہنے لگا ہاں یہ بات ہے۔ اچھا جاؤ اسے انعام بھی دے دو اور اس کا وظیفہ بھی جاری کر دو۔

حماد بن اسحاق سے مروی ہے۔ جب مامون بغداد میں آیا تو ہر اتوار کو صبح سے ظہر تک کچہری لگایا کرتا تھا اور لوگوں کا انصاف کیا کرتا تھا۔

منتظم اعلیٰ

محمد بن عباس کہتے ہیں۔ مامون شطرنج کھیلنے کا بہت شوق رکھتا تھا۔ کہا کرتا تھا اس سے ذہن تیز ہوتا ہے۔ بہت سی باتیں اس نے شطرنج میں ایجاد کی تھیں۔ کہا کرتا تھا مجھے کوئی شخص یہ نہ کہے آؤ شطرنج کھیلیں بلکہ کہے آؤ مزاولت کریں یا سستی اور ثقل کو دور کریں۔ مامون خود اچھی طرح نہیں کھیل سکتا تھا اور کہا کرتا تھا میں بساط دنیا کا انتظام کر سکتا ہوں مگر اس دو مربع بالشت بساط پر مجھے دسترس حاصل نہیں۔

اہانت

ابن سعید کہتے ہیں۔ دعبل نے مامون کی ان اشعار سے ہجو کی:

اِنِّیْ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ سُيُوْفُهُمْ قَتَلَتْ اَخَاكَ وَشَرَّفَتْكَ بِمَقْعَدٖ

ترجمہ: میں نے ان لوگوں سے جنگ کی جن کی تلواروں نے تیرے بھائی کو قتل کیا اور تجھے تخت پر بیٹھنے کی عزت عطا کی۔

اَشَادُوْا بِذِكْرِكَ بَعْدَ طُوْلِ خُمُوْلِهٖ وَاسْتَنْقَذُوْكَ مِنَ الْحَضِيْضِ الْاَوْهَدِ

اور انہوں نے ہی تیرے ذکر کو بلند کیا' حالانکہ اس سے قبل تو گمنام تھا اور انہوں نے ہی تجھے پستی کے گڑھے سے باہر نکالا۔

خلفاء کی گود

مامون نے ان اشعار کو سن کر صرف یہی کہا کہ دعبل بے حیا ہے۔ میں کب گمنام تھا میں تو خلفاء کی گود میں پلا ہوں اور اسے کوئی سزا نہ دی۔

طرق عدیدہ سے مروی ہے کہ مامون نبیذ پیا کرتا تھا۔

یکساں رنگ

حافظ سے مروی ہے۔ مامون کے دوست کہا کرتے تھے مامون کے چہرے اور تمام جسم کا رنگ یکساں ہے۔ لیکن اس کی پنڈلیاں ایسی زرد ہیں گویا زعفران سے رنگی گئی ہیں۔

غلط ہے

اسحاق موصلی سے مروی ہے۔ مامون کہا کرتا تھا گانا وہی اچھا ہوتا ہے جس سے سامع کو لطف آ جائے خواہ صحیح ہو یا غلط۔

علی بن حسین سے مری ہے۔ ایک دفعہ محمد بن حامد مامون کے پیچھے کھڑا تھا اور مامون اس وقت نبیذ پی رہا تھا کہ اس کی ایک کنیز غریب نامی نے نابغہ جعدی کا یہ شعر پڑھا۔ شعر

كحاشية البرد اليماني المسهم

ترجمہ: دھاری دار یمنی چادر کے کنارے کی طرح ہے۔

مامون کو یہ بے محل گانا بہت برا معلوم ہوا۔ اس نے کہا اگر مجھے اس گانے کی وجہ معلوم نہ ہوئی تو میں رشید کا بیٹا ہی نہیں' اگر میں اس پر سخت سزا نہ دوں اور اگر کوئی سچ بتلا دے تو میں اس سچ بولنے والے کی حاجت بھی پوری کر دوں گا اور اسے معاف بھی کر دوں گا۔ محمد بن حامد نے کہا کہ یہ قصور مجھ سے سرزد ہوا ہے۔ میں نے اس سے اشارہ میں بوسہ مانگا تھا۔ مامون نے کہا اب سچی بات معلوم ہوئی۔ کیا تم چاہتے ہو میں تمہارا اس سے نکاح کر دوں۔ محمد بن حامد نے کہا ہاں۔ مامون نے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ o (تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کو پالنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ رحمت بھیجے ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ آل اولاد پر) میں نے اپنی کنیز کا نکاح محمد بن حامد سے اللہ تعالیٰ کے حکم اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق

بعوض مہر چار سو درہم نکاح کر دیا۔ جا اب اسے لے جا۔ معتصم دہلیز تک ساتھ گیا اور کہا کہ اجرت دلالی دلواؤ۔ محمد بن حامد نے کہا کہ لے لیجئے۔

شوکت اسلام

ابن ابی داؤد سے مروی ہے کہ شاہ روم نے مامون کو دو سو رطل مشک اور دو سو سمور (مثل لومڑی جانور سرخ مائل سیاہی جس کی کھال کی پوستین بنتی ہے) ہدیۃً بھیجے۔ مامون نے کہا اس کے عوض اسے اس سے دگنا مال روانہ کر دو تا کہ اس پر شوکت اسلام واضح ہو جائے۔

اعتراف

ابراہیم بن حسین سے مروی ہے۔ ایک دفعہ مدائنی نے مامون کو کہا معاویہ نے کہا تھا بنو ہاشم شجاع' تیز فہم اور گویا ہوتے ہیں اور ہم میں سے سردار زیادہ ہوتے ہیں۔ مامون نے کہا اس قول میں انہوں نے ایک بات کا اقرار کیا ہے اور ایک کا دعویٰ کیا ہے۔ دعویٰ میں تو وہ خصم (جھگڑے میں غالب) ہیں اور اقرار میں مخصوم (جھگڑے میں مغلوب) ہیں۔

ثریدی اور حبیصی

اسامہ سے مروی ہے۔ احمد بن ابو خالد ایک روز مامون کے سامنے کوئی تحریر پڑھنے لگا اور شروع میں ہی کہا فلاں ثریدی جو یزیدی ہے تو مامون ہنسنے لگا اور کہا او نوکر! ابوالعباس کے لیے کھانا لاؤ ابھی یہ بھوکے معلوم ہوتے ہیں۔ احمد بہت شرمایا اور کہنے لگا میں بھوکا تو نہیں' کم بخت لکھنے والے نے ہی اس پر تین نقطے لگا کر ی کو ث بنا دیا ہے۔ مامون نے کہا اچھا کھانا تو کھا لو۔ جب وہ کھانا کھا چکا تو پھر تحریریں پڑھنے لگا تو بجائے حمصی کے خبیصی کہہ گیا۔ مامون پھر ہنسا اور کہا ان کے لیے خبیص (جو حلوا کی ایک قسم ہے) لے آؤ۔ احمد بولا جب لکھنے والا ہی احمق ہے تو میں کیا کروں۔ اس نے در کھول رکھا ہے۔ معلوم ہوتا ہے جیسے ب ہے۔ مامون ہنس کر کہنے لگا کہ اگر وہ بیوقوف نہ ہوتا تو تم آج بھوکے رہ جاتے۔

ابو عباد کہا کرتے تھے۔ میں نہیں جانتا مامون سے بڑھ کر شریف بزرگ اور سخی خدا تعالیٰ نے کسی کو پیدا کیا ہو۔

حرص کی آگ

مامون کو معلوم ہوا احمد بن ابو خالد بہت حریص ہے اور اس کا بھی یہ حال تھا جب کوئی ضرورت معلوم ہوتی تو بن بلائے آموجود ہوتا۔ ایک روز آ کر کہنے لگا۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو میری کچھ تنخواہ مقرر کر دیں کیونکہ میں محتاجوں کو کھانا کھلاتا رہتا ہوں۔ مامون نے اس کے روزانہ خرچ کے لیے ایک ہزار درہم مقرر کر دیا۔ لیکن وہ باوجود اس کے دوسروں کی ہانڈیاں چاٹتا پھرا کرتا تھا۔ اسی کے بارے میں دعبل نے یہ اشعار کہے:

شَكَرْنَا الْخَلِيْفَةَ اِجْرَائِه عَلٰى ابْنِ اَبِىْ خَالِدٍ نَزْلَهٗ

ترجمہ: ہم ابن خالد کی تنخواہ مقرر کرنے پر خلیفہ کا شکریہ ادا کرتے ہیں

فَكَفَّ اَذَاهُ عَنِ الْمُسْلِمِيْنَ وَصَيَّرَنِىْ بَيْتِهٖ شُغْلَهٗ

ترجمہ: اور مسلمانوں سے اس کی تکلیف کو بند کر دیا ہے یعنی اب وہ مسلمانوں کو ستاتا نہیں اور اسے اپنے گھر میں ہی بند کر دیا ہے۔

معافی علاج ہے

ابوداؤد کہتے ہیں۔ میں نے سنا مامون ایک شخص کو کہہ رہا تھا چاہے یہ عذر ہو یا برکت میں نے تجھے بخش دیا تو گناہ کرتا رہے گا۔ میں احسان کرتا رہوں گا اور معاف کرتا رہوں گا حتیٰ کہ درگزر ہی تیرا علاج ہوگا۔

حافظ سے مروی ہے۔ ثمامہ بن اشرس کہا کرتا تھا۔ جعفر بن یحییٰ برمکی اور مامون سے زیادہ بلیغ شخص کوئی نہیں دیکھا۔

حبشی اور مامون

سلفی طیوریات میں حفص مدائنی سے روایت کرتے ہیں۔ مامون کے پاس ایک حبشی کو پکڑ کر لائے جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور کہتا تھا میں موسیٰ بن عمران ہوں۔ مامون نے اسے کہا موسیٰ بن عمران تو ید بیضا کا معجزہ دکھلاتے تھے۔ تم بھی وہ معجزہ دکھلاؤ۔ اس نے کہا موسیٰ نے یہ معجزہ اس وقت دکھلایا تھا جب فرعون نے ربوبیت کا دعویٰ کیا تھا۔ تم بھی ذرا خدائی کا دعویٰ کرو۔ میں تمہیں ید بیضا دکھادوں گا۔

نقصان کا سبب

مامون کہا کرتا تھا اختلافِ جنگ اور نقصانِ عظیم کا سبب نوکروں کا ظلم ہی ہو، کرتا ہے۔

مصالح کی خاطر

ابن عساکر یحییٰ بن اکثم سے روایت کرتے ہیں۔ ایک دفعہ مامون نے فقہ کے متعلق بحث کرنے کے لیے ایک مجلس منعقد کی۔ علماء بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص جس نے اپنے کپڑے سمیٹے ہوئے تھے اور جوتی ہاتھ میں پکڑی ہوئی تھی، مجلس کی ایک طرف آ کھڑا ہوا اور کہا السلام علیکم۔ مامون نے اس کے سلام کا جواب دیا۔ اس نے کہا یہ مجلس کیسی ہے؟ کیا یہ اجتماع امت کے لیے قائم کی گئی ہے یا محض قہر اور غلبہ کے لیے۔ مامون نے کہا ان دونوں باتوں میں سے کسی کے لیے بھی قائم نہیں کی گئی بلکہ خلیفہ سابق نے ہم دونوں کو ولی عہد بنایا تھا اور جب میں اس طریقہ سے خلیفہ ہوا تو میں نے دیکھا کہ مشرق و مغرب کے مسلمانوں کی رضا کا محتاج ہوں وہ میری خلافت پر راضی ہو جائیں۔ لیکن میں نے سوچا اگر اس رضا کے حصول تک ترک خلافت کرتا ہوں تو فساد و اختلاف برپا ہوتا ہے اور مسلمانوں کے تمام مصالح معطل ہو جاتے ہیں اس لیے جب تک کہ مسلمان کسی پر اتفاق کریں۔ مسلمانوں کی حفاظت کے لیے میں نے اسے قبول کر لیا۔ اس شخص نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا اور پھر چلا گیا۔

کمالِ حافظہ

محمد بن منذر کندی کہتے ہیں۔ ایک دفعہ رشید حج کرنے کے بعد کوفہ میں گیا اور وہاں کے محدثین کو بلا بھیجا۔ سب حاضر ہو گئے مگر عبداللہ بن ادریس اور عیسیٰ بن یونس نہ آئے۔ رشید نے ان دونوں کے پاس امین اور مامون کو بھیجا۔ ابن ادریس نے ان دونوں کو سو احادیث سنائیں۔ مامون نے کہا کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ ان تمام حدیثوں کو میں زبانی سنا دوں؟ ابن ادریس نے کہا اچھا سناؤ۔ مامون نے وہ تمام حدیثیں از بر سنا دیں۔ ابن ادریس اس کی قوت حافظہ دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ بعض علماء کا قول ہے کہ فلسفہ یونانی کی بہت سی کتب جزیرۂ قبرص سے ملی تھیں۔

قسم آدم

مامون کہا کرتا تھا لوگوں کی عقول کو دیکھنے سے بڑھ کر اور کوئی فرحت بخش امر نہیں ہے۔ جب کوئی مشکل آ بنتی ہے تو اس کے ٹالنے کا حیلہ مشکل ہو جاتا ہے۔ اور جب کوئی شے ہاتھ سے نکل جاتی ہے تو اس کا لوٹنا مشکل ہو جاتا ہے۔ نیز اس کا قول ہے سب سے بہتر وہ مجلس ہوتی ہے جس میں لوگوں کی حالت پر غور کیا جائے۔ اور آدمی تین قسم کے ہوتے ہیں' ایک قسم تو بمنزلہ غذا کے ہوتے ہیں جن کی ہر وقت ضرورت رہتی ہے اور دوسری قسم کے لوگ بمنزلہ دوا کے ہوتے ہیں کہ ان کی ضرورت حالت مرض میں ہوتی ہے اور تیسری قسم کے لوگ بمنزلہ بیماری کے ہوتے ہیں جو ہر حال میں مکروہ ہیں۔

آپ سچے میں جھوٹا

ایک روز مامون نے کہا میں کسی کے جواب میں ایسا بند نہیں ہوا جیسا اہل کوفہ کے ایک شخص کے جواب سے میں عاجز ہو گیا جس کو انہوں نے میرے عامل (گورنر) کی شکایت کرنے کے لیے بھیجا تھا۔ میں نے کہا تم جھوٹے ہو۔ بیشک آپ سچ فرماتے ہیں اور میں جھوٹا ہوں۔ مگر اس کے عدل کے ساتھ ہمارے ہی اس شہر کو کیوں خاص کیا ہے۔ آپ اسے کسی اور شہر کا بھی حاکم بنائیں تاکہ ہماری طرح وہ بھی اس کے عدل و انصاف سے بہرہ ور ہوں۔ میں نے کہا جا خدا تیری حفاظت نہ کرے' میں نے اسے معزول کر دیا۔

ذیل میں مامون کے اشعار ہیں:

لِسَانِیْ کَتُوْمٌ لِاَسْرَارِکُمْ وَدَمْعِیْ نَمُوْمٌ لِسِرِّیْ مُذِیْعٌ

ترجمہ: میری زبان تمہارے رازوں کو چھپائے ہوئے ہے مگر میرے آنسو میرے راز کو ظاہر کر رہے ہیں۔

فَلَوْلَا دُمُوْعِیْ کَتَمْتُ الْهَوٰی وَلَوْ لَا الْهَوٰی لَمْ یَکُنْ لِیْ دُمُوْعٌ

ترجمہ: اگر یہ آنسو نہ ہوتے تو میں عشق کو چھپاتا اور اگر عشق نہ ہوتا تو میرے آنسو ہی نہ ہوتے۔

ذیل میں مامون نے شطرنج کی تعریف میں اشعار کہے:

اَرْض" مُرَبَّعَةٌ" حَمْرَاءُ مِنْ اَدَم مَا بَيْنَ الْفَيْنِ مَعْرُوْفَيْنِ بِالْكَرَم

ترجمہ: وہ ایک مربع زمین ہے جو سرخ رنگ کی اوھوڑی سے بنی ہوئی ہے اور دو نہایت ہی مہربان دوستوں کے درمیان بچھی ہوئی ہے۔

تَذَاكَرَا الْحَرْبَ فَاحْتَالَا لَهَا حِيَلاً مِنْ غَيْرِ اَنْ يَاثَمَا فِيْهَا بِسَفْكِ دَم

ترجمہ: جب وہ دونوں لڑائی کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کیلئے بہانے ڈھونڈتے ہیں لیکن خونریزی کر کے گنہگار نہیں ہوتے۔

هٰذَا يُغِيْرُ عَلٰى هٰذَا وَذَاكَ عَلٰى هٰذَا يُغِيْرُ وَعَيْنُ الْحَزْمِ لَمْ تَنَم

ترجمہ: یہ اس پر غارت کرتا ہے اور وہ اس پر مگر ہوشیاری اور احتیاط کی آنکھ بیدار ہوتی ہے۔ سوئی ہوئی نہیں ہوتی۔

فَانْظُرْ اِلٰى فَطِنٍ جَالَتْ بِمَعْرِفَةٍ فِيْ عَسْكَرَيْنِ بِلَا طَبْلٍ وَلَا عَلَمِ

ترجمہ: پس اس دانا کو دیکھو بغیر طبل (ڈھول) اور علم کے دولشکروں کو لڑا دیا۔

فضیلت نہ دینا

صولی محمد بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ احرم بن حمید مامون کے پاس آیا اور اس وقت وہاں معتصم بھی موجود تھا۔ مامون نے کہا میری اور میرے بھائی کی تعریف کرو۔ مگر کسی کو ایک دوسرے پر فضیلت نہ دینا۔ اس نے تھوڑی سی دیر سوچ کر یہ اشعار پڑھے:

رَأَيْتُ سَفِيْنَةً تَجْرِيْ بِبَحْرٍ اِلٰى بَحْرَيْنِ دُوْنَهُمَا الْبُحُوْر"

ترجمہ: میں نے ایک کشتی کو ایک سمندر میں تیرتے دیکھا اور وہ ایسے دو سمندروں کی طرف جا رہی تھی جن سے تمام سمندر کم ہیں۔

اِلٰى مَلِكَيْنِ ضَوْءُهُمَا جَمِيْعًا سَوَاء" حَارَ دُوْنَهُمَا الْبَصِيْرُ

ترجمہ: وہ ایسے دو بادشاہوں کی طرف جا رہی ہے جن کی روشنی برابر ہے اور جن کو دیکھ کر عقلمند حیران ہیں۔

كِلَا الْمَلِكَيْنِ يُشْبِهُ ذَاكَ هٰذَا وَذَا هٰذَا وَذَاكَ وَذَا اَمِيْرُ

ترجمہ: دونوں ایک دوسرے سے مشابہ ہیں۔ یہ اس کے اور وہ اس کے مشابہ ہے۔

فَاِنْ يَكُ ذَاكَ ذَا وَذَاكَ هٰذَا فَلِيْ فِيْ ذَا وَذَاكَ مَعَاسُرُوْرُ

ترجمہ: اور اگر یہ دہ اور وہ یہ ہو جائے تو کوئی ڈر نہیں کیونکہ مجھے ان دونوں سے خوشی ہے۔

رَوَاقُ الْمَجْدِ مَمْدُوْدٌ عَلٰی ذَا   وَهٰذَا وَجْهُهٗ بَدْرٌ مُنِيْرٌ

ترجمہ: ان سے ایک پرتو بزرگی کے سر پردہ لٹکے ہوئے ہے اور دوسرے کا چہ چاند منیر کی طرح ہے۔

روایت حدیث از مامون

بیہقی روایت کرتے ہیں۔ میں نے عرفہ کے دن رصافہ کے مقام میں مامون کے پیچھے نماز پڑھی۔ جب مامون نے سلام پھیرا تو لوگوں نے تکبیر کہی۔ مامون نے کہا' چپ رہو' چپ رہو۔ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی سنت مبارک کل ہوگی۔ جب عید الضحیٰ کا دن ہوا تو میں بھی نماز پڑھنے کے لیے گیا۔ مامون نے منبر پر چڑھ کر پہلے خدا کی حمد وثنا کی اور پھر اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا۔ (اللہ بہت بڑا ہے اور تمام تعریف کثرت کے ساتھ اللہ کیلئے ہی ہے اور اللہ تعالیٰ پاک ہے۔ صبح کے وقت سے۔ عصر و مغرب کے درمیانی وقت سے) ابو بردہ بن دینار سے مروی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے قربانی نماز سے پہلے کر لی' وہ ایسے ہے جیسے اس نے اپنے استعمال کے لیے گوشت بنالیا اور جس نے عید کی نماز ادا کر لینے کے بعد قربانی کی تو اس نے سنت کے مطابق عمل کیا۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا الٰہی مجھے صلاحیت عطا فرما اور مجھ سے طلب صلاحیت ہو اور مجھے صلاحیت پہنچا۔ حاکم کہتے ہیں۔ اس حدیث کو ہم نے احمد کے علاوہ اور کسی سے نہیں لکھا اور ہمارے نزدیک وہ ثقہ ہیں۔ میرے دل میں اس حدیث سے متعلق کھٹکا لگا رہا' حتیٰ کہ میں نے دار قطنی سے دریافت کیا۔ انہوں نے کہا یہ روایت ہمارے نزدیک صحیح ہے اور جعفر سے مروی ہے۔ میں نے کہا شیخ ابو احمد کا کوئی اور بھی معاون ہے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ چنانچہ مجھ سے وزیر ابوالفضل جعفر بن فرات نے اور انہوں نے ابوالحسین محمد بن عبدالرحمٰن رودباری سے اور انہوں نے محمد بن عبدالملک تاریخی سے روایت کی ہے اور یہ سب کے سب ثقہ ہیں اور عبدالملک جعفر طیالسی سے اور وہ یحیٰی بن معین سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے مامون کو خطبے میں کہتے ہوئے سنا تھا۔ پھر اس نے یہی حدیث بیان کی۔

علم حدیث اور مامون

یحییٰ بن معین سے صولی نے روایت کی ہے۔ مامون نے ایک دفعہ جمعہ کے روز اور وہی عرفہ کا بھی دن تھا' خطبہ پڑھا۔ جب نماز جمعہ پڑھا کر اس نے سلام پھیرا تو لوگوں نے تکبیر کہی۔ مامون نے مقصورہ کی لکڑی کو پکڑ کر باہر کی طرف دیکھا اور کہا کہ شور کیوں مچاتے ہو؟ مجھ سے ہشیم نے بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمی جمرہ عقبہ تک تلبیہ کہا کرتے تھے اور دوسرے روز انقضائے تلبیہ کے بعد ظہر کے وقت سے تکبیر کہا کرتے تھے۔

صولی بروایت احمد بن ابراہیم موصلی روایت کرتے ہیں۔ ہم مامون کے پاس بیٹھے تھے ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا اے امیر! رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ خلقت خدا کے عیال ہیں۔ بندگان خدا سے محبوب ترین وہ ہیں جو اس کو بہت نفع پہنچاتے ہیں۔ یہ سن کر مامون نے بلند آواز سے کہا چپ رہو۔ حدیث کا عالم میں تم سے زیادہ ہوں۔ مجھ سے یوسف بن عطیہ نے بروایت ثابت انس بن مالک بیان کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' خلقت خدا کے عیال ہیں۔ پس خدا تعالیٰ کے بندوں میں سے محبوب ترین شخص وہ ہوگا جو اس کے عیال کو سب سے زیادہ نفع پہنچائے۔

(رواہ ابن عساکر بتلک الطریق ورواہ ابویعلیٰ فی مسندہ عن یوسف بن عطیہ)

صولی عبدالجبار بن عبداللہ بیان کرتے ہیں۔ ایک دفعہ مامون نے خطبہ میں حیا کا ذکر کیا اور اس کی بہت تعریف کی اور پھر کہا ہم سے ابوبکر وعمران بن حصین سے ہشیم نے روایت بیان کی ہے رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا' حیاء ایمان کی علامت ہے اور مومن جنت میں داخل ہوگا اور فحش و بیہودہ بکنا جفا ہے اور جفا کرنے والا دوزخ میں داخل ہوگا۔ (رواہ ابن عساکر بروایت یحییٰ بن اکثم مامون۔)

حلاوت نہیں دیکھی

حاکم قاضی یحییٰ بن اکثم سے بیان کرتے ہیں۔ ایک دن مجھے مامون نے کہا میرا جی چاہتا ہے کہ حدیث بیان کروں۔ میں نے کہا آپ سے بڑھ کر اس امر کے کون موزوں ہو سکتا

ہے؟ مامون نے منبر رکھوایا اور سب سے پہلے یہ حدیث بیان کی۔ کہا ہم سے ہشیم نے حدیث بیان کی اور یہ حدیث ابو ہریرہ سے آئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ میں شعراء کا علم بردار امراء القیس ہوگا۔ اسی طرح تیس حدیثیں اور بیان کر کے منبر سے اتر آیا اور مجھ سے کہا اے یحییٰ تمہیں ہماری اس مجلس کا رنگ کیسے لگا؟ میں نے کہا اے امیر! یہ اعلیٰ درجے کی مجلس تھی۔ اس سے خواص وعوام نے فائدہ اٹھایا۔ مامون نے کہا تیری جان کی قسم میں نے لوگوں میں حلاوت نہیں دیکھی۔ یہ مجلس تو قلم دوات لیے ہوئے اور پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے لوگوں کے لیے موزوں ہے۔

احساسِ نیکی

خطیب ابراہیم بن سعید جوہری سے بیان کرتے ہیں۔ جب مامون نے مصر کو فتح کیا تو ایک شخص نے کہا خدا کا شکر ہے۔ اس نے آپ کے ہاتھ سے آپ کے دشمن کی سرکوبی کرائی اور عراقین اور شام ومصر کو آپ کا مطیع فرمان کیا اور آپ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کی اولاد میں سے ہیں۔ مامون نے کہا یہ سب تو کچھ ٹھیک ہے۔ مگر ایک خصلت باقی رہ گئی ہے اور وہ یہ کہ میں ایک مجلس میں بیٹھا ہوں اور یحییٰ لکھ رہے ہوں اور مجھ سے پوچھیں خدا آپ سے راضی ہو۔ آپ نے کس صحابی کا نام لیا۔ پس میں کہوں کہ مجھ سے حماد نے حدیث بیان کی ہے کہ حماد بن سلم اور حماد بن یزید نے ثابت بنانی سے روایت کی ہے اور وہ انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں۔ رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس شخص نے دو یا تین بیٹیوں کو دو یا تین بہنوں کی پرورش کی، حتیٰ کہ وہ مر گئیں یا یہ شخص ان کے سامنے مر گیا، تو وہ شخص جنت میں ہمارے ساتھ ایسا ہوگا جیسے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی آپس میں ملی ہوئی ہیں۔

ولادت مامون وانتقال حماد

خطیب لکھتے ہیں کہ یہ روایت غلط فاحش ہے۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے مامون نے کسی اور شخص سے روایت کی ہو اور اس نے حماد بن سلمہ سے روایت کی ہو کیونکہ مامون 170 ہجری میں پیدا ہوا ہے اور حماد بن سلمہ 167 ہجری میں فوت ہو گیا تھا۔ یعنی مامون سے تین برس قبل اور حماد بن زید نے 179 ہجری میں انتقال کیا ہے۔

اک صاحب حدیث اور مامون

حاکم محمد بن سہل بن عسکر روایت کرتے ہیں۔ایک دن مامون اذان دینے کے لیے کھڑا ہوا اور ہم اس کے سامنے کھڑے تھے۔ایک مسافر آدمی دوات لیے آیا اور کہا امیر المومنین! میں صاحب حدیث ہوں اور زادِ راہ نہ ہونے کی وجہ سے اپنے رفقاء سے پیچھے رہ گیا ہوں۔مامون نے کہا اچھا فلاں باب کی تمہیں کتنی حدیثیں یاد ہیں؟ وہ شخص خاموش رہا اور کچھ بیان نہ کیا۔مامون نے حدیثیں بیان کرنا شروع کیں اور کہا مجھ سے ہشیم نے حدیث بیان کی۔حجاج نے حدیث بیان کی۔یہاں تک کہ اس باب کی سب حدیثیں بیان کر دیں۔پھر اس شخص سے پوچھا اچھا اس باب کی حدیثیں بیان کرو۔وہ شخص پھر خاموش رہا تو مامون نے اپنے ہمراہیوں کی طرف دیکھ کر کہا لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟ اگر کوئی تین حدیثیں پڑھ لیتا ہے تو سمجھ لیتا ہے میں محدث بن گیا ہوں اُسے تین درہم دیدو۔

سید القوم خادمھم

ابن عساکر علی بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں۔یحییٰ بن اکثم نے بیان کیا۔میں ایک رات مامون کے ہاں سویا۔رات کو مجھے پیاس لگی تو میں کروٹیں بدلنے لگا۔مامون نے کہا یحییٰ کیا بات ہے؟ میں نے کہا مجھے پیاس لگی ہے تو یہ سن کر جھٹ اپنے بستر سے اٹھ کر پانی کا کوزہ لے آیا۔میں نے کہا آپ نے کسی نوکر یا غلام کو بلا لیا ہوتا۔خود کیوں تکلیف کی۔مامون کہنے لگا میں نے یہ حدیث مبارک عقبہ بن عامر سے سنی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''قوم کا سرداران کا خادم ہوتا ہے۔''

خطیب نے اسی حدیث کو سلیمان بن فضل یحییٰ بن اکثم سے روایت کیا ہے اور اس میں اس طرح مذکور ہے۔مامون نے کہا مجھ سے رشید نے حدیث بیان کی منصور نے اپنے باپ سے روایت کی ہے اور یہ روایت عکرمہ‘ ابن عباس اور جریر بن عبداللہ سے آئی ہے۔رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ''قوم کا سرداران کا خادم ہوا کرتا ہے۔''

قوم کا سردار

ابن عساکر بسندہ محمد بن قدامہ بن اسمٰعیل سے روایت کرتے ہیں کہ ہم سے ابوحذیفہ

بخاری نے حدیث بیان کی کہ میں نے امیر المومنین سے سنا۔ وہ بسند ابن عباس سے بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا قوم کا مولیٰ اوران کا سرداران سے ہی ہوا کرتا ہے۔ محمد بن قدامہ کہتے ہیں مامون کو بھی اس بات کی خبر ہوئی کہ ابوحذیفہ نے یہ حدیث اس سے روایت کی ہے۔ اس نے اسے دس ہزار درہم انعام دیا۔

دورِ مامون میں عباسی

مامون کے عہد خلافت میں عباسیوں کی مردم شماری ہوئی تو ان کی تعداد 33 ہزار نکلی اور یہ واقعہ 200 ہجری کا ہے۔

مامون کے عہد میں علمائے ذیل نے انتقال کیا:

سفیان عینیہ' امام شافعی' عبدالرحمٰن بن مہدی' یحییٰ بن سعید قطان' یونس بن بکیر راوی مغازی' ابومطیع بلخی صاحب ابوحنیفہ' معروف کرخی زاہد' اسحاق بن بشیر مصنف کتاب المبتداء' اسحاق بن فرات قاضی مصر جو امام مالک کے جلیل القدر شاگردوں سے تھا' ابوعمرو شیبانی لغوی' اشہب صاحب امام مالک' حسن بن زیاد لولوی صاحب ابوحنیفہ' حماد بن اسامہ حافظ' روح بن عبادہ' زید بن حباب' ابوداؤد طیالسی' غازی بن قیس صاحب امام مالک' ابوسلیمان دارانی زاہد مشہور' علی رضا بن موسیٰ کاظم' فراء امام العربیہ' قتیبہ بن مہران صاحب امالہ' قطرب نحوی' واقدی' ابوعبیدہ معمر' ابن مثنیٰ' نضر بن شمیل' سیدہ نفیسہ' ہشام جو کوفہ کے نحویوں سے تھا' یزیدی' یزید بن ہارون' یعقوب بن اسحاق' حضرمی قاری بصرہ' عبدالرزاق' ابوالعتاہیہ شاعر' اسد السنتہ' ابوعاصم نبیل' فریابی' عبدالملک بن ماجشون' عبداللہ بن حکم' ابوزید انصاری صاحب العربیہ' اصمعی وغیرہم رحمہم اللہ علیہم اجمعین۔

معتصم باللہ ابواسحاق محمد بن رشید

یہ 180 ہجری میں پیدا ہوا۔ ذہبی نے ایسا ہی تحریر کیا ہے۔ مگر صولی کہتے ہیں۔ یہ شعبان 178 ہجری میں پیدا ہوا۔ اس کی والدہ ام ولد تھی۔ کوفہ کی رہنے والی تھی اوراس کا نام ماردہ تھا۔ رشید کے ہاں اس کی بڑی وقعت تھی۔ اس نے اپنے بھائی مامون اوراپنے والد سے روایات حدیث کی ہیں اوراس سے اسحاق موصلی' میمون بن اسمٰعیل وغیرہم روایت کرتے ہیں۔ معتصم

نہایت شجاع اور صاحب قوت و ہمت شخص تھا۔ لیکن علم سے خالی تھا۔

مفرورِ مکتب

صولی محمد بن سعید سے اور وہ ابراہیم بن ہاشمی سے روایت کرتے ہیں۔ معتصم کے ساتھ مکتب میں ایک غلام بھی پڑھا کرتا تھا۔ قضا سے وہ مر گیا۔ رشید نے کہا اے محمد تیرا غلام تو مر گیا۔ کہنے لگا ہاں قبلہ مر گیا ہے اور مکتب کی بلا سے بھی چھوٹ گیا ہے۔ رشید نے کہا تم مکتب سے اس قدر تنگ ہو' اچھا بتاؤ' اسے چھوڑ دو اور جاؤ اور پھر کہنے لگا کہ اسے پڑھنے پر مجبور نہ کرو۔ کہتے ہیں معتصم لکھ سکتا تھا اور تھوڑا بہت پڑھ بھی سکتا تھا۔

ذہبی کہتے ہیں۔ معتصم اگر علماء کو خلق قرآن سے نہ آزماتا تو وہ سب سے بڑھ کر باہیت اور صاحب وقار خلیفہ شمار ہوتا۔

معتصم اور "۸"

نفطو یہ اور صولی لکھتے ہیں۔ معتصم کے بہت سے مناقب ہیں۔ اسے مثمن بھی کہا کرتے تھے کیونکہ یہ بنی عباس سے آٹھواں خلیفہ تھا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی آٹھویں پشت سے تھا۔ رشید کی اولاد سے آٹھویں درجہ پر تھا۔ 218 ہجری میں تخت پر بیٹھا اور آٹھ سال آٹھ ماہ اور آٹھ دن تک حکومت کی۔ 178 ہجری میں پیدا ہوا' اڑتالیس سال زندہ رہا۔ طالع اس کا عقرب تھا جو آٹھواں برج ہے۔ آٹھ فتوحات کیں اور آٹھ دشمنوں کو قتل کیا اور آٹھ بچے چھوڑے۔ ماہ ربیع الاول کے آٹھ دن باقی تھے کہ فوت ہو گیا۔ اس کی بہت سی خوبیاں اور کلمات فصیحہ ہیں۔ معمولی درجے کے شعر بھی ہیں۔ ایک اور بات کہ جب اسے غصہ آتا تھا تو پھر نہیں دیکھتا تھا کہ کس کو قتل کیا ہے۔

قوتِ برداشت

ابن ابی داؤد کہتے ہیں۔ معتصم اپنی کلائی کو برہنہ کر کے مجھے کہا کرتا تھا' اے ابو عبداللہ اپنی ساری قوت مجتمع کر کے اسے کاٹو۔ میں اس خیال سے کہ تکلیف نہ ہو مگر وہ کہتا تھا مجھے اس سے نقصان نہیں ہوتا۔ تم کاٹو۔ جب میں کاٹتا تو واقعی اس کے گوشت میں بالکل اثر نہ ہوتا اور نہ اسے کوئی تکلیف ہوتی۔

نفطو یہ کہتے ہیں۔ معتصم بڑا ہی قوی شخص تھا۔ اکثر آدمی کے پہنچے کی ہڈی کو وہ انگلیوں سے دبا کر توڑ ڈالتا تھا۔

بعض علماء لکھتے ہیں۔ معتصم نے سب سے پہلے ترکوں کو کچہری میں نوکر رکھا۔ بادشاہانِ عجم سے بہت ملتا جلتا تھا اور ان کی طرح چلتا تھا۔ اس کے صرف ترک غلام ہی دس ہزار سے زیادہ تھے۔

ابن یونس کہتے ہیں کہ دعبل نے معتصم کی توہین میں اشعار لکھے' مگر پھر ڈر کے مارے مصر بھاگ گیا اور وہاں سے اندلس میں جا پہنچا۔ وہ اشعار ذیل میں ہیں:

مُلُوْکَ بَنِی الْعَبَّاسِ فِی الْکُتُبِ سَبْعَةٌ" وَلَمْ یَاْتِنَا فِیْ ثَامِنٍ مِنْهُمُ الْکُتُبُ

ترجمہ: اصل میں عباسیوں کے بادشاہ سات ہی ہوئے ہیں اور آٹھویں کا کتابوں میں نام ونشان بھی نہیں ملتا۔

کَذٰلِکَ اَهْلُ الْکَهْفِ فِی الْکَهْفِ سَبْعَةٌ غَدَاةَ ثُوَوا فِیْهَا وَثَامِنُهُمْ کَلْبٌ

ترجمہ: اسی طرح اصحاب کہف بھی سات ہیں اور آٹھواں ان کا کتا ہی ہے۔

وَاِنِّیْ لَاَزْهٰی کَلْبُهُمْ عَنْکَ رَغْبَةً لِاَنَّکَ ذُوْذَنْبٍ وَلَیْسَ لَهٗ ذَنْبٌ

ترجمہ: اور میں تو اصحابِ کہف کے کتے کا مرتبہ تم سے بڑا جانتا ہوں کیونکہ تم تو گناہ کرتے رہتے ہو اور وہ بے چارہ بے گناہ ہے۔

لَقَدْ ضَاعَ اَمْرُ النَّاسِ حَیْثُ یَسُوْسُهُمْ وَصَیْفٌ" وَاَشْنَاس" وَقَدْ عَظُمَ الْخَطْبُ

ترجمہ: جہاں وصیف اور اشناس لوگوں پر حکمرانی کریں وہاں تباہی ہی آئے گی۔

وَاِنِّیْ لَاَرْجُوْ اَنْ تَرٰی مِنْ مُغِیْبِهَا مَطَالِعُ شَمْسٍ قَدْ یَغُصُّ بِهَا الشُّرْبُ

ترجمہ: ان حالات کو دیکھ کر میں امید کرتا ہوں کہ عنقریب ہی سورج مغرب سے طلوع کرے گا اور سب اکل وشرب مکدر ہو جائیں گے۔

وَهَمُّکَ تُرْکِیٌّ عَلَیْهِ مَهَابَةٌ فَانت لـه ام وانت لـه اب

ترجمہ: تیرا قصد ایک ترکی ہے' تو ہی اس کی ماں ہے اور تو ہی اس کا باپ ہے۔

مسئلہ خلق قرآن اور معتصم

معتصم ماہ رجب 218 ہجری میں تخت خلافت پر بیٹھا تو مامون کے قدم بقدم چلا۔ تمام

عمر لوگوں کا مسئلہ خلق قرآن میں امتحان لیتے ہی گزار دی اور تمام معلموں کو حکم دیدیا کہ بچوں کو اس مسئلہ کی تعلیم دیا کریں۔ لوگوں نے اس مسئلہ میں اس کی وجہ سے بہت تکلیفیں اٹھائیں اور بہت سے علماء قتل کیے گئے۔ 220 ہجری میں امام احمد بن حنبل کو ستایا اور مارا اور اسی سال بغداد کو چھوڑ کر سرمن رائے کو دارالخلافہ مقرر کیا اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ اس نے ترکوں کو جمع کرنا شروع کیا تھا اور سمرقند' فرغانہ کے گرد ونواح میں آدمی بھیج کر بہت سے ترکوں کو خرید منگوایا تھا اور انہیں طرح طرح کے سنہرے کپڑے اور ریشمی کمربند پہنائے تھے۔ یہ غلام بغداد میں گھوما کرتے تھے اور لوگوں کو سخت تکلیف پہنچایا کرتے تھے۔ لوگوں نے تنگ آ کر معتصم سے کہا اگر اپنے اس لشکر کو باہر نہیں نکالو گے تو ہم تم سے ٹکرا جائیں گے۔ معتصم نے کہا تم مجھ سے کیسے جنگ کرو گے؟ انہوں نے کہا جادو کے تیروں سے۔ کہنے لگا ان کے مقابلے میں مجھ میں طاقت نہیں اور اس لیے بغداد کو چھوڑ کر سرمن رائے کو دارالخلافہ بنایا۔

منحوس طالع

223 ہجری میں معتصم نے روم پر فوج کشی کی اور ان کو ایسی تکلیفیں دیں جن کی مثال نہیں ملتی۔ ان کی جمعیت کو پریشان کیا اور ان کے ملک کو تباہ کر دیا اور عموریہ کو بزور شمشیر فتح کیا اور وہاں تیس ہزار آدمیوں کو تہ تیغ کیا اور اسی قدر گرفتار کرلایا۔ جب معتصم اس جنگ کے لیے روانہ ہوا تھا تو نجومیوں نے کہا تھا کہ یہ طالع منحوس ہے' اس میں شکست ہوگی' مگر وہاں اسے فتح و نصرت نصیب ہوئی اور فتح بھی ایسی جو مشہور ہے۔ ابوتمام شاعر اپنے ایک قصیدہ میں اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے:

اَلسَّيْفُ اَصْدَقُ اَنْبَاءً مِنَ الْكُتُبِ فِیْ حَدِّهٖ الْحَدُّ بَيْنَ الْجَدِّ وَاللَّعِبِ

ترجمہ: تلوار کتابوں سے زیادہ سچی خبر دینے والی ہے۔ اس کی تیزی ہنسی اور حقیقی بات میں فرق کر دیتی ہے۔

وَالْعِلْمُ فِیْ شُهُبِ الْاَرْمَاحِ لَامِعَةً بَيْنَ الْخَمِيْسَيْنِ لَا فِی السَّبْعَةِ الشُّهُبِ

ترجمہ: علم نیزوں کے ستاروں یعنی لوگوں میں چمک رہا ہے۔ وہ بھی سبعہ سیارہ میں نہیں بلکہ لشکر میں۔

اَيْنَ الرِّوَايَةُ اَمْ اَيْنَ النُّجُوْمُ وَمَا صَاغُوْهُ مِنْ زُخْرُفٍ فِيْهَا وَمِنْ كَذِبِ

ترجمہ: وہ روایت کہاں گئی اور ستارے کہاں گئے اور فضول بکواس جو انہوں نے گھڑی تھی' اسے کیا ہوا؟

تَخَرُّصًا وَاَحَادِیْثًا مُلَفَّقَةً لَیْسَتْ بِعَجَمٍ اِذَا عُدَّتْ وَلاَ عَرَبِ

ترجمہ: اور وہ انکل پچو کی باتیں کہاں گئیں جو نہ عجم میں شمار ہوتی ہیں اور نہ عرب میں۔

معتصم کی وفات

معتصم بروز جمعرات 19 ربیع الاول 227 ہجری میں فوت ہوا۔ اس وقت وہ قرب و جوار کے دشمنوں پر تاخت وتاراج کر رہا تھا۔ کہتے ہیں مرض الموت میں اس نے یہ آیت پڑھی حَتّٰی اِذَا فَرِحُوْا بِمَاۤ اُوْتُوْۤا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ (پ 7 سورۃ الانعام آیت 44) ترجمہ: یہاں تک کہ جب خوش ہوئے اس پر جو انہیں ملا تو ہم نے اچانک انہیں پکڑ لیا۔ اب وہ آس ٹوٹے رہ گئے۔ (ترجمہ و حوالہ از تفسیر کنز الایمان' صاحبزادہ محمد مبشر سیالوی) نزع کے وقت کہتا تھا اب تمام حیلے جاتے رہے۔ کوئی حیلہ باقی نہیں رہا۔ بعض کہتے ہیں حالت نزع میں کہتا تھا' مجھے ان لوگوں سے نکال لے چلو اور بعض کہتے ہیں کہتا تھا' اے اللہ تو خوب جانتا ہے میں اپنی طرف سے ڈرتا ہوں (میں نے گناہ کیے ہیں) اور تیری طرف سے مجھے کوئی خوف نہیں (کہ بغیر گناہ کے مواخذہ کرے گا اور مجھے اپنی طرف سے امید نہیں (کیونکہ میں گناہوں سے آلودہ ہوں۔)

ذیل میں معتصم کے دو شعر ہیں:

قَرِّبِ النَّحَامَ وَاعْجَلْ یَا غُلاَمْ وَاَطْرَحِ السَّرْجَ عَلَیْهِ وَاللِّجَامْ

ترجمہ: اے لڑکے گھوڑے کے قریب کر اور جلدی سے اس پر زین کس اور لگام دے۔

اَعْلِمِ الْاَتْرَاکَ اِنِّیْ خَائِضٌ لُجَّةَ الْمَوْتِ فَمَنْ شَاءَ اَقَامْ

ترجمہ: اور ترکوں کو بتلا دے کہ میں اب موت کی موج میں گھس رہا ہوں۔ اب جو چاہے میرے پیچھے قائم ہو۔

بنی امیہ بادشاہ

معتصم کا ارادہ تھا کہ مغرب اقصیٰ یعنی اندلس کو بھی جو اب تک امویوں کے قبضہ میں چلا

آ تا تھا' اپنے قبضہ تصرف میں لائے' چنانچہ صولی احمد بن خضیب سے روایت کرتے ہیں۔ مجھے معتصم نے کہا جب تک بنی امیہ بادشاہ رہے' تب تک ہمیں سلطنت نصیب نہ ہوسکی اور جب ہم بادشاہ ہو گئے' تب ہی ان کی سلطنت زائل ہوئی۔ پھر اس نے جنگ کی تیاری کا حکم دیا مگر موت نے مہلت نہ دی اور بیمار ہو کر مر گیا۔

دروازے پر

مغیرہ بن محمد کہا کرتے تھے جتنے بادشاہ معتصم کے دروازے پر جمع ہوئے' کسی بادشاہ کے وقت میں جمع نہ ہوئے تھے۔ نہ معتصم جیسی کسی نے فتوحات حاصل کیں۔ اس نے بادشاہان آذربائیجان' طبرستان' اصیسان' اشیاصح' فرغانہ' طخارستان' صفد اور کابل کے بادشاہ کو قید کر لیا۔ صولی ہی بیان کرتے ہیں معتصم کی انگوٹھی پر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ کندہ تھا۔

بدشگون

صولی لکھتے ہیں۔ محمد بن یزید نے بیان کیا۔ جب میدان میں معتصم کا محل بن چکا تو وہ اس میں جا کر بیٹھا۔ لوگ سلام کے لیے حاضر ہوئے۔ اسحاق موصلی نے اس موقع پر ایک قصیدہ سنایا کہ اس جیسا عجیب قصیدہ آج تک کسی نے نہیں سنا۔ مگر اس کو اس شعر سے شروع کیا تھا:

یَـادَارُ غَیَّـرَکِ الْبَلَاءُ وَ مَحَاکِ ۔۔۔ یَـا لَیْـتَ شِعْرِیْ بِالَّذِیْ اَبْلَاکِ

ترجمہ: اے گھر تجھے بلا نے متغیر کر دیا اور مٹا دیا۔ کاش مجھے وہ بات معلوم ہو جائے جس نے تجھے بوسیدہ کر دیا۔

معتصم نے اس شعر سے بدفالی لی اور لوگوں نے بھی اور انہوں نے آپس میں اشارے و کنائے کیے اور تعجب کیا۔ اسحاق جیسے عالم' تجربہ کار اور بادشاہوں کی صحبت میں رہنے والے نے ایسی فاش غلطی کیوں کی؟ آخر معتصم نے اس قصر کو منہدم کروا دیا۔

مقولاتِ معتصم

ابراہیم بن عباس کہتے ہیں۔ معتصم کلام کرتا تو تمام بلاغت ختم کر دیتا تھا۔ اسی کے وقت میں باورچی خانہ کے خرچ میں اس قدر ترقی ہوئی کہ ہزار دینار روزانہ خرچ ہونے لگا۔

سبب بطلان رائے

ابوعیناء کہتے ہیں۔ معتصم کہا کرتا تھا' جب عشق غلب کرتا ہے تو رائے باطل ہو جاتی ہے۔
اسحاق کہتے ہیں۔ معتصم کہا کرتا تھا کہ جو اپنے مال کے ساتھ طالب حق ہوا اس نے حق کو ضرور پالیا۔

غلام عجیب

محمد بن عمر رومی کہتے ہیں۔ معتصم کا ایک غلام تھا' جسے عجیب کہتے تھے۔ لوگوں نے اس جیسا حسین کبھی نہیں دیکھا تھا۔ معتصم اس پر فریفتہ تھا۔ اس کی صفت میں چند اشعار بنائے اور مجھے بلا کر کہا' تم جانتے ہو میں اپنے بھائیوں میں سے کھیل کود کی طرف مائل ہونے کے وجہ سے پڑھا لکھا نہیں ہوں۔ میں نے یہ شعر بنائے ہیں۔ اگر اچھے ہوں تو بہتر ورنہ میں انہیں پوشیدہ رکھوں' پھر یہ اشعار پڑھے:

لَقَدْ رَاَیْتُ عَجِیْبًا یَحْکِی الْغِزَالَ الرَّبِیْبَا

ترجمہ: میں عجیب کو دیکھتا ہوں کہ وہ ایک پروردہ ہرن کی طرح ہے۔

اَلْوَجْهُ مِنْهُ کَبَدْرٍ وَالْقَدُّ یَحْکِی الْقَضِیْبَا

ترجمہ: اس کا چہرہ چاند جیسا ہے اور قد ٹہنی کے مشابہ ہے۔

وَاِنْ تَنَاوَلَ سَیْفًا رَاَیْتُ لَیْثًا حَرِبْیًا

ترجمہ: اگر وہ تلوار کو ہاتھ میں لیتا ہے تو میں اسے جنگجو شیر دیکھتا ہوں

وَاِنْ رَمٰی بِسِهَامٍ کَانَ الْمَجِیْدَ الْمُصِیْبَا

ترجمہ: اور اگر تیر چلاتا ہے تو نشانے پر جا کر لگتا ہے۔

طَبِیْبُ مَا بِیْ مِنَ الْحُبِّ فَلَا عَدِمْتُ الطَّبِیْبَا

ترجمہ: محبت کے باعث جو مجھے بیماری ہے وہ اس کا طبیب ہے۔ خدا کرے یہ طبیب کبھی معدوم نہ ہو۔

اِنِّیْ هَوَیْتُ عَجِیْبًا هَوٰی اَرَاهُ مُجِیْبًا

ترجمہ: میں عجیب سے نہایت محبت کرتا ہوں اور وہ بھی میرا کہا مانتا ہے۔

میں نے اشعار سن کر تخت خلافت کی قسم کھا کر کہا یہ ان خلفاء کے اشعار سے جو شاعر نہیں'

ہزار درجہ بہتر ہیں۔ وہ یہ بات سن کر بہت خوش ہوا اور مجھے پچھتر ہزار درہم انعام دیئے۔

بے خوفی

صولی لکھتے ہیں۔ عبدالواحد بن عباس ریاشی نے ہم سے بیان کیا کہ بادشاہِ روم نے معتصم کو تہدی (یعنی دھمکی آمیز) ایک خط لکھا' جب وہ خط پڑھ کر سنایا گیا تو معتصم نے منشی سے کہا کہ لکھو:

''بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. اَمَّا بَعْدُ! میں نے تیرا خط پڑھا اور تیرا خطاب سنا' اس کا جواب تو اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گا۔ سننے کی حاجت نہ ہوگی۔ کفار کو عنقریب ہی معلوم ہو جائے گا اچھی عاقبت کسے نصیب ہوتی ہے۔

آرائے شعراء اور معتصم

صولی فضل بن یزید سے روایت کرتے ہیں۔ ایک دفعہ معتصم کے دروازے پر جو شعراء تھے' ان کو کہلا بھیجا کہ تم سے کون ہے؟ جو ہماری تعریف میں ایسے اچھے اشعار کہے جیسے منصور نمری نے رشید کی تعریف میں کہے تھے۔ وہ اشعار یہ ہیں:

اِنَّ الْمَكَارِمَ وَالْمَعْرُوْفَ اَوْدِيَةٌ   اَحَلَّكَ اللهُ مِنْهَا حَيْثُ تَجْتَمِعُ

ترجمہ: بزرگیاں اور احسان دریا ہیں۔ خدا آپ کو وہاں نازل کرے جہاں وہ ملتے ہیں۔

مَنْ لَّمْ يَكُنْ بِاَمِيْنِ اللهِ مُعْتَصِمًا   فَلَيْسَ بِالصَّلٰوةِ الْخَمْسِ يَنْتَفِعُ

ترجمہ: جو شخص امین اللہ کو مضبوط نہ پکڑے' اسے پنجگانہ نماز پڑھنے کوئی فائدہ نہیں۔

اِنْ اخلف الْقَطْرُ لَمْ تَخْلُفْ فَوَاضِلُهٗ   اَوْضَاقَ اَمْرٌ ذَكَرْنَاهُ فَيَتَّسِعُ

ترجمہ: اگر بارش منقطع ہو جائے تو ہو جائے مگر اس کے انعامات منقطع نہیں ہوتے اور تنگی آ جائے اور ہم اسے یاد کریں تو وہ (تنگی) دور ہو جاتی ہے۔

ان اشعار کے سننے پر وہیب نے معتصم کے بھیجے ہوئے سے کہلا بھیجا۔ ہم میں ایسے بھی شعراء ہیں جو ان اشعار سے بہتر اشعار کہہ سکتے ہیں۔ پھر یہ اشعار پڑھے:

ثَلَاثَةٌ تَشْرُقُ الدُّنْيَا بِبَهْجَتِهَا   شَمْسُ الضُّحٰى وَاَبُوْ اِسْحٰقَ وَالْقَمَرُ

ترجمہ: تین چیزیں ایسی ہیں جن کی خوبی سے دنیا روشن ہے۔ ایک شمس الضحیٰ' دوسرا ابواسحاق' تیسرا چاند۔

تَحْكِي أَفَاعِيلُهُ فِي كُلِّ نَائِبَةٍ ۔۔۔ اَللَّيْثُ وَالْغَيْثُ وَالصَّمْصَامَةُ الذَّكَرُ

ترجمہ: اس کے تمام کام ہر مصیبت کے وقت ببر شیر، بادل اور تلوار کے مشابہ ہوتے ہیں۔

جب معتصم فوت ہوا تو اس کے وزیر محمد بن عبدالملک نے غزاء وہنا کا جامع مرثیہ لکھا:

قَدْ قُلْتُ إِذْ غَيَّبُوكَ وَاصْطَفَقَتْ ۔۔۔ عَلَيْكَ أَيْدٍ بِالتُّرْبِ وَالطِّينِ

ترجمہ: جب لوگوں نے تجھے زمین کے نیچے دفن کر دیا اور ہاتھوں سے تم پر مٹی ڈال دی تو میں نے کہا۔

اِذْهَبْ فَنِعْمَ الْحَفِيظُ كُنْتَ عَلَى الدُّنْيَا ۔۔۔ وَنِعْمَ الظَّهِيرُ لِلدِّينِ

ترجمہ: جا تو دنیا میں نہایت مہربان اور نگہبان تھا اور دین کا حامی اور مددگار تھا۔

مَا يَجْبُرُ اللهُ أُمَّةً فَقَدَتْ ۔۔۔ مِثْلَكَ إِلَّا بِمِثْلِ هَارُوْنِ

ترجمہ: جس امت سے تیرے جیسا شخص مفقود ہو گیا، اس کی تلافی ہارون جیسے کے ساتھ ہی ہو سکتی ہے۔

معتصم سے مروی احادیث

صولی کہتے ہیں۔ معتصم نے اپنے باپ ہارون سے روایت کی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم کے لوگوں کو دیکھا متکبرانہ چال چل رہے ہیں۔ آپ کے چہرۂ مبارک سے غصہ کے آثار معلوم ہونے لگے۔ پھر آپ نے فرمایا شجر ملعونہ کا ذکر بھی قرآن میں ہی ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام وہ کونسا درخت ہے؟ تا کہ ہم اس سے پرہیز کریں۔ آپ نے فرمایا وہ درخت نباتات سے نہیں ہے بلکہ وہ درخت بنو امیہ ہی ہیں کہ جب بادشاہ ہوں گے تو ظلم کریں گے اور امانت میں خیانت کریں گے۔ پھر آپ نے اپنے چچا کی پیٹھ پر ہاتھ مار کر فرمایا چچا جان آپ کی اولاد سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کے ہاتھ سے بنی امیہ ہلاک ہوں گے۔" مصنف کہتے ہیں کہ یہ حدیث موضوع (گھڑی ہوئی) ہے اور علائی نے اسے اپنی طرف سے گھڑ کے پیش کی ہے۔

بروز جمعرات

ابن عساکر بسندہ اسحاق بن یحییٰ بن معاذ سے روایت کرتے ہیں۔ میں ایک دفعہ معتصم کی عیادت کے لیے گیا۔ میں نے کہا اب تو آپ کو آرام معلوم ہوتا ہے۔ کہنے لگا یہ بات کیسے

ہوسکتی ہے؟ جبکہ میں نے اپنے سے سنا ہے۔ انہوں نے بسندہ ابن عباس سے روایت کی ہے جو شخص جمعرات کے روز پچھنے لگوائے اور پھر اسی روز بیمار ہوجائے تو وہ اسی دن مر جائیگا۔

عہد معتصم میں درج ذیل علماء کا انتقال ہوا:

حمیدی بخاری کے استاذ' ابونعیم' فضل بن ذکین' ابوغسان نہدی' قاری قالون' قاری لاذ' آدم بن ابی ایاس' عفان' قعنبی' عبدان مروزی' عبداللہ بن صالح کاتب لیث' ابراہیم بن مہدی' سلیمان بن حرب' علی بن محمد مدائنی' ابوعبید قاسم بن سلام' قرہ بن حبیب' عارم' محمد بن سلا بیکندی' سنید' سعید بن کثیر عفیر' محمد بن عیسٰی طباع حافظ اصبغ بن فرج فقیہ' سعدیہ وسطی' ابوعمر جرمی نحوی' یحیٰی بن یحیٰی تمیمی وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

الواثق باللہ ہارون

الواثق باللہ ہارون ابو جعفر یا ابو القاسم بن معتصم بن رشید اس کی والدہ ام ولد رومیہ تھی جس کا نام قراطیس تھا۔ الواثق باللہ ہارون 20 شعبان 196 ہجری میں پیدا ہوا۔ اپنے باپ کے بعد 19 ربیع الاول 227 ہجری میں تخت خلافت پر بیٹھا اور 228 ہجری میں اشناس نامی ایک ترکی شخص کو نائب السلطنت مقرر کیا۔ ہیروں سے مزین تاج اس کے سر پر رکھ دو ہار جواہرات کے اسکے گلے میں ڈالے۔ مصنف کہتے ہیں کہ سب سے پہلے اسی خلیفہ نے نائب السلطنت مقرر کیا ہے اور ترک تو اس کے باپ کے وقت ہی زیادہ ہوگئے تھے۔

ہیر پھیر سے قتل

231 ہجری میں بصرہ کے حاکم کو حکم بھیجا کہ آئمہ اور مؤذنوں سے خلق قرآن کے مسئلہ میں امتحان لے۔ یہ خبط اسے اپنے باپ سے ورثہ ملا تھا۔ مگر آخر عمر میں وہ باز آ گیا تھا۔ اسی سال اس نے احمد بن خزاعی کو قتل کیا۔ یہ بڑے محدث اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر قائم تھے۔ انہیں بغداد سے قید کر کے سرمن رائے میں بلایا اور خلق قرآن سے متعلق پوچھا۔ انہوں نے کہا مخلوق نہیں ہے۔ پھر رویۃ فی القیامت کے بارے پوچھا۔ انہوں نے کہا احادیث میں ایسے ہی آیا ہے۔ پھر ایک حدیث بھی پڑھ کر سنائی تو اس نے کہا تم جھوٹ بول رہے ہو۔ آپ نے فرمایا میں تو جھوٹ نہیں بول رہا بلکہ تو جھوٹ بول رہا ہے۔ واثق نے کہا افسوس ہے۔ کیا خدا

مجسم ومحدود دکھائی دے سکتا ہے۔ کیا وہ کسی احاطہ میں آسکتا ہے۔ جس رب کی ایسی صفات ہوں' میں تو اسے نہیں مانتا۔ پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا۔ اس کے بارے تم مجھے کیا رائے دیتے ہو؟ فقہائے معتزلہ جبشہ نے کہا اس کا قتل کرنا حلال ہے۔ واثق نے تلوار منگوائی اور کہا جب میں اس کے قتل کرنے کے لیے اٹھوں تو میرے ساتھ کوئی نہ جائے کیونکہ اس کافر کو مارنے کیلئے چلنا داخل ثواب ہے کیونکہ یہ ایسے خدا کی عبادت کرتا ہے جس کی ہم عبادت نہیں کرتے اور نہ ہم اسے ان صفات سے جو اس نے بیان کی ہیں' جانتے ہیں۔

منہ قبلہ رو ہو جاتا

اس کے بعد احمد بن نصر طوق و زنجیر پہنائے ہوئے نطع پر بٹھائے گئے اور خلیفہ امیر واثق نے ان کو قتل کر دیا اور کہا ان کا سر بغداد بھیج دیا جائے اور اسے وہاں سولی دیا جائے اور جسم کو سر من رائے میں سولی دیا جائے۔ ان کا سر اور جسم برابر چھ سال تک اسی طرح رہا۔ جب متوکل بادشاہ ہوا تو اس نے اتروا کر دفن کرا دیئے۔ ان کے کان میں ایک پرچہ لکھ کر لٹکا دیا گیا تھا کہ یہ احمد بن نصر بن مالک کا سر ہے جس کو خلیفہ ہارون واثق باللہ نے خلق قرآن اور نفی تشبیہ کی طرف بلایا۔ مگر انہوں نے انکار کیا۔ ان کے سر کے لیے ایک چوکیدار مقرر کر دیا تھا جو قبلہ کی طرف سے ان کا منہ پھیرتا رہتا تھا۔ اسی شخص نے ایک روز متوکل سے بیان کیا کئی دفعہ رات کو قبلہ کی طرف منہ کر لیتا ہے اور نہایت خوش الحانی سے سورۂ یٰسین کی تلاوت کرتا ہے۔ یہ حکایت کئی اور طریقوں سے بھی مروی ہے۔ اسی سال ایک ہزار چھ سو مسلمان قیدی روم سے چھڑائے گئے۔ ابن ابی داؤد نے (خدا اس کا برا کرے) کہا کہ ان میں سے جو خلق قرآن کا قائل ہو جائے' اسے چھوڑ دو اور دو دو دینار دیدو اور جو شخص قائل نہ ہوا سے قید میں ہی رہنے دو۔

خطیب لکھتے ہیں۔ مختصراً ان قیدیوں سے ایک شخص جو واثق نے پکڑ منگوائے تھے' اس کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس نے کہا یہ عقیدہ جس کی طرف تم لوگوں کو بلا رہے ہو' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا' لیکن آپ نے لوگوں کو اس کی طرف نہیں بلایا۔ یا آپ کو یہ معلوم ہی نہیں تھا؟ ابن ابی داؤد بھی وہیں تھا' اس نے کہا معلوم تھا۔ قیدی نے کہا تو پھر جب آپ نے لوگوں کو اس کی طرف نہیں بلایا تو تم کیوں بلا رہے ہو؟ کہتے ہیں اس کی یہ بات سن کر تمام حیران رہ گئے اور واثق ہنس پڑا اور اپنے منہ پر ہاتھ رکھے ہوئے گھر چلا گیا اور لیٹ رہا اور بار بار کہتا تھا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بارے میں خاموش رہے تو ہمیں اس میں گفتگو کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ پھر حکم دیا اس شخص کو تین سو دینار انعام دے کر رہا کر دیا جائے۔ اس کے بعد اس نے کسی کا امتحان نہیں لیا اور اسی دن سے ابن ابی داؤد پر سخت ناراض ہو گیا۔

یہ قیدی ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بن محمد ازدی ابوداؤد اور نسائی کا استاد تھا۔

ابن ابی الدنیا کہتے ہیں۔ واثق گورے رنگ کا تھا جس پر زردی غالب تھی اور اس کی آنکھوں میں خال تھا۔

محتاج نہ رہے

یحییٰ بن اکثم کہتے ہیں۔ جیسا احسان آل ابی طالب پر واثق نے کیا' کسی نے نہیں کیا۔ جب وہ فوت ہوا تو ان میں کوئی شخص بھی مفلس محتاج نہ تھا۔

واثق اور مصری غلام

کہتے ہیں واثق بڑا ادیب اور اعلیٰ درجہ کا شاعر تھا۔ وہ اپنے ایک نوکر پر عاشق تھا جو اسے مصر سے ہدیۃً ملا تھا۔ ایک دن واثق نے اسے خفا کر دیا تو وہ ایک اور نوکر سے کہنے لگا امیر چاہتا ہے میں اس سے کل کلام کروں۔ مگر میں ہرگز نہیں کروں گا۔ واثق نے اس کی بات سن کر یہ اشعار کہے: اشعار

يَا ذَالَّذِيْ لِعَذَابِيْ ظَلَّ مُفْتَخِرًا　　مَا اَنْتَ اِلَّا مَلِيْكٌ جَارَ اِذْ قَدَرَا

ترجمہ: اے وہ شخص جو مجھے ستانے میں فخر کر رہا ہے' اب تیری قدر ہو گئی تو تو ظلم کرنے لگا۔

لَوْلَا الْهَوٰى لَتَجَارَيْنَا عَلٰى قَدَرٍ　　وَاِنْ اَفِقْ مِنْهُ يَوْمًا مَا فَسَوْفَ تَرٰى

ترجمہ: اگر عشق نہ ہوتا تو پھر ہم مرتبہ میں برابری کرتے اور اب بھی اگر مجھے کسی دن عشق سے افاقہ ہو گیا تو دیکھ لے گا۔

ذیل کے اشعار بھی واثق نے اپنے اس خادم کے بارے میں ہی کہے:

مُهَجٌ يَمْلِكُ الْمُهَجْ　　بِسَجَى اللَّحْظِ وَالدَّعَجْ

ترجمہ: مہج (نام غلام) خوابیدہ پلکوں اور سیاہ آنکھوں سے جانوں کا مالک ہو گیا ہے۔

حُسْنُ لُقَدِ مُخْتَطِفٌ　　ذُوْدَلَالٍ وَ ذُوْغَنَجْ

ترجمہ: سروقد ہے دُلربا ہے اور ناز و کرشمہ والا ہے۔

لَیْسَ لِلْعَیْنِ اِنْ بَدَاء عَنْهُ بِاللَّحْظِ مُنْعَوَج

ترجمہ: اگر وہ ظاہر ہوتا ہے تو آنکھیں اس کو دیکھنے سے سیر نہیں ہوتیں۔

عالم اور شاعر

صولی کہتے ہیں علم و ادب کے باعث لوگ واثق کو مامون اصغر کہا کرتے تھے۔ مامون بھی اس کی قدر کیا کرتا تھا اور اپنے تمام لڑکوں سے اسے عزیز سمجھتا تھا۔ اپنے زمانے کے لوگوں سے بڑھ کر عالم تھا۔ اعلیٰ درجے کا شاعر بھی تھا اور تمام خلفاء میں بڑھ کر موسیقی کا واقف تھا۔ قریباً سوئی سریں اس نے ایجاد کی تھیں۔ سارنگی بجانے میں استاد تھا۔ بہت سے اشعار زبانی یاد تھے۔

ماہر علم عرب

فضل یزیدی لکھتے ہیں۔ خلفائے بنی عباس میں سے واثق سے بڑھ کر شعروں کو روایت کرنے والا اور کوئی نہیں ہوا ہے اور کسی نے کہا مامون سے بڑھ کر تھا۔ انہوں نے کہا ہاں مامون تو علم عرب کے ساتھ نجوم، طب اور منطق بھی جانتا تھا۔ مگر واثق صرف علوم عرب میں ہی ماہر تھا۔

سونے کے برتن

یزید مہلبی کہتے ہیں۔ واثق بہت کھایا کرتا تھا۔ ابن فہم کہتے ہیں واثق کا ایک سونے کا خوان تھا جس کے چار ٹکڑے تھے اور ہر ایک ٹکڑے کو بیس آدمی اٹھایا کرتے تھے اور خوان پر جو برتن تھے وہ بھی سونے کے تھے۔ ابن ابی داؤد نے کہا ان برتنوں میں کھانا منع ہے۔ واثق نے ان تمام برتنوں کو تڑوا کر بیت المال میں داخل کروادیا۔

مرت کا مطلب

حسین بن یحییٰ کہتے ہیں۔ ایک دفعہ واثق نے خواب دیکھا وہ خدا سے جنت کی آرزو کر رہا ہے۔ اتنے میں کسی شخص نے کہا خدا اس شخص کے علاوہ جس کا دل مرت (بیابان) جیسا ہو کسی کو ہلاک نہیں کرے گا۔ صبح اس نے جلیسوں سے اس کی تعبیر پوچھی۔ کسی کو اس کا مطلب و مراد معلوم نہ تھی۔ واثق نے ابومحلم کو بلا کر قصہ بیان کیا اور مرت کے معنی پوچھے۔ انہوں نے کہا

مرت ایسے بیابان کو کہتے ہیں جس میں گھاس بھی نہ اگتی ہو اور اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ خدا تعالیٰ صرف اس شخص کو دوزخ میں ڈالے گا جس کا دل ایمان سے خالی ہوگا جیسا کہ بیابان گھاس پات سے خالی ہوتا ہے۔ واثق نے مرت کے معنی کے لیے کسی شاعر کی سند مانگی۔ حاضرین میں سے کسی نے بنی اسد کا یہ شعر سنایا:

وَمَرْت" مَرُوْرَاتٍ" يُحَارِبُهَا الْقَطَا وَيُصْبِحُ ذُوْعِلْمٍ بِهَا وَهُوَ كَجَاهِلُ

ترجمہ: بہت سے ایسے بے آب و گیاہ جنگل ہیں جن میں قطا بھی حیران رہ جاتا ہے او رعالم اور تجربہ کار شخص جاہل مطلق بن جاتا ہے۔

علی بن جہم نے ان اشعار میں واثق کی تعریف کی:

وثقت بالملک الواثق بالله النفوس
ملک یشقی به المال ولا یشقی الجلیس
اسد یضحک عن سدنه الحرب العبوس
انس السیف به واستوحش الطلق النفیس
یابنی العباس یابی الله الا ان تروسوا

ترجمہ: اللہ کی قسم! لوگوں کی جانیں بادشاہ واثق پر بھروسہ کیے ہوئے ہیں۔ وہ ایسا بادشاہ ہے جس کے ہاتھ سے مال تو تباہ ہوتا ہے مگر اس کا ہم نشین تباہ نہیں ہوتا۔ وہ ایک شیر ہے جس کی سختی کے باعث ترش لڑائی ہنستی ہے۔ تلوار اس سے مانوس ہے اور درہم اس سے بھاگتے ہیں۔ اے بنی عباس اللہ تعالیٰ کو تمہارا سردار بننا ہی منظور ہے۔

واثق سرمن رائے میں بتاریخ 24 ذی الحجہ 232 ہجری میں بروز بدھ فوت ہوا۔ کہتے ہیں وہ جب مرنے کے قریب تھا تو بار بار یہ اشعار پڑھتا تھا:

اَلْمَوْتُ فِيهِ جَمِيْعُ الْخَلْقِ مُشْتَرِكٌ لَاسُوْقَةٌ" مِنْهُمْ يَبْقِيْ وَلَا مَلِكٌ

ترجمہ: موت میں تمام مخلوق مشترک ہے نہ اس سے بازاری لوگ بچتے ہیں اور نہ بادشاہ۔

مَاضَرَّ اَهْلَ قَلِيْلٍ فِيْ تُفَارِقِهِمْ وَلَيْسَ يُغْنِيْ عَنِ الْاَمْلَاكِ مَا مَلَكُوْا

ترجمہ: کسی کے اہل و عیال کی کمی نے انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچایا اور نہ بادشاہوں کو ان کے باقی مافی الید نے کچھ فائدہ دیا۔

سوسمار (گوہ سانڈ)

کہتے ہیں واثق مر گیا تو لوگ اسے تنہا چھوڑ کر متوکل سے بیعت کرنے میں مصروف ہو گئے۔ پیچھے سوسمار آ کر اس کی آنکھیں نکال کر لے گیا۔

واثق کے عہد خلافت میں ذیل کے علماء فوت ہوئے۔

مسدود بن ابن ہشام، بزار قاری، اسمٰعیل بن سعید شاطی شیخ اہل طبرستان، محمد بن سعد کاتب واقد، ابوتمام طائی شاعر، محمد بن زیاد بن اعرابی بغوی، بویطی صاحب شافعی، علی بن مغیر اثرم لغوی۔

گلاب اور نرگس

صولی بسند جعفر بن علی بن رشید سے روایت کرتے ہیں۔ ایک دن واثق نے صبح کے وقت شراب پی تو اس کے خادم مہج نے اسے گلاب اور نرگس کے پھول دیئے۔ واثق نے دوسرے روز یہ اشعار کہے: شعر

حَیَّاکَ بِالنَّرْجَسِ وَالْوَرْدِ مُعْتَدِلُ الْقَامَتِ وَالْقَدِّ

ترجمہ: ایک معتدل قامت وقد والے شخص نے تجھے نرگس اور گلاب کا پھول دیکر بقائے ملک کی دعا دی ہے۔

فَالْهَبَتْ عَیْنَاہُ نَارَا الْھَوٰی وَزَادَفِی اللَّوْعَةِ وَالْوَجْدِ

ترجمہ: پس اس کی دونوں آنکھیں عشق کی آگ سے بھڑک اٹھیں اور سوزش دلی اور وجد زیادہ ہو گیا۔

اَمَلْتُ بِالْمُلْکِ لَہٗ قُرْبَةً فَصَارَ مُلْکِیْ سَبَبُ الْبُعْدِ

ترجمہ: میں نے ملک کے باعث اس سے نزدیک ہونے کی کوشش کی تھی۔ مگر میرا ملک ہی دوری کا سبب بن گیا۔

وَرَنَّحَتْہُ سَکَرَاتُ الْھَوٰی فَمَالَ بِالْوَصْلِ اِلَی الصَّدِّ

ترجمہ: عشق کے نشہ نے اسے مست کر دیا ہے۔ اس لیے وہ وصل سے اعراض کی طرف مائل ہو گیا۔

اِنْ سُئِلَ الْبَذْلَ ثَنٰی عِطْفَہٗ وَاَسْبَلَ الدَّمْعَ عَلَی الْخَدِّ

ترجمہ: اگر اس سے خرچ (یعنی وصل) کا سوال کیا جائے تو وہ اپنے پہلو مروڑتا ہے اور رخساروں پر آنسو بہانے لگتا ہے۔

غَرِّ بِمَا تَجْنِیْهِ اَلْحَاظِهٖ لَا یَعْرِفُ الْاَنْجَازَ لِلْوَعْدِ

ترجمہ: وہ اپنے نظر کے گناہ سے جاہل ہے اور وعدہ وفائی تو جانتا ہی نہیں۔

مَوْلٰی یَشْتَکِیْ الظُّلْمَ مِنْ عَبْدِهٖ فَانْصَفُوْ الْمَوْلٰی مِنَ الْعَبْدِ

ترجمہ: مالک اپنے غلام کے ظلم کی شکایت کر رہا ہے۔ اے لوگو! اس غلام سے مالک کا انصاف لینا۔

پیارے غلام

علماء کا اتفاق ہے ان فصیح و بلیغ شعروں جیسے اشعار اور کسی خلیفہ نے بھی نہیں کہے۔ صولی عبداللہ بن معتز سے روایت کرتے ہیں کہ واثق دو غلاموں کے ساتھ بڑی محبت کیا کرتا تھا اور ہر ایک کی خدمت کے لیے ایک ایک دن مقرر کر رکھا تھا۔ یہ ذیل کے اشعار انہی کے بارے میں کہے ہیں:

قَلْبِیْ قَسِیْمٌ بَیْنَ نَفْسَیْنِ فَمَنْ رَاٰی رُوْحًا بَیْنَ جِسْمَیْنِ

ترجمہ: میرا دل دو نفسوں میں منقسم ہے۔ پس کس نے ایک روح کو دو جسموں میں دیکھا ہے۔

یَغْضَبُ ذَا اِنْ جَادَ ذَا بِالرِّضٰی فَالْقَلْبُ مَشْغُوْلٌ بِشَجَرَیْنِ

ترجمہ: اگر ایک راضی ہوتا ہے تو دوسرا غضبناک۔ پس میرا دل دونوں میں مبتلا ہے۔

خربیل کہتے ہیں واثق کی مجلس میں ایک دن اخطل کا یہ شعر گایا گیا:

وَشَادِنٍ مَرْبَحٍ بِالْکَاسِ نَادَمَنِیْ لَا بِالْحُصُوْرِ وَلَا فِیْهَا بِسَوَّارٍ

ترجمہ: بہت سے ایسے ہرنوں نے مجھ سے ہم نشینی کی۔ وہ ہرن جو شراب کے پیالے سے نفع پہنچاتے ہیں؛ نہ وہ بخیل و سنگدل تھے اور نہ تکلیف دینے والے تھے۔

تو واثق نے ابن اعرابی سے کسی شخص کو بھیج کر اس کے معانی پوچھے۔ اس نے کہا کہ سوا اور سوا دونوں طرح سے روایت کیا گیا ہے اور پھر دونوں کے معانی بتلائے۔ اس پر واثق نے اسے بیس ہزار درہم انعام دیا۔

کون بڑا شاعر؟

احمد بن حسین کہتے ہیں۔ایک دن واثق کے سامنے حسین بن ضحاک اور مخارق مغنی کی بحث ہوگئی کہ ابونواس اور ابوالعتاہیہ میں سے کون بڑھ کر شاعر ہے؟ واثق نے کہا کوئی شرط بھی مقرر کردو چنانچہ دوسو دینار شرط مقرر ہوئی۔پھر واثق نے کہا علماء میں سے کون شخص یہاں حاضر ہے؟ لوگوں نے کہا ابومحلم یہاں موجود ہیں۔واثق نے ان کو بلایا اور پوچھا ابونواس بڑا شاعر تھا یا ابوالعتاہیہ؟ انہوں نے کہا ابونواس بہت بڑا شاعر ہے اور اصناف سخن پر قادر ہے۔واثق نے اس فیصلہ پر حسین کو شرط دلوادی۔

المتوکل علی اللہ جعفر

متوکل علی اللہ جعفر ابوالفضل بن معتصم بن رشید ماں اس کی ام ولد تھی جس کا نام شجاع تھا۔205 ہجری میں پیدا ہوا اور ماہ ذی الحجہ 233 ہجری میں تخت خلافت پر بیٹھا۔اس نے تخت پر بیٹھتے ہی اپنا میلان احیائے سنت کی طرف ظاہر کیا اور محدثین کی مدد کی۔234 ہجری میں تمام محدثین کو سامرہ کے مقام میں جمع کیا اور ان کو بہت سا انعام واکرام دیا اور کہا کہ صفات و رویت الٰہی کے متعلق حدیثیں بیان کریں۔چنانچہ اس غرض کیلئے ابوبکر بن ابی شیبہ اور ان کے بھائی جامع منصور میں بیٹھے۔ان کے پاس تقریباً تیس تیس ہزار شخص جمع ہوتے تھے۔اس فعل سے تمام لوگ متوکل کے شیفتہ ہوگئے اور اس کے حق میں دعائیں کرنے لگے حتیٰ کہ بعضوں نے کہا کہ خلفاء تین ہی ہوئے ہیں۔ایک ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ انہوں نے مرتدین کو قتل کیا تھا۔دوسرے عمر بن عبدالعزیز جنہوں نے ظلم دنیا سے اٹھادیا۔تیسرا متوکل علی اللہ جس نے مردہ سنتوں کو زندہ کردیا۔ابوبکر بن خبازہ نے اس بارے میں شعر کہے:

وَبَعْدَ فَاِنَّ السُّنَّةَ الْيَوْمَ اَصْبَحَتْ مُعَزَّزَةً كَاَنْ لَمْ تَذَلَّلِ

ترجمہ: سنت نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام آج سے ایسے زندہ ہوگئی ہے گویا ہمیشہ سے ایسے ہی ہے۔

تَصُوْلُ وَتَسْطُوْا اِذَا قِيْمَ مَنَارَهَا وَحَطَّ مَنَارَ لا فُكِ وَالزُّوْرِ مِنْ عَلِ

ترجمہ: چونکہ اس کی بنیادیں قائم ہوگئی ہیں اس لیے حملے کرتی ہیں اور جھوٹ اور بہتان کو

اوپر سے نیچے پھینک دیا ہے۔

وَوَلّیٰ اَخُوا لْاَبْدَاعِ فِی الدِّیْنِ هَارِبًا اِلَی النَّارِ یَهْوِیْ مُدْبِرًا غَیْرَ مُقْبِلِ

ترجمہ: جو دین میں بدعتیں نکالتا تھا' وہ دوزخ میں گرنے کیلئے پیٹھ پھیر کر بھاگا کہ پھر کبھی واپس نہیں آئے گا۔

شَفَی اللّٰهُ مِنْهُمْ بِالْخَلِیْفَةِ جَعْفَرٍ خَلِیْفَةَ" ذِی السُّنَّةِ الْمُتَوَکِّلِ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے خلیفہ جعفر کے باعث لوگوں کو ان سے آرام دیا اور وہ خلیفہ صاحب احیائے سنت متوکل ہے۔

خَلِیْفَةُ رَبِّیْ وَابْنُ عَمِّ نَبِیِّهٖ وَخَیْرُ بَنِی الْعَبَّاسِ مَنْ مِنْهُمْ وَلِیْ

ترجمہ: وہ خدا تعالیٰ کا خلیفہ ہے اور اس کے نبی کے چچا کا بیٹا ہے اور بنی عباس کے تمام خلفاء سے بہتر ہے۔

وَجَامِعُ شَمْلِ الدِّیْنِ بَعْدَ تَشَتُّتٍ وَنَارِی رُؤْسَ الْخَارِقِیْنَ بِمُنْصِلِ

ترجمہ: یہ خلیفہ متوکل اللہ کی جمعیت کو پراگندگی کے بعد پھر جمع کرنے والا ہے اور سرکشوں کے سروں کو گرز سے توڑنے والا ہے۔

اَطَالَ لَنَا رَبُّ الْعِبَادِ بِقَائَهٗ سَلِیْمًا مِنَ الْاَهْوَالِ غَیْرَ مُبَدَّلِ

ترجمہ: اس کی زندگی ہمارے لیے دراز فرما اور اسے تمام آفات وبلیات سے محفوظ رکھ۔ اس کو متغیر کیے بغیر۔

وَبَوَّاَهُ بِالنَّصْرِ لِلدِّیْنِ جَنَّةً یُجَاوِرُ فِیْ رَوْضَاتِهَا خَیْرَ مُرْسَلِ

ترجمہ: اور اس دین کی مدد کے باعث اسے جنت میں جگہ دے اور اسے انبیاء کے سردار صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ہمسایہ بنا۔

بادِسموم

اسی سال ابن ابی داؤد پر ایسا فالج گرا کہ وہ ایک پتھر بن گیا۔ خدا اسے اجر نہ دے' اسی سال ایسی بادسموم چلی جس سے کوفہ بصرہ' عراق اور بغداد کی کھیتیاں جل گئیں اور کئی مسافر مر گئے اور مسلسل پچاس روز یہ زہریلی ہوا چلتی رہی اور ہمدان تک جا پہنچی اور وہاں لوگوں کو چلنے پھرنے سے بند کر دیا۔ بہت سے آدمی ہلاک ہو گئے۔ اس سے ایک سال قبل دمشق میں اتنا

شدید زلزلہ آیا اس سے ہزاروں مکان گر کر تباہ گئے اور موصل سے پانچ ہزار پینتیس آدمی دب کر مر گئے۔ اسی سال متوکل نے نصاریٰ کو گلوں میں زنجیریں ڈالنے کیلئے کہا۔ (اور یہ بات امتیاز کے لیے تھی۔)

مسجدوں اور دیواروں پر

236 ہجری میں متوکل نے مزار امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے اردگرد کے مکان مسمار کرنے کا حکم دیا اور کہا کہ اس جگہ کھیت بنائے جائیں اور لوگوں کو اس کی زیارت سے منع کر دیا۔ مدتوں تک وہ مزار جنگل بنا رہا۔ متوکل کو لوگ ناصبی یعنی دشمن اہل بیت کہا کرتے تھے۔ اس لیے اس کی اس حرکت سے مسلمانوں کو بہت رنج ہوا۔ اہل بغداد نے اسے گالیاں لکھ کر دیوار اور مسجدوں پر لگا دیں۔ شعراء نے اس کی ہجو کی۔ المختصر اس میں ذیل کے اشعار بھی تھے:

بِاللهِ اِنْ كَانَتْ اُمَيَّةُ قَدْ اَتَتْ قَتْلَ ابْنِ بِنْتِ نَبِيِّهَا مَظْلُوْمًا

ترجمہ: خدا کی قسم اگر بنی امیہ نے خدا کے نبی کے دوہتے کو مظلوم قتل کیا ہے۔

فَلَقَدْ اَتَاهُ بَنُوْاَبِيْهِ بِمِثْلِهِ هٰذَا لِعَمْرِىْ قَبْرُهُ مَعْدُوْمًا

ترجمہ: تو آپ کے چچا کی اولاد بھی ان کی مثل لائی۔ وہ یہ کہ انہوں نے آپ (یعنی امام حسین رضی اللہ عنہ) کی قبر کو ہی معدوم کر دیا۔

اَسِفُوْا عَلٰى اَنْ لَا يَكُوْنُوْا شَارَكُوْا فِىْ قَتْلِهِ فَتَتَبَّعُوْهُ رَمِيْمًا

ترجمہ: شاید انہیں افسوس ہے کیونکہ ان کے قتل میں شریک نہیں ہوئے۔ اب ان کی پوشیدہ ہڈیاں نکالنے لگے ہیں۔

عسقلان میں آگ

237 ہجری میں متوکل نے نائب مصر کے نام حکم بھیجا کہ مصر کے قاضی القضاۃ ابوبکر محمد بن ابی اللیث کی ڈاڑھی مونڈھا کر اس کو کوڑے لگوائے جائیں اور یہ شخص واقعی اس بات کے لائق تھا کیونکہ یہ بڑا ظالم اور جہمیہ کا سردار تھا۔ اس کے عوض حارث بن مسکین کو جو امام مالک کے شاگرد تھے وہاں کا قاضی مقرر کر دیا گیا اور کہا کہ قاضی معزول کو روزانہ 20 درے لگائے جائیں۔ اسی سال عسقلان میں آگ لگی جس سے کئی مکان اور غلہ کے انبار جل گئے۔ یہ آگ

تہائی رات تک لگی رہی اور پھر خود بخود بجھ گئی۔ اسی سال میں متوکل نے امام احمد بن حنبل کو بلا بھیجا لیکن وہ اس کے سامنے نہ پہنچ سکے بلکہ اس کے بیٹے معتز کے پاس حاضر ہوئے۔

238 ہجری میں روم نے دمیاط پر حملہ کر کے اسے فتح کر لیا۔ لوگوں کو لوٹا شہر کو آگ لگا دی اور چھ سو عورتیں گرفتار کر کے لے گئے اور سمندر کے راستے سے واپس چلے گئے۔

انڈوں برابر اولے

240 ہجری میں اہل حلاط نے آسمان سے ایک سخت تند و تیز آواز سنی جس سے بہت سے آدمی مر گئے۔ عراق میں مرغی کے انڈے کے برابر اولے پڑے اور مغرب میں تیرہ گاؤں زمین میں دھنس گئے۔

ستارے ٹوٹے

241 ہجری میں بہت سے ستارے ٹوٹے اور رات کے بڑے حصہ تک آسمان میں ستارے ٹڈیوں کی طرح ٹوٹتے رہے۔ جس سے لوگوں کو بہت ڈر گئے۔

پہاڑوں کی حرکت

242 ہجری میں تیونس‘ ری‘ خراسان‘ نیشاپور‘ طبرستان اور اصفہان میں سخت زلزلہ آیا اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور زمین اکثر جگہ سے اتنی پھٹ گئی کہ اس میں آدمی با آسانی سما جاتا تھا۔ مصر کے گاؤں سویدا میں آسمان سے پتھر برسے جن کا وزن دس رطل[1] کے قریب تھا۔ یمن میں پہاڑوں نے کچھ ایسی حرکت کی کہ کھیت ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو گئے۔ ماہ رمضان میں حلب میں گدھ سے ذرا چھوٹا پرندہ ظاہر ہوا اور چالیس دفعہ کہا اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور پھر اڑ گیا۔ دوسرے روز بھی ایسا ہی ہوا۔ ایلچیوں نے اس واقعہ کو قلمبند کر لیا اور وہ پانچ سو آدمیوں کی جنہوں نے اسے سنا تھا‘ مہریں لگوالیں۔

شاید پہلی گاڑی

اسی سال ابراہیم بن مطہر کاتب نے بصرہ سے بہلی (شکاریوں کے بٹھانے کا چھڑا یک گاڑی) میں بیٹھ کر سفر کیا‘ جس میں اونٹ جتے ہوئے تھے۔ اس گاڑی کو دیکھ کر لوگوں نے سخت

تعجب کا اظہار کیا۔

داریا میں محل

243 ہجری میں متوکل دمشق میں آیا اور اس شہر کو بہت پسند کیا اور قصبہ داریا میں اپنی رہائش کے لیے ایک محل بنوایا اور وہیں رہنے لگا۔ اس پر یزید بن مہلب نے یہ اشعار کہے:

اَظُنُّ الشَّامَ تَشْمُتُ بِالْعِرَاقِ اِذَا عَزَمَ الْاِمَامُ عَلٰے الْاِنْطَلَاقِ

ترجمہ: میں خیال کرتا ہوں کہ شام عراق کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے کیونکہ امیر نے وہاں جانے کا قصد کر لیا ہے۔

وَاِنْ تَدَعُ الْعِرَاقَ وَسَاكِنِيهِ فَقَدْ تُبْلِى الْمَلِيحَةُ بِالطَّلَاقِ

ترجمہ: اگر تو عراق اور اس کے رہنے والوں کو چھوڑتا ہے تو تعجب نہیں کیونکہ کبھی حسینہ عورت بلائے طلاق میں مبتلا ہوتی ہی ہے۔

مگر متوکل دو یا تین ماہ کے بعد یہاں سے پھر واپس چلا گیا۔

غلام قنبر رضی اللہ عنہ

244 ہجری میں متوکل نے یعقوب بن سکیت امام عربیت کو قتل کر ڈالا جو اس کے بیٹوں معتز اور مؤید کو پڑھایا کرتا تھا اور قتل کا سبب یہ ہوا کہ ایک دن متوکل نے اسے پوچھا میرے بیٹے تمہیں زیادہ عزیز ہیں یا حسن و حسین رضی اللہ عنہما تو ابن سکیت نے کہا حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما تو ایک طرف رہے' تیرے بیٹوں سے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا غلام قنبر رضی اللہ عنہ بھی بدرجہا بہتر تھا۔ اس پر متوکل نے ترکوں کو اس کے پیٹ کے روندنے کا حکم دیا جس سے وہ مر گیا۔ بعض کہتے ہیں ان کی زبان نکلوا دی گئی تھی جس کے صدمے سے وہ مر گئے۔ پھر خون بہا اس کے بیٹے کے پاس بھیج دیا گیا۔ دراصل متوکل ناصبی تھا۔

پانی غائب

245 ہجری میں تمام دنیا میں زلزلے آئے۔ شہر' قلعے اور پل مسمار ہو گئے۔ انطاکیہ کا ایک پہاڑ سمندر میں جا گرا۔ آسمان سے ہولناک آوازیں سنائی دیں۔ مصر میں سخت زلزلہ آیا۔ اہل بلبیس نے مصر کی طرف سے سخت ہولناک آواز سنی جس سے وہاں کے بہت سے آدمی مر گئے۔ مکہ کے چشموں کے پانی زمین میں غائب ہو گئے۔ متوکل نے عرفات سے پانی لانے کے

لیے ایک لاکھ دینار دیئے۔

متوکل نے کہتے ہیں جتنا شعراء کو انعام دیا' اتنا کسی نے نہیں دیا۔ اس کی تعریف میں مروان بن جنوب کہتا ہے:

فَاَمْسِکْ نَدٰی کَفَیْکَ عَنِّیْ وَلَا تَزِدْ فَقَدْ خِفْتُ اَنْ اَطْغٰی وَاَنْ اَتَجَبَّرا

ترجمہ: اپنی بخشش مجھ سے روک لے اور زیادہ نہ کر کیونکہ مجھے خوف ہے' کہیں میں سرکش اور باغی نہ ہو جاؤں۔

متوکل نے یہ شعر سن کر کہا میں اس وقت تک اپنا ہاتھ نہ روکوں گا جب تک میرا جودوسخا تجھے غرق نہ کر دے۔ اس سے قبل اس نے اسے ایک قصیدہ پر بطور انعام ایک لاکھ بیس ہزار درہم نقد اور پچاس کپڑے انعام دیئے تھے۔

دو قیمتی چابک

ایک روز متوکل کے ہاتھ میں دو چابک تھے جنہیں الٹ پلٹ کر دیکھ رہا تھا۔ علی بن جہم نے ایک قصیدہ سنایا۔ متوکل نے انعام کے طور پر ایک چابک اس کی طرف پھینک دیا۔ علی بن جہم اسے الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔ متوکل نے کہا اسے حقیر سا نہ خیال کرنا' ایک لاکھ سے بھی زیادہ قیمت کا ہے۔ علی بن جہم نے کہا میں اسے کم قیمت نہیں سمجھتا بلکہ میں اس فکر میں ہوں کہ کچھ اور شعر سنا کر دوسرا بھی لے لوں۔ متوکل نے کہا اچھا کہو۔ اس نے یہ اشعار پڑھے:

بِسُرَّ مَنْ رَاٰیِ الْاِمَامُ عَدْلٍ تَغْرُفُ مِنْ بَحْرِهِ الْبِحَارُ

ترجمہ: سر من رائے میں امام عادل ہے جس کے سخاوت کے سمندر سے تمام سمندر پانی لیتے ہیں۔

اَلْمُلْکُ فِیْهِ وَفِیْ بَنِیْهِ مَا اخْتَلَفَ اللَّیْلُ وَالنَّهَارُ

ترجمہ: سلطنت اس میں اور اس کی اولاد میں رہے۔ جب تک رات دن ایک دوسرے کے بعد آتے رہیں۔

یُرْجٰی وَیُخْشٰی لِکُلِّ خَطْبٍ کَاَنَّهُ جَنَّةٌ وَنَارٌ

ترجمہ: یہ ایسا بادشاہ ہے جس سے ہر وقت خوف و امید کی جاتی ہے۔ گویا کہ وہ جنت بھی ہے اور دوزخ بھی۔

يَداهُ فِي الْجُوْدِ ضَرَّتَانِ　　عَلَيْهِ كِلْتَاهُمَا تَغَارُ

ترجمہ: اس کے ہاتھ بخشش میں ہم مثل ہیں اور دونوں ایک دوسرے سے غیرت کرتے ہیں۔

لَمْ تَأْتِ مِنْهُ الْيَمِيْنُ شَيْئًا　　اِلَّا اَتَتْ مِثْلَهَا الْيَسَارُ

ترجمہ: اگر دایاں ہاتھ کوئی نیک کام کرتا ہے تو بایاں ہاتھ بھی اس کی مثل کام کر کے ہی چھین لیتا ہے۔

ان اشعار کو سن کر متوکل نے دوسرا چابک بھی اس کی طرف پھینک دیا۔

خلیفہ رہ چکے

کہتے ہیں متوکل تخت نشین ہوا تو آٹھ ایسے شخص موجود تھے جن کے باپ خلیفہ رہ چکے تھے' یعنی منصور بن مہدی' عباس بن ہادی' ابواحمد بن ہارون رشید' عبداللہ بن امین' موسیٰ بن مامون' احمد بن معتصم' محمد بن واثق اور اس کا بیٹا منتصر۔

ہر صاحب کمال

مسعودی کہتے ہیں۔ عہد متوکل میں ہر صاحب کمال شخص خواہ وہ اچھے فن میں کمال رکھتا تھا یا برے میں' دولت سے مالا مال ہو گیا۔

لذات و شراب

متوکل لذات و شراب میں منہمک رہتا تھا۔ اس کی چار ہزار کنیزیں تھیں جن سے ہر ایک کے ساتھ صحبت کی ہوئی تھی۔

غالیہ سے لکھائی

علی بن جہم نے بیان کیا متوکل اپنے بیٹے کی والدہ کے ساتھ جو ایک بدصورت لونڈی تھی' بہت محبت کیا کرتا تھا اور اس کے بغیر اسے ایک پل بھی قرار نہیں آتا تھا۔ ایک دن وہ اپنے رخسار پر غالیہ (ایک قسم کی خوشبو) سے لفظ جعفر لکھ کر متوکل کے پاس آ کھڑی ہوئی' جسے دیکھ کر اس نے یہ اشعار پڑھے:

وَكَاتِبَةٌ بِالْمِسْكِ فِي الْخَدِّ جَعْفَرًا　　بِنَفْسِيْ مَخَطُّ الْمِسْكِ مِنْ حَيْثُ اَثَّرَا

ترجمہ: بہت سی معشوقہ ایسی ہیں جنہوں نے اپنے رخساروں پر کستوری سے لفظ جعفر لکھا'

جس جگہ کستوری نے اثر کیا اس جگہ پر میرا نفس قربان ہوگیا۔

لَـئِـنْ اُوْدَعَتْ سَطْرًا خَدُّهَـا لَقَدْ اُوْدَعَتْ قَلْبِیْ مِنَ الْحُبِّ اَسْطَرًا

ترجمہ: اگر اس کے رخسار پر کستوری سے ایک سطر لکھی ہے۔ میرے دل پر محبت کی کئی سطور لکھی گئی ہیں۔

اطمینان بخش جواب

سلمی کتاب المحن میں لکھتے ہیں۔ مصر میں پہلے پہل ذوالنون مصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے احوال ومقامات اہل ولایت کو ظاہر فرمایا۔ عبداللہ بن عبدالحکم نے جو ان دنوں رئیس مصر اور امام مالک کے شاگردان رشید سے تھے۔ ان کی ان باتوں سے انکار کیا اور کہا کہ یہ ایک نیا ہی علم ہے۔ اس میں علمائے سلف نے گفتگو نہیں کی اس لیے یہ زندیق ہیں۔ اس پر امیر مصر نے انہیں بلا بھیجا اور ان کا اعتقاد دریافت کیا اور جواب سے مطمئن ہوگیا۔ پھر ان کا حال متوکل کو لکھ بھیجا۔ جس پر اس نے انہیں بلا بھیجا انہیں فوراً روانہ کر دیا گیا۔ جب متوکل نے ان کا کلام سنا تو بہت خوش ہوا اور ان کی نہایت تعظیم وتکریم کی حتیٰ کہ جب صالحین کا ذکر آتا تو متوکل کہتا کہ ذوالنون کا ذکر بھی ضرور کیا کرو۔

مجلس عامہ میں

متوکل نے اس ترتیب سے اپنے بیٹوں کو ولی عہد بنایا تھا۔ پہلے منتصر پھر معتز پھر مؤید۔ مگر بعد ازاں معتز کو مقدم کرنا چاہا کیونکہ اس کی والدہ سے اس کو بہت محبت تھی۔ پس منتصر سے کہا ولی عہدی سے معزول ہو جاؤ۔ اس نے انکار کر دیا۔ متوکل اسے مجلس عامہ میں بلا کر بہت بے عزت کرتا اور دھمکیاں بھی دیتا۔ دریں اثنا ترک کسی وجہ سے متوکل سے منحرف ہو گئے او رمنتصر کے ساتھ مل کر متوکل کے قتل پر آمادہ ہوگئے۔ چنانچہ ایک رات متوکل اور اس کا وزیر ابن خاقان دونوں لہو ولعب کی مجلس میں بیٹھے تھے پانچ آدمیوں نے آ کر دونوں کو قتل کر دیا۔ یہ واقعہ 5 شوال 247 ہجری میں پیش آیا۔

عمل احیائے سنت

کہتے ہیں کسی نے متوکل کو خواب میں دیکھا اور پوچھا خدا نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ

کیا؟ اس نے کہا میں نے تھوڑا سا کام احیائے سنت میں کیا تھا' اس کے صلے میں خدا تعالیٰ نے مجھے بخش دیا۔

جب متوکل قتل ہوا تو شعراء نے اس کے مرثیے کہے' منجملہ ان کے یزید مہلبی کے یہ اشعار بھی ہیں:

جَاءَ تْ مَنِيَّتُهُ وَالْعَيْنُ هَاجِعَةٌ ہَلاَّ اَتَتْهُ الْمَنَايَا وَالْقَنَا قَصَدٌ

ترجمہ: موت اس کے پاس ایسے حال میں آئی جبکہ آنکھ سو رہی تھی۔ موت اس کے پاس ایسے وقت میں کیوں نہیں آئی جبکہ نیزے سیدھے تھے۔

خَلِيفَةٌ لَمْ يَنَلْ مَا نَالَهُ اَحَدٌ وَلَمْ يَضِعْ مِثْلُهُ رُوحٌ وَلاَ جَسَدٌ

ترجمہ: وہ ایسا خلیفہ ہے جس نے دوسروں جتنا اپنی زندگی سے فائدہ حاصل نہیں کیا۔ کوئی روح و جسم اس جیسا ضائع نہیں ہوا۔

ماہر علوم و فنون

متوکل کی ایک لونڈی تھی جس کا نام محبوبہ تھا۔ اعلیٰ درجے کی شاعرہ تھی اور تمام فنون و علوم سے آگاہ تھی۔ جب متوکل قتل ہو گیا تو وہ بغا کبیر کے ہاتھ لگی۔ ایک دن وہ مجلس شراب میں بیٹھا ہوا تھا' اسے بلا کر کہا گاؤ۔ وہ نہایت غمگین ہو کر بیٹھ گئی اور گانے سے عذر کیا۔ اس نے اسے قسم دلا کر کہا کہ ضرور گاؤ۔ اور پھر جبراً سارنگی اس کے ہاتھ میں دیدی گئی تو اس نے فی البدیہہ یہ اشعار پڑھے:

اَيُّ عَيْشٍ يَلَذُّ لِيْ لاَ اَرٰى فِيْهِ جَعْفَرًا

ترجمہ: جس عیش میں جعفر کو نہ دیکھوں' وہ مجھے کیسے لذیذ معلوم ہو سکتی ہے۔

مَلِكٌ قَدْ رَاَيْتُهُ فِيْ نَجِيْعٍ مُعَفَّرًا

ترجمہ: جعفر وہ بادشاہ ہے جسے میں نے خون میں لتھڑا ہوا دیکھا ہے۔

كُلُّ مَنْ كَانَ ذَاهِيَامٍ وَسُقْمٍ فَقَدْ بَرَا

ترجمہ: ہر ایک شخص نے جنون عشق اور بیماری سے صحت پالی ہے۔

غَيْرَ مَحْبُوْبَةَ الَّتِيْ لَمْ تَرَى الْمَوْتَ يُشْتَرٰى

ترجمہ: مگر اس محبوبہ کو صحت حاصل نہیں ہوئی۔ اگر وہ موت کو دیکھے تو موت خرید لی جائے۔

لَا شْتَــرَتْــهُ بِــمَــا حَــوَتَــهُ يَدَاهَا لِتُقْـبَـرَا

ترجمہ: البتہ وہ ضرور موت کو اپنا تمام مال دیکر قبر میں جانے کو خرید لیتی۔

اِنَّ مَوْتَ الْحَزِيْنِ اَطْيَبُ مِــنْ اَنْ يُــعَــمَّــرَا

ترجمہ: کیونکہ غمگین کا مرجانا ہی اس کے جینے سے بدرجہا بہتر ہے۔

یہ اشعار سن کر بغا غضبناک ہوا اور اس کو قید کرنے کا حکم دیدیا۔ پس وہ قید کی گئی اور پھر کبھی نظر نہ آئی۔

جدا نہ ہو

نہایت عجیب بات یہ ہے۔ متوکل نے بحتری شاعر کو کہا میری اور فتح ابن خاقان کی صفت میں شعر کہو کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ زندگی بھر وہ مجھ سے جدا نہ ہو ورنہ میری زندگی تلخ ہو جائے گی اور نہ ہی میں اس سے پہلے مروں۔ اس پر بحتری نے یہ اشعار ذیل کہے:

يَا سَيِّدِيْ كَيْفَ اخْتَلَفْتَ وَعْدِيْ وَتَنَا قَلْتَ عَنْ وَفَاءِ بِعَهْدِيْ

ترجمہ: اے میرے سردار تو نے کیسے وعدہ خلافی کی اور عہد کو وفا کرنے سے تورہ گیا۔

لَا اَرَتْنِي الْاَيَّامُ فَقْدَكَ يَافَتْحُ وَلَا عَرَّفْتُكَ مَاعِشْتَ فَقْدِيْ

ترجمہ: اے فتح مجھے زمانہ تیری موت نہ دکھائے اور نہ ہی تجھے میری موت دیکھنی نصیب ہو۔

اَعْظَمُ الرُّزْءِ اَنْ تَقَدَّمَ قَبْلِيْ وَمِنَ الرُّزْءِ اَنْ تُؤَخَّرَ بَعْدِيْ

ترجمہ: سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ تو مجھ سے پہلے ہی مرجائے اور یہ بھی بڑی مصیبت ہے کہ تو میرے بعد زندہ رہے۔

حَذَرًا اَنْ تَكُوْنَ اَلْفًا لِغَيْرِيْ اِذْ تَفَرَّدْتُ بِالْهَوٰى فِيْكَ وَحْدِيْ

ترجمہ: تم اس بات سے بچتے رہنا کہ تم کسی اور کو دوست بنالو کیونکہ میں نے بھی صرف تم ہی کو دوست بنایا ہوا ہے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ دونوں اکٹھے قتل کیے گئے۔

سلیمانی شکر پارہ

ابن عساکر لکھتے ہیں۔ متوکل نے ایک روز خواب میں دیکھا آسمان سے ایک سلیمانی

شکر پایہ گرا ہے اور اس پر لکھا ہے جعفر المتوکل علی اللہ۔ جب وہ خلیفہ ہوا تو لوگوں نے اس کے لقب میں غور کیا۔ بعضوں نے کہا ہم اس کا لقب منتصر رکھتے ہیں اور بعضوں نے کچھ اور تجویز کیا۔ مگر جب متوکل نے احمد بن ابی داؤد سے اپنا خواب بیان کیا تو اس نے اس لقب کو بہت پسند کیا اور پھر یہی سرکاری کاغذات میں بھی لکھا جانے لگا۔

ایک اچھا علم

ہشام بن عمار کہتے ہیں۔ متوکل کہا کرتا تھا۔ کاش کہ میں محمد بن ادریس شافعی کے زمانہ میں ہوتا اور ان سے پڑھتا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں یہ فرماتے سنا ہے "اے لوگو! محمد بن ادریس مطلبی واصل برحمت حق ہو گیا ہے اور اپنے پیچھے تم میں بہت اچھا علم چھوڑ گیا ہے۔ پس تم اس کی اتباع کرو تا کہ ہدایت پاؤ۔" پھر متوکل نے کہا "اے اللہ! محمد بن ادریس پر رحمت واسعہ کر اور اس کے مذہب کا حفظ کرنا مجھ پر آسان کر دے اور مجھے اس سے نفع دے۔" اس کلام سے معلوم ہوتا ہے۔ متوکل شافعی المذہب تھا اور یہ پہلا خلیفہ ہوا ہے جس نے شافعی مذہب اختیار کیا۔

عذابِ الٰہی سے

احمد بن علی بصری کہتے ہیں۔ متوکل نے ایک دفعہ احمد بن معدل وغیرہ علماء کو اپنے گھر بلایا۔ جب تمام لوگ آ موجود ہوئے تو وہ خود بھی اندر سے نکل کر آیا۔ اس کو دیکھ کر احمد بن معدل کے علاوہ تمام لوگ تعظیم کے لیے کھڑے ہو گئے۔ متوکل نے عبید اللہ سے مخاطب ہو کر کہا معلوم ہوتا ہے اس شخص نے ہم سے بیعت نہیں کی۔ انہوں نے کہا اے امیر بیعت تو کی ہے مگر ان کی نظر کمزور ہے۔ احمد بن معدل نے کہا اے امیر مجھے نظر تو کم نہیں آتا بلکہ میں آپ کو عذابِ الٰہی سے بچانا چاہتا ہوں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص لوگوں سے اپنی تعظیم کے لیے کھڑا ہونے کی امید رکھے تو اسے چاہئے کہ وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لے۔" متوکل یہ سن کر ان کے برابر آ کر بیٹھ گیا۔

یزید مہلبی کہتے ہیں۔ متوکل نے مجھے کہا پہلے خلیفہ رعیت کو مطیع کرنے کی خاطر ان پر لازماً سختی کیا کرتے تھے مگر میں ان سے نرمی سے پیش آتا ہوں تا کہ وہ میری اطاعت کریں۔

عبدالاعلیٰ بن حماد ترمسی کہتے ہیں۔ایک روز میں متوکل کے پاس آیا تو مجھے کہنے لگا' اے ابو یحییٰ تین روز سے تم ہمارے پاس نہیں آئے۔ جو چیز ہم نے تمہارے لیے رکھی تھی وہ کسی اور کو دے دی۔ میں نے کہا اللہ آپ کو اس ارادے کا نیک بدلہ دے۔ اگر اجازت ہو تو دو بیت میں گوش گزار کر دوں۔ کہنے لگا پڑھو تو میں نے یہ شعر پڑھے:

لَاشْكُرَنَّكَ مَعْرُوْفاً هَمَمْتَ بِهٖ اِنَّ اِهْتِمَامَكَ بِالْمَعْرُوْفِ مَعْرُوْفٌ

ترجمہ: میں اس احسان کی بابت جس کا آپ نے قصد کیا تھا' شکر بجالاتا ہوں کیونکہ آپ کا احسان کا قصد کرنا بھی احسان ہی ہے۔

وَلَا اَلُوْمُكَ اِذْلَمْ يَمْضِهٖ قَدَرٌ فَالرِّزْقُ بِالْقَدْرِ الْمَحْتُوْمُ مَصْرُوْفٌ

ترجمہ: اور میں آپ کو ملامت نہیں کرتا کیونکہ وہ میری قسمت میں ہی نہ تھا کیونکہ جو رزق قسمت میں لکھا ہوتا ہے' وہ ضرور مل جاتا ہے۔

یہ اشعار سن کر متوکل نے مجھے دو ہزار دینار دینے کا حکم دیا۔

جعفر بن عبدالواحد ہاشمی کہتے ہیں۔متوکل کی والدہ کے انتقال کے بعد میں اس کے پاس گیا تو کہنے لگا' اے جعفر بسا اوقات ایسا اتفاق ہوتا ہے۔ میں ایک شعر کہتا ہوں' مگر پھر رک جاتا ہوں' چنانچہ آج میں نے یہ شعر کہا ہے:

تَذَكَّرْتُ لَمَّا فَرَّقَ الدَّهْرُ بَيْنَنَا فَعَزَّيْتُ نَفْسِيْ بِالنَّبِيِّ مُحَمَّدٖ

ترجمہ: جب زمانے نے ہمارے درمیان جدائی ڈال دی تو میں نے نبی کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کر کے اپنے آپ کو تسلی دی۔

حاضرین مجلس میں سے ایک شخص نے دوسرا شعر یوں موزوں کیا:

وَقُلْتُ لَهَا اِنَّ الْمَنَايَا سَبِيْلُنَا فَمَنْ لَمْ يَمُتْ فِي يَوْمِهٖ مَاتَ فِيْ غَدٖ

ترجمہ: اور اسے کہہ گھبرا نہیں کیونکہ اموات ہمارا راستہ ہیں' جو آج نہیں مرا تو وہ کل مر جائے گا۔

خوش عیش

فتح بن خاقان سے مروی ہے۔ میں ایک دن متوکل کے پاس آیا تو میں نے اسے افسردہ خاطر اور متفکر دیکھ کر پوچھا آپ کو کیا فکر ہے؟ آپ سے بڑھ کر تو روئے زمین پر کوئی شخص خوش

عیش نہیں ہے۔ کہنے لگا اے فتح مجھ سے خوش عیش وہ شخص ہے جس کا مکان وسیع ہو عورت صالحہ ہے اور اسباب معیشت سب مہیا ہوں۔ وہ ہمیں جانتا ہی نہیں ہے کہ ہم اسے بلائیں اور نہ وہ ہمارا محتاج ہے کہ ہم اسے حقیر سمجھیں۔

دونوں کا خیال

ابوالعیناء کہتے ہیں۔ متوکل کو کسی شخص نے ایک فضل نامی کنیز ہدیتہً بھیجی۔ متوکل نے اس سے پوچھا تو شاعرہ ہے۔ اس نے کہا جس نے مجھے فروخت کیا ہے اور جس نے خریدا ہے ان دونوں کا خیال یہی ہے۔ متوکل نے کہا اچھا اپنے شعر مجھے سناؤ۔ اس نے یہ اشعار سنائے:

اِسْتَقْبَلَ الْمَلِکُ اِمَامُ الْھُدٰی عَامٌ ثَلٰثٍ وَثَلٰثِیْنَا

ترجمہ: بادشاہ امام الہدیٰ یعنی جعفر المتوکل علی اللہ نے 333 ہجری میں خلافت کو سنبھالا۔

خِلَافَةٌ اَفْضَتْ اِلٰی جَعْفَرٍ وَھُوَ ابْنُ سَبْعٍ بَعْدَ عِشْرِیْنَا

ترجمہ: (یعنی) خلافت جب جعفر کے ہاتھ میں آئی تو اس وقت اس کی عمر ستائیس سال کی تھی۔

اَنَا لَنَرْجُوْا یَا اِمَامَ الْھُدٰی اِنْ تَمْلِکَ الْمُلْکَ ثَمَانِیْنَا

ترجمہ: بے شک ہم خدا تعالیٰ سے چاہتے ہیں کہ ہمارا خلیفہ اسی برس تک بادشاہ رہے۔

لَا قَدَّسَ اللّٰہُ اِمْرَاً لَمْ یَقُلْ عِنْدَ دُعَائِیْ لَکَ اٰمِیْنَا

ترجمہ: اب جو شخص میری اس دعا پر جو تیرے لیے ہے آمین نہ کہے خدا اس کا بھلا نہ کرے۔

خواب میں صلح

علی بن جہم کہتے ہیں۔ متوکل کے پاس ایک لونڈی لائی گئی جو طائف میں پلی تھی اور اعلیٰ درجہ کی شاعرہ اور ادیبہ تھی۔ متوکل اس پر شیفتہ ہو گیا۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد اسی سے ناراض ہو گیا اور تمام کنیزوں کو کہہ دیا اس سے کلام نہ کریں۔ ایک دن میں متوکل کے پاس گیا تو مجھے کہنے لگا میں نے آج رات محبوبہ کو خواب میں دیکھا ہے اور میں نے اس سے اور اس نے مجھ سے صلح کر لی ہے۔ میں نے کہا اے امیر المومنین! بہت اچھا ہوا۔ پھر مجھے کہا چلو دیکھیں کہ وہ اس وقت کیا کر رہی ہے؟ جا کر دیکھا تو وہ سارنگی بجا رہی تھی اور یہ اشعار پڑھ رہی تھی:

اَدُوْرُ فِی الْقَصْرِ لَا اَرٰی اَحَدًا اَشْکُوْا اِلَیْہِ وَلَا یُکَلِّمُنِیْ

ترجمہ: میں محل میں اکیلی اور تنہا پھر رہی ہوں' کوئی ایسا نظر نہیں آتا جس کے پاس شکایت کروں اور وہ کہ مجھ سے گفتگو کرے۔

حَتّٰی کَاَنِّیْ اَتَیْتُ مَعْصِیَةً لَیْسَتْ لَهَا تَوْبَةٌ تَخَلِّصُنِیْ

ترجمہ: حتیٰ کہ گویا میں نے ایسا گناہ کر لیا ہے جس کی کوئی توبہ ہی نہیں کہ میں اس سے خلاصی پا سکوں۔

فَهَلْ شَفِیْعٌ لَنَا اِلٰی مَلِکٍ قَدْ زَارَنِیْ فِی الْکُرٰی وَصَالَحَنِیْ

ترجمہ: پس کیا کوئی ہے جو بادشاہ سے میری سفارش کر دے کیونکہ وہ خواب میں مجھے ملا ہے اور مجھ سے صلح کر لی ہے۔

حَتّٰی اِذَا مَا الصَّبَاحُ لَاحَ لَنَا عَادَ اِلٰی هِجْرَةٍ فَصَارِ مِنِّیْ

ترجمہ: یہاں تک جب صبح ہمارے لیے ظاہر ہوئی تو وہ ہجرت (جدائی) کی طرف لوٹا' پس مجھ سے قطع تعلق کر لی۔

یہی خواب

یہ اشعار سن کر متوکل نے اسے آواز دی۔ وہ فوراً باہر نکل آئی اور متوکل کے پاؤں چوم لیے اور کہا میں نے آج رات خواب میں دیکھا تھا آپ نے مجھ سے صلح کر لی ہے۔ متوکل نے کہا بخدا میں نے بھی یہی خواب دیکھا ہے۔ بعد ازاں اسے پھر پہلے مرتبہ پر بحال کر دیا۔ جب متوکل قتل ہوا تو یہی وہ لونڈی تھی جو بغا کے ہاتھ آئی تھی۔

بحتری نے اشعار ذیل میں متوکل کی تعریف اور ابن داؤد کی تحقیر ہے:

اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَقَدْ شَکَرْنَا اِلَی اٰبَائِکَ الْعِزُّ الْحِسَانِ

ترجمہ: اے امیر المومنین آپ کے آباؤ اجداد کا شکر ہے اور عزت و احسان ہے۔

رَدَدْتَ الدِّیْنَ فَذًا بَعْدَ مَا قَدْ اَرَاهُ فِرْقَتَیْنِ تَخَاصَمَانِ

ترجمہ: اس کے بعد کہ اس میں دو فرقے پیدا ہو گئے تھے۔ جو باہم جھگڑتے تھے۔ آپ نے دین کو واپس کیا۔

فَصَمْتَ الظَّالِمِیْنَ بِکُلِّ اَرْضٍ فَاَضْحَی الظُّلْمُ مَجْهُوْلَ الْمَکَانِ

ترجمہ: آپ نے ہر جگہ سے ظالموں کا قلع قمع کر دیا۔ اب کہیں ظلم دکھائی نہیں دیتا ہے۔

وَفِی سَنَةٍ رَمَتْ مُتَجَبِّرِيهِمْ عَلٰى قَدْرٍ بِدَاهِيَةٍ عَوَانِ

ترجمہ: ایک ہی برس میں جابر اور ظالم سخت مصیبت میں پھینک دیئے گئے ہیں۔

فَمَا اَبْقَتْ مِنَ ابْنِ اَبِیْ دَوَاد سِوٰی حَمْدٍ يُخَاطِبُ بِالْمَعَانِیْ

ترجمہ: ابن ابی داؤد کا نام و نشان بھی باقی نہیں رہا۔ صرف بے نقط گالیاں ہی باقی رہ گئی ہیں۔ جن سے وہ مخاطب کیا جاتا ہے۔

تَحَيَّرَ فِيهِ سَابُوْرُ بْنِ سَهْلٍ فَطَاوَلَهُ وَسَنَاهُ الْاَمَانِیْ

ترجمہ: سابور بن سہل اس میں بڑی دیر تک حیران رہا اور خواہشات اسے آرزو دلاتی رہیں۔

إِذَا اَصْحَابُهُ اصْطَبَحُوْا بِلَيْلٍ اَطَالُوْا الْخَوْضَ فِی خَلْقِ الْقُرْاٰنِ

ترجمہ: جب اس کے ساتھیوں نے رات کے وقت شراب پی تو انہوں نے خلق قرآن (گھنٹہ) لمبا کر دیا یعنی وہ ہمیشہ اس پر خوض کرتے رہتے ہیں۔

آسمان کی طرف

احمد بن حنبل کہتے ہیں۔ رات کچھ دیر بیدار رہنے کے بعد جو میں سویا تو خواب میں دیکھا کوئی شخص مجھے آسمان کی طرف اٹھائے لیے جاتا ہے اور کوئی شخص یہ شعر پڑھ رہا ہے:

مَلِکٌ يُقَادُ اِلٰى مَلِيْکٍ عَادِلٍ مُتَفَضِّلاً فِی الْعَفْوِ لَيْسَ بِجَائِرٍ

ترجمہ: - وہ ایک بادشاہ ہے جو شہنشاہ عادل کی طرف لے جایا جا رہا ہے۔ وہ ظلم نہیں کیا گیا، بخشا گیا ہے۔

اس صبح کو سرمن رائے سے متوکل کے قتل کی خبر بغداد پہنچی۔

عمر بن شیبان کہتے ہیں۔ جس رات متوکل قتل ہوا ہے، میں نے خواب دیکھا کوئی شخص یہ اشعار پڑھ رہا ہے: اشعار

يَا نَائِمَ الْعَيْنِ فِیْ اَوْطَانِ جِسْمَانٍ اَفِضْ دُمُوْعَکَ يَا عَمْرَو بْنَ شَيْبَانٍ

ترجمہ: اے اپنے جسم کی حاجتوں میں سوئے ہوئے اے عمرو بن شیبان اپنے آنسو بہا۔

اَمَا تَرٰی الْفِتْيَةَ الْاَرْجَاسِ مَا فَعَلُوْا بِالْهَاشِمِیِّ وَ بِالْفَتْحِ بْنِ خَاقَانٍ

ترجمہ: کیا تم نہیں جانتا ان کم بختوں نے خلیفہ ہاشمی اور فتح بن خاقان کے ساتھ کیا کیا ہے؟

وَافَی اِلَی اللهِ مَظْلُوْمًا تَضِجُّ لَهٗ   اَهْلُ السَّمٰوٰتِ مِنْ مَثْنٰی وَوَحْدَانٖ

ترجمہ: وہ اللہ سے مظلوم ہونے کی حالت میں ملا ہے' آسمان کے ہر شخص نے اس کیلئے شور کیا ہے۔

وَسَوْفَ یَاْتِیْكُمْ اُخْرٰی مُسَوَّمَةً   تَوَقَّعُوْهَا لَهَا شَانٌ مِنَ الشَّانٖ

ترجمہ: عنقریب تمہارے پاس ایک اور خلیفہ آئے گا جو نہایت شاندار ہوگا' تم اس سے امید ہی رکھو گے۔

فَاَبْكُوْا عَلٰی جَعْفَرٍ وَارْثُوْا خَلِیْفَتَكُمْ   فَقَدْ بَكَاهُ جَمِیْعُ الْاِنْسِ وَالْجَانٖ

ترجمہ: پس تم اپنے خلیفہ جعفر پر رودو کیونکہ تمام جن وانس اس پر رو رہے ہیں۔

پھر میں نے چند ماہ کے بعد متوکل کو خواب میں دیکھا اور پوچھا' خدا نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا ہے؟ اس نے کہا تھوڑی سی کوشش جو میں نے سنت کو زندہ کرنے میں کی تھی' اس کے عوض اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا ہے۔ میں نے پوچھا اب تم اس جگہ کیا کرتے ہو؟ کہنے لگا اپنے بیٹے محمد کا انتظار۔ خدا کے سامنے اس سے جھگڑوں گا۔

متوکل سے مروی احادیث

خطیب بسندہ محمد بن شجاع احمر سے روایت کرتے ہیں۔ ایک دن متوکل نے جریر بن عبداللہ سے روایت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" جس نے لوگوں کو نرمی سے محروم رکھا' وہ بھلائی سے محروم رہا۔ (رواہ طبرانی بطریقہ اخرامی فی معجم کبیر)

ذکر چھڑ گیا

WWW.NAFSEISLAM.COM

ابن عساکر بسندہ علی بن جہم سے روایت کرتے ہیں۔ میں ایک روز متوکل کے پاس تھا تو بالوں کا ذکر چل نکلا تو متوکل نے کہا بالوں کی خوبصورتی بھی جمال میں داخل ہے۔ پھر بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کیا" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کانوں کی لو سے کر تک ہیں اور بلکوں کے باعث ایسے معلوم ہوتے ہیں جیسے کہ موتیوں کی لڑیاں ہوتی ہیں۔ آپ سب سے بڑھ کر خوبصورت ہیں۔ آپ کا رنگ گندمی اور قد میانہ ہے' نہ لمبا اور نہ بہت چھوٹا۔ عبدالمطلب کے بال بھی کانوں کی لو تک تھے۔ پھر معتصم نے کہا کہ مامون' رشید' مہدی' منصور'

محمد اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بال بھی ایسے ہی تھے۔'' مصنف کہتے ہیں یہ حدیث مسلسل ہے اور کئی اور طریقوں سے بھی مروی ہے۔

عہد متوکل میں درج ذیل علماء فوت ہوئے۔

ابوثور' احمد بن حنبل' ابراہیم بن منذر خزاعی' اسحاق بن راہویہ' اسحاق ندیم روح مقری' زہیر بن حرب' سحنون' سلیمان شاذکونی' ابومسعود عسکری' ابوجعفر نفیلی' ابوبکر بن شیبہؒ کا بھائی دیک الجن شاعر' عبدالملک بن حبیب' امام المالکیہ' عبدالعزیز بن یحییٰ غول شاگرد امام شافعی' عبیداللہ بن عمر وقواریری' علی بن مدینی' محمد بن عبداللہ بن نمیر' یحییٰ بن معین' یحییٰ بن بکیر' یحییٰ بن یحییٰ' یوسف ارزق مقری' بشر بن ولید کندی مالکی' ابن ابی داؤد' ابوبکر ہذلی علاف شیخ الاعتزال' جعفر بن حرب' ابن کلاب متکلم' قاضی یحییٰ بن اکثم' حارث محاسن' حرملہ صاحب شافعی' ابن سکیت' احمد بن منیع' ذوالنون مصری زاہد' ابوتراب نخشی' ابوعمر دوری مقری' دعبل شاعر' ابوعثمان مازنی نحوی وغیرہم رحمہم اللہ علیہم اجمعین۔

المنتصر باللہ

المنتصر باللہ محمد ابوجعفر بن متوکل بن معتصم بن رشید' اس کی والدہ بھی اُم ولد تھی اور رومیہ تھی۔ اس کا نام حبشہ تھا۔ منتصر نہایت خوبصورت گندم گوں فراخ چشم' میانہ قد' جسیم مہیب اور عقلمند شخص تھا۔ نیکی کی طرف راغب اور ظلم اٹھا دینے پر مائل تھا۔ علوی لوگوں پر احسان کرتا تھا۔ ان پر جو خوف و مشقت طاری تھے ان کو دور کیا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کی زیارت کی اجازت دیدی۔ یزید مہلبی نے اس کے بارے میں یہ اشعار کہے:

وَلَقَدْ بَرَرْتَ لِطَالِبِيَّةِ بَعْدَ مَا ذَمُّوْا زَمَانًا بَعْدَهَا وَزَمَانًا

ترجمہ: آپ نے اولاد ابی طالب کو زمانہ دراز تک غمگین وافسردہ رہنے کے بعد خوش کر دیا ہے۔

وَرَدَدْتَ اُلْفَةَ هَاشِمٍ فَرَاَيْتَهُمْ بَعْدَ الْعَدَاوَةِ مِنْهُمْ اِخْوَانًا

ترجمہ: پس آپ نے ان کو دشمنی کے بعد بھائی چارے سے دیکھا اور آپ نے ہاشمی محبت کو لوٹا دیا۔

خلفاء کے قاتل

المنتصر باللہ اپنے باپ متوکل کے قتل کے بعد شوال 247 ہجری میں تخت خلافت پر بیٹھا اور اپنے دونوں بھائیوں معتز اور مؤید کو ولی عہدی سے معزول کر دیا' جن کو متوکل نے اس کے بعد ولی عہد مقرر کیا تھا۔ رعیت میں اس نے عدل و انصاف پھیلایا۔ لوگ اس کی ہیبت کے باوجود اس کی طرف مائل ہو گئے کیونکہ یہ نہایت سخی اور حلیم تھا اور کہا کرتا تھا سزا دینے کی بنسبت درگزر کرنے کی لذت زیادہ شیریں ہے اور باقدرت شخص کے افعال سے کہا کرتا تھا کہ قبیح تر فعل انتقام لینا ہی ہے۔ جب تخت پر بیٹھا تو ترکوں کو گالیاں دینے لگا اور کہا کرتا تھا کہ یہ لوگ خلفاء کے قاتل ہیں۔ ترکوں نے بہت حیلے کیے مگر نا کام رہے کیونکہ منتصر نہایت بارعب شجاع اور زیرک تھا۔ آخر انہوں نے اس کے طبیب ابن طیفور کو تیس ہزار دینار دینے کر کے ایک زہر آلود نشتر سے اس کی فصد کھلوا دی جس سے وہ مر گیا۔ بعض کہتے ہیں ابن طیفور بھول گیا اور اپنے غلام کو اشارہ کر کے اس نشتر سے فصد کھلوا دی۔ بعض کہتے ہیں امرود میں زہر ڈال کر اسے دیا گیا تھا۔ جب قریب المرگ ہوا تو اپنی والدہ سے کہنے لگا اے ماں! مجھ سے دنیا و آخرت دونوں جاتے رہے ہیں۔ میں نے اپنے باپ کو قتل کیا اور اب اس کے پیچھے میں بھی جاتا ہوں۔'' چھ ماہ سے بھی کم خلافت کر کے پانچویں ربیع الآخر 248 ہجری میں 26 سال کی عمر میں فوت ہو گیا۔

سوار کی تصویر

کہتے ہیں ایک دن منتصر لہو ولعب کی مجلس میں بیٹھا تھا اور اپنے باپ کے خزانے سے ایک فرش نکلوا کر مجلس میں بچھوایا ہوا تھا۔ اس فرش میں ایک جگہ ایک دائرہ تھا اور اس میں ایک سوار کی تصویر تھی جس کے سر پر تاج تھا اور اس کے اردگرد فارسی عبارت لکھی ہوئی تھی۔ اس نے ایک فارسی پڑھنے والے کو بلوایا۔ وہ پڑھ کر خاموش ہو گیا تو منتصر نے پوچھا اس کا کیا مطلب ہے۔ اس نے کہا اس عبارت کے کچھ معانی نہیں۔ آخر خلیفہ نے جب اصرار کیا تو اس نے کہا اس میں لکھا ہے ''میں شیرویہ بن کسریٰ بن ہرمز ہوں۔ میں نے اپنے باپ کو قتل کیا۔ مگر مجھے چھ ماہ سے زیادہ سلطنت کرنا نصیب نہیں ہوا۔'' اس بات کو سن کر منتصر کا رنگ فق ہو گیا اور حکم دیا کہ اس فرش کو جلا دو۔ وہ فرش سونے سے بنا ہوا تھا۔

آباؤاجداد

ثعالبی لطائف المعارف میں لکھتے ہیں۔ خلفاء سے مفتصر بھی خاص خلیفہ ہوا ہے کیونکہ یہ اور اس کے پانچ آباؤاجداد یکے بعد دیگرے خلیفہ ہوتے چلے آئے ہیں اور ایسے ہی معتز اور معتمد تھے۔ مصنف کہتے ہیں۔ اس سے بھی خاص معتصم تھا جسے تاتاریوں نے قتل کیا تھا کیونکہ اس کے آباؤاجداد میں سے آٹھ یکے بعد دیگرے خلیفہ ہوئے تھے۔

چھ ماہ تک

ثعالبی لکھتے ہیں۔ نہایت عجیب بات یہ ہے شیرویہ فارس کے خاص ترین بادشاہوں میں سے تھا۔ اس نے اپنے باپ کو قتل کیا تو اس کے بعد صرف چھ ماہ زندہ رہا اور مفتصر بھی خاص ترین خلفاء سے تھا۔ اس نے بھی اپنے باپ کو قتل کیا اور اس کے بعد یہ بھی صرف چھ ماہ ہی زندہ رہا۔

المستعین باللہ ابوالعباس

المستعین باللہ ابوالعباس احمد بن معتصم بن الرشید متوکل کا بھائی تھا۔ 221 ہجری میں پیدا ہوا۔ اس کی والدہ ام ولد تھی جس کا نام مخارق تھا۔ خوبصورت اور گورے رنگ کا آدمی تھا۔ منہ پر چیچک کے داغ تھے۔

باغرترکی

جب مفتصر مر گیا تو ارکانِ دولت نے مل کر مشورہ کیا کہ اگر تم نے متوکل کی اولاد سے کسی کو خلیفہ بنایا تو ہم میں سے کوئی زندہ نہ رہے گا اس لیے احمد بن معتصم کو خلیفہ بنانا چاہئے اور پھر ہمارے ولی نعمت کا بیٹا بھی ہے۔ آخر اسی پر فیصلہ ہوا اور انہوں نے اس سے بیعت کر لی۔ (اس وقت اس کی عمر 28 سال کی تھی) اور 251 ہجری کے شروع تک بادشاہ رہا۔ مگر جب اس نے وصیف اور بغا (یہ دونوں ترکی عہدیدار تھے) کو قتل کیا اور باغرترکی کو جس نے متوکل کو قتل کیا تھا' جلاوطن کر دیا تو ترک اس سے بگڑ گئے۔ مستعین کے صرف وصیف اور بغا ہی امیر اور وزیر تھے' چنانچہ کسی شاعر نے کہا:

خَلِیْفَةٌ فِیْ قَفَسٍ   بَیْنَ وَصَفٍ وَبَغَا

ترجمہ: وصف اور بغا کے سامنے خلیفہ ایک پنجرے میں ہے۔

یَقُوْلُ مَا قَالا لَہٗ کَمَا تَقُوْلُ الْبَغَا

ترجمہ: جو کچھ وہ دونوں اسے کہتے ہیں وہی کرتا ہے جیسے کہ طوطا کرتا ہے۔

زیر حراست

جب ترک بگڑ گئے تو مستعین ان کے خوف سے سامر سے بغداد میں چلا آیا۔ اس پر ترکوں نے اس سے عذر کیا اور اسے واپس آنے کے لیے لکھا۔ لیکن مستعین نہ گیا۔ انہوں نے معتز باللہ سے بیعت کر کے مستعین کو معزول کر دیا۔ پھر معتز بہت بڑا لشکر لے کر مستعین سے لڑنے کے لیے روانہ ہوا۔ ادھر اہل بغداد مستعین کی مدد کے لیے مستعد ہو گئے اور ان دونوں کی آپس میں کئی سخت لڑائیاں ہوئیں اور کئی مہینے یہ شور برپا رہا۔ آخر مستعین کا فریق تنگ آ گیا اور مستعین کے معزول کرنے پر صلح مان لی۔ قاضی اسمٰعیل وغیرہ نے صلح کے معاملے میں ایمان مغلظہ کی شروط لگائیں۔ آخر مستعین نے 252 ہجری میں خلافت سے کنارہ کر لیا اور واسطہ کی طرف چلا گیا اور وہاں 9 ماہ تک ایک امیر کی زیر حراست رہا۔ پھر وہاں سے سامرا کی طرف بھیجا گیا۔ معتز نے احمد بن طولون کو لکھا کہ مستعین کو قتل کر دے۔ اس نے کہا میں تو خلفاء کی اولاد کو قتل نہیں کرتا۔ اس نے سعید حاجب کو لکھا' چنانچہ اس نے 3 شوال 252 ہجری میں اسے قتل کر ڈالا۔ اس وقت مستعین کی عمر اکتیس برس کی تھی۔

مستعین نہایت نیک' عالم' ادیب' فاضل اور فصیح و بلیغ شخص تھا۔ اس نے کوئی تین بالشت چوڑی آستین نکالی تھی اور پہلے جو لمبی ٹوپیاں پہنی جاتی تھیں انہیں چھوٹا کر دیا تھا۔

اس کے عہد خلافت میں درج ذیل علماء فوت ہوئے:

عبد بن حمید' ابو طاہر بن سرح' حارث بن مسکین' بزی مقری' ابو حاتم بجستانی حافظ وغیرہم۔

المعتز باللہ محمد

المعتز باللہ محمد ابو عبداللہ بن متوکل بن معتصم بن رشید 232 ہجری میں پیدا ہوا۔ اس کی ماں ام ولد تھی اور رومیہ تھی جس کا نام قبیحہ تھا۔ مستعین کے معزول ہونے کے بعد 256 ہجری میں اس سے بیعت کی گئی۔ اس وقت اس کی عمر انیس برس کی تھی۔ اس سے قبل اس سے چھوٹی عمر کا کوئی خلیفہ تخت پر نہیں بیٹھا اور یہ نہایت حسین تھا۔

گھوڑے اور سونے کا زیور

علی بن حرب جو معتز کے لڑکوں کو حدیث پڑھایا کرتے تھے کہتے ہیں اس سے بڑھ کر حسین نہیں گزرا۔ یہ پہلا خلیفہ ہے جس نے گھوڑوں کو سونے کا زیور پہنایا۔ اس سے قبل خلفاء معمولی تھوڑا سا چاندی کا زیور پہنایا کرتے تھے۔ اس کی تخت نشینی کے پہلے سال ہی اشناس جسے واثق نے نائب السلطنت بنایا ہوا تھا' مر گیا۔ اس نے 5 لاکھ دینار پیچھے چھوڑے تھے جنہیں معتز نے ضبط کر لیا اور پھر محمد بن عبداللہ بن طاہر کو نیابت کی خلعت عطا کی اور اس کی میان میں دو تلواریں باندھیں۔ مگر پھر اسی سال معزول کر دیا اور اپنے بھائی ابواحمد کو نائب السلطنت بنا ڈالا اور سنہری جڑاؤ تاج اس کے سر پر رکھا اور جواہرات کے دو ہار اس کے گلے میں ڈالے اور دو تلواریں لٹکائیں۔ مگر اسے بھی معزول کر کے واسط میں بھیج دیا اور بعد ازاں بغا شرابی کو نائب السلطنت بنایا۔ مگر وہ دوسرے سال ہی معتز کے مقابلے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا مگر قتل کیا گیا اور اس کا سر معتز کے سامنے لایا گیا۔ اسی سال ماہ رجب میں معتز نے اپنے بھائی مؤید کو ولی عہدی سے معزول کیا اور اسے زدوکوب کر کے قید کر دیا۔ چند دنوں کے بعد وہ مر گیا۔ معتز ڈرا کہیں لوگ اس پر بھائی کے قتل کا الزام نہ لگا دیں اس لیے اس نے قاضیوں کو جمع کیا۔ انہوں نے دیکھ کر کہا اس پر مار وغیرہ کا کوئی اثر نہیں تھا۔

ظلم ترکیاں

معتز ترکوں کے مقابلے میں بہت ضعیف تھا۔ ایک دفعہ ان کے بڑے بڑے رئیسوں نے جمع ہو کر کہا ہمیں کچھ دلوائیے کہ ہم صالح بن وصیف کو قتل کر دیں۔ معتز اس شخص سے بہت ڈرا کرتا تھا۔ اس وقت بیت المال میں کچھ بھی مال موجود نہ تھا۔ اس لیے اپنی ماں سے جا کر کچھ روپے مانگے۔ اس نے دینے سے انکار کیا۔ اس پر ترکوں نے اسے معزول کرنے پر اتفاق کر لیا اور صالح بن وصیف اور محمد بن بغا نے بھی ان کا ساتھ دیا۔ پھر ہتھیار لگا کر ترک دارالخلافہ میں چلے آئے اور معتز کو بلا بھیجا۔ اس نے کہلا بھیجا میں نے دوا پی ہے اور کمزور ہو رہا ہوں اس لیے باہر نہیں آ سکتا۔ ترکوں سے بہت سے اندر داخل ہو گئے اور اسے پاؤں سے پکڑ کر باہر لے آئے اور خوب زدوکوب کیا۔ گرمی کے دن تھے اس کو دھوپ میں کھڑا کر دیا اور طمانچے مار مار کر

کہنے لگے اپنے آپ کو معزول کر۔ پھر قاضی ابن شوراب اور گواہوں کو بلالیا اور اسے معزول کردیا۔ پھر بغداد سے محمد بن واثق جسے معتز نے نظر بند کررکھا تھا' سامرا بلالیا۔ معتز نے حکومت اس کے سپرد کردی اور خود اس کی بیعت کرلی۔ اس واقعہ کے چند روز بعد لوگ معتز کو حمام میں لے گئے۔ نہانے کے بعد اس نے پانی مانگا تو پانی نہ دیا اور وہاں سے نکال کر اسے برف کا پانی پلایا جس کے پینے کے بعد وہ مرگیا۔ یہ واقعہ شعبان 255 ہجری میں ہوا۔ معتز کی ماں قبیحہ پہلے تو چھپ رہی' مگر رمضان میں پھر آ گئی اور صالح بن وصیف کو بہت سا مال عطا کیا جس میں تیرہ لاکھ دینار نقد تھے اور ایک زمردوں سے بھرا ہوا برتن تھا اور ایک بڑا مٹکا تھا جو بڑے بڑے موتیوں سے بھرا ہوا تھا اور ایک مٹکا یاقوت احمر کا تھا۔ اس کے علاوہ اور بہت سی چیزیں تھیں۔ جب ابن وصیف نے اس مال کو دیکھا تو کہنے لگا اس کمبخت عورت نے پچاس ہزار دینار کے بدلے اپنے بیٹے کو قتل کروا ڈالا' حالانکہ اس کے پاس اس قدر مال کثیر موجود تھا۔ ابن وصیف نے وہ سب مال لے لیا اور قبیحہ کو مکہ میں بھیج دیا۔ وہ معتمد کے خلیفہ ہونے تک وہیں رہی۔ پھر اسے سامرا میں منگوالیا اور سامرا میں ہی وہ 246 ہجری میں فوت ہوگئی۔

معتز کے عہد خلافت میں درج ذیل علماء فوت ہوئے:

سری سقطی' ہارون بن سعید ایلی' داری صاحب مسند' عتبی صاحب مسائل عتبہ اور دیگر حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ۔

المہتدی باللہ

المہتدی باللہ محمد ابو محمد اسحٰق بن واثق بن معتصم بن الرشید۔ اس کی ماں بھی ام ولد تھی جس کا نام وردہ تھا۔ یہ اپنے دادا کے عہد خلافت میں 210 ہجری کے بعد پیدا ہوا اور 29 رجب 255 ہجری میں تخت نشین ہوا۔ اس سے اس وقت تک کسی نے بیعت نہ کی جب تک معتز نے خلافت اس کے سپرد نہ کردی تھی اور گواہوں سے گواہی نہ لے لی تھی معتز خلافت کے لائق نہیں اور معتز نے بھی اقرار کرلیا اور مہتدی سے بیعت کرلی۔ پھر مہتدی صدر مجلس میں آ بیٹھا۔

مہتدی کا نقشہ

مہتدی گندم گوں' دبلا پتلا' خوبصورت' پرہیزگار' عابد' عادل اور احکام خداوندی کے اجراء

میں سخت تھا۔ لیکن اس کا کوئی مددگار ہی نہ بنا۔ خطیب کہتے ہیں۔ تخت پر بیٹھنے سے قتل ہونے تک ہر روز روزہ رکھتا تھا۔

نمک، سرکہ اور زیتون

ہاشم بن قاسم کہتے ہیں۔ ایک دفعہ ماہ رمضان میں شام کے وقت میں مہتدی کے پاس بیٹھا تھا۔ اچانک میں جانے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا۔ مہتدی کہنے لگا بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا۔ پھر اس نے آگے ہو کر نماز پڑھائی۔ بعد ازاں کھانا منگوایا تو ایک بید کی ڈلیا میں کھانا آیا جس میں میدہ کی روٹیاں تھیں۔ ایک برتن میں نمک تھا۔ ایک میں سرکہ تھا اور ایک میں روغن زیتون تھا۔ مجھ سے بھی کھانے کو کہا۔ میں نے کھانا شروع کیا۔ مجھے خیال تھا کھانا اور آئے گا۔ مہتدی نے میری طرف دیکھ کر کہا تم روزہ دار نہیں تھے۔ میں نے کہا ہاں۔ پھر پوچھا کیا کل روزہ نہیں رکھو گے؟ میں نے کہا رکھوں گا کیوں نہیں رکھوں گا' رمضان کا مہینہ ہے۔ کہنے لگا پھر اچھی طرح کھاؤ کیونکہ اور کھانا نہیں آئے گا۔ میں نے متعجب ہو کر پوچھا یہ کیا معاملہ ہے؟ خدا نے آپ کو تمام نعمتیں عطا کی ہیں۔ مہتدی کہنے لگا بات تو یوں ہی ہے۔ مگر میں نے غور کیا تو بنوامیہ میں عمر بن عبدالعزیز کو پایا۔ وہ کم کھانے اور فکر رعایا کی فکر میں کیسے لاغر ہو گئے تھے۔ میں نے اپنے خاندان پر نگاہ ڈالی تو مجھے بڑی غیرت آئی۔ اس لیے میں نے اپنے آپ پر یہ کچھ الزام کر لیا جو تم دیکھ رہے ہو۔

سچ کی قدر

جعفر بن عبدالواحد کہتے ہیں۔ ایک دفعہ میں مہتدی کے ساتھ گفتگو کر رہا تھا۔ اثنائے کلام میں میں نے کہا احمد بن حنبل بھی ایسا ہی کہا کرتے تھے۔ وہ اس معاملہ میں اپنے بزرگوں کے خلاف تھے۔ مہتدی نے کہا خدا احمد بن حنبل پر رحم کرے۔ بخدا اگر مجھے اپنے باپ سے قطع تعلق جائز ہوتا تو میں ضرور کر لیتا۔ پھر مجھے کہا حق بات کہا کرو کیونکہ میری نگاہ میں سچے کی قدر و منزلت بڑھ جاتی ہے۔

سخت ممانعت اور سختی

نفطویہ کہتے ہیں۔ بعض ہاشمیوں نے مجھ سے بیان کیا مہدی کا ایک جامہ دان تھا جس

میں ایک پشم کا جبہ اور ایک چادر تھی جسے رات کے وقت پہن کر نماز پڑھا کرتا تھا۔ اس نے لہو ولعب کو چھوڑ دیا تھا اور گانے بجانے کو حرام ٹھہرایا تھا اور عاملانِ (گورنر حضرات) کو ظلم کرنے سے ممانعت کردی تھی۔ حساب و کتاب میں نہایت سختی کردی تھی۔ منشیوں سے خود بیٹھ کر حساب لیا کرتا تھا۔ دو چار آدمیوں کو کل کر نہیں بیٹھنے دیتا تھا۔ بہت سے امیروں کو سزا دی تھی اور جعفر بن محمود کو جلاوطن کر کے بغداد میں بھیج دیا تھا کیونکہ وہ رافضی تھا۔

حلف اٹھایئے

موسیٰ بن بغا "رے" سے سامرا میں آیا تا کہ صالح بن وصیف کو معتز اور اس کی ماں کا مال چھیننے کے بدلے میں قتل کرے۔ عوام الناس نے ابن وصیف کو کہا اے فرعون تیرا موسیٰ آ پہنچا ہے۔ موسیٰ بن بغا نے آ کر مہتدی کے پاس حاضر ہونے کا اذن چاہا۔ اس وقت وہ دارالعدل میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے انکار کردیا۔ موسیٰ بن بغا اپنے ملازمین کو ساتھ لیے زبردستی اندر گھس آیا اور محل کو لوٹ لیا اور مہتدی کو پکڑ کر ایک کمزور گھوڑے پر سوار کر کے دار ناجود میں لے گیا۔ مہتدی نے کہا موسیٰ ذرا خدا سے ڈر۔ آخر تیری کیا نیت ہے؟ اس نے کہا بخدا میری نیت بخیر ہے۔ آپ حلف اٹھایئے کہ صالح کی طرفداری نہ کریں گے۔ اس نے حلف اٹھالیا تو سب نے اس سے بیعت کرلی۔ پھر انہوں نے صالح کی تفتیش شروع کردی تا کہ اس سے اس کے افعالِ بد کی پرسش کریں۔ مہتدی روپوش ہوگیا۔ مہتدی نے صلح کی کوشش کی۔ اس پر خلیفہ پر اتہام لگایا گیا کہ اسے وہ جگہ معلوم ہے جہاں صالح جا کر چھپا ہے۔ اس میں بات بڑھ گئی اور لوگ مہتدی کو معزول کرنے پر آمادہ ہوگئے۔ دوسرے دن مہتدی تلوار لٹکائے ہوئے باہر نکلا اور کہا مجھے تمہارا ارادہ معلوم ہوگیا ہے۔ مجھے مستعین و معتز کی طرح نہ سمجھنا۔ بخدا میں اپنا بندوبست کر کے نکلا ہوں اور وصیتیں بھر کر آیا ہوں۔ جب تک اس تلوار کا قبضہ میرے ہاتھ میں ہے، میں لڑوں گا۔ آخر دین، حیا اور آرام بھی کوئی چیز ہے۔ معلوم نہیں لوگ خداوند قدوس اور خلفاء کی مخالفت پر کیوں دلیر ہوجاتے ہیں؟ پھر کہا مجھے صالح کی کوئی خبر نہیں۔ یہ سن کر لوگ اس سے راضی ہوگئے اور واپس چلے آئے۔

باکیال کو خط

موسیٰ نے منادی کرادی جو شخص صالح کو حاضر کرے گا، اسے دس ہزار دینار انعام دیا

جائیگا۔ لیکن وہ کسی کو نہ ملا۔ اتفاق سے ایک غلام دوپہر کے وقت ایک کوچہ میں داخل ہوا۔ ایک مکان کا دروازہ کھلا دیکھ کر اندر چلا گیا۔ دیکھا کہ صالح سو رہا ہے اور اس کے پاس کوئی نہیں۔ جلدی سے جا کر موسیٰ بن بغا کو خبر دی۔ اس نے آدمی بھیج کر اسے قتل کروا دیا اور اس کا سر کاٹ کر شہر میں تشہیر کی۔ مہتدی کو اس کا یہ واقعہ نہایت ناگوار گزرا مگر ظاہر کچھ نہ کیا۔ پھر جب موسیٰ با کیال کو ساتھ لے کر "سن" کی طرف چلا گیا تو مہتدی نے با کیال کو خفیہ خط لکھا کہ تم موسیٰ اور مفلح کو قتل کر دو یا قید کر لو تو تمہیں سب ترکوں کا سردار بنا دیا جائے گا۔ با کیال نے یہ خط موسیٰ کو دکھا دیا اور کہا میں اس بات کو پسند نہیں کرتا۔ موسیٰ یہ خط دیکھ کر ہی آگ بگولا ہو گیا اور مہتدی کے قتل کا قصد کر کے وہیں سے اس کی طرف لوٹ پڑا۔

مار ڈالا

مہتدی کی طرف سے اہل مغرب اور فرغانہ وغیرہ نے خوب مقابلہ کیا اور ایک ہی دن میں چار ہزار ترک قتل کر دیئے گئے۔ مگر آخر خلیفہ کے لشکر کو شکست ہوئی اور وہ گرفتار ہو گیا۔ دشمنوں نے اس کے خصیے دبا کر اسے مار ڈالا۔ یہ واقعہ رجب 256 ہجری میں پیش آیا۔ اس حساب سے اس کی خلافت 15 یوم کم ایک سال بنتی ہے۔

دُعا کرو

کہتے ہیں جب ترکوں نے مہدی پر نرغہ کیا تو عوام الناس نے مسجدوں اور گھروں کی دیواروں پر اشتہار لگائے کہ اے مسلمانو! دعا کرو خدا ہمارے خلیفہ کو جو عمر بن عبدالعزیز کی طرح عادل ہے دشمنوں پر فتح عطا فرمائے۔

المعتمد علی اللہ

المعتمد علی اللہ ابو العباس بن احمد بن متوکل بن معتصم بن رشید 229 ہجری میں پیدا ہوا۔ اس کی والدہ رومیہ تھی جس کا نام فتیان تھا۔ مہتدی کے قتل کے وقت معتمد جو "سن" میں قید تھا' لا کر اسے تخت پر بٹھا دیا اور سب نے اس سے بیعت کر لی۔ اس نے اپنے بھائی موفق کو مشرق کا حاکم بنا دیا اور المفوض الی اللہ اس کا لقب مقرر کیا اور خود لہو و لعب میں ایسا مشغول ہوا کہ رعیت کی خبر گیری چھوڑ دی۔ لوگ اس سے ناخوش ہو کر اس کے بھائی کی طرف مائل ہو گئے۔

لشکر کا سردار

اس کے عہد خلافت میں زنگیوں نے بصرہ اور اس کے گردونواح پر قبضہ کرلیا اور شہروں کو تباہ کیا اور خون کی ندیاں بہادیں اور بہت سے لوگوں کو قید کرلیا۔ خلیفہ کے لشکر کے ساتھ ان کی کئی لڑائیاں ہوئیں اکثر جگہ لشکر کا سردار موفق ہی تھا۔

خلیفہ کیلئے دعائیں

ابھی یہ شورش فرو نہ ہونے پائی تھی کہ عراق میں سخت وباء پھیلی جس سے بہت سے لوگ مر گئے اور بعد ازاں بہت سے زلزلے آئے جن میں ہزاروں جانیں ضائع ہوگئیں۔ زنگیوں سے 256 ہجری سے لیکر 270 ہجری تک مسلسل جنگ رہی جس میں صولی کے بقول 15 لاکھ آدمی مارے گئے۔ آخر اس سال میں زنگیوں کا سردار بہبود (خدا اس پر لعنت کرے) قتل ہوگیا۔ جب اس جنگ سے نجات ملی' یہ شخص رسالت کا دعویٰ کرتا تھا اور کہتا تھا میں عالم الغیب ہوں۔ منبر پر کھڑا ہوکر حضرت عثمان' حضرت علی' حضرت معاویہ' طلحہ زبیر اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم کو گالیاں دیا کرتا تھا۔ علوی عورتوں کو اپنے لشکر میں دو یا تین درہموں میں بیچ دیتا تھا۔ ہر ایک زنگی کے پاس دس دس علوی عورتیں تھیں۔ جن میں سے ہر ایک کے ساتھ وہ برا کرتے اور ان سے خدمت لیتے۔ جب یہ خبیث قتل ہوا اور اس کا سر نیزے پر رکھ کر بغداد میں لایا گیا تو لوگوں نے بڑی خوشیاں منائیں اور خلیفہ موفق کے لیے دعائیں کیں۔ شعراء نے اس کی صفت میں قصائد مدحیہ لکھے۔ جتنے شہر زنگیوں نے فتح کیے تھے' وہ تمام پھر سے خلیفہ کے قبضہ میں آگئے۔

ایک سو پچاس دینار میں

260 ہجری میں حجاز وعراق میں سخت قحط پڑا' حتیٰ کہ بغداد میں ایک کر (بہتر کاو گندم) ایک سو پچاس دینار (یعنی 125 روپے) سے فروخت ہونے لگا۔ اسی سال رومیوں نے شہر لوکو پر قبضہ کرلیا۔

دو جھنڈے

261 ہجری میں معتمد نے اپنے بعد اپنے بیٹے المفوض الی اللہ جعفر کے لیے بعد ازاں

WWW.NAFSEISLAM.COM

اپنے بھائی موفق طلحہ کے لیے لوگوں سے ان کی ولی عہدی کی بیعت لی اور اپنے بیٹے کو مغرب شام جزیرہ اور آرمینیہ کا حاکم بنایا اور اپنے بھائی کو مشرق عراق بغداد حجاز یمن فارس اصفہان ری خراسان طبرستان بجستان اور سندھ کا حاکم بنایا اور ہر ایک کے لیے دو جھنڈے بنوائے۔ ایک سفید اور ایک سیاہ اور یہ بھی قید لگادی کہ اگر میں اپنے بیٹے کے بالغ ہونے سے قبل مر جاؤں تو میری جگہ تخت پر میرا بھائی بیٹھے۔ پھر یہ ایک دستاویز لکھ کر قاضی القضاۃ ابن شوارب کو دیکر روانہ کیا تا کہ خانہ کعبہ میں لٹکا دیا جائے۔

کعبہ پر پردہ

266 ہجری میں رومیوں نے دیار بکر پر قبضہ کرلیا اور بہت سے لوگوں کو تہ تیغ کیا۔ اہل جزیرہ اور موصل وہاں سے بھاگ آئے۔ اس سال بدویوں نے کعبہ کے پردہ کو لوٹ لیا۔

اللہ کی حفاظت

267 ہجری میں احمد بن عبداللہ حجابی نے خراسان کرمان اور بجستان پر قبضہ کرلیا اور عراق کو فتح کرنے کا قصد کیا اور سکوں پر ایک طرف اپنا اور دوسری طرف معتمد کا نام نقش کرایا۔ یہ نہایت عجیب بات ہے۔ اس سال کے آخر میں اس کے غلاموں نے اسے قتل کرڈالا اور خدا تعالیٰ نے لوگوں کو اس کے شر سے محفوظ رکھا۔

کسی بہانہ سے

269 ہجری میں معتمد کی اپنے بھائی موفق سے بدگمانی بڑھ گئی کیونکہ 264 ہجری میں اس نے معتمد پر فوج کشی کی تھی۔ مگر پھر صلح ہوگئی تھی۔ آخر اسی سال معتمد نے مصر کے نائب ابن طولون سے خط و کتابت کر کے ایک رائے پر اتفاق کیا اس لیے ابن طولون فوج لیکر دمشق میں آ گیا اور معتمد سیر و شکار کے بہانے سے سامرا کی طرف چلا گیا۔ جب موفق کو اس بات کی خبر ملی تو اس نے اسحاق بن کنداج کو لکھا کہ کسی بہانہ سے معتمد کو واپس کر۔ ابن کنداج یہ خط پڑھ کر نصیبین سے سوار ہو کر موصل اور حدیثہ کے درمیان معتمد کو جاملا اور کہنے لگا بھائی آپ کا دشمن ہو رہا ہے اور آپ اپنے دارالسلطنت سے نکل کھڑے ہوئے ہیں۔ اگر یہ امر آپ کے دشمن پر ظاہر ہو جائے تو وہ آپ کے آباؤ اجداد کے ملک پر قابض ہو جائے گا۔ پھر اس نے معتمد کے

ساتھ اپنے چند سپاہی کر دیئے۔ پھر معتمد کو پیغام بھیجا یہ مقام آپ کے ٹھہرنے کا نہیں ہے۔ آپ فوراً واپس چلے جائیے۔ معتمد نے اس سے کہا قسم اٹھاؤ کہ تم میرے ساتھ چلو گے اور مجھے موفق کے سپرد نہ کرو گے۔ اس نے قسم کھالی اور سامرا تک اس کے ساتھ گیا۔ راستے میں ساعد بن مخلد کاتب موفق ملا۔ ابن کنداج نے معتمد کو اس کے سپرد کر دیا۔ اس نے معتمد کو احمد بن خصیب کے گھر جا اتارا اور دارالخلافہ میں نہ جانے دیا اور پانچ سو سپاہیوں کو اس کی حراست کے واسطے مقرر کر دیا۔ جب موفق کو اس بات کی خبر ملی تو وہ بہت خوش ہوا اور اسحٰق کو بہت سی خلعتیں اور مال عطا کیا اور اسے (ذوالوزارتین) کا لقب عطا کیا۔ صاعد برابر معتمد کے ساتھ رہا۔ مگر معتمد بالکل اس کے قبضے میں تھے۔ اس بارے میں معتمد نے یہ اشعار کہے:

اَلَيْسَ مِنَ الْعَجَائِبِ اِنَّ مِثْلِیْ يَرىٰ مَاقَلَّ مُمْتَنِعًا عَلَيْهِ

ترجمہ: کیا یہ عجیب بات نہیں کہ میرے جیسا آدمی ایسی شے کم دیکھتا ہے جو اس سے منع کی گئی ہے۔

تَوَكَّلَ بِاِسْمِهِ الدُّنْيَا جَمِيْعًا وَمَا مِنْ ذَاکَ شَیْئٌ فِیْ يَدَيْهِ

ترجمہ: تمام دنیا اس کے نام پر بھروسہ کرتی ہے لیکن اس کے ہاتھ میں کچھ نہیں۔

اِلَيْهِ تُحْمَلُ الْاَمْوَالُ طُرًّا وَيُمْنَعُ بَعْضُ مَا يُجْبٰی اِلَيْهِ

ترجمہ: تمام اموال اس کی طرف بھیجے جاتے ہیں' لیکن ان پر اسے دسترس حاصل نہیں۔

بکار جیسا عالم

معتمد ہی پہلا خلیفہ ہے جو مقہور ہوا اور اسے روکا گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد معتمد واسط میں بھیجا گیا۔ ابن طولون کو جب اس بات کی خبر پہنچی تو اس نے تمام قاضیوں اور سرداروں کو جمع کر کے کہا موفق نے امیر کے ساتھ عہد شکنی کی ہے۔ اس لیے اسے معزول کر دو۔ تمام اس بات کو مان گئے۔ مگر قاضی بکیر بن قتیبہ نے کہا تم ہی معتمد کا وہ خط جس میں موفق کی ولی عہدی کا لکھا تھا' لائے تھے۔ اب اس کے معزول کرنے کا خط لاؤ۔ ابن طولون نے کہا امیر نظر بند ہے۔ قاضی نے کہا میں نہیں جانتا۔ ابن طولون نے کہا کیا تم لوگوں کو اس بات نے دھوکے میں ڈال دیا ہے کہ بکار جیسا کوئی عالم دنیا میں نہیں ہے۔ شاید تم سٹھیا گئے ہو۔ پھر ابن طولون نے اسے قید کر لیا اور اس کے تمام عطیات جو دس ہزار دینار تھے' ضبط کر لیے۔ کہتے ہیں یہ سب دینار

قاضی کے گھر میں مہریں لگے پڑے تھے۔ جب موفق کو یہ خبر ملی تو اس نے حکم دیا کہ ابن طولون کو برسر منبر لعنت کی جائے۔

عراقی لشکر

شعبان 270 ہجری میں معتمد سامرا میں واپس لایا گیا اور بغداد میں گیا۔ محمد بن طاہر تلوار لیے اس کے آگے تھا اور لشکر خدمت میں تھا اور دکھائی یہ دیتا تھا گویا وہ نظر بند ہی نہیں ہے۔ اس سال ابن طولون فوت ہوا۔ موفق نے اپنے بیٹے ابوالعباس کو اس کی جگہ مقرر کر دیا اور عراقی لشکر دے کر اسے مصر میں روانہ کر دیا۔ ادھر خمارویہ بن احمد بن طولون اپنے باپ کی جگہ مسلط ہو چکا تھا۔ ابوالعباس اور اس کے درمیان ایسی لڑائی ہوئی کہ خون کی ندیاں بہہ گئیں اور آخر میدان مصریوں کے ہاتھ میں ہی رہا۔

رومیوں کا حملہ

اسی سال نہر عیسیٰ کا بند ٹوٹ گیا اور بغداد کے محل کرخ تک پانی چڑھ آیا جس سے سات ہزار مکان گر گئے۔ اسی سال رومیوں نے ایک لاکھ فوج کیساتھ طرطوس پر حملہ کیا۔ مگر فتح مسلمانوں کو ہوئی اور بیشمار مال غنیمت بھی ہاتھ آیا۔

دعوئ مہدیت

اسی سال عبداللہ بن عبید نے جو بنی عبید کا مورثِ اعلیٰ تھا' یمن میں مہدیت کا دعویٰ کر دیا اور برابر 278 ہجری تک قائم رہا۔ اسی سال اس نے حج کیا۔ قبیلہ کنانہ کے لوگوں نے اس کا حال دیکھ کر تہایت تعجب کا اظہار کیا۔ وہ انہیں اپنے ساتھ مصر میں لے گیا۔ بعدازاں انہیں مغرب میں بھی اپنے ساتھ لے گیا۔ بس یہیں سے مہدی کو ترقی ہوئی۔

ٹکسالوں کا حکم

271 ہجری میں ہارون بن ابراہیم ہاشمی ٹکسالوں کا حاکم ہوا تو اس نے اہل بغداد کو حکم دیا لین دین کا معاملہ پیسوں سے کیا کریں۔ انہوں نے مجبوراً منظور کر لیا۔ مگر پھر چھوڑ دیا۔

قبلہ اور حج کی جگہ

278 ہجری میں دریائے نیل کا پانی بالکل سوکھ گیا اور مصر میں سخت قحط پڑ گیا۔ اسی سال

موفق مر گیا اور معتمد کو اس سے رہائی مل گئی۔ اسی سال کوفہ میں قبیلہ قرامطہ ظاہر ہوا۔ یہ لوگ ایک قسم کے ملحد تھے۔ کہا کرتے تھے جنابت سے غسل نہیں اور شراب حلال ہے اور اذان میں وان محمد بن الحنیفة رسول الله زیادہ کرلیا تھا۔ نیز کہتے ہیں سال بھر میں صرف دو روزے رکھنے چاہئیں۔ ایک نوروز کے دن اور دوسرا مہرجان کے دن اور قبلہ اور حج کی جگہ بیت المقدس ہی ہے۔ ان کے علاوہ اور بہت سی خرافات ایجاد کی تھیں۔ بہت سے جاہل ان کے تابع ہو گئے تھے جو نہ مانتا تھا اس کو سخت تکلیفیں دیا کرتے تھے۔

کتب فروشوں سے

279 ہجری میں ابوالعباس بن موفق کے غلبہ سے معتمد کو نہایت ضعف پہنچا کیونکہ تمام لشکر ابوالعباس کی اطاعت میں چلا گیا تھا۔ اس پر معتمد نے ایک عام اجلاس کیا اور سب کے سامنے اپنے بیٹے مفوض کو ولی عہدی سے معزول کر دیا اور خود ابوالعباس سے بیعت کر لی اور اس کا لقب معتضد مقرر کیا۔ اسی سال معتضد نے حکم کیا کہ کوئی نجومی اور قصہ گو راستے میں نہ بیٹھے اور کتب فروشوں سے حلف لے لیا کہ وہ فلسفہ اور مناظرہ کی کتابیں فروخت نہ کریں۔ اسی سال چند ماہ کے بعد اتوار کی رات بتاریخ انتیس رجب المرجب تیئس برس سلطنت کر کے معتمد اچانک وفات پا گیا۔

رات سوتے میں

بعض کہتے ہیں اسے زہر دیا گیا تھا اور بعض کہتے ہیں رات کو اس کا گلا گھونٹ دیا گیا تھا۔

اس کے عہد خلافت میں درج ذیل علماء فوت ہوئے:

امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، ربیع جیزی، ربیع مرادی، مزنی، یونس بن عبدالاعلی، زبیر بن بکار، ابوالفضل ریاشی، محمد بن یحییٰ ذہلی، حجاج بن شاعر، عجلی حافظ، قاضی القضاۃ بن ابی شوارب، قاری سوسی، عمر بن شیبہ، ابوزرعہ رازی، محمد بن عبداللہ بن عبدالحکیم، قاضی بکار، داؤد ظاہر، ابن دارہ، بقی بن مخلد، ابن قتیبہ، ابوحاتم رازی وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ

عبداللہ بن معتز نے معتمد کی مدح میں یہ اشعار کہے۔

یَاخَیْرَ مَنْ تَرْجِی الْمَطِیَّ بِہٖ وَمِمَّنْ حَبْلَ الْعَهْدِ مُوَثَّقَةٌ

ترجمہ: اے ان تمام لوگوں سے بہتر جنہیں سواریاں باامن لے جاتی ہیں اور جن سے

عہد کی رسی مضبوط ہوتی ہے۔

اَضْحٰی عِنَانُ الْمُلْکِ مُقْتَسِرًا بِیَدَیْکَ تَحْبِسُهٗ وَتَطْلِقُهٗ

ترجمہ: ملک کی لگام تیرے ہاتھ میں مقہور ہے۔ اگر چاہے روک لے اور اگر چاہے چھوڑ دے۔

فَاَحْکَم لَکَ الدُّنْیَا وَسَاکِنَها مَاصَافَ سَهْم" اَنْتَ مُوَفَّقَهٗ

ترجمہ: پس دنیا اور اس کے رہنے والے آپ کے مطیع ہیں کیونکہ جس تیر کا چلہ آپ چڑھائیں وہ کبھی نشانے سے متجاوز نہیں ہوتا۔

جب معتمد قید (نظر بند) کیا گیا تو اس نے یہ اشعار کہے تھے:

اَصْبَحْتُ لَا اَمْلِکُ دَفْعًا لِمَا اَسَامَ مِنْ خَسَفٍ وَمِنْ ذِلَّهٗ

ترجمہ: مجھے ذلت وخواری سے جو تکلیف ہو رہی ہے مجھے اس کے دفعہ کرنے کی طاقت نہیں۔

تَمْضِیْ اُمُوْرُالنَّاسِ دُوْنِیْ وَلَاَ یَشْعُرُنِیْ فِیْ ذِکْرِهَا قِلَّهٗ

ترجمہ: لوگوں کے تمام امور جاری ہوتے ہیں اور مجھے خبر تک نہیں ہوتی اور ان میں میرا ذکر تک نہیں آتا۔

اِذَا اشْتَهَیْتُ الشَّیَ وَلَوَابِهٖ عَنِّیْ وَقَالُوْا هٰهُنَا عِلَّهٗ

ترجمہ: جب میں کسی چیز کو چاہتا ہوں تو وہ مجھ سے لے جاتے ہیں اور کہتے ہیں اس میں بیماری ہے۔

صولی کہتے ہیں معتمد کا ایک کاتب ملازم تھا جو اس کے اشعار کو سونے کے پانی سے لکھا کرتا تھا۔ ابوسعید حسن بن سعید نیشاپوری نے معتمد کے مرثیہ میں ذیل کے اشعار کہے:

لَقَدْ قَرَّ طَرْفُ الزَّمَانِ النَّکِدِ وَکَانَ سَخِیْنًا کَلِیْلًا رَمَدٖ

ترجمہ: منحوس وشوم زمانے کی آنکھ میں ٹھنڈک آ گئی ہے حالانکہ اس سے پہلے گرم اور دکھی تھی۔

وَبَلَغَتِ الْحَادِثَاتِ الْمُنٰی بِمَوْتِ اِمَامِ الْهُدٰی الْمُعْتَمِدٖ

ترجمہ: امام الہدیٰ معتمد سے حوادث زمانہ اپنی مراد کو پہنچ گئے۔

وَلَمْ یَبْقَ لِیْ حَذْرُ بَعْدَهٗ فَدُوْنَ الْمَصَائِبِ فَلْتَجْتَهِدٖ

ترجمہ: اب کے اس مرنے کے بعد مجھے کوئی خوف نہیں رہا۔ پس اب وہ جو چاہیں کریں۔

المعتضد باللہ

المعتضد باللہ ابوالعباس بن موفق طلحہ بن متوکل بن معتصم بن رشید ماہ ذوالقعدہ 242 ہجری میں پیدا ہوا۔ صولی کہتے ہیں ربیع الاوّل 243 ہجری میں پیدا ہوا تھا۔ اس کی ماں ام ولد تھی جس کا نام صواب تھا جبکہ بعض کہتے ہیں حرز یا ضرار تھا۔ اس کے چچا معتمد کے مرنے کے بعد رجب 279 ہجری میں اس سے بیعت کی گئی۔ نہایت خوبصورت' شجاع' صاحب رعب و دبدبہ اور ذہین شخص تھا اور خلفائے بنی عباس سے نہایت سخت گیر تھا۔ شیر پر اکیلا ہی حملہ کیا کرتا تھا اور رحم بہت ہی کم کیا کرتا تھا۔ جب کسی افسر پر خفا ہوتا تو اسے زندہ گڑوا دیا کرتا تھا۔ نہایت با سیاست خلیفہ گزرا ہے۔

سچ سچ بتلاؤ

عبداللہ بن حمدون کہتے ہیں۔ یہ ایک دفعہ شکار کے لیے باہر نکلا اور ایک ککڑیوں کے کھیت کے پاس خیمہ لگایا۔ میں بھی ساتھ تھا۔ کھیت کا محافظ چلایا۔ معتضد نے کہا اسے میرے پاس لاؤ۔ اسی وقت اسے حاضر کیا گیا تو معتضد نے پوچھا کیا معاملہ تھا؟ اس نے کہا میرے کھیت میں تین غلام آ گھسے تھے اور انہوں نے اسے خراب کر دیا ہے۔ وہ تینوں اسی وقت حاضر کیے گئے اور اگلے روز ان تینوں کی اسی کھیت میں گردنیں اڑا دی گئیں۔ اس واقعہ کے کئی روز بعد مجھے معتضد نے پوچھا مجھے سچ سچ بتلاؤ لوگ مجھ سے کس بات سے ناراض رہتے ہیں۔ میں نے کہا آپ کی خونریزی کے باعث۔ کہنے لگا بخدا جب سے میں تخت پر بیٹھا ہوں' میں نے کوئی ناحق خون تو نہیں کیا۔ میں نے کہا آپ نے احمد بن طیب کو کیوں قتل کروایا تھا؟ کہنے لگا وہ مجھے ملحد بنانا چاہتا تھا۔ میں نے کہا ان تینوں آدمیوں کو جو کھیت میں گھس آئے تھے' آپ نے کیوں قتل کرایا۔ کہنے لگا میں نے تو چوروں کو قتل کیا ہے اور مجھے یقین دلایا گیا تھا کہ وہ یہی ہیں۔

کبھی نہ کھولا

قاضی اسمٰعیل کہتے ہیں۔ میں ایک دن معتضد کے پاس گیا تو اس کے پیچھے کئی رومی نوجوان لڑکے جو نہایت حسین تھے' کھڑے تھے۔ میں نے ان کو غور سے دیکھا۔ جب میں اٹھنے لگا تو معتضد نے کہا مجھ سے بدگمان نہ ہونا' خدا کی قسم میں نے کبھی حرام پر اپنا ازار بند نہیں کھولا۔

کتاب جلادو

قاضی اسمٰعیل ہی کہتے ہیں۔ ایک دن معتضد کے پاس گیا تو مجھے ایک کتاب دی۔ میں نے اسے پڑھا تو اس میں اختلافی مسائل میں علماء کی لغزشیں بیان کی گئی تھیں (تاکہ معتضد ان مسائل میں رخصت پر عمل کرے) میں نے کہا اس کا مصنف زندیق (خداوآخرت کا منکر) ہے۔ معتضد نے کہا کیا یہ باتیں جھوٹ ہیں؟ میں نے کہا نہیں۔ بات یہ ہے جس نے مسکرات (نشہ لانے والی چیزیں) کو مباح کیا ہے۔ اس نے متعہ (اہل تشیع' شیعہ حضرات کا میعادی نکاح) کو مباح نہیں کیا اور جس نے متعہ کو جائز رکھا ہے' اس نے غنی کو جائز نہیں رکھا اور ہر ایک عالم سے کوئی نہ کوئی لغزش ہو ہی جایا کرتی ہے اور جس نے علماء کی ساری لغزشوں کو جمع کر کے اپنا معمول بہا (زیبائی خوبی) بنایا ہے تو اس کا دین گویا ضائع ہو گیا۔ معتضد نے اس کتاب کے جلا دینے کا حکم دیا۔

روح پھونکی

معتضد نہایت تیز خاطر اور جوانمرد تھا۔ بہت سی لڑائیاں لڑا اور غالب رہا۔ امر خلافت کو نہایت اچھی طرح نبھایا۔ لوگ اس سے بہت ڈرتے تھے' اور اس کی ہیبت کے باعث ہی سب فتنے وفساد جاتے رہے تھے اور اس کا زمانہ نہایت امن وآسائش کا زمانہ تھا۔ اس نے خراج کم کر دیا تھا اور عدل پھیلایا تھا اور ظلم کو دور کر دیا تھا۔ لوگ اسے سفاح ثانی کے نام سے بھی یاد کرتے تھے کیونکہ اس نے عباسیوں کی سلطنت میں جو بالکل زوال کے قریب جا پہنچی تھی' نئے سرے سے روح پھونک دی تھی۔ ابن رومی نے اسی مضمون کو یوں ادا کیا ہے: اشعار

هَنِيْئًا بَنِي الْعَبَّاسِ اِنَّ اِمَامَكُمْ ۔۔۔ اِمَامُ الْهُدٰى وَالْبَاسِ وَالْجُوْدِ اَحْمَدُ

ترجمہ: اے بنی عباس! تمہیں مبارک ہو کہ تمہارا امام صاحب ہیبت اور صاحب جودوکرم ہے

كَمَا بِاَبِي الْعَبَّاسِ اَنْشٰى مُلْكَكُمْ ۔۔۔ كَذَا بِاَبِي الْعَبَّاسِ اَيْضًا يُجَدَّدُ

ترجمہ: جیسا کہ ابوالعباس کے ساتھ تمہارا ملک شروع ہوا تھا' اسی طرح پھر ابوالعباس سے ہی اس کی تجدید کر دی گئی ہے۔

اِمَامٌ يَظَلُّ الْاَمْسَ يَعْمَلُ نَحْوَهٗ ۔۔۔ تَلَهُّفُ مَلْهُوْفٍ وَيُشْتَاقُهُ الْغَدُ

ترجمہ: یہ ایسا امام ہے گزشتہ کل اس کی طرح کام کرتا ہے اور آئندہ کل اس کا مشتاق رہتا ہے۔

ابن معتز نے اسی بارے میں یہ اشعار کہے ہیں:

اَمَا تَرٰی مُلْکَ بَنِیْ ھَاشِمٍ عَادَ عَزِیْزًا بَعْدَ مَا ذُلِّلَا

ترجمہ: کیا تو نہیں دیکھتا کہ ملوکیت بنی ہاشم ناخوش حالات میں رہنے کے بعد پھر باعزت اور آسودہ حالات میں لوٹ آئی ہے۔

یَا طَالِباً لِلْمُلْکِ کُنْ مِثْلَهٗ تَسْتَوْجِبُ الْمُلْکَ وَاِلَّا فَلَا

ترجمہ: اے ملک کو طلب کرنے والے تو بھی معتضد کی طرح کام کرتا کہ تو بادشاہت پالے ورنہ نہیں۔

نجومی اور افسانہ گو

خلافت کے شروع سال سے ہی اس نے کتب فروشوں کو فلسفہ اور اسی قسم کی کتابیں فروخت کرنے سے منع کر دیا تھا اور حکم دیا تھا کوئی نجومی یا فسانہ گو رستے میں نہ بیٹھے۔ اس نے خطبہ نہ پڑھا۔

سیاہ آندھی

280 ہجری میں داعی مہدیت ''قیروان'' پہنچا' مگر اس کا راز ظاہر ہو گیا اور حاکم افریقہ اور اس کے درمیان جنگ وجدال شروع ہوا۔ مگر اسے ترقی ہی ہوتی رہی۔ اسی سال دیبل سے خط آیا کہ ماہ شوال میں سورج کو گرہن لگا اور عصر تک سخت اندھیرا چھایا رہا اور اس کے بعد سیاہ آندھی آئی تھی جو رات کے تیسرے حصے تک رہی اور بعد ازاں سخت زلزلہ آیا جس سے شہر کا بہت سا حصہ گر گیا جس کے نیچے ایک لاکھ پچاس ہزار آدمی دب کر مر گئے۔

ایک رطل ایک درہم

281 ہجری میں بلاد روم سے مکور یہ فتح ہوا اور اسی سال ری اور طبرستان میں پانی کی ایسی کمی ہوئی کہ تین رطل (ڈیڑھ سیر) پانی ایک درہم میں بکتا تھا اور اس قدر قحط پڑا کہ لوگوں نے مردار کھانے شروع کر دیئے۔ اسی سال معتضد نے مکہ شریف میں آ کر دار الندوہ کو گرا کر وہاں ایک مسجد بنوا دی۔

آگ روشن کر کے

282ہجری میں معتضد نے منع کر دیا کوئی شخص نوروز کے دن آگ نہ روشن کرے اور نہ لوگوں پر پانی ڈالا کرے (پہلے لوگ نوروز کے دن آگ روشن کیا کرتے تھے اور لوگوں پر پانی ڈالا کرتے تھے) ان کے علاوہ بھی مجوسیوں کی باقی رسموں سے بھی منع کر دیا۔

دس صندوق

اسی سال خمارو یہ احمد بن طولون کی بیٹی قطر الندا ء سے خلیفہ کی شادی ہوگئی۔ ربیع الاول میں شب زفاف ہوئی۔ اس کے جہیز میں چار ہزار ازار بند ہی تھے جو جواہرات سے جڑاؤ تھے اور دس صندوق جواہرات کے بھرے ہوئے تھے۔

ورثہ کے دفاتر

283ہجری میں معتضد نے حکم دیا کہ ذوالارحام کو بھی میراث دی جائے اور ورثہ کے دفتر توڑ ڈالے۔ لوگوں نے اس پر معتضد کو بہت دعائیں دیں۔

سرخ چہرے

284ہجری میں مصر میں ایسی سرخی ظاہر ہوئی حتیٰ کہ لوگوں کے چہرے اور دیواریں سرخ دکھائی دیتی تھیں۔ لوگوں نے اس کے زائل ہونے کے لیے خشوع وخضوع سے دعائیں مانگیں اور یہ سرخی عصر سے رات تک رہی۔

ہر گوشہ میں

ابن جریر لکھتے ہیں۔ اسی سال معتضد نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر برسر منبر لعنت کرنے کا ارادہ کیا۔ وزیر عبید اللہ نے اسے اس بات سے ڈرایا کہ اس طرح عام لوگوں میں اضطراب (شش وپنج پریشانی) پیدا ہوگا۔ لیکن معتضد نے ایک نہ سنی اور ایک خط لکھا جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مناقب اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عیب مذکور تھے۔ قاضی یوسف نے کہا امیر! ان کے سننے سے لوگوں میں سخت فتنہ وفساد برپا ہوگا۔ کہنے لگا اگر کسی نے ذرا بھی حرکت کی تو اسے تلوار سے تہ تیغ کر دیا جائے گا۔ قاضی یوسف نے کہا آپ ان علویوں کا کیا کریں گے جو ہر گوشہ میں پھیلے ہوئے ہیں۔ جب وہ اپنے فضائل سنیں گے تو لوگ ان کی طرف

WWW.NAFSEISLAM.COM

مائل ہو جائیں گے اور آپ کے برخلاف ہتھیار اٹھالیں گے۔

پتھر برسے

285 ہجری میں بصرہ میں زرد آندھی آئی۔ پھر وہ سبز ہوگئی اور پھر سیاہ ہوگئی اور تمام ملک میں پہنچی۔ بعدازاں ژالہ باری ہوئی۔ ہر اولہ کا وزن ایک سو پچاس درہموں جتنا تھا۔ اس آندھی سے تقریباً پانچ سو کھجوروں کے درخت جڑوں سے اکھڑ گئے اور ایک گاؤں میں پتھر برسے۔ جن میں سے بعض سفید تھے اور بعض سیاہ رنگ کے تھے۔

قرمطی کا زور

286 ہجری میں بحرین میں ابوسعید قرمطی نے زور پکڑا۔ (یہ شخص ابوطاہر سلیمان کا باپ تھا) لشکر شاہی اور اس کے درمیان کئی جنگیں ہوئیں جس میں خلیفہ کو شکست ہوئی اور اس نے بصرہ اور اس کے گرد ونواح پر قبضہ کرلیا۔

اپنی گردن سے

خطیب اور ابن عساکر ابوحسین خصیبی سے روایت کرتے ہیں۔ ایک دفعہ معتضد نے قاضی ابوحازم کو پیغام بھیجا کہ میں نے فلاں شخص سے مال لینا ہے اور میں نے سنا ہے اس کے قرض خواہوں نے اس پر دعویٰ کیا تھا اور آپ نے انہیں مال دلوادیا ہے۔ ہمیں ان جیسا خیال کیجئے اور مال دلوادیجئے۔ قاضی حازم نے ایلچی سے کہا امیر سے کہہ دو۔ آپ اس وقت کو یاد کریں جبکہ آپ نے مجھے قاضی بنایا تھا اور کہا تھا میں نے امر عدالت اپنی گردن سے اتار کر تمہاری گردن میں ڈال دیا ہے اس لیے میں کسی کے دعویٰ کو بغیر شہادت کے کیسے مان سکتا ہوں؟ معتضد نے کہلا بھیجا فلاں دو بڑے معزز شخص میرے گواہ ہیں۔ قاضی حازم نے جواب دیا وہ میرے پاس آئیں اور آکر شہادت دیں۔ اگر ان کی گواہی قابل قبول ہوئی تو میں مان لوں گا ورنہ میں اپنا حکم جاری کروں گا۔ یہ سن کر وہ دونوں شخص ڈر گئے اور گواہی دینے سے اعراض کیا اور معتضد کو کچھ بھی نہ ملا۔

بحیرہ میں عمارت

ابن حمدون ندیم کہتے ہیں۔ معتضد نے ساٹھ ہزار دینار خرچ کرکے بحیرہ میں ایک

عمارت بنوائی جس میں وہ اپنی کنیزوں کے ساتھ رہا کرتا تھا۔ جن میں اس کی محبوبہ دریرہ بھی تھی۔ اس پر ابن بسام نے یہ اشعار کہے:

تَرَکَ النَّاسُ بَحَیْرَہ   وَتَخَلّٰی فِی الْبَحَیْرَہ

ترجمہ: لوگوں نے بحیرہ چھوڑ دیا۔ اب خلیفہ وہاں خلوت میں بیٹھتا ہے۔

قَاعِدًا یَضْرِبُ بِالطَّبَلِ   عَلٰی حَرِ دُرَیْرَہ

ترجمہ: اور دریرہ کی فرج پر بیٹھ کر طبل بجاتا ہے۔

بہت رویا

معتضد نے یہ اشعار سن لیے لیکن ظاہر نہ کیا اور اس محل کو ویران کرنے کا حکم دیدیا۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد دریرہ مرگئی۔ معتضد اس کے مرنے پر بہت رویا اور اس کے مرثیے میں یہ اشعار کہے: اشعار مرثیہ

یَا حَبِیْبًا لَمْ یَکُنْ   یَعْدِ لَہٗ عِنْدِیْ حَبِیْبٌ

ترجمہ: اے میری دوست جس کے برابر مجھے کوئی دوست عزیز نہیں۔

اَنْتَ عَنْ عَیْنِیْ بَعِیْدٌ   وَمِنَ الْقَلْبِ قَرِیْبٌ

ترجمہ: تو میری آنکھوں سے تو دور ہے ہی (مگر) دل سے قریب ہے۔

لَیْسَ لِیْ بَعْدَکَ فِیْ شَیْئٍ   مِنَ اللَّھْوِ نَصِیْبٌ

ترجمہ: تیرے بعد مجھے کسی کھیل کی رغبت نہیں رہی ہے۔

لَکَ مِنْ قَلْبِیْ عَلٰی قَلْبِیْ   وَاِنْ بِنْتَ رَقِیْبٌ

ترجمہ: اگر تو جدا ہو ہی گئی ہے مگر میرا دل ہی میرے دل پر تیرا رقیب ہے

وَخَیَالِیْ مِنْکِ مُذْغِبْتَ   خَیَالٌ لَا یَغِیْبُ

ترجمہ: اور جب سے تو مجھ سے غائب ہوگئی ہے میرا خیال مجھ سے لحہ بھر تم سے دور نہیں ہوتا۔

لَمْ تَرَانِیْ کَیْفَ لِیْ   بَعْدَکِ عَوْلٌ وَنَحِیْبٌ

ترجمہ: تو مجھے دیکھتی کہ تیرے بعد میں کیسے چیخ و پکار کر رہا ہوں۔

وَفُؤَادِیْ حَشْوَۃٌ مِنْ   حَرَقِ الْحُزْنِ لَھِیْبٌ

ترجمہ: اور میرا دل غم کی آگ سے کس قدر شعلے مار رہا ہے۔

وَلَتَيَقَّنْتَ بِاَنِّىْ فِيْكَ مَحْزُوْنٌ وَكَئِيْبٌ

ترجمہ: تو تجھے البتہ ضرور یقین آ جاتا کہ میں تیرے غم میں (کس قدر) غمگین ہوں۔

مَا اَرٰى نَفْسِىْ وَاِنْ سَلَّيْتُهَا عَنْكَ تَطِيْبُ

ترجمہ: میں تیری طرف سے نفس کو بہت تسلیاں دیتا ہوں لیکن امید نہیں کہ وہ خوش ہو۔

لِىْ دَمْعٌ لَيْسَ يَعْصِيْنِىْ وَ صَبْرٌ مَا يُجِيْبُ

ترجمہ: آنسو میری نافرمانی نہیں کرتے۔ یعنی ہر وقت بہتے رہتے ہیں۔ اور صبر میری اطاعت نہیں کرتا یعنی وہ پاس بھی نہیں پھٹکتا۔

ایک شاعر نے مستنصد کی تعریف میں یہ اشعار کہے ہیں:

طَيْفُ اَلَمْ بِذِىْ سَلَمْ بَيْنَ الْخِيَمْ يَطْوِىْ الْاَكَمْ

جَادَ بِنَعَمْ يَشْفِى السَّقَمْ مِمَّنْ لَثَمْ وَمُلْتَزَمْ

ترجمہ: خیال ریتیلوں کو طے کرتا ہوا ذی سلم کے خیموں میں آیا جس نے اسے بوسہ دیا (اس سے) بخشش کی خوش ہوا اور بغل میں لے لیا اس کی بیماریوں کو دور کر دیا۔

فِيْهِ هَضَمْ اِذَا يَضُمُّ دَاوِى الْاَلَمْ ثُمَّ انْصَرَمْ

فَلَمْ اَنَمْ شَوْقًا وَهَمْ اللُّوْمُ ذَمْ كَمْ ثُمَّ كَمْ

ترجمہ: جب اسے بغل میں لیا جائے تو وہ باریک کمر ہے۔ اس نے بیماریوں کو دور کر دیا اور چلا گیا۔ اس کے بعد میں اس کے شوق میں سویا نہیں ہوں۔ ملامت نے میری مذمت کی کہ تو کب تک آخر کب تک

نَوْمُ الْاَصَمْ اَحْمَدُ لَمْ كُلُّ الثُّلَمْ مِمَّا انْهَدَمْ

هُوَا الْعَلَمْ وَالْمُعْتَصَمْ خَيْرُ النَّسَمْ خَالاً وَّعَمْ

ترجمہ: (تو کب تک) بہروں کی نیند سوتا رہے گا۔ احمد نے تمام رخنوں کو بند کر دیا۔ وہ کوہ (پہاڑ روئی کا ڈورہ وغیرہ) بے جائے پناہ ہے۔ تمام آدمیوں سے حسب و نسب کے لحاظ سے افضل ہے۔ ابھی بالغ نہیں ہوا کہ کارہائے بزرگ کا احاطہ کر لیا ہے۔

سَوىَ الْهِمَمْ وَمَا احْتَلَمْ طَرُدِ اَشَمْ سَمْحَ الشِّيَمْ

جَلاَ الظُّلَمْ كَالْبَدْرِتَمْ رَعْىَ الذِّمَمْ حَمَى الْحَرَمْ

ترجمہ: ذمہ داریوں کو نگاہ میں رکھتا اور کبھی غلطی نہیں کرتا۔ بزرگی کا پہاڑ ہے۔ جواں مرد اچھی عادتوں والا ہے۔ چودھویں کے ماہِ کامل کی طرح ہے۔ عاجزوں سے رعایت کرنے والا ہے۔ حرمین شریفین کا خادم ہے۔

فَلَمْ يَرِمْ خَصٌّ وَعَمَّ بِمَا قَسَمَ لَهُ النِّعَمُ مَعَ النِّقَمْ

وَالْخَيْرُ جَمٌّ إِذَا تَبَسَّمَ وَالْمَاءُ دَمٌ إِذَا انْتَقَمْ

ترجمہ: پس اس جگہ خاص عام سے کسی کو سرداری نہیں۔ پس جو اس کی تقسیم پر راضی ہو گیا' اس کیلئے نعمتیں ہی نعمتیں ہیں اور جب وہ ہنستا ہے تو بھلائی کی کثرت کرتا ہے اور جب وہ انتقام لیتا ہے تو پانی بھی خون بن جاتا ہے۔

بعض کا خیال

معتضد ربیع الآخر 289 ہجری میں سخت بیمار ہو گیا۔ اس کی طبیعت میں بڑا تغیر آ گیا تھا۔ اس کی وجہ بعض نے کثرتِ جماع بتلائی ہے۔ اس کے بعد تندرست ہو گیا تھا۔ اس پر ابن معتز نے یہ اشعار کہے تھے: اشعار

طَارَ قَلْبِيْ بِجَنَاحِ الْوَجِيْبِ جَزَعًا مِنْ حَادِثَاتِ الْخُطُوْبِ

ترجمہ: حوادثاتِ زمانہ کی وجہ سے میرا دل جزع فزع کے پر لگا کر اڑ گیا ہے

وَحَذَرًا اَنْ يُشَاكَ بِسُوْءٍ اَسَدُ الْمُلْكِ وَسَيْفُ الْحُرُوْبِ

ترجمہ: اور اس ڈر سے کہیں ملک کے شیر اور لڑائیوں کی تلوار کو نقصان نہ ہو جائے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

مرض لوٹا

کچھ عرصہ کے بعد مرض پھر لوٹ آیا اور ربیع الآخر کی بائیس تاریخ کو معتضد فوت ہو گیا۔

طبیب مر گیا

مسعودی لکھتے ہیں۔ لوگوں کو معتضد کی بیماری میں کچھ شک پڑ گیا۔ طبیب نے آ کر نبض دیکھی تو معتضد نے اپنی آنکھیں کھول لیں اور طبیب کو ایسی ٹانگ رسید کی جس سے وہ کئی گز کے فاصلے پر جا گرا اور گرتے ہی مر گیا اور ایک ساعت کے بعد معتضد بھی مر گیا۔

ذیل میں وہ اشعار ہیں جو معتضد مرتے وقت پڑھ رہا تھا:

تَمَتَّعْ مِنَ الدُّنْيَا فَاِنَّكَ لَا تَبْقٰى وَخُذْ صَفْوَهَا مَا اِنْ صَفَتْ وَدَعِ الرَّنْقَا

ترجمہ: دنیا سے نفع اٹھالے کیونکہ تو ہمیشہ باقی نہ رہے گا اور اس کی صفائی کو اختیار کر اور اس کی گندگی کو چھوڑ دے۔

وَلَا تَامِنَنَّ الدَّهْرَ اِنِّیْ اَمِنْتُهٗ فَلَمْ یَبْقَ لِیْ حَالًا وَلَمْ یَرْعَ لِیْ حَقًّا

ترجمہ: زمانے سے بے خوف نہ ہو کیونکہ میں اس سے بے خوف ہوا تھا۔ لیکن اس نے میرا کوئی حال باقی نہ چھوڑا اور نہ میرے حق کی رعایت کی۔

قَتَلْتُ صَنَادِیْدَ الرِّجَالِ فَلَمْ اَدَعْ عَدُوًّا وَلَمْ اُمْهِلْ عَلٰی ظَنِّهٖ خَلْقًا

ترجمہ: میں نے تمام زمانے کے سرداروں کو قتل کیا۔ کسی دشمن کو نہ چھوڑا اور نہ کسی کو اس کے خیال کے مطابق مہلت دی۔

وَاَخْلَیْتُ دُوْرَ الْمُلْکِ مِنْ کُلِّ بَازِلٍ وَشَتَّتُّهُمْ غَرْبًا وَمَزَّقْتُهُمْ شَرْقًا

ترجمہ: میں نے بادشاہوں کے گھروں کو ویران کر دیا اور مشرق و مغرب میں جا کر ان کو پارہ پارہ کر دیا۔

فَلَمَّا بَلَغْتُ النَّجْمَ عِزًّا وَّرِفْعَةً وَدَانَتْ رِقَابُ الْخَلْقِ اَجْمَعُ لِیْ رِقًّا

ترجمہ: جب میں عزت و رفعت میں پروین (ثریا' احوال معلوم کرنے والا ستارہ) تک پہنچ گیا اور تمام خلقت میری غلام بن گئی۔

رَمَانِی الرَّدٰی سَهْمًا فَاَخْمَدَ جَمْرَتِیْ فَهَا اَنَا ذَا فِیْ حُفْرَتِیْ عَاجِلًا مُلْقٰی

ترجمہ: تو موت نے مجھے تیر مارا اور میری آگ کو بجھا دیا۔ پس میں اب عنقریب اپنے گڑھا (قبر) میں جا لیٹوں گا۔

فَاَفْسَدْتُ دُنْیَایَ وَدِیْنِیْ سَفَاهَةً فَمَنْ ذَا الَّذِیْ مِنِّیْ بِمَصْرَعِهٖ اَشْقٰی

ترجمہ: میں نے اپنے دین اور دنیا کو اپنی بیوقوفی سے ضائع کر دیا۔ پس مجھ سے زیادہ کون بد بخت ہوگا؟

فَیَالَیْتَ شِعْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ مَا اَرٰی اِلٰی نِعْمَةِ اللهِ اَمْ نَارِهٖ اُلْقٰی

ترجمہ: کاش مجھے معلوم ہو جائے مرنے کے بعد میں کیا دیکھوں گا؟ کیا میں جنت میں جاؤں گا یا دوزخ میں پھینکا جاؤں گا۔

ذیل کے اشعار بھی معتضد کے ہیں:

یَا لَا حِظِیْ بِالْفُتُوْرِ وَالدُّعْجِ وَقَاتِلِیْ بِالدَّلَالِ وَالْغُنْجِ

ترجمہ: اے سیاہ اور خوابیدہ آنکھوں سے میری طرف دیکھنے والے اور ناز و ادا سے مجھے قتل کرنے والے۔

اَشْکُوْ اِلَیْکَ الَّذِیْ لَقِیْتُ مِنَ الوَجْد فَهَلْ لِیْ اِلَیْکَ مِنْ فَرَج

ترجمہ: میں عشق کی تکلیف کی تجھ سے شکایت کرتا ہوں۔ کیا تو میری کشائش کرے گا؟

حَلَلْتَ بِالطُّرْفِ وَالْجَمَالِ مِنَ النَّاسِ مَحَلَّی الْعَیْنِ وَالْمِهَج

ترجمہ: تو اپنی خوبصورتی اور جمال کے باعث لوگوں کی آنکھوں اور دلوں میں بس رہا ہے۔

صولی نے جو معتضد کا مرثیہ لکھا تو اس نے اس میں یہ ذیل کے اشعار کہے:

لَمْ یَلْقِ حَرَّ الْفِرَاقِ اَحَد" کَمَا اَنَا مِنْهُ لَاقِ

ترجمہ: سوزشِ فراق سے جیسی تکلیف میں اٹھا رہا ہوں ایسی کسی نے نہیں اٹھائی۔

یَا سَائِلِیْ عَنْ طَعْمِهٖ اَلْقَیْتُهٗ مُرُّ الْمَذَاقِ

ترجمہ: اے مذاق کے مزے سے متعلق سوال کرنے والے میں نے تو اس حال میں اس سے ملاقات کی ہے کہ یہ کڑوا ہے۔

جِسْمِیْ یَذُوْبُ وَمُقْلَتِیْ عَبْرٰی وَقَلْبِیْ ذُوْاِحْتِرَاقِ

ترجمہ: میرا جسم پگھل رہا ہے اور آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں اور میرا دل جل رہا ہے۔

مَالِیْ اَلِیْف" بَعْدَکُمْ اِلَّا اکْتِئَابِیْ وَاشْتِیَاقِ

ترجمہ: تمہارے بعد میرا غمگسار صرف غم اور شوق ہی رہ گیا ہے۔

فَاللّٰهُ یَحْفِظُکُمْ جَمِیْعًا فِیْ مَقَامِیْ وَالطَّلَاقِ

ترجمہ: پس اللہ تعالیٰ میرے چلنے پھرنے میں اور میرے مرنے کے بعد بھی تم سب کی حفاظت فرمائے۔

اور ابن معتز نے ان اشعار میں معتضد کا مرثیہ کہا:

یَادَهْرُ وَیْحَکَ مَا اَلْقَیْتَ لِیْ اَحَدًا وَاَنْتَ وَالِدُ سُوْءٍ تَاْکُلُ الْوَلَدَا

ترجمہ: اے زمانے خدا تیرا بھلا کرے تو نے میرے لیے کسی کو نہیں چھوڑا تو ایسے برا باپ ہے کہ (اپنے) بیٹے کو بھی کھا جاتا ہے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ بَلْ ذَا كُلُّهُ قَدَرٌ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَاحِدًا صَمَدًا

ترجمہ: میں اپنے اس قول سے خداتعالیٰ سے بخشش طلب کرتا ہوں کیونکہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے ہوتا ہے۔ میں خدائے واحدو بے نیاز سے ہر حال میں راضی ہوں۔

يَا سَاكِنَ الْقَبْرِ فِيْ غَبْرَاءِ مُظْلِمَةٍ بِالظَّاهِرِيَّةِ مُقْصَى الدَّارِ مُنْفَرِدَا

ترجمہ: اے مقام طاہریہ میں غبارآلود اندھیری قبر میں لیٹے ہوئے گھر سے دور اور اکیلے۔

اَيْنَ الْجُيُوْشُ الَّتِيْ قَدْ كُنْتَ تَسْحَبُهَا اَيْنَ الْكُنُوْزُ الَّتِيْ اَحْصَيْتَهَا عَدَدَا

ترجمہ: وہ لشکر کہاں ہیں جو تمہاری زیرکمان تھے اور وہ خزانے کہاں ہیں جنہیں تم نے شمار کررکھا تھا۔

اَيْنَ السَّرِيْرُ الَّذِيْ قَدْ كُنْتَ تَمْلَاءُهٗ مَهَابَةً مَنْ رَاَتْهُ عَيْنُهٗ ارْتَعَدَا

ترجمہ: وہ تخت کہاں ہے جس پر تم بیٹھا کرتے تھے جس پر بیٹھا ہوا تمہیں دیکھ کر دیکھنے والا کانپ اٹھتا تھا۔

اَيْنَ الْاَعَادِ الْاُوْلٰى ذَلَّلْتَ مُصْعَبَهُمْ اَيْنَ اللُّيُوْثُ الَّتِيْ صَيَّرْتَهَا بَدَدَا

ترجمہ: وہ دشمن کہاں ہیں جنہیں رام کیا تھا اور وہ شیر کہاں ہیں جنہیں تو نے پراگندہ کیا تھا۔

اَيْنَ الْجِيَادُ الَّتِيْ حَجَّلْتَهَا بِدَمٍ وَكُنَّ يَحْمِلْنَ مِنْكَ الضَّيْغَمَ الْاَسَدَا

ترجمہ: وہ گھوڑے کہاں جنہیں تو نے خون سے پنج کلیان بنایا تھا اور تیرے جیسے شیر کو اٹھائے پھرتے تھے۔

اَيْنَ الرِّمَاحُ الَّتِيْ غَذَّيْتَهَا مُهَجًا مُذْ مِتَّ مَا وَرَدَتْ قَلْبًا وَلَا كَبِدَا

ترجمہ: وہ نیزے کہاں ہیں جن کو تو نے جانوں کی غذا دی تھی۔ جب سے تو مر گیا ہے وہ کسی دل وجگر میں نہیں اتر سکے۔

اَيْنَ الْجِنَانُ الَّتِيْ تَجْرِيْ جَدَاوِلُهَا وَتَسْتَجِيْبُ اِلَيْهَا الطَّائِرُ الْغَرِدَا

ترجمہ: وہ باغ کہاں ہیں جن کی نہریں بہہ رہی ہیں اور (ان باغوں میں) خوش الحان پرندے گا رہے ہیں۔

اَيْنَ الْوَصَائِفُ كَالْغِزْلَانِ رَاتِعَةً يَسْحَبْنَ مِنْ حُلَلٍ مُوْشِيَةٍ جُدُدَا

ترجمہ: وہ ہرنوں کی شکل والی لونڈیاں کہاں ہیں جو ناز وادا سے مزین چادروں کو کھینچتی تھیں۔

اَیْنَ الْمَلَاهِیْ وَاَیْنَ الرَّاحُ تَحْسَبُهَا   یَاقُوْتَةً کُسِیَتْ مِنْ فِضَّةٍ زَرَدًا

ترجمہ: وہ کھیل کود کے سامان کہاں ہیں۔ وہ شراب کہاں ہے جسے تم یاقوت خیال کرتے تھے اور چاندی زرہ پہنی ہوئی تھی۔

اَیْنَ الْوُثُوْبُ اِلَی الْاَعْدَاءِ مُبْتَغِیًا   صَلَاحَ مَاتَ بَنِی الْعَبَّاسِ اِذْ فَسَدَا

ترجمہ: وہ دشمنوں کی طرف کود کر سلطنت بنی عباس کی اصلاح کرنا کہاں گیا۔ اس زمانے میں کہ جب وہ خراب ہوگئی۔

مَازِلْتَ تَقْسُرُ مِنْهُمْ کُلَّ قَسْوَرَةٍ   وَتُحْطِمُ الْعَالِیَ الْجَبَّارَ مُعْتَمِدًا

ترجمہ: تو ان کے ہر ایک شیر کو توڑ تار ہا اور ہر متکبر کو نیچے گراتا رہا۔

ثُمَّ انْقَضَیْتَ فَلَا عَیْنٌ وَلَا اَثَرٌ   حَتّٰی کَاَنَّکَ یَوْمًا لَمْ تَکُنْ اَحَدًا

ترجمہ: پھر یہ تمام باتیں اس طرح ختم ہوگئیں ان کا نام ونشان بھی باقی نہیں رہا اور تو ایسے ہوگیا ہے گویا تو کبھی موجود ہی نہیں تھا۔

معتضد کے ایام خلافت میں درج ذیل علماء فوت ہوئے:

ابن مراز مالکی ابن ابی الدنیا اسمٰعیل حارث بن ابی اسامہ ابو العیناء مبرد ابو سعید خراز شیخ الصوفیہ بحتری شاعر وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ۔

معتضد نے اپنے پیچھے چار لڑکے اور گیارہ لڑکیاں چھوڑیں۔

المکتفی باللہ

المکتفی باللہ ابو محمد علی بن معتضد غرہ ربیع الآخر 264 ہجری میں پیدا ہوا۔ اس کی والدہ ترکیہ تھی۔ اس کا نام جیمک تھا۔ یہ خلیفہ حسن میں ضرب المثل تھا' چنانچہ اس کے بارے ایک شاعر نے یہ اشعار کہے:

قَایَسْتُ بَیْنَ جَمَالِهَا وَفِعَالِهَا   فَاِذَا الْمَلَاحَةُ بِالْخِیَانَةِ لَاتَفِیْ

ترجمہ: جب میں نے محبوبہ کے جمال اور کاموں کا مقابلہ کیا تو معلوم ہوا کہ صرف خوبصورتی تو خیانت کیلئے کافی نہیں۔

وَاللّٰهِ لَاکَلَّمْتُهَا وَلَوْ اَنَّهَا   کَالشَّمْسِ اَوْ کَالْبَدْرِ اَوْ کَالْمُکْتَفِیْ

ترجمہ: خدا کی قسم میں اس سے ہرگز بات نہیں کروں گا' اگر چہ وہ سورج یا چاند یا مکتفی کی طرح ہی کیوں نہ ہو۔

اس کے والد نے ہی اس کو ولی عہد بنایا تھا۔ بروز جمعہ 22 ربیع الاخریٰ 289 ہجری میں عصر کے بعد اس کے والد کی بیماری کی حالت میں لوگوں نے اس سے بیعت کی۔

ابو محمد کنیت

صولی کہتے ہیں۔ خلفاء میں سے مکتفی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کا نام علی نہیں اور حسن بن علی ہادی اور مکتفی کے علاوہ کسی کی کنیت ابو محمد نہیں ہوئی۔

ہجوم کے باعث

باپ کی وفات کے وقت جب اس کے لئے بیعت کی گئی تو اس وقت یہ رقہ میں تھا اس لیے وزیر ابوالحسن قاسم بن عبداللہ نے اس کی طرف سے بیعت لی اور اس کی طرف خط لکھا تو 7 جمادی الاولیٰ کو بغداد میں پہنچا اور کشتی میں سوار ہو کر دجلہ میں سے گزرا۔ اہل بغداد نے اس روز بڑی خوشی منائی۔ قاضی ابو یوسف لوگوں کے رش کے باعث دجلہ میں گر پڑے' مگر صحیح وسالم نکال لیے گئے۔ جب مکتفی دارالخلافہ میں پہنچا تو شعراء نے قصائد پڑھے اور وزیر قاسم کو بارگاہِ خلافت سے سات خلعتیں عطا ہوئیں۔

زلزلہ اور آندھی

مکتفی نے تخت پر بیٹھتے ہی اپنے باپ کے تہ خانوں کو مسمار کرا دیا اور ان کی جگہ مسجدیں بنوا دیں اور باغ اور دکانیں جو اس کے باپ نے لوگوں سے محل بنانے کے لیے لے رکھی تھیں' وہ سب کچھ لوگوں کو واپس کر دیا اور عدل وانصاف اور خوش خلقی پر کمر باندھ لی۔ اس سے لوگ اس کے گرویدہ ہو گئے اور دعائیں دینے لگے۔ اسی سال میں بغداد میں زبردست زلزلہ آیا جو کئی دن تک رہا اور اسی سال بصرہ میں آندھی آئی جس سے ہزاروں درخت گر گئے۔ اسی سال یحییٰ بن زکرویہ قرمطی نے بغاوت کی اور خلیفہ کے لشکر اور اس کے درمیان دیر تک جنگ وقتال رہا۔ آخر 290 ہجری میں یحییٰ بن زکرویا قرمطی مارا گیا۔ پھر اس کی جگہ اس کا بھائی حسین آ گیا اور فتنہ و فساد برپا کرنے لگا۔ اس کے چہرے پر ایک داغ تھا۔ کہنے لگا یہی میرے سچا ہونے کی علامت ہے۔ اس کے چچیرے بھائی عیسیٰ بن مہرویہ نے ظاہر کیا کہ میرا لقب مدثر ہے اور سورہ مدثر میں

میرا ہی نام ہے۔ اس نے اپنے ایک غلام کا لقب مطوق بالنور رکھا اور شام کو اپنے قبضہ میں کر کے فتنہ وفساد پھیلانا شروع کر دیا اور اپنا لقب امیر المومنین مہدی رکھا۔ منبروں پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔ آخر 291 ہجری میں یہ قتل ہو گیا۔

گیارہ گز تک

اسی سال نواح روم میں سے اطاکیہ فتح ہوا جہاں سے غنیمت بیشمار ہاتھ آئی اور 292 ہجری میں دجلہ میں اس قدر طغیانی آئی کہ اس سے قبل اس قدر طغیانی کبھی نہیں آئی ہوگی۔ بغداد کا اکثر حصہ منہدم ہو گیا اور گیارہ گیارہ گز سے بھی زیادہ پانی چڑھ گیا۔

صولی نے مکتفی کی مدح میں قرمطی کا ذکر کرتے ہوئے یہ اشعار کہے ہیں:

كَفَى الْمُكْتَفِيُ الْخَلِيْفَةَ مَـا كَـانَ قَـدْ حَذَرْ

ترجمہ: جس بات سے خلیفہ ڈرتا تھا' خدا نے اسے اس بات سے محفوظ رکھا۔

الَ عَبَـاسَ اَنْتُـمُ سَـادَةُ النَّـاسِ وَالْغُرَرْ

ترجمہ: اے آل عباس تم ہی تمام لوگوں کے سردار اور احکام سے واقف کرنے والے ہو۔

حَـكَـمَ اللّٰهُ اَنَّـكُـمُ حُـكَـمَـاءُ عَلَى الْبَشَرْ

ترجمہ: خدا نے تمہیں حکم دیا ہے کہ بے شک لوگوں پر حاکم تم ہی ہو گے۔

وَاُوْلُـوْ الْاَمْـرِ مِـنْكُـمْ صَـفْـوَةُ اللّٰهِ وَالْخَيَرْ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی بزرگی اور بھلائی اور تمام اولی الامر تم سے ہی ہوا کریں گے۔

مَـنْ رَاٰى اَنَّ مُـؤْمِـنًـا مَنْ عَـصَـاكُمْ فَقَدْ كَفَرْ

ترجمہ: جو شخص یہ خیال کر لے کہ وہ مومن ہے جو تمہاری نافرمانی کرے تو وہ شخص کافر ہے۔ (خیال کرنے والا)

اَنْـــزَلَ اللّٰهُ ذَاكُـــمْ قُلْ فِيْ مُحْكَمُ السُّوَرْ

ترجمہ: تمہارے بارے میں اس حکم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید میں واضح فرما دیا ہے۔

آٹھ آٹھ

مکتفی حالت جوانی میں ہی بارہ ذوالقعدہ 295 ہجری میں فوت ہو گیا تھا۔ اس نے اپنے

پیچھے آٹھ لڑکے اور آٹھ ہی لڑکیاں چھوڑی تھیں۔

اس کے عہد خلافت میں درج ذیل علماء فوت ہوئے۔

عبداللہ احمد بن حنبل ثعلب امام العربیہ قنبل قاری ابوعبداللہ بوسنجی فقیہ بزار صاحب مسند ابومسند کجی قاضی ابوحازم صالح حوزہ امام محمد بن نصر مروزی ابوحسین نوری شیخ الصوفیہ ابوجعفر ترمذی شیخ شافعیہ۔

شعر بھیجے

مصنف کہتے ہیں۔ میں نے مصنفہ عبدالغافر میں دیکھا۔ ابن ابی الدنیا کہتے ہیں جب مکتفی خلیفہ ہوا تو میں نے اس کی طرف یہ دو شعر لکھے:

اِنَّ حَقَّ التَّـادِیْـبِ حَقُّ الْاَبُوَّةِ عِنْدَ اَهْلِ الْحجی وَاَهْلِ الْمُرُوَّةِ

ترجمہ: اہل مروت واہل عقل کے نزدیک ادب سکھانے والے کا حق باپ جیسا ہے۔

وَاَحَقُّ الرِّجَالِ اَنْ یَحْفَظُوْا ذَاکَ وَیَـرْعَوْهُ اَهْـلُ بَیْتِ النُّبُوَّةِ

ترجمہ: اور اسباب کی رعایت اور حفاظت کے حقدار تمام لوگوں سے بڑھ کر اہل بیت نبوت ہیں۔

تو اس نے مجھے دس ہزار درہم انعام کے طور پر بھیجے۔ اس بات سے ثابت ہو جاتا ہے کہ عہد مکتفی تک ابھی ابن ابی الدنیا زندہ تھے۔

المقتدر باللہ

المقتدر باللہ ابوالفضل جعفر بن معتضد۔ یہ ماہ رمضان المبارک 282 ہجری میں پیدا ہوا۔ اس کی والدہ رومیہ تھی۔ بعض نے کہا ترکیہ تھی۔ اس کا نام غریب تھا اور بعض نے اس کا نام شغب بتایا ہے۔ جب مکتفی کا مرض بڑھ گیا تو اس نے مقتدر کے بارے پوچھا تو اسے بتایا گیا وہ بالغ ہو چکا ہے۔ اس لیے اس نے اس کو ولی عہد بنا دیا اور اس سے پہلے اس قدر کم عمر آدمی کوئی تخت پر نہیں بیٹھا کیونکہ یہ تیرہ برس کی عمر میں تخت خلافت پر بیٹھا تھا۔ وزیر عباس بن حسن نے اسے بچہ سمجھ کر معزول کرنے کا ارادہ کیا اور بہت سے لوگوں نے بھی اس کے ساتھ اس کی رائے پر اتفاق کر لیا۔ انہوں نے کہا عبداللہ بن معتز کو اس کی جگہ خلیفہ بنایا جائے۔ ابن معتز نے

بھی اس بات کو مان لیا مگر یہ شرط لگا دی کہ خونریزی نہ ہو۔ اس بات کی خبر مقتدر کو بھی ہو گئی۔ اس نے وزیر کو بہت سا مال اپنے حق میں دے کر راضی کر لیا۔ مگر باقی لوگ اس بات کو نہ مانے اور بیں ربیع الاول 296 ہجری کو جب مقتدر گیند بلا کھیل رہا تھا' اس پر چڑھائی کی۔ مقتدر یہ حالت دیکھ کر گھر بھاگ آیا اور دروازے بند کر لیے۔ لوگوں نے وزیر کو قتل کر دیا اور ابن معتز کو بلا کر سب افسروں' قاضیوں اور امیروں نے بیعت کر لی اور اس کا لقب الغالب باللہ مقرر کیا۔ اس نے محمد بن داؤد بن جراح کو اپنا وزیر مقرر کر لیا اور ابومثنی احمد بن یعقوب کو قاضی مقرر کیا اور تمام ملک میں اپنی خلافت کے فرمان جاری کرا دیے۔

پورا نہ ہو

معافی بن زکریا جریری کہتے ہیں۔ جب مقتدر معزول کیا گیا اور ابن معتز خلیفہ بنا تو لوگ محمد بن جریر طبری کے پاس آئے۔ انہوں نے پوچھا کیا خبر ہے؟ لوگوں نے بتایا بیعت ابن معتز سے کر لی گئی ہے پھر پوچھا وزیر کون ہے لوگوں نے بتایا محمد بن داؤد۔ پھر پوچھا قاضی بننے کے لیے کس کو پیش کیا گیا ہے۔ کہنے لگے ابوالمثنیٰ۔ یہ کچھ سن کر ابن جریر نے کچھ دیر سوچ کر کہا کہ یہ امر پورا نہیں ہوگا۔ لوگوں نے پوچھا کیوں نہیں ہوگا۔ کہنے لگے جن لوگوں کا تم نے نام لیا ہے' یہ سب اپنے فن میں کامل و ماہر عالی مرتبہ ہیں اور زمانہ اب ادبار میں ہے اور دنیا بھاگی جا رہی ہے۔ اس لیے یہ حالت دیر تک قائم نہ رہے گی۔ (چنانچہ ایسا ہی ہوا۔)

بغیر جنگ کے

خلیفہ ہوتے ہی ابن معتز نے مقتدر کو کہلا بھیجا تم محمد بن طاہر کے گھر میں چلے جاؤ تا کہ میں دارالخلافت میں آ جاؤں۔ مقتدر نے اس بات کو مان لیا۔ مگر اس کے ساتھ جو تھوڑے سے آدمی رہ گئے تھے' کہنے لگے۔ آؤ اس مصیبت کو رفع کرنے میں اپنے آپ کو آزمائیں تو سہی۔ یہ کہہ کر انہوں نے ہتھیار لگا لیے اور مخرم کا قصد کیا جس جگہ ابن معتز تھا۔ جب انہوں نے ان لوگوں کو آتے دیکھا تو ان کے دلوں میں کچھ ایسا رعب بیٹھا کہ وہ بغیر جنگ کے ہی بھاگ کھڑے ہوئے اور ابن معتز اس کا وزیر اور قاضی بھی بھاگ نکلا اور بغداد میں فتنہ برپا ہو گیا۔ مقتدر نے ان فقہاء و امراء کو جنہوں نے اسے معزول کیا تھا' پکڑ لیا اور ان سب کو یونس خازن کے حوالہ کر دیا۔ اس نے چار آدمیوں کے علاوہ جن میں قاضی ابوعمر بھی تھا اور سب کو قتل کر دیا اور

ابن معتز کو قید کر دیا اور چند روز کے بعد قید خانہ سے اس کی لاش ہی نکلی۔

کمر باندھ لی

اس طرح مقتدر کا تسلُط بیٹھ گیا۔ ابوالحسن علی بن محمد بن فرات عہدۂ وزارت پر سرفراز ہوا جس نے عدل و انصاف پر کمر باندھ لی اور مقتدر کو بھی عدل کی ہی ترغیب دی۔ سب ظلم مٹا دیئے۔ مقتدر نے تمام امور تو اس کے سپرد کر دیئے اور خود لہوولعب میں مشغول ہو گیا اور تمام خزانوں کو تلف کر دیا۔

خدمت کا حکم

اسی سال مقتدر نے حکم دیا یہود و نصاریٰ سے خدمت لی جائے اور یہ زین کی بجائے صرف پالان پر سوار ہوا کریں۔

زیادۃ اللہ اغلب

اسی سال مغرب میں مہدی کاذب کا غلبہ ہوا اور لوگوں نے اس کی امامت اور خلافت کو تسلیم کر لیا۔ چونکہ اس نے عدل و انصاف لوگوں میں پھیلایا تھا اس لیے سب اس کی طرف مائل ہو گئے اور مغرب کا تمام کا تمام ملک اس کے قبضہ میں چلا گیا۔ افریقہ کا حاکم زیادۃ اللہ بن اغلب بھاگ کر مصر چلا آیا اور وہاں سے عراق میں آ پہنچا۔ اس طرح مغرب بنی عباس کی سلطنت سے نکل گیا۔ بس اس تاریخ سے ان کی سلطنت میں ضعف آنے لگا۔ اس طرح سے ان کی تمام ممالک اسلامیہ پر ایک سو ساٹھ برس سے زیادہ حکومت رہی ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

پہاڑ دھنس گیا

ذہبی کہتے ہیں۔ مقتدر کی صغرسنی کے باعث نظام سلطنت میں بڑا خلل آ گیا تھا۔

300 ہجری میں دینور کے قریب ایک پہاڑ زمین میں دھنس گیا اور اس کے نیچے سے اس قدر پانی نکلا کہ جس سے، بہت سے گاؤں برباد ہو گئے۔

اللہ اللہ ہے

اس سال میں ایک خچر (مذکر) نے بچہ جنا۔ خدا کی قدرت جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

حسین علاج

301 ہجری میں علی بن عیسیٰ وزیر مقرر ہوا اور نہایت ایمانداری اور پرہیزگاری سے کام کرنا شروع کیا۔ شراب کی خرید و فروخت کو بند کر دیا اور لوگوں کو پانچ لاکھ تک کا خراج معاف کر دیا۔ اسی سال قاضی ابو عمر پھر قاضی مقرر ہوئے اور مقتدر اپنے گھر سے سوار ہو کر شاسیہ تک گیا۔ یہ اس کا پہلا سفر تھا جس میں اسے عام لوگوں نے دیکھا۔ اسی سال حسین علاج کو اونٹ پر سوار کر کے بغداد میں لایا گیا اور منادی کرادی گئی کہ یہ شخص بھی مذہب قرامطہ کا داعی ہے۔ اسے اچھی طرح سے دیکھ لو۔ پھر اسے 309 ہجری میں قتل کر دیا گیا۔ مشہور ہے کہ اس شخص نے خدائی دعویٰ کیا تھا اور کہا کہ خدا انسان میں حلول کر سکتا ہے۔ جب اس سے مناظرہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ نہ علم قرآن ہے نہ علم حدیث اور نہ ہی علم فقہ۔

ٹکرا گئے

اسی سال مہدی فاطمی چالیس ہزار بربری سوار لے کر مصر کی طرف بڑھا۔ لیکن راستے میں دریائے نیل حائل تھا اس لیے اسکندریہ میں واپس آ گیا اور وہاں قتل عام کر کے پھر واپس آیا۔ مقتدر نے اس کے مقابلے کے لیے لشکر بھیجا اور برقہ کے مقام پر دونوں فریق آپس میں ٹکرا گئے۔ مگر فاطمی کو فتح ہوئی اور وہ اسکندریہ اور فیوم پر قابض ہو گیا۔

ختنوں پر خرچ

303 ہجری میں مقتدر نے اپنے پانچ سو لڑکوں کے ختنے کرائے اور اس پر چھ لاکھ دینار خرچ کیے اور ان کے ساتھ اور بھی بہت سے یتامیٰ کے ختنے کرائے اور انہیں انعام دیئے۔

اسی سال جامع مصر میں عید پڑھی گئی اور علی بن ابی شیبہ نے کتاب سے دیکھ کر خطبہ پڑھا۔ لیکن پھر بھی پارہ نمبر 4 سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ایک سو دو میں اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ میں مُسْلِمُوْنَ کی جگہ مُشْرِكُوْنَ پڑھ گیا۔

اسلام مجوسیان دیلم

اسی سال میں قبیلہ دیلم جو مجوسی تھے حسن بن علی علوی کے ہاتھ پر مسلمان ہو گئے۔

زبزب جانور

304 ہجری میں بغداد میں ایک جانور زبزب کے ظاہر ہونے سے بڑا اضطراب ظاہر ہوا۔ کہتے ہیں کہ لوگ اس جانور کو راتوں کو اپنے گھروں کی چھتوں پر دیکھتے تھے۔ یہ جانور شیر خوار (دودھ پیتے) بچوں کو کھا جاتا تھا اور عورتوں کی چھاتیاں کاٹ کر لے جاتا تھا۔ لوگ اس سے بچوں کی سخت حفاظت کرتے اور اس کو ڈرانے کے لیے طشت اور صینیاں (پراتیں وغیرہ یا تھال بڑے بڑے) بجاتے تھے اور اس کے خوف سے لوگوں نے اپنے چھوٹے بچوں کو ٹوکروں کے نیچے سلانا شروع کر دیا۔ یہ جانور برابر کئی راتوں تک رہا اور پھر نہ پایا گیا۔

انتہا کی سجاوٹ

305 ہجری میں بادشاہِ روم کے قاصد تحفے لیکر آئے اور صلح کا عقد باندھنا چاہا۔ مقتدر نے ان کو دکھلانے کے لیے بہت بڑا جلوس تیار کیا' چنانچہ اپنے تمام لشکر کو جو ایک لاکھ ساٹھ ہزار تھا باب شماسیہ سے لیکر دار الخلافہ تک بڑی ترتیب کے ساتھ کھڑا کیا اور ان کے بعد نوکروں کو کھڑا کیا۔ ان کی تعداد سات ہزار تھی۔ بعد ازاں اپنے حاجب کھڑے کیے جو تعداد میں سات سو تھے۔ وہ پردے جو دار الخلافہ کی دیواروں پر لٹکائے گئے تھے ان کی تعداد اڑتیس ہزار تک تھی۔ وہ سب کے سب دیبا کے تھے اور وہ فرش جو بچھائے گئے تھے بتیس ہزار کی تعداد میں تھے اور اپنے سامنے زنجیروں میں بندھے ایک سو درندے کھڑے کرائے۔

شفاخانہ

306 ہجری میں مقتدر کی والدہ کے نام پر ایک شفاخانہ کھولا گیا۔ سات ہزار دینار اس کا سالانہ خرچ ہو جاتا تھا۔

ماں حکمران

اسی سال مقتدر کی لاپروائی کے وجہ سے سلطنت کا تمام نظام حرم شاہی کے ہاتھ میں آ گیا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ مقتدر کی ماں حکم کرنے لگی اور خود فیصلے کرنے کیلئے بیٹھتی۔ ہر جمعہ میں کاغذات چیک کرتی' تمام امیر و وزیر حاضر ہوتے اور جو پروانہ جات جاری ہوتے ان پر اس (مقتدر کی والدہ) کے دستخط ہوتے۔

اسی سال محمد بن مہدی فاطمی مصر میں واپس آیا اور صعید کے بہت سے حصہ کو فتح کرلیا۔

308 ہجری میں بغداد میں قحط پڑ گیا اور لوگ بھوک سے مرنے لگے کیونکہ حامد بن عباس نے عراق کے گردونواح پر قبضہ کرکے سخت ظلم جاری کیے تھے۔ آخر تنگ آ کر لوگوں نے لوٹ مار کرنا شروع کردی۔ شاہی لشکر نے ان کا مقابلہ تو کیا۔ مگر رعایا نے اس لشکر کو تتر بتر کردیا اور قید خانے توڑ ڈالے۔ لوگوں کو لوٹنا شروع کردیا اور وزیر پر پتھر پھینکے اور دولت عباسیہ کا حال ناگفتہ بہ کردیا۔

برسوں لڑائی

اسی سال القائم کے لشکر نے جزیرہ پر قبضہ کرلیا جس سے اہل مصر کا اضطراب بڑھ گیا اور وہ جنگ کے لیے کھڑے ہوئے اور برسوں تک لڑائیاں ہوئیں جن کی تفصیل بہت ہی طویل ہے۔

فتویٰ سے قتل

309 ہجری میں قاضی ابوعمر اور دیگر فقہاء کے فتوے سے منصور علاج کو قتل کردیا گیا۔ اس کے اور اس کے ساتھیوں کے حالات بہت عجیب ہیں۔ جن پر لوگوں نے مستقل تصنیفیں کی ہیں۔

311 ہجری میں مقتدر نے حکم دیا۔ معتضد کے حکم کے مطابق ذوی الارحام کو میراث میں حصہ دیا جائے۔

312 ہجری میں والی خراسان نے فرغانہ فتح کیا۔

314 ہجری میں رومیوں نے مالٹا کو فتح کرلیا۔

ناقوس بجایا

اسی سال (یعنی 314 ہجری) میں موصل کے قریب دریائے دجلہ کا پانی ایسا جم گیا کہ اوپر سے چوپائے گزر جاتے تھے۔ اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا۔

315 ہجری میں رومیوں نے دمیاط پر قبضہ کرلیا اور وہاں لوگوں کو قید کرلیا۔ مال واسباب لوٹ لیا اور جامع مسجد میں ناقوس (وہ سینگ جس کو ہندو پوجا کے وقت بجاتے ہیں) بجایا گیا۔

بچوں کوذبح کردیا

اسی سال دیلم نے ری اور جبال پر قبضہ کرلیا اور بہت سے لوگوں کوقتل کرڈالا اور بچوں کو ذبح کیا۔

بجائے منبر

316 ہجری میں قرمطی نے ایک عمارت بنوائی اور اس کا نام دارالہجرت رکھا۔ ان چند برسوں میں اس کا زور بہت بڑھ گیا تھا۔ بہت سے شہر فتح کر لیے تھے۔ مسلمانوں کوسخت تکلیفیں پہنچائی تھیں۔ دلوں میں اس کی ہیبت بیٹھ گئی تھی۔ خلیفہ کالشکر کئی دفعہ شکست کھا چکا تھا۔ آخر یہاں تک نوبت پہنچی کہ قرامطہ کے خوف سے حج بند ہوگیا اور اہل مکہ مکہ چھوڑ کر بھاگ گئے اور رومیوں نے خلاط کوفتح کرلیا اور وہاں کی جامع مسجد سے منبر کونکال کر اس کی جگہ صلیب رکھ دی۔

دارالخلافہ پر چڑھائی

317 ہجری میں مونس خادم ملقب بہ مظفر' مقتدر سے باغی ہوگیا کیونکہ مقتدر کا ارادہ تھا مونس کومعزول کر کے ہارون بن غریب کو اس کی جگہ امیر الامراء مقرر کرلے اس لیے وہ محرم کی چودھویں تاریخ کوتمام لشکر اور امراء ووزراء کو ساتھ لے کر دارالخلافہ پر چڑھ دوڑا۔ اسے دیکھ کر مقتدر کے خواص بھاگ نکلے۔ مقتدر کو اس کی والدہ' اس کی خالہ اور اس کی بیویوں وغیرہ حضرات کوعشاء کے بعد گھر سے نکال دیا گیا اور اس کی والدہ کے چھ لاکھ دینار لوٹ لیے اور پھر اسے معزول کر کے محمد بن معتضد کوخلیفہ بنا کر مونس اور دیگر امراء نے اس سے بیعت کر لی اور القاہر باللہ اس کا لقب مقرر کیا۔ وزارت کا عہدہ علی بن ابی مقلہ کے ذمہ لگا دیا گیا۔ یہ واقعہ ہفتہ کے روز پیش آیا۔ اتوار کے روز القاہر باللہ تخت خلافت پر بیٹھا اور وزیر نے تمام شہروں میں اس کے بادشاہ ہونے کے فرمان جاری کیے۔ پیر کے روز شاہی جلوس نکالا گیا تو لشکر نے انعام بیعت اور تنخواہ کا مطالبہ کیا۔ خازن اس وقت حاضر نہیں تھا۔ فوج نے شوروغوغا ڈال دیا اور حاجب کوقتل کرڈالا اور مقتدر کی تلاش کی اور اس کی تلاش میں مونس کے گھر کی طرف روانہ ہوئے تاکہ پھر اسے تخت خلافت پر بٹھائیں۔ آخر وہ مقتدر کو کندھوں پر اٹھا کر دارالخلافت میں لے آئے اور القاہر باللہ کو پکڑ کر اس کے سامنے پیش کردیا۔ وہ رو کر کہتا تھا اے لوگو! میرے بار

ے میں اللہ سے ڈرو۔ مقتدر نے اسے اپنے پاس بٹھا کر پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا بھائی تمہارا کوئی قصور نہیں ہے اور نہ میں نے پہلے ہی کبھی تم پر سختی کی ہے اور خوش ہو جاؤ۔ پہلا وزیر پھر بحال کر دیا گیا اور اس نے تمام ممالک میں پہلے خلیفہ کے بحال ہونے کی اطلاع کر دی۔ پھر مقتدر نے تمام لشکر میں انعام تقسیم کیے۔

حجر اسود لے گیا

اسی سال مقتدر نے منصور دیلمی کے ساتھ حاجیوں کا ایک قافلہ روانہ کیا جو صحیح وسلامت مکہ میں پہنچ گئے۔ مگر ترویہ (قربانی) کے دن دشمن خدا ابو طاہر قرمطی نے حاجیوں کو مسجد حرام میں قتل کر دیا اور لاشیں بئر زمزم میں پھنکوا دیں اور حجر اسود کو گرز مار کر توڑ دیا اور اکھاڑ کر لے گیا اور قریباً گیارہ روز کے بعد وہاں سے واپس ہوا۔ حجر اسود بیس برس سے بھی زیادہ ان کے پاس رہا۔ حالانکہ انہیں اس کے عوض پچاس ہزار (50000) دینار پیش کیے گئے۔ مگر انہوں نے لینے سے انکار کیا۔ آخر میں مطیع کے عہد خلافت میں ان سے واپس لے لیا گیا۔

چالیس اور ایک دبلا اونٹ

کہتے ہیں جب اہل قرمطہ حجر اسود کو مکہ شریف سے اسکی جگہ سے اکھاڑ کر لے جانے لگے تو یہاں دار ہجرت اور عمارت جو انہوں نے بنوائی تھی' تک اس کے نیچے چالیس اونٹ مر گئے اور جب واپس لائے تو ایک دبلا پتلا اور لاغر اونٹ جس پر انہوں نے حجر اسود کو ان سے واپس لیکر مکہ مکرمہ لانے کیلئے لادا تھا' وہ اکیلا ہی اسے یہاں تک لے آیا اور اس کی برکت سے اور خدا تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے وہ اونٹ موٹا ہوتا چلا گیا اور بالکل تندرست ہو گیا۔

تاب نہیں

محمد بن ربیع کہتے ہیں جس سال قرامطہ نے مکہ پر حملہ کیا' میں وہیں تھا۔ میں نے دیکھا ایک شخص میزاب کعبہ کو اکھاڑنے کے لیے چھت پر چڑھا تو میں نے دعا کی یا اللہ! مجھ میں اس ظلم و بربریت کو دیکھنے کی تاب نہیں۔ چنانچہ وہ شخص اسی وقت کعبۃ اللہ کی چھت سے سر کے بل نیچے گرا اور گرتے ہی مر گیا۔ ایک شخص قرامطیوں سے خانہ کے دروازے پر چڑھ کر یہ شعر پڑھ رہا تھا:

اَنَـــا بِـــاللهِ وَبِـــاللهِ اَنَـــا نَـخْـلُقُ الْخَلْقَ وَنَفْنِيهِمْ اَنَا

ترجمہ: میں اللہ کے ساتھ ہوں اور اللہ میرے ساتھ ہے۔ ہم دونوں ہی خلائق کو پیدا کرتے ہیں، مگر میں اس کو فنا کرتا ہوں۔

اس واقعہ کے بعد ابوطاہر قرمطی زیادہ دیر تک زندہ نہ رہا اور چیچک کے مرض میں مبتلا ہو کر فی النار والسقر ہو گیا۔

آیت میں اختلاف

اسی سال اہل بغداد میں آیت عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (پ15 سورۂ بنی اسرائیل آیت نمبر 79) ترجمہ: قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے، جہاں سب تمہاری حمد کریں۔ (ترجمہ وحوالہ از کنز الایمان، محمد مبشر سیالوی)

میں سخت اختلاف ہو گیا۔ حنبلی کہتے تھے اس کے معانی یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ آپ کو عرش پر بٹھائے گا۔ دوسرے یعنی حنفی المذہب وغیرہ حضرات کہتے اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام شفاعت پر جلوہ افروز فرمائے گا۔ اس نزاع نے یہاں تک طول پکڑا کہ بہت سے آدمیوں کی جانیں چلی گئیں۔

319 ہجری میں قرمطی کوفہ میں آ گیا۔ اہل بغداد کو خوف پیدا ہوا۔ وہ خدا تعالیٰ سے دعائیں مانگنے لگے۔ قرآن مبارک بلند کیے اور مقتدر کو گالیاں دیں۔

اسی سال قبیلہ دیلم دنبور پر چڑھ آئے اور شہر کو لوٹا اور پھر قتل عام کیا۔

خس و خاشاک

320 ہجری میں مونس مقتدر پر چڑھ دوڑا۔ اس کے ساتھ اکثر بربری سپاہی تھے۔ جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے تو ایک بربری نے مقتدر کو حربہ (نیزہ) مارا جس سے وہ زمین پر گر پڑا۔ پھر تلوار سے ذبح کر کے اس کا سر نیزے پر بلند کیا گیا۔ کپڑے اتار لیے اور جسم کو وہیں ننگا کر کے پھینک دیا۔ لوگوں نے خس و خاشاک (گھاس اور کوڑا) سے اس کا ستر (شرمگاہ) چھپا دیا اور وہیں گڑھا کھود کر اس کو دفن کر دیا۔ یہ واقعہ بدھ ستائیس شوال 320 ہجری کو پیش آیا۔

واپسی کا ارادہ

کہتے ہیں اس روز مقتدر کے وزیر نے اس کا زائچہ دیکھا۔ مقتدر نے پوچھا کیا وقت ہے؟ اس نے جواب دیا زوال کا۔ مقتدر نے اس سے بدشگون (برا منحوس وقت) لیا اور واپس

آجانے کا قصد کیا۔ لیکن اسی وقت مونس کے سوار سامنے آ گئے اور لڑائی ہونے لگی۔

کانٹا چمٹ گیا

جس بربری نے مقتدر کو قتل کیا تھا' لوگ اس کے پیچھے گئے۔ وہ دارالخلافہ کی طرف دوڑا تا کہ القاہر باللہ کو بیعت کے لیے باہر نکالے۔ راستے میں کانٹوں کی گٹھڑی پڑی تھی۔ دوسری طرف قصاب کی دکان تھی۔ اس کے پاس سے گزرنے لگا تو گوشت لٹکانے والا کانٹا اس کے ساتھ چمٹ گیا۔ اس صدمہ سے اس کا آسن کھل گیا اور گھوڑا اس کے نیچے سے نکل گیا اور وہ زمین پر گرتے ہی مر گیا۔ لوگوں نے اسے ان کانٹے دار لکڑیوں میں ڈال کر جلا ڈالا۔

مال برباد

مقتدر تیز عقل اور صائب الرائے تھا۔ لیکن شراب و شہوات میں غرق رہتا تھا۔ نہایت فضول خرچ تھا۔ عورتیں اس پر غالب آ گئی تھیں۔ چنانچہ ان کو تمام شاہی جواہر دیدیے تھے۔ اپنی ایک محبوبہ کو ایک ایسا قیمتی موتی دیا تھا جس کا وزن تین مثقال (مثقال ساڑھے چار ماشے کا وزن) تھا اور اپنے ایک زیدنامی غلام کو جواہرات کی ایسی تسبیح دی تھی جس کی نظیر نہ تھی۔ الغرض اس طرح سے بے انتہا مال ضائع کر دیا تھا۔ اس کے گھر میں غلامانِ رومی وثقالبی اور حبشی کے علاوہ گیارہ ہزار خصی غلام تھے۔ بارہ لڑکے اپنے پیچھے چھوڑے تھے جن میں سے تین یعنی رضی' متقی اور مطیع تخت خلافت پر بیٹھے۔ ایسے ہی متوکل اور رشید کے بیٹوں سے بھی تین تین خلیفہ ہوئے۔

ذہبی کہتے ہیں۔ اس کی نظیر صرف بادشاہوں میں ہی ملتی ہے۔ مصنف کہتے ہیں ہمارے زمانہ میں متوکل کے لڑکوں سے پانچ خلیفہ ہوئے ہیں۔ یعنی مستعین عباس' معتضد داؤد' مستکفی سلیمان' القائم حمزہ' مستنجد یوسف اور اس کی نظیر نہیں ملتی۔

ثعالبی لطائف المعارف میں لکھتے ہیں۔ متوکل اور مقتدر کے سوا کسی کا نام جعفر نہیں ہوا اور یہ دونوں ہی قتل ہوئے۔ متوکل چہارشنبہ (بدھ) کی رات کو اور مقتدر دن کو قتل ہوا۔

کچھ خوبیوں سے

مقتدر کی خوبیوں سے ایک حکایت ہے جسے ابن شاہین نے بیان کیا ہے وہ یہ ہے۔ اس کے وزیر عیسیٰ نے چاہا کہ ابن ابی صاعد اور ابوبکر بن ابی داؤد بجستانی کے درمیان صلح کرا دے۔ پس ابوبکر سے کہا کہ ابومحمد تم سے بڑا ہے' تم اٹھ کر ان سے معافی مانگو۔ وہ کہنے لگا میں تو نہیں

مانگنا۔ وزیر نے کہا تم تو بڑے متکبر دکھائی دیتے ہو۔ ابن ابی داؤد نے کہا صرف متکبر ہی نہ کہو بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان باندھنے والا بھی کہو۔ وزیر نے کہا یہ بات ہے۔ پھر ابن داؤد نے کھڑے ہو کر کہا شاید تمہیں اس بات کا خیال ہے کہ میں تنخواہ میں تمہارا دست نگر ہوں۔ بخدا آج کے بعد میں تمہارے ہاتھ سے کبھی تنخواہ نہ لوں گا۔ مقتدر کو جب اس بات کی اطلاع ملی تو اس دن سے ان کی تنخواہ خود شمار کر کے اپنے غلام کے ہاتھ بھیج دیا کرتا تھا۔

مقتدر کے عہد خلافت میں یہ علماء فوت ہوئے:

محمد بن داؤد ظاہری' یوسف بن یعقوب قاضی' ابن شریح شیخ الشافیہ' جنید شیخ الصوفیہ' ابوعثمان خیری زاہد' ابوبکر بردیجی' جعفر قریانی' ابن بسام شاعر' نسائی صاحب سنن' حسن بن سفیان صاحب سنن' حیائی شیخ المعتزلہ' یموت بن موزع نحوی' ابن الجلاء شیخ الصوفیہ' ابویعلی موصلی صاحب مسند' اشنائی قاری ابن سیف یکے از قرائے مصر' ابوبکر رویانی صاحب مسند' امام ابن منذر' ابن جریر طبری' زجاج نحوی' ابن جزیمہ' ابن زکریا طبیب' اخفش صغیر' بنان جمال' ابوبکر بن ابی داؤد بجستانی' ابن سراج نحوی' ابوعوانہ صاحب صحیح' ابوقاسم بغوی صاحب مسند' ابوعبید بن حربویہ' کعبی شیخ المعتزلہ' ابوعمر قاضی' قدامہ کاتب وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ۔

القاہر باللہ

القاہر باللہ ابومنصور محمد بن معتضد بن طلحہ متوکل اس کی والدہ ام ولد تھی جس کا نام فتنہ تھا۔ جب مقتدر قتل ہوا تو لوگوں نے اس کو اور محمد بن مکتفی کو بلایا اور پھر مکتفی سے کہا تم خلیفہ بنتے ہو۔ اس نے کہا مجھے تو اس کی حاجت نہیں۔ یہ میرے چچا (القاہر باللہ ابومنصور محمد) ہی اس کے زیادہ حقدار ہیں۔ قاہر نے بھی خلافت کو منظور کر لیا اور سب نے اس سے بیعت کر لی اور اس نے اپنا وہی لقب القاہر باللہ مقرر کیا۔ سب سے پہلا کام جو اس نے کیا' وہ یہ تھا کہ مقتدر کے اہل وعیال پر تاوان لگا دیا اور ان کو طرح طرح کی اذیتیں پہنچائیں۔ مقتدر کی ماں کو اس قدر پٹوایا کہ وہ پٹتے پٹتے مرگئی۔

بغاوت پکڑی گئی

321 ہجری میں فوج بگڑ گئی اور مونس اور ابن مقلہ وغیرہ نے مل کر اسے معزول کرنا چاہا

تا کہ اس کی جگہ ابن مکتفی کو خلیفہ بنائیں۔ مگر قاہر نے ایسی چال چلی کہ اس بغاوت کے سرکردگان کو پکڑ کر قتل کر ڈالا اور ابن مکتفی کو دیوار میں چنوا دیا اور دیگر مخالفین کے گھر لٹوا دیے گئے۔ پھر لشکر میں انعامات اور تنخواہیں تقسیم کر کے ان کے جوش کو بھی ٹھنڈا کر دیا اور اس طرح سے قاہر کا خوب تسلط بیٹھ گیا اور اس دن سے اپنے لقب میں المنتقم من اعداء دین اللہ زیادہ کر دیا اور سکوں پر بھی اسی لقب کو مسکوک کروا دیا۔

آلات لھو

اسی سال گانے والی کنیزیں رکھنے سے منع کر دیا۔ شراب کی خرید و فروخت بند کر دی اور گویوں کو گرفتار کر لیا۔ مخنثوں (ہیجڑوں) کو شہر بدر کرا دیا۔ آلات لہو و لعب تڑوا دیے۔ گانے والی چھوکریوں کو بیچ ڈالنے کا حکم دیا۔ ان سب باتوں کے باوجود خود اس قدر شراب پیتا تھا کہ نشہ اترنے نہ دیتا اور گانا سننے سے کبھی بس نہ کرتا تھا۔

اصحاب مرداویج

322 ہجری میں دیلم نے زور پکڑا اور اس کا سبب یہ ہوا کہ جب مرداویج کے اصحاب اصفہان میں داخل ہوئے تو علی بن بویہ جو اس کا سپہ سالار لشکر تھا' مال کثیر لے کر اپنے مخدوم (مرداویج) سے علیحدہ ہو گیا۔ پھر اس نے محمد بن یاقوت نائب خلیفہ سے جنگ کی جس میں محمد بن یاقوت کو شکست ہوئی اور ابن بویہ تمام فارس پر قابض ہو گیا۔

چھت سے سانپ

کہتے ہیں ابن بویہ نہایت ہی مفلس فقیر شخص تھا۔ مچھلیاں پکڑ کر گزارہ کیا کرتا تھا۔ ایک رات اس نے خواب دیکھا کہ میں پیشاب کرنے لگا ہوں اور پیشاب گاہ سے ایک آگ کا شعلہ نکلا ہے جس نے تمام دنیا کو روشن کر دیا ہے۔ اس خواب کی اسے یہ تعبیر بتلائی گئی کہ اس کی اولاد بادشاہ ہو گی اور جہاں تک اس شعلہ کی روشنی گئی تھی' وہاں تک ملک اس کے زیر نگین ہو گا۔ کچھ عرصہ کے بعد ہوتے ہوتے یہ شخص مرداویج بن زیاد دیلمی کا سپہ سالار بن گیا۔ دیلمی نے اسے کرخ سے مال لانے کے لیے بھیجا۔ وہاں سے یہ پانچ لاکھ درہم لے کر آیا۔ پھر یہ ہمدان پر قبضہ کرنے کی خاطر آگے بڑھا۔ انہوں نے شہر کے دروازے بند کر لیے۔ ابن بویہ نے ان

سے جنگ چھیڑ دی اور بزور شمشیر اسے فتح کر لیا۔ وہاں سے شیراز میں آیا۔ جو مال اس کے پاس تھا وہ ختم ہو چلا تھا۔ ایک دن مکان میں چت لیٹا ہوا تھا۔ چھت سے ایک سانپ گرا فوراً حکم دیا چھت گرا دی جائے۔ اس کے اندر سے سونے کے بھرے ہوئے صندوق برآمد ہوئے۔ جن کو تمام لشکر میں تقسیم کر دیا گیا۔ پھر ایک دن درزی کو کچھ سینے کے لئے بلایا۔ وہ کان سے بہرہ تھا۔ جب اس نے بات کی اس کو سمجھ نہ آئی تو اسکے چہرے کے بدلتے آثار دیکھ کر وہ سمجھا شاید میری کسی نے اس سے کوئی چغلی کھائی ہے تو وہ ڈر کے مارے کہنے لگا' خدا کی قسم میرے پاس ان بارہ صندوقوں کے علاوہ کچھ نہیں۔ مجھے معلوم نہیں ان میں کیا ہے۔

قسمت کا دخل بھی

ابن بویہ نے حکم دیا کہ فوراً وہ تمام صندوق اس کے ہاں سے لائے جائیں' جب وہ صندوق لائے گئے ان کو کھولا گیا تو ان میں سے بھی بے شمار مال نکلا۔

چھپر نہیں زمین پھاڑ کے

پھر ایک دن کی بات ہے کہ جا رہا تھا تو راستے میں اچانک گھوڑے کے پاؤں دھنس گئے۔ اس نے وہاں کھدائی کرانی شروع کر دی' کھود کر دیکھا تو وہاں سے بھی بہت بڑا خزانہ نکلا۔ اسی طرح ہوتے ہوتے خراسان و فارس کا تمام ملک خلیفہ کے تصرف سے نکل کر اس کے قبضے میں چلا گیا۔

الٹا لٹکا کر

اسی سال قاہر نے اسمٰعیل نوبختی کو جس نے اس کے خلیفہ بنائے جانے پر زور دیا تھا' ایک کنویں میں الٹا لٹکا کر اوپر سے کنواں بند کروا دیا اور گناہ اس کا صرف یہ تھا قاہر کے خلیفہ ہونے سے قبل اس نے ایک لونڈی کو قاہر سے زیادہ قیمت دے کر خرید لیا تھا۔

میری بیعت

اسی سال فوج باغی ہوگئی کیونکہ پوشیدہ ہی پوشیدہ انہیں خوف دلایا جا رہا تھا کہ قاہر تمہارے قید کرنے کے لیے تہ خانہ تیار کروا رہا ہے اس لیے تمام سپاہی تلواریں برہنہ کیے ہوئے اس پر چڑھ آئے' قاہر بھاگا تو سہی مگر آخر گرفتار ہو گیا۔ لوگوں نے عباس محمد بن مقتدر سے

WWW.NAFSEISLAM.COM

بیعت کر لی اور اس کی الراضی باللہ کا لقب دیا۔ پھر وزیر' قاضی ابوالحسن بن قاضی ابوعمر' حسن بن عبداللہ بن ابی شوارب اور ابوطالب بن بہلول کو قاہر کے پاس بھیجا گیا۔ یہ سب اس کے پاس گئے اور اس سے پوچھا آپ کیا کہتے ہو؟ اس نے کہا میری بیعت تمہاری اور باقی بھی سب کی گردنوں میں ہے اور میں تمہیں بری اور علیحدہ نہیں کرتا۔ پس یہاں سے چلے جاؤ۔

امامت فرض

قاہر کا یہ جواب سن کر سب اٹھ کر چلے آئے۔ راستے میں ایک آدمی جو انہی میں سے تھا وہ وزیر سے کہنے لگا کہ قاہر کو بغیر سوچ و فکر کے معزول کر دینا چاہئے۔ اس کے افعال بد مشہور ہیں۔ قاضی ابوالحسین کہتے ہیں میں نے آ کر راضی سے تمام حقیقت کہہ دی اور کہا میں تو آپ کی امامت فرض سمجھتا ہوں۔ راضی نے کہا اچھا۔ اب جاؤ اور مجھے اس پر غور کرنے دو۔ پھر سیما نامی ایک مصاحب نے راضی کو قاہر کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروا دینے کا مشورہ دیا' چنانچہ اس کی دونوں آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروا دی گئیں۔

آنکھیں نکال دیں

محمود اصفہانی کہتے ہیں قاہر کی معزولی کا سبب اس کا بدخصلت ہونا اور خونریز ہونا تھا اور جب اس نے خلع سے انکار کیا تو اس کی آنکھوں میں سلائیاں پھروا دی گئیں جس سے دونوں آنکھیں رخساروں پر بہہ پڑیں۔

چھوٹا سا نیزہ

صولی کہتے ہیں۔ قاہر نہایت جلد باز' خونریز' بدخصلت اور متلون المزاج شخص تھا۔ ہمیشہ نشہ میں چور رہتا تھا۔ اگر اس کا حاجب نیک نہ ہوتا تو شاید وہ تمام لوگوں کو قتل کر ڈالتا۔ اس نے ایک چھوٹا سا نیزہ بنوا رکھا تھا جسے ہر وقت اٹھائے رکھتا تھا اور اس وقت تک اسے ہاتھ سے نہ پھینکتا تھا جب تک کہ اس سے کسی نہ کسی شخص کو قتل نہ کر لیتا تھا۔

خصلتیں اور اخلاق

علی بن محمد خراسانی کہتے ہیں۔ ایک دن مجھے قاہر نے بلوایا اور حربہ (چھوٹا نیزہ) اس کے سامنے پڑا تھا۔ کہنے لگا مجھ سے خلفائے بنی عباس کی خصلتیں اور اخلاق بیان کرو۔

خرچ کرنے والا

میں نے کہا سفاح خونریزی میں جلدی کیا کرتا تھا اور اس کے عامل بھی اس کے قدم بقدم چلتے تھے۔ لیکن ان تمام باتوں کے باوجود وہ جوانمرد اور نہایت پیسہ خرچ کرنے والا آدمی تھا۔ کہنے لگا منصور کیسا تھا۔

میں نے کہا منصور ہی پہلا خلیفہ ہوا ہے جس نے عباسیوں اور علویوں میں تفرقہ ڈالا۔ پہلے وہ آپس میں باتفاق رہا کرتے تھے۔ اسی نے پہلے نجومیوں کو مقرب بنایا اور اسی نے پہلے سریانی اور عجمی کتابیں مثلاً کلیلہ دمنہ' اقلیدس اور یونانی کتابوں کا عربی میں ترجمہ کروایا۔ لوگوں نے جب ان کتابوں کو دیکھا تو ہر وقت انہی میں مشغول رہنے لگے۔ جب محمد بن اسحاق نے یہ خرابی دیکھی تو اس نے مغازی اور سیر میں کتابیں تصنیف کیں۔ منصور نے سب سے پہلے اپنے غلاموں کو عامل بنایا اور عرب پر ترجیح دی۔

قاہر نے کہا اچھا مہدی کیسا تھا؟ میں نے کہا نہایت عادل' سخی اور منصف تھا۔ اس کے باپ نے جبراً جو کچھ لوگوں سے چھینا تھا ان کو واپس دیدیا۔ زندیقوں کو قتل کرایا۔ مسجد حرام' مسجد اقصیٰ اور مسجد نبوی شریف میں تعمیری کام کرائے۔

قاہر نے پوچھا اچھا ہادی کیسا تھا؟ میں نے کہا وہ بڑا اجبار اور متکبر تھا۔ اس کے عامل بھی اس کے قدم بقدم چلتے تھے۔

پھر کہنے لگا اچھا رشید کیسا تھا؟ میں نے کہا وہ حج اور جہاد کی طرف راغب تھا۔ مکہ کے راستے میں سرائیں اور حوض اسی نے بنوائے اور کاذنہ' طرطوس' مصیصہ اور مرعش کی سرحدیں بنوائیں۔ سب لوگوں میں اپنا عدل پھیلایا' اور برامکہ اسی کے عہد میں تھے اور ان کی بخشش مشہور رہی ہے۔ یہی خلیفہ سب سے پہلے گیند بلا کھیلا ہے اور چاند ماری بھی سب سے پہلے اسی نے کی ہے اور بنی عباس میں سے سب سے پہلے شطرنج اسی نے کھیلا ہے۔

قاہر نے کہا اچھا امین کیسا تھا؟ میں نے کہا وہ سخی تھا مگر لذات میں منہمک رہتا تھا۔ اس لیے اس کا کام بگڑ گیا۔

پھر کہنے لگا اچھا مامون کیسا تھا؟ میں نے کہا اس پر فلسفہ اور نجوم غالب تھا اور نہایت حلیم اور سخی تھا۔

پھر کہنے لگا۔ اچھا معتصم کیسا تھا؟ میں نے کہا وہ بھی مامون کے قدم بقدم چلا تھا۔ مگر اسے بادشاہانِ عجم کے ساتھ تشبہ اور شہسواری کا شوق پیدا ہو گیا تھا۔ اس نے جنگیں لڑیں اور فتوح حاصل کیں۔

پھر پوچھا واثق کیسا تھا؟

میں نے کہا وہ اپنے باپ کے ہی طریقہ پر چلا۔

پوچھنے لگا متوکل کے بارے کہو؟

میں نے کہا اس کے اعتقاد مامون، معتصم اور واثق کے بالکل خلاف تھے۔ اس نے جنگ اور مناظرہ سے روک دیا تھا اور ان کے مرتکب ہونے والوں کے لیے اس نے سزائیں مقرر کیں۔ قرأت، سماعت حدیث کا حکم دیا۔ قرآن کو مخلوق کہنے سے لوگوں کو منع کیا اس لیے لوگ اس سے خوش رہے۔

پھر مجھ سے باقی خلفاء کی بابت بھی پوچھا اور میں نے بھی جواب دیے۔ پھر کہنے لگا تم نے ان کے احوال اس طرح بیان کیے ہیں گویا ان کو میرے سامنے لا بٹھایا ہے۔ اتنا کہہ کر چلا گیا۔

باغ اور محل

مسعودی کہتے ہیں۔ قاہر نے مونس اور اس کے دوستوں سے بہت سا مال لیا ہوا تھا۔ جب وہ معزول ہوا اور اس کی آنکھوں میں سلائیاں پھروادی گئی تو وہ مال انہوں نے اس سے طلب کیا مگر اس نے دینے سے انکار کر دیا۔ اس پر اسے طرح طرح کے مصائب میں مبتلا کیا گیا۔ لیکن اس نے اقرار نہ کیا۔ آخر الراضی باللہ نے اسے بلا کر کہا لشکر مال کا مطالبہ کر رہا ہے اور میرے پاس ایک کوڑی بھی نہیں ہے اور تمہارے پاس جو مال ہے وہ اب تمہارے تو کسی کام کا بھی نہیں پس ہمیں بتلا دو۔ قاہر نے کہا اب تم نے جو مجھ پر احسان کیا ہے میں بتلا دیتا ہوں۔ وہ مال فلاں باغ میں مدفون ہے۔ (قاہر نے دور دور سے پودے منگا کر ایک باغ لگوایا تھا اور اس میں ایک محل بنوایا تھا۔) اس میں سے کھدوا کر نکلوا لو۔ راضی باللہ خود اس باغ اور محل پر فریفتہ تھا۔ کہنے لگا آخر اس باغ میں وہ مال کس جگہ مدفون ہے۔ قاہر بولا میری آنکھیں ہیں نہیں جو میں جاؤں اور دیکھ کر کے جگہ بتادوں۔ تم باغ کو کھدواؤ مال مل جائے گا۔ راضی نے باغ اور محل کی بنیادیں تک کھدوا ڈالیں مگر مال کا نام و نشان تک نہ ملا۔ راضی نے کہا اب بتاؤ مال

کہاں ہے؟ قاہر نے کہا میرے پاس مال کہاں سے آیا؟ یہ حیلہ تو میں نے صرف اس لیے کیا تھا تا کہ تم باغ میں بیٹھ کر عیش و عشرت نہ کر سکو۔ راضی یہ بات سن کر شرمندہ ہوا اور اسے قید کروادیا۔ آخر 333 ہجری کے بعد رہا کر دیا۔

گھر میں بند

ایک دن کا ذکر ہے۔ یہ سفید کپڑے پہنے ہوئے مستکفی کے زمانہ خلافت میں جامع مسجد منصور میں نمازیوں سے کہہ رہا تھا خدا کیلئے مجھے کچھ بتادو۔ تم جانتے ہو میں کون ہوں اور یہ باتیں اس لیے کہہ رہا تھا تا کہ خلیفہ کو لوگ برا کہیں۔ اس دن سے اسے گھر سے نکلنے سے روک دیا گیا' یہاں تک کہ جمادی الاولیٰ 339 ہجری میں ترپن سال کی عمر میں فوت ہو گیا اور اپنے پیچھے چار بیٹے عبدالصمد' ابوالقاسم' ابوالفضل' عبدالعزیز چھوڑے۔ اس کے زمانہ میں ہی طحاوی شیخ الحنفیہ' ابن درید' ابو ہاشم بن جبائی وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ نے وفات پائی۔

الراضی باللہ

الراضی باللہ ابوالعباس محمد بن مقتدر بن معتضد بن طلحہ بن متوکل 297 ہجری میں پیدا ہوا۔ اس کی ماں ام ولد رومیہ تھی جس کا نام ظلوم تھا۔ جس روز قاہر معزول ہوا ہے' اسی روز اس سے بیعت لی گئی۔ تخت پر بیٹھتے ہی ابن مقلہ کو حکم دیا قاہر کے تمام عیوب ایک جگہ لکھ کر لوگوں کو سنادے۔

مجوسیوں سے جوڑ

اسی سال یعنی 321 ہجری میں مرداویج جو قبیلہ دیلم کا سرگروہ تھا' اصفہان میں مر گیا۔ اس کی حکومت خوب پھیلی اور مشہور تھا۔ یہ بغداد پر حملہ کرنا چاہتا ہے اور وہ پوشیدہ طور پر مجوسیوں سے ملا ہوا ہے۔ یہ کہا کرتا تھا۔ میں عربوں کی سلطنت کو تباہ کر کے از سر نو عجمیوں کی سلطنت آباد کروں گا۔

جھنڈا اور خلعت

اسی سال علی بن بویہ نے راضی کو کہلا بھیجا جس شہر میں قابض ہو گیا ہوں وہ مجھے دس لاکھ

درہم سالانہ کے عوض جاگیر میں دیے جائیں۔ اس پر راضی نے اس کو ایک جھنڈا اور ایک خلعت بھیجے۔ بعد ازاں ابن بویہ ان اموال کو بھیجنے میں دیر کرتا رہا۔

مورثِ اعلیٰ

اسی سال مہدی حاکم مغرب مر گیا۔ اس کی مدتِ سلطنت پچیس برس تھی۔ یہ شخص خلفائے مصر کا جنہیں جاہل لوگ فاطمی کہتے ہیں' مورثِ اعلیٰ تھا۔ دراصل اس کا دادا مجوسی تھا اور اس نے اپنے آپ کو علوی مشہور کر رکھا تھا۔

اولاد اتباع میں

قاضی ابوبکر باقلانی کہتے ہیں۔ مہدی کا دادا مجوسی تھا اور اس نے مغرب میں مشہور کر دیا میں علوی ہوں۔ لیکن علمائے نسب کو اس کے اس دعوے سے انکار تھا اور ہے اور رہے گا۔ اصل میں یہ فرقہ باطنیہ خبیثہ سے تھا۔ اسلام' علماء اور فقہاء کو نیست و نابود کرنا چاہتا تھا تاکہ آسانی سے لوگوں کو گمراہ کر سکے۔ اس کی اولاد بھی اس کے قدم بقدم چلتی تھی۔ شراب خوری اور زنا کاری کو حلال کر دیا۔ رفض کو پھیلایا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا ابوالقاسم محمد ملقب بہ القاسم بامر اللہ ابوالقاسم محمد بادشاہ ہوا۔

لاش سولی پر

اسی سال محمد بن علی شلمغانی معروف با بن ابی غراقر ظاہر ہوا۔ اس کے بارے مشہور تھا کہ وہ خدائی دعویٰ کرتا ہے اور مردوں کو زندہ کرتا ہے۔ لیکن اس کو قتل کر دیا گیا اور اس کی لاش کو سولی پر چڑھا دیا گیا اور اس کے ساتھ اس کے اور بھی دوست قتل ہوئے۔

اسی سال ابوجعفر محمد حاجب نے انتقال کیا۔ اس کی عمر ایک سو چالیس سال کی تھی اور ابھی تک اس کے حواس بالکل درست تھے۔ اسی سال سے بغداد والوں کا حج 327 ہجری تک بند رہا۔

حاکم مشرقین

323ھ ہجری میں راضی باللہ کو کچھ اطمینان ہوا تو اس نے اپنے دونوں بیٹوں ابوالفضل اور ابوجعفر کو مشرق اور مغرب کا حاکم بنا دیا۔

محضر پر دستخط

اسی سال ابن شبوذ کا مشہور واقعہ ہوا اور قرأت شاذ سے اس کو توبہ کرائی گئی اور وزیر ابوعلی بن مقلہ کے سامنے اس سے محضر (دستاویز) پر دستخط کرائے گئے۔

دن کو اندھیرا

اسی سال ماہ جمادی الاولیٰ میں بغداد میں نہایت تند و تیز آندھی آئی اور عصر سے مغرب تک بالکل اندھیرا چھایا رہا۔

اسی سال ماہ ذوالقعدہ میں ایک رات کثرت سے تارے ٹوٹتے رہے اور ایسی کثرت ہوئی کہ اس سے پہلے کبھی ایسا واقعہ نہیں دیکھا گیا تھا۔

نام کا خلیفہ

324 ہجری میں محمد بن رائق امیر واسط گرد و نواح کے ملک پر قابض ہو گیا اور وزارت و دفاتر وغیرہ سب اس کے پاس چلے گئے۔ سب مال اسی کے پاس جانے لگا۔ بیت المال ٹوٹ گئے اور راضی صرف نام کا خلیفہ رہ گیا۔

صاحب اندلس

345 ہجری میں اس سے بھی زیادہ خلل واقع ہوا اور ملک کے بعض حصوں پر یا خارجی حکمران ہو گئے یا ایسے حکمران تھے جو ملک کے خزانے میں مال ہی نہیں بھیجتے تھے اور اس کے گرد و نواح کا تھوڑا سا علاقہ رہ گیا اور اس پر بھی ابن رائق کا ہاتھ تھا۔ جب دولت عباسیہ کا صرف نام ہی نام رہ گیا اور ملک پر قرامطہ اور مبتدعیوں کا قبضہ ہو گیا تو امیر عبدالرحمٰن بن محمد اموی مروانی صاحب اندلس کی بھی ہمت بڑھی اور کہنے لگا میں خلافت کے سب سے زیادہ لائق ہوں۔ اس نے اپنا لقب امیر المومنین الناصر لدین اللہ رکھا اور اندلس کے اکثر حصہ پر قابض ہو گیا اور یہ صاحب ہیبت، جہاد کرنے والا اور خوش سیرت تھا۔ اس نے بہت سے باغیوں کی جڑ کاٹ ڈالی۔ اس وقت دنیا میں تین شخص امیر المومنین کے لقب سے ملقب تھے۔ عباسی بغداد میں، یہ عبدالرحمٰن اندلس اور مہدی کاذب قیروان میں۔

امیر الامراء

326 ہجری میں بجکم علی ابن رائق سے باغی ہوگیا اور اس پر غالب آ گیا۔ ابن رائق مارے خوف کے مارے کہیں چھپ گیا اور بجکم بغداد میں داخل ہوگیا۔ راضی نے اس کی بڑی عزت کی اور امیر الامراء کا لقب دیکر بغداد اور خراسان کی امارت اس کے سپرد کردی۔

حج پر ٹیکس

327 ہجری میں ابوعلی عمر بن یحییٰ علوی نے اپنے دوست قرامطی کو لکھا تم حاجیوں کو حج کی اجازت دیدو اور میں تمہیں پانچ دینار محصول دے دوں گا۔ اس نے اجازت دیدی اور لوگوں نے طمینان کے ساتھ حج کیا۔ یہ پہلا ہی موقعہ تھا حاجیوں کو حج کے لیے ٹیکس ادا کرنا پڑا۔

دجلہ کی طغیانی

328 ہجری میں دجلہ کا پانی انیس گز تک چڑھ گیا اور بغداد کے بہت سے مکانات گر پڑے اور کئی جانیں تلف ہوگئیں۔

راضی کی وفات

329 ہجری میں راضی بیمار ہوگیا اور ماہ ربیع الآخر میں ساڑھے اکتیس برس کی عمر میں فوت ہوگیا۔

راضی جوانمرد کریم ادیب شاعر اور فصیح تھا۔ علماء کو دوست رکھتا تھا۔ اس کے اشعار مدون ہیں۔ حدیث بغوی وغیرہ سے سنی تھی۔

قواعد مرتب کیے

خطیب کہتے ہیں۔ راضی میں بہت سے فضائل تھے۔ مختصر یہ کہ وہ آخری خلیفہ تھا جس کے اشعار مدون ہیں اور یہ آخری خلیفہ تھا جس نے لشکر اور مالوں کے قواعد بنائے تھے اور یہ آخری خلیفہ تھا جس نے جمعہ کے روز خطبہ پڑھا اور یہ آخری خلیفہ تھا جو اپنے وزراء اور ندماء کے ساتھ بیٹھا۔ اس کے انعام اور کام سب خلفائے متقدمین کی طرح تھے اور یہ آخری خلیفہ تھا جس نے متقدمین کا سا لباس پہن کر سفر کیا۔ اس کے اشعار سے یہ ذیل کے اشعار بھی ہیں:

كُلُّ صَفْوٍ اِلَى كَدَرٍ كُلُّ اَمْرٍ اِلَى حَذَرٍ

ترجمہ: ہر صفائی کا انجام کدورت ہے اور ہر ایک کام کا انجام خوف ہے

وَمَصِیْرُ الشَّبَابِ لِلْمَوْتِ فِیْهِ اَوِ الْکِبَرِ

ترجمہ: اور جوانی کا انجام یا موت ہے یا بڑھاپا۔

دَرُّ دَرُّ الْمَشِیْبِ مَنْ وَاعِظٍ یَنْذُرُ الْبَشَرِ

ترجمہ: بڑھاپا کیسا ہی اچھا واعظ ہے جو آدمی کو ڈراتا ہے۔

اَیُّهَا الْاٰمِلُ الَّذِیْ تَاهُ فِیْ لُجَّةِ الْغُذَرِ

ترجمہ: اے امید کرنے والے اور دھوکے کی موجوں میں حیران (کھڑے ہوئے)

اَیْنَ مَنْ کَانَ قَبْلَنَا ذَهَبَ الشَّخْصُ وَالْاَثَرِ

ترجمہ: ہم سے پہلے (جو تھے) کہاں گئے۔ان کا نام ونشان بھی نہیں رہا۔

رَبِّ فَاغْفِرْ خَطِیْئَتِیْ اَنْتَ یَا خَیْرُ مَنْ غَفَرِ

ترجمہ: اے تمام بخشنے والوں سے بہتر! اے اللہ میرے گناہ بخش دے۔

کیا دعا کروں؟

ابوالحسن ابن زرقویہ اسمٰعیل خطبی سے روایت کرتے ہیں۔فطر کی رات مجھے راضی نے بلایا۔ جب میں گیا تو بولا اے اسمٰعیل میں نے کل لوگوں کو نماز پڑھانے کا ارادہ کیا ہے۔ بتاؤ جب میں اپنے آپ کے لیے دعا کرنا چاہوں تو کیا کہوں؟ میں نے کچھ دیر سوچنے کے بعد کہا آپ یہ کہیئے گا۔رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ. (پ26 سورہ احقاف آیت 15) ترجمہ: اے میرے رب میرے دل میں ڈال کہ میں تیری نعمت کا شکر کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی (ترجمہ دحوالہ از کنزالایمان' محمد مبشر سیالوی) راضی نے کہا یہ دعا میرے لیے کافی ہے۔ پھر چار سو دینار مجھے انعام دیئے اور یہ مال ایک غلام کو دیکر ساتھ کر دیا۔

عہد راضی میں یہ علمائے کرام فوت ہوئے:

نفطویہ' قاری ابن مجاہد' ابن کاس حنفی' ابن ابی حاتم' مبرمان' ابن عبدربہ صاحب العقد الفرید' اصطخری' شیخ الشافیہ' ابن شنبوذ' ابوبکر انباری وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

المتقی للہ

المتقی للہ ابواسحٰق ابراہیم بن مقتدر بن معتضد بن موفق طلحہ بن متوکل۔ یہ اپنے بھائی راضی کی وفات کے بعد چونتیس برس کی عمر میں تخت خلافت پر بیٹھا۔ اس کی والدہ لونڈی تھی جس کا نام غلوب تھا۔ متقی بہت روزہ دار اور عبادت گزار تھا۔ اپنی کنیزوں سے کبھی فائدہ حاصل نہیں کرتا تھا کہا کرتا تھا قرآن مجید کے علاوہ مجھے کسی مصاحب کی ضرورت نہیں۔ کبھی نبیذ بھی نہیں پی۔ متقی اصل میں برائے نام خلیفہ تھا کیونکہ سلطنت کے کاروبار ابن عبداللہ احمد بن علی کوفی کاتب بجکم کے ہاتھ میں تھے۔ اس کی خلافت کے پہلے سال ہی وہ سبز گنبد جو مدینہ منصور میں تھا اور بغداد کا تاج اور بنی عباس کی یادگار سمجھا جاتا تھا' گر پڑا۔ اس گنبد کو منصور نے بنوایا تھا۔ اس کی بلندی اسی گز تھی اور اس کے نیچے جو ایوان تھا وہ بیس گز مربع رقبہ میں تھا۔ اس پر ایک سوار تھا جس کے ہاتھ میں ایک نیزہ تھا۔ جس طرف سے کوئی دشمن آنے والا ہوتا تھا' اس کا منہ اس طرف پھر جایا کرتا تھا۔ یہ گنبد رات کے وقت بجلی کی گرج اور کڑک اور بارش کے صدمے سے گر پڑا تھا۔

اسی سال بجکم ترکی قتل ہو گیا اور اس کی جگہ کورتکین دیلمی امیر الامراء مقرر ہوا۔ متقی نے بجکم کا تمام مال جو بغداد میں تھا اور وہ دس لاکھ دینار سے بھی زیادہ تھا' ضبط کر لیا۔

ابن رائق

اسی سال ابن رائق نے بغاوت کی۔ کورتکین اس سے لڑنے کے لیے نکلا۔ مگر وہ شکست کھا کر کہیں چھپ گیا اور اس کی جگہ امیر الامراء ابن رائق بنایا گیا۔

مردار کھانا پڑا

330 ہجری میں بغداد کے اندر اس قدر گرانی ہوئی کہ گندم کا ایک کر (بہتر کلو) تین سو سولہ دینار میں بک گیا۔ لوگوں نے مردار کھا کر گزارہ کیا۔ ایسا قحط بغداد میں اس سے قبل کبھی نہیں پڑا تھا۔

WWW.RAFSEISLAM.COM

بچاؤ کی خاطر

اسی سال ابوالحسن علی بن محمد یزیدی باغی ہوا۔ خلیفہ اور رائق دونوں اس سے لڑنے کے لیے نکلے۔ مگر دونوں کو شکست ہوئی اور بھاگ کر موصل میں چلے گئے۔ دارالخلافہ بغداد خوب لوٹا گیا۔ جب خلیفہ تکریت میں گیا تو وہاں سیف الدولہ ابوالحسن علی بن عبداللہ بن حمدان اور اس کے بھائی حسن بن حمدان سے ملاقات ہوئی۔ وہیں اچانک ابن رائق قتل کر دیا گیا۔ خلیفہ نے اس کی جگہ حسن بن حمدان کو مقرر کر لیا اور ناصرالدولہ اس کا لقب رکھ دیا اور اس کے بھائی کو خلعت دے کر اس کا لقب سیف الدولہ رکھا۔ پھر ان دونوں کو لے کر بغداد میں آیا۔ یزیدی وہاں سے بھاگ کر واسط میں چلا گیا۔ پھر ذوالقعدہ میں خبر ملی۔ یزیدی بغداد پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ اس خبر سے لوگوں میں بڑا اضطراب پیدا ہو گیا اور شہر کے معزز لوگ بچاؤ کی خاطر نکل گئے۔ خلیفہ ناصرالدولہ کو ساتھ لے کر نکلا اور سیف الدولہ یزیدی سے لڑنے کے لیے نکلا۔ مدائن کے قریب ان دونوں میں خونریز لڑائی ہوئی۔ جس میں یزیدی کو شکست ہوئی اور وہ واسط کی طرف بھاگا۔ سیف الدولہ نے بھی اس کا پیچھا کیا اور اس کو واسط سے بھگا دیا۔ وہ وہاں سے بصرہ کی طرف بھاگ گیا۔

منقش صورت

331 ہجری میں عیسائیوں نے ارزن' میافارقین اور نصیبین پر قبضہ کر لیا اور وہاں کے باشندوں کو قتل اور کچھ کو قید کیا۔ پھر انہوں نے وہ رومال مانگا جو رہا کے گرجا میں تھا اور اس کی نسبت عیسائیوں کا خیال تھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنا منہ مبارک اس سے پونچھا تھا اور آپ کی صورت اس میں منقش ہو گئی تھی۔ وہ رومال اس شرط سے دیا گیا کہ تمام قیدیوں کو رہا کر دیا جائے' چنانچہ انہوں نے تمام قیدی رہا کر دیے اور ان کو وہ رومال دیدیا گیا

توزون سے مقابلہ

اس سال واسط کے امراء نے سازش کر کے سیف الدولہ پر چڑھائی کر دی۔ سیف الدولہ خوف سے بغداد کی طرف بھاگا۔ ادھر اس کا بھائی ناصرالدولہ اپنے بھائی کے بھاگ جانے کے باعث موصل پہنچا تو توزون نے اس موقع کو غنیمت جان کر بغداد پر چڑھائی کی۔

سیف الدولہ بھاگ کر موصل جا پہنچا۔ توزون ماہ رمضان میں بغداد میں داخل ہوا۔ متقی نے اسے خلعت دی اور اس کو امیر الامراء مقرر کر دیا۔ کچھ روز کے بعد متقی اور توزون کے درمیان ناچاقی پیدا ہوگئی۔ توزون نے ابوجعفر بن شیر زاد کو واسط سے بغداد بلالیا۔ اس نے آ کر بغداد کو اپنے قبضہ میں کرلیا اور متقی نے اس سے مقابلہ کرنے کے لئے ابن حمدان کو لکھا۔ وہ ایک جرار لشکر لے کر آیا۔ مگر ابن شیر زاد کہیں چھپ گیا۔ متقی اپنے اہل وعیال کو لیکر تکریت میں چلا گیا۔ ناصر الدولہ عربوں اور کردیوں کا لشکر کثیر لیکر توزون کے مقابلے کے لیے نکلا۔ بمقام عکبراء دونوں آپس میں ٹکرا گئے مگر ابن حمدان کو شکست ہوئی اور وہ اور متقی دونوں موصل کی طرف بھاگ گئے۔ اس کے بعد پھر دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا جس میں پھر ابن حمدان کو شکست ہوئی اور وہ اور خلیفہ نصیبین کی طرف بھاگ گئے۔ خلیفہ نے اخشید والی مصر کو مدد کے لیے لکھا۔ مگر پھر بنی حمدان کچھ تنگدل اور سست سے ہو گئے۔ لاچار خلیفہ نے توزون کو صلح کیلئے لکھ دیا۔ اس نے مان لیا اور عہد و پیمان اور حلف ہو گئے۔ ادھر اخشید بھی آ پہنچا اور رقہ میں متقی سے ملا۔ اسے خلیفہ کی صلح کا علم ہو گیا تھا۔ کہنے لگا اے امیر میں آپ کا غلام اور غلام کا بیٹا ہوں۔ ترکوں کی شرارت اور عذر آپ کو معلوم ہو ہی چکا ہے۔ آپ ان کے داؤ میں نہ آئیں اور میرے ساتھ مصر میں چلیں اور امن سے حکومت کریں۔ خلیفہ نے اس بات کو نہ مانا اور اخشید پھر مصر لوٹ گیا۔

تعظیم کے بعد

4 محرم 333 ہجری کو متقی رقہ سے بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ ادھر توزون اس کی پیش قدمی کے لیے نکلا۔ انبار اور رہیت کے درمیان دونوں کی ملاقات ہوگئی۔ توزون خلیفہ کو دیکھ کر پاپیادہ ہو گیا اور آداب بجالایا۔ متقی نے لاکھ اسے سوار ہونے کو کہا مگر اس نے نہ مانا۔ اور اس خیمہ تک اسی طرح گیا جو خلیفہ کے لیے نصب کیا گیا تھا۔ وہاں جاتے ہی خلیفہ کو پکڑ کر اس کی آنکھوں میں سلائیاں پھروادی گئیں اور بعد ازاں اسے بغداد میں بھیج دیا گیا اور اس سے مہر چادر اور چھڑی لے لی۔ پھر توزون نے عبداللہ مکتفی کو بلا کر اس سے بیعت کرلی اور اس کا لقب المستکفی باللہ رکھا۔ پھر متقی نے بھی اس سے بیعت کرلی اور اپنے آپ کو معزول کر دیا۔ یہ واقعہ بیس محرم کو پیش آیا۔ بعض کہتے ہیں ماہ صفر میں پیش آیا۔

کہتے ہیں اس واقعہ کی خبر جب قاہر کو پہنچی تو اس نے یہ اشعار پڑھے:

صِرتُ وَ اِبْرَاهِيمَ شَيْخَي عَمَيٰ لَابُدَّ لِلشَّيْخَيْنِ مِنْ مُصْدَرِ

ترجمہ: میں اور ابراہیم دونوں بوڑھے اندھے ہو گئے ہیں۔ ان دونوں کیلئے کوئی مصدر بھی ہونا چاہئے۔

مَا دَامَ تُوْزُوْنَ لَهُ اَمْرَةٌ" مَطَاعَةٌ" فَالْمِيْلُ فِي الْمَجْمَرِ

ترجمہ: توزون ہمیشہ امیر مطاع رہا اور اس کی سلائی ہمیشہ آگ میں رہی ہے۔

توزون اس واقعہ کے ایک سال بعد مر گیا۔ بیچارے متقی کو جزیرہ سندیہ کے بالمقابل ایک جزیرہ میں قید کر دیا گیا اور وہاں وہ پچیس برس تک اسی مصیبت میں رہا۔ آخر ماہ شعبان میں 357 ہجری کو راہی ملک بقا ہو گیا۔

چراغ جلا کر

متقی کے عہد خلافت میں ہی ایک حمدی چور ہوا جسے ابن شیرزاد نے بغداد پر غالب ہونے کے وقت پچیس ہزار دینار ماہوار لینے پر چوری کی اجازت دے دی تھی۔ یہ شخص لوگوں کے گھر مشعلیں اور چراغ جلا کر لوٹ لیا کرتا تھا۔ ان دنوں اسکورج دیلمی بغداد کا کوتوال تھا جس کو ان بدمعاشوں نے قتل کر دیا تھا۔

متقی کے عہد خلافت میں ذیل کے علماء فوت ہوئے:

ابو یعقوب نہر جوری مرید جنید بغدادی، قاضی ابو عبداللہ محاملی، ابوبکر فرغانی صوفی، حافظ ابوالعباس بن عقدہ اور ابن ولاد نحوی وغیرہم۔

خدا کا کرنا

کہتے ہیں جب قاہر کو متقی کی آنکھیں نکالی جانے کی خبر ملی تو کہنے لگا ہم دو ہو گئے ہیں، تیسرا بھی ہونا چاہئے، چنانچہ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ مستکفی کی بھی آنکھیں نکلوادی گئیں۔

المستکفی باللہ

المستکفی باللہ ابوالقاسم عبداللہ بن مکتفی بن معتضد۔ اس کی والدہ ام ولد تھی جس کا نام املح الناس تھا۔ متقی کے معزول ہونے کے بعد صفر 333 ہجری میں اکیالیس سال کی عمر میں تخت نشین ہوا۔ توزون اسی کے عہد خلافت میں مرا اور اس کے بیٹے ابوجعفر بن شیرزاد کو سلطنت کی

ہوس پیدا ہوگئی اور لشکر سے اپنے لیے عہد لے لیا۔ خلیفہ نے یہ دیکھ کر اسے خلعت عطا کی۔ پھر احمد بن بویہ بغداد میں آیا۔ ابن شیرزاد اس کے خوف سے کہیں چھپ گیا۔ ابن بویہ خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ خلیفہ نے اسے بھی خلعت عطا کی اور معزالدولہ کا خطاب بھی دیا اور اس کے بھائی علی کو عمادالدولہ اور تیسرے بھائی کو بھی خطاب رکن الدولہ عطا کیا۔ ان کے یہ خطاب سکوں پر نقش بھی کرائے گئے۔

کشتی گیر اور تیراکی

مستکفی نے اپنا لقب ''امام الحق'' رکھا اور ایسے ہی سکوں پر بھی نقش کرنے کا حکم دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد معزالدولہ نے اس قدر زور پکڑا کہ خلیفہ کے لیے پانچ ہزار درہم روز کی تنخواہ مقرر کر کے نظر بند کر دیا۔ دیلمیوں سے یہ پہلا شخص ہے جو عراق کا بادشاہ ہوا اور اسی نے سب سے پہلے بغداد میں مُحصِّل خراج مقرر کئے اور کشتی گیروں اور تیراکوں کو برانگیختہ کیا۔ پس بغداد کے نوجوان کشتی گیری اور تیراکی میں اس قدر منہمک ہو گئے کہ تیراک کے ہاتھ پر انگیٹھی ہوتی تھی اور اس پر ہنڈیا ہوتی تھی اور اس وقت تک تیرتا رہتا تھا جب تک کہ گوشت بھن کر تیار نہ ہو جاتا تھا۔

ہاتھ بڑھایا

چند روز کے بعد معزالدولہ مستکفی سے بدگمان ہو گیا اور جمادی الآخر 334 ہجری میں خلیفہ کے پاس آیا اور اپنے مرتبے پر کھڑا ہو گیا۔ سب لوگ اپنے اپنے مرتبوں پر کھڑے تھے۔ دیلم سے دو شخص آگے بڑھے۔ خلیفہ نے اس خیال سے کہ شاید یہ ہاتھ کا بوسہ لینا چاہتے ہیں' اپنا ہاتھ آگے بڑھا دیا۔ انہوں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر زمین پر گرا لیا اور اسی کے عمامہ سے اس کی مشکیں کس دیں۔

حرم لوٹ لیا

بعد ازاں دیلمیوں نے دارالخلافہ پر ہجوم کر لیا اور دارالخلافت اور حرم کو لوٹ لیا اور ایک تنکا بھی باقی نہ چھوڑا۔ بعد ازاں معزالدولہ اپنے گھر میں چلا آیا۔ دیلمی مستکفی کو پیدل اس کے پاس لے گئے۔ وہاں اس کی آنکھوں میں سلائیاں پھیر دی گئیں اور اسے معزول کر دیا گیا۔ اس نے

صرف ایک سال چار ماہ حکومت کی۔ پھر فضل بن مقتدر سے لوگوں نے بیعت کر لی اور مستکفی نے بھی خلافت اس کے سپرد کر کے خود اس سے بیعت کر لی۔ پھر اسے قید کر دیا گیا اور وہیں قید میں چھیالیس برس کی عمر میں فوت ہو گیا۔

نوٹ: یہ اہل تشیع کی طرف مائل تھا۔

المطیع للہ

المطیع للہ ابوالقاسم الفضل بن مقتدر بن معتضد۔ اس کی والدہ ام ولد تھی جس کا نام مشغلہ تھا۔ یہ 301 ہجری میں پیدا ہوا۔ معزالدولہ نے اس کے لیے سو دینار روزانہ کی تنخواہ مقرر کر دی۔ اس کی خلافت کے شروع سال میں ہی بغداد میں اس قدر گرانی ہوئی کہ لوگوں نے مردار اور گوبر کھایا۔ بہت سے لوگ راستوں میں مر گئے اور کتوں نے ان کا گوشت کھایا۔ باغ اور زمینیں روٹیوں کے عوض میں بیچ ڈالی گئیں۔ غریب لوگ اپنے بچوں کو بھون کر کھا گئے۔ معزالدولہ کے لیے گندم کا ایک کر بیس ہزار درہم میں خریدا گیا۔

بطور قیدی

اس سال معزالدولہ اور ناصرالدولہ بن حمدان کے درمیان لڑائی ہوئی۔ معزالدولہ میدان جنگ میں گیا تو مطیع بطور قیدی اس کے ساتھ تھا۔

اسی سال اخشید والی مصر مر گیا۔ اس کا نام محمد بن طغج فرغانی تھا۔ اخشید کے معنی شہنشاہ کے ہیں۔ یہ بادشاہانِ فرغان کا لقب تھا جیسا کہ اصبہم بادشاہانِ طبرستان کا اور صول بادشاہانِ جرجان کا اور خاقان شاہانِ ترک کا افشین شاہانِ اشروسہ کا' سامان شاہانِ سمرقند کا لقب تھا۔

اخشید نہایت شجاع اور بابیبت شخص تھا۔ قاہر سے پہلے مصر کا حاکم مقرر ہوا تھا۔ اس کے آٹھ ہزار غلام تھے۔ کافور کا آقا بھی یہی تھا۔

اسی سال القاسم العبیدی والیٔ مغرب فوت ہوا اور اس کے بعد منصور باللہ اسمٰعیل حاکم ہوا۔ یہ اپنے باپ سے بھی بڑھ کر زندیق اور ملعون تھا۔ انبیاء علیہم السلام کو کھلم کھلا گالیاں بکتا تھا اور منادی کرایا کرتا تھا کہ غار اور غار والوں پر لعنت کرو (نعوذ باللہ من ذالک) اس نے بہت سے علماء کو قتل کر دیا تھا۔

335 ہجری میں معز الدولہ نے درخواست کی کہ اس کے بھائی علی بن بویہ الملقب بہ عماد الدولہ کو کاروبار سلطنت میں اس کے ساتھ شریک کر دیا جائے اور اس کے مرنے کے بعد ہی اس کا جانشین ہو۔ مطیع نے تو اس بات کو قبول کر لیا۔ لیکن قضاء سے عماد الدولہ اسی سال فوت ہو گیا اور معز الدولہ نے اس کی جگہ اس کے بھائی رکن الدولہ ولد عضد الدولہ کو مقرر کر دیا۔

چاندی کا حلقہ

339 ہجری میں حجر اسود پھر اپنی جگہ کعبہ شریف میں نصب کر دیا گیا اور اس کے اردگرد ایک چاندی کا حلقہ لگا دیا گیا جس کا وزن تین ہزار سات سو اور نصف درہم تھا۔

تھوڑی سی سیاہی

محمد بن نافع خزاعی کہتے ہیں۔ میں نے حجر اسود کو جب وہ اکھڑا ہوا تھا' دیکھا اس کے سرے پر تھوڑی سی سیاہی تھی' باقی سب سفید تھا اور طول ایک گز تھا۔

میں جبرائیل ہوں

341 ہجری میں ایک نیا فرقہ پیدا ہوا جو تناسخ کا قائل تھا۔ ان میں سے ایک شخص نے دعویٰ کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روح مجھ میں منتقل ہو گئی ہے اور اس کی عورت نے کہا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی روح مجھ میں منتقل ہو گئی ہے۔ ان میں سے ایک اور آدمی جو کہتا تھا میں جبرائیل ہوں۔ لوگوں نے ان کو مارا پیٹا مگر پھر اس وجہ سے کہ وہ اپنے آپ کو اہل بیت کرام سے منسوب کرتے تھے' لوگ ان کی عزت کرنے لگے۔ معز الدولہ چونکہ اہل بیت کی طرف مائل تھا اس نے ان کو رہا کر دیا اور یہ بات اس کے افعال ملعونہ سے ایک تھی۔

قاہر کی بنیاد

اسی سال منصور عبیدی والی مغرب اپنے آباد کردہ شہر میں مرا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا معد حاکم ہوا۔ اس نے اپنا لقب المعز لدین اللہ رکھا۔ قاہرہ کی بنیاد اسی نے رکھی۔ منصور ایک نیک طینت شخص تھا۔ تمام بری باتوں اور مظالم کو رفع کر دیا اس لیے لوگ اس کے گرویدہ تھے۔ اس کا بیٹا بھی نیک سیرت شخص تھا۔ تمام ملک مغرب اس کے قبضہ میں آ گیا تھا۔

343 ہجری میں والی خراسان نے اپنے ملک میں مطیع کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ اس سے

قبل وہاں اس کے نام پر خطبہ نہیں پڑھا جاتا تھا۔ مطیع نے اس کو خلعت اور جھنڈا عطا کیا۔

مکان گر گئے

344 ہجری میں مصر میں سخت زلزلہ آیا اور تین گھنٹے تک رہا۔ جس سے بہت سے مکان گر گئے۔ لوگوں نے نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ دعائیں کیں۔

346 ہجری میں سمندر اسی گز اتر گیا اور کئی پہاڑ اور جزیرے سامنے آ گئے اور بہت سی ایسی چیزیں نظر آئیں جو کبھی نہ دیکھی گئی تھیں۔

شہر حلوان

''رے'' اور اس کے گردونواح میں سخت زلزلے آئے۔ شہر طالقان پورے کا پورا زمین میں دھنس گیا۔ صرف تین آدمی بچ گئے۔ رے کے اس شہر کے علاوہ بھی تقریباً ایک سو پچاس گاؤں زمین میں دھنس گئے۔ شہر حلوان کا اکثر حصہ زمین میں دھنس گیا۔ زمین سے مردوں کی ہڈیاں برآمد ہوئیں اور کئی چشمے جاری ہو گئے۔ رے میں ایک پہاڑ ٹوٹ پڑا اور ایک گاؤں ہوا میں معلق ہو گیا اور نصف یوم کے بعد زمین میں دھنس گیا۔ کئی جگہ سے زمین پھٹ گئی اور وہاں سے نہایت بدبودار پانی اور دھواں نکلا۔ ابن جوزی سے ایسے ہی منقول ہے۔

ٹڈی دَل

347 ہجری میں قم، حلوان اور جبال میں پھر زلزلہ آیا اور ہزاروں آدمی تباہ ہوئے۔ بعدازاں ٹڈی دَل آیا اور تمام فصلوں، غلوں اور درختوں کو صاف کر گیا۔

350 ہجری میں معزالدولہ نے بغداد میں ایک نہایت عالیشان گھر بنوایا۔ اس کی بنیادیں چھتیس گز نیچے رکھوائی تھیں۔

اسی سال ابوالعباس عبداللہ بن حسن بن ابی شوارب قاضی مقرر ہوئے۔ جب وہ خلعت لے کر معزالدولہ کے گھر سے نکلے تو ان کے سامنے باجے بجائے گئے اور اردل میں بہت سی فوج تھی۔ انہوں نے وعدہ کیا تھا دو لاکھ درہم سالانہ معزالدولہ کے خزانہ میں پہنچایا کریں گے اور اس بات کا اقرارنامہ بھی لکھ دیا۔ مطیع ان کی تقرری کو تو روک نہ سکا، صرف یہ حکم دیا کہ ابوالعباس کبھی میرے سامنے نہ آئے۔

اسی سال معز الدولہ نے بغداد کے کوتوالوں اور منشیوں کو پٹوایا تھا۔

جزیرۂ اقریطش

اسی سال رومیوں نے جزیرۂ اقریطش کو مسلمانوں سے فتح کر لیا۔ مسلمانوں نے اسے 230 ہجری میں فتح کیا تھا۔

اسی سال الناصر لدین اللہ والیٔ اندلس فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا الحاکم تخت پر بیٹھا۔

جلاوطن

351 ہجری میں شیعوں نے بغداد کی مسجدوں کے دروازوں پر لکھوایا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعنت ہو اور اس شخص پر جس نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ان کا حق (یعنی باغ فدک) چھین لیا اور اس پر بھی جس نے حسن رضی اللہ عنہ کو اپنے نانا کے ساتھ دفن نہ ہونے دیا اور اس شخص پر بھی جس نے ابوذر کو جلاوطن کر دیا۔ لوگوں نے رات کے وقت ان تمام الفاظ کو مٹا ڈالا۔ معز الدولہ نے پھر ارادہ کیا کہ پھر لکھوائے مگر اس کے وزیر مہلبی نے کہا اس کی جگہ صرف یہ لکھوا دو امیر معاویہ پر اور آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ظلم کرنے والوں پر خدا کی لعنت ہو۔

352 ہجری میں عاشورا کے روز معز الدولہ نے تمام بازار بند کرا دیئے اور نانبائیوں کو روٹی پکانے سے منع کر دیا اور بازاروں میں قبے نصب کر کے ان پر ٹاٹ آویزاں کیے گئے اور عورتیں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پر ماتم کناں بال کھولے ہوئے منہ پر طمانچے مارتے ہوئے شوارع عام پر نکلیں۔ یہ پہلا موقع تھا کہ یہ ذلیل حرکت کی گئی۔ امام حسین رضی اللہ عنہ پر رویا پیٹا گیا اور پھر یہ کمینہ حرکت آج تک چلی آ رہی ہے۔

اسی سال میں ذوالحجہ کے موقع پر عید غدیر خم بڑی دھوم سے منائی گئی اور ڈھول وغیرہ بجائے گئے۔

ملے ہوئے پہلو

اسی سال ارمن کے ایک سردار نے ناصر الدولہ بن حمدان کے پاس دو آدمی بھیجے جو کہ ایک دوسرے سے جڑے ہوئے تھے۔ ان کی عمریں پچیس سال تھی اور ان دونوں کے صرف پہلو ملے ہوئے تھے اور پیٹ دو تھے ناف بھی دو تھیں دو ہی معدے تھے۔ ان کی بھوک پیاس اور بول و

براز کا وقت بھی ایک دوسرے سے مختلف تھا۔ ہاتھ بازو رانیں اور پنڈلیاں ہر ایک کی علیحدہ علیحدہ تھیں۔ ایک ان میں سے عورتوں کی طرف مائل تھا اور دوسرا لونڈیوں سے محبت رکھتا تھا۔ ان میں سے ایک زندہ رہا اور دوسرا مر گیا۔ ناصر الدولہ نے تمام طبیبوں کو جمع کیا کہ اس مردہ کو زندہ سے علیحدہ کر دیں مگر کوئی نہ کر سکا۔ آخر وہ زندہ بھی مردے کی بدبو سے بیمار ہو گیا اور مر گیا۔

بڑا خیمہ

353 ہجری میں معز الدولہ کے لیے ایک بہت بڑا خیمہ بنایا گیا جس کے درمیان عمود کا طول پچاس گز تھا۔

زحمت نہ دی

354 ہجری میں معز الدولہ کی بہن فوت ہو گئی۔ مطیع تخت رواں پر اس کی تعزیت کے لیے نکلا۔ معز الدولہ پیشوائی کے لیے نکلا اور مطیع کو تخت سے اترنے کی زحمت نہ کرنے دی اور کئی دفعہ آداب بجالا کر مطیع کو وہیں سے رخصت کر دیا۔

شہر قیساریہ

اسی سال بادشاہِ روم یعقوب نے مسلمانوں کے علاقہ کے قریب شہر قیساریہ آباد کیا تاکہ ہر وقت لوٹ مار کر سکے۔

معز الدولہ

356 ہجری میں معز الدولہ مر گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا بختیار مقرر ہوا۔ مطیع نے اس کا لقب عز الدولہ رکھا۔

تنخواہیں بند

357 ہجری میں قرامطہ دمشق پر قابض ہو گئے۔ مصر اور شام سے کوئی شخص بھی اس سال حج نہ کر سکا۔ پھر انہوں نے مصر پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا۔ لیکن فوراً عبیدیوں نے بڑھ کر اس پر قبضہ کر لیا۔ اس طرح اقالیم مغرب مصر اور عراق میں رافضیوں کی سلطنتیں بن گئیں اور یہ اس طرح ہوا جب کافور اخشیدی والیٔ مصر مر گیا تو مصر میں سخت بدنظمی پھیل گئی۔ لشکریوں کی تنخواہیں

بند ہو گئیں۔ چند آدمیوں نے معز کو خط لکھا کہ اپنا لشکر بھیجو تا کہ مصر پر قبضہ کرے۔

اس نے اپنے سپہ سالار جوہر کی زیر کمان ایک لاکھ سوار روانہ کیے جنہوں نے جا کر مصر پر قبضہ کر لیا۔ اس نے قاہرہ میں رہائش اختیار کی اور وہیں معز کے لیے دار الامارت بنایا جو آج کل قصرین کے نام سے مشہور ہے۔ بنی عباس کا نام خطبہ سے نکلوا دیا اور سیاہ لباس کا پہننا موقوف کر دیا۔ خطیبوں کو سفید لباس پہنوائے اور حکم دیا خطبوں میں یہ الفاظ پڑھے جائیں۔

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰی وَعَلٰی عَلِیِّ الْمُرْتَضٰی وَعَلٰی فَاطِمَۃَ الْبُتُوْلِ وَعَلَی الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ سِبْطِ الرَّسُوْلِ وَصَلِّ عَلَی الْاَئِمَّۃِ اٰبَاءِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَلْمُعِزُّ اللہِ." "(یعنی اے اللہ تو رحمت فرما محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر رحمت فرما اور حضرت فاطمہ بتول رضی اللہ عنہا پر اور حضرت حسن وحضرت حسین رضی اللہ عنہما پر جو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قبیلہ سے ہیں اور امیر المومنین معز اللہ کے بزرگوں کے اماموں پر۔) یہ تمام واقعات ماہ شعبان 358 ہجری میں پیش آئے۔

تکمیل تعمیر ازھر

ربیع الآخر 358 ہجری میں اذان میں حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ زیادتی کی گئی اور جامع ازہر (مصر) کی بنیاد رکھی گئی جو رمضان 361 ہجری میں مکمل ہوگئی۔

359 ہجری میں عراق میں ایک بہت بڑا ستارا ٹوٹا جس کے ٹوٹنے سے ایسی روشنی ہوئی جیسے سورج کی ہوتی ہے اور اس کے ٹوٹنے کے بعد ایسی سخت آواز آئی جیسے بجلی کڑکنے کی ہوتی ہے۔

360 ہجری میں جعفر بن فلاح کے حکم سے جو المعز کی طرف سے دمشق کا حاکم تھا حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ مؤذن نے اذان میں کہنا شروع کیا اور کسی کو اس کی اجازت نہ ہوئی۔

تاوان

363 ہجری میں بختیار نے خلیفہ مطیع پر تاوان لگایا۔ مطیع نے کہا میرا تو صرف نام ہی خطبوں میں ہے۔ اگر کہتے ہو تو میں اس سے بھی دستبردار ہو جاتا ہوں مگر اس نے نہ مانا اور سختی کی۔ آخر خلیفہ نے اپنا تمام مال اسباب بیچ کر اسے چار لاکھ درہم دیدیے۔ خلیفہ سے تاوان لینے کی بات تمام لوگوں میں مشہور ہوگئی۔

ٹھٹھاروں سے آگ

اسی سال بغداد میں عز الدولہ کا ایک غلام مارا گیا۔ وزیر ابوالفضل شیرازی نے ٹھٹھاروں سے آگ لیکر غریب اور مسکین آدمیوں کے محلہ میں پھینکوادی جس سے کئی لاکھ مردان خدا جل گئے اور ہزار ہا مکانات راکھ کا ڈھیر بن گئے۔ آخر اسی سال وزیر بھی مرگیا۔

تابوت

اسی سال ماہ رمضان میں معز مصر میں آیا اور اس کے ساتھ اپنے آباؤ اجداد کے تابوت بھی تھے۔

363 ہجری میں مطیع نے ابوالحسن محمد بن ام شیبان ہاشمی کو قاضی مقرر کیا' حالانکہ وہ قضا سے انکار کرتے تھے اور ان سے اپنے لیے بہت سی شرو ط لکھوائیں۔ مختصر یہ کہ ان میں ایک شرط یہ بھی تھی قضا کی انہیں کچھ بھی تنخواہ نہ ملے گی' نہ انہیں کوئی خلعت دی جائے گی اور نہ شرع کے مخالف کسی معاملہ میں ان سے سفارش ہی کی جائے گی۔ پھر ان کے منشی کے لیے تین سو درہم ماہوار اور فرضی کے لیے ایک سو اور خزانچی کے لیے چھ سو درہم ماہوار مقرر کر دیے۔ پھر ان کے تقرر کا فرمان لکھا:

حفاظت ملت وذمہ

''یہ وہ عہد نامہ ہے جو اللہ کے بندے المطیع للہ نے ابن محمد ہاشمی کے لیے لکھا ہے جبکہ انہیں مدینۃ الاسلام' مدینۃ المنصور' مدینہ شرقیہ' کوفہ سقی فرات' واسط کرخی' طریق الفرات' دجلہ' طریق خراسان' حلوان' قرمیسین' دیار مصر' دیار ربیعہ' دیار بکر' موصل' حرمین' یمن' دمشق' حمص' جند قنسرین' عوام' مصر' اسکندریہ' جند فلسطین' اردن اور ان کے مضافات پر قاضی بنایا ہے۔ ہم انہیں اس امر کا پابند کرتے ہیں وہ قاضی القضات کا کام کریں گے اور حکام کے حالات معلوم کرتے رہیں گے۔ جس کا طریقہ اچھا دیکھیں گے اسے برقرار رکھیں گے اور بدطینت کو معزول کردیں گے۔ ملت اور ذمہ کی حفاظت ایسے شخص کے سپرد کردیں گے جو صاحب دیانت و امانت ہو' پرہیزگاری سے موصوف اور علم میں مشہور ہو' عقل سلیم رکھتا ہو' حلیم ہو' کپڑے میلے کچیلے نہ پہنتا ہو' اس کو سفید اور پاک لباس سے رغبت ہو' دل کا بھی صاف ہو اور معاملات دنیا

سے واقف ہو' سلامتی عقلی اور مفسد باتوں سے باخبر ہو خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہو' ہر بات میں کتاب اللہ کو مدنظر رکھتا ہو' ہر کام میں اسی کے مطابق حکم دے اور ہر معاملہ میں اسی کے مطابق فیصلہ کرے۔ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا نصب العین بنائے۔ اجماع امت کی رعایت رکھے اور آئمہ مجتہدین کی تقلید کرے' جس بات میں قرآن' حدیث اور اجماع امت ثابت نہ ہو' اس میں اپنے اجتہاد سے کام لے۔ متخاصمین کو ایک نظر سے دیکھے۔ ہر ایک کے ساتھ عدل و انصاف سے پیش آئے۔'' غرض اسی طرح کی اور بہت سی باتیں لکھیں۔

قاضی القضاۃ

مصنف کہتے ہیں۔ خلفائے متقدمین کا دستور یہ تھا۔ وہ دارالخلافہ میں ایک قاضی مقرر کرتے تھے جو تمام ممالک محروسہ کا قاضی ہوتا تھا۔ پھر یہی قاضی ہر ملک اور ہر شہر میں اپنی طرف سے قاضی مقرر کیا کرتا تھا اس لیے اس بڑے قاضی کو قاضی القضات کہتے تھے۔ اس کے علاوہ اور کسی کا یہ لقب نہیں ہوتا تھا اور اب تو حال یہ ہو گیا ہر شہر میں چار چار قاضی ہونے لگے اور ہر ایک ہی ان سے قاضی القضات کے لقب سے ملقب' حالانکہ اس وقت کے قاضی القضاۃ کے ماتحتوں کے ماتحت نائب آج کل کے قاضی القضات کے ماتحتوں سے دُگنے ہوتے تھے۔ اس وقت کے قاضی القضاۃ آج کل کے سلاطین سے بڑھ کر بااختیار ہوتے تھے۔

الطائع للہ کو سونپ دی؟

اسی سال یعنی 363 ہجری میں مطیع پر فالج گرا اور اس کی زبان بند ہو گئی۔ عزالدولہ کے حاجب سبکتگین نے کہلا بھیجا کہ وہ اپنے آپ کو معزول سمجھ کر اپنے سلطنت کا نظام اپنے بیٹے کو سونپ دے۔ مطیع نے ایسا ہی کیا' چنانچہ تیئس ذیقعد 363 ہجری بروز بدھ کو الطائع للہ تخت پر بیٹھ گیا۔

مطیع نے انتیس برس اور چند ماہ سلطنت کی۔ قاضی ابن ام شیبان نے اس کے خلع کا حکم دیا۔ خلع کے بعد اسے شیخ الفاضل سے ملقب کر دیا گیا۔

سلطنت رافضیاں

ذہبی کہتے ہیں۔ مطیع اور اس کا بیٹا بنی بویہ کے باعث بہت کمزور رہے ہیں۔ بعد ازاں یہ

حالت اسی طرح رہی' یہاں تک کہ جب مقتفی حاکم ہوا تو خلافت کی حالت کچھ سدھر گئی تھی۔ لیکن سلطنت رافضیاں بنی عبید مصر میں اس وقت زوروں پر تھے۔ ان کی یہ سلطنت عباسیوں کے مقابل تھی۔ مطیع اپنے بیٹے کو لے کر واسط چلا گیا اور محرم 364 ہجری میں وہیں فوت ہوا۔

ابن شاہین کہتے ہیں جہاں تک میری تحقیق ہے' مطیع نے اپنی مرضی سے خلع کیا تھا۔

جب دوست مر جائیں

خطیب نے مختلف لوگوں سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا ہے۔ جب کسی شخص کے دوست مر جاتے ہیں تو وہ پھر ذلیل ہو جاتا ہے۔

مطیع کے عہد خلافت میں یہ علماء فوت ہوئے:

خرقی شیخ الحنابلہ' ابوبکر شبلی صوفی' ابن قاضی امام الشافعیہ' ابورجاء اسوانی' ابوبکر صولی' ہثیم بن کلیب شاشی' ابوطیب صعلوکی' ابوجعفر نحاس نحوی' ابونصر فارابی' ابواسحاق مروزی امام الشافعیہ' ابوالقاسم زجاجی نحوی' کرخی شیخ الحنفیہ' دینوری صاحب المجالسة' ابوبکر ضبعی' قاضی ابوالقاسم تنوخی' ابن حداد صاحب الفروع' ابوعلی بن ابی ہریرہ من کبائر الشافعیہ' ابوعمر زاہد' مسعودی صاحب مروج الذہب' ابن درستویہ' ابوعلی طبری فاکہی صاحب تاریخ مکہ' متنبی شاعر' ابن حبان صاحب الصحیح' ابن شعبان من آئمۃ المالکیہ' ابوعلی قالی' ابوالفرج صاحب رغانی۔

الطائع للہ

الطائع للہ ابوبکر عبدالکریم بن مطیع اس کی والدہ ام ولد تھی جس کا نام ہزار تھا۔ یہ اپنے والد کے معزول ہونے پر تینتالیس برس کی عمر میں تخت پر بیٹھا۔ دوسرے روز ہی جلوس نکلا' خود گھوڑے پر سوار تھا۔ چادر اوڑھی ہوئی تھی۔ لشکر جلو میں تھا اور سبکتگین آگے آگے تھا۔ اگلے روز سبکتگین کو خلعت اور پرچم عطا کیا اور نصر الدولہ کا خطاب دیا۔ ابھی کچھ ہی دن گزرے تھے' نصر الدولہ' سبکتگین اور الطائع للہ کے درمیان چپقلش شروع ہوگئی۔ نصر الدولہ نے ترکوں کو اپنے ساتھ ملا لیا اور پھر ان دونوں کے درمیان بہت سی جنگیں ہوئیں۔

اسی سال یعنی ماہ ذوالحجہ 363 ہجری میں حرمین شریفین میں معز عبیدی کے لیے خطبہ پڑھا جانے لگا۔

ناگوار گزرا

364ہجری میں عز الدولہ کی مدد کرنے کیلئے سبکتگین کے مقابلے میں عز الدولہ بغداد میں آیا۔مگر یہاں آکر اسے بغداد ایسا پسند آیا وہ خود یہاں وجاہت حاصل کرنے کے چکر میں پڑ گیا۔تمام لشکر کو اپنے ساتھ ملا کر عز الدولہ کے برخلاف بھڑکا دیا۔وہ اپنے مکان میں چھپ کر بیٹھا تھا۔عضد الدولہ نے خود ہی طائع کی طرف سے پورے ملک میں فرمان جاری کرا دیا عضد الدولہ نائب سلطنت مقرر ہوگیا ہے۔الطائع کو یہ امر ناگوار گزرا اور دونوں کی بگاڑ تو تھی ہی پھر بیں جمادی الاولی خطبوں سے بھی الطائع کا نام نکلوا دیا گیا۔مگر آخر اسی سال ماہ رجب میں پھر لکھوا دیا گیا۔ اس کے بعد رافضیوں کا مصر' شام' مشرق ومغرب تمام ملکوں پر قبضہ ہوگیا۔عبیدی کی طرف سے نماز تراویح کو بند کرنے کی منادی کرا دی گئی۔

365ہجری میں رکن الدولہ بن بویہ نے اپنے مقبوضہ ممالک کو اپنی اولاد میں تقسیم کر دیا۔ چنانچہ اس نے فارس اور کرمان عضد الدولہ اور رے اور اصفہان مؤید الدولہ اور ہمدان دینور فخر الدولہ کو دیدیئے۔

مجلس حکم

اسی سال ماہ رجب میں عز الدولہ کے دار السلطان میں مجلس حکم منعقد ہوئی۔ قاضی القضاۃ ابن معرف حکم مقرر ہوئے کیونکہ عز الدولہ کی خواہش تھی وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لے کہ ان کے احکام کی تعمیل کیسے ہوتی ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

غلام کا غم

اسی سال عز الدولہ اور عضد الدولہ کے درمیان خفیف سی لڑائی ہوئی۔عز الدولہ کا ایک ترکی غلام گرفتار ہوگیا جس سے اسے اتنا صدمہ ہوا کہ اس نے کھانا پینا چھوڑ دیا' رونا شروع کیا اور لوگوں سے ملنا چھوڑ دیا اور گوشہ نشینی اختیار کر لی اور اجلاس میں بیٹھنا اپنے آپ پر حرام کر لیا۔آخر نہایت عاجزی سے اس نے عضد الدولہ کو لکھا کہ وہ غلام واپس بھیج دیا جائے۔ لوگوں نے اس پر بہت مذاق اڑائے۔لیکن اس نے ان کی کچھ پروانہ کی اور اس غلام کے عوض دو لونڈیاں بھیجیں جن میں سے ایک کی قیمت ایک لاکھ دینار تک تھی اور ایلچی سے کہا اگر وہ اس

پر بھی نہ مانے تو بے تامل جو کچھ مانگے دے دینا کیونکہ میں نے ارادہ کر لیا ہے میں اس غلام کو واپس لے کر ہی رہوں گا۔ اگرچہ مجھے دنیا ہی نہ چھوڑنی پڑے۔ جب ایلچی عضد الدولہ کے پاس گیا تو اس نے وہ غلام اسے واپس دیدیا۔

اسی سال کوفہ میں عز الدولہ کے نام کی بجائے عضد الدولہ کا نام خطبہ میں پڑھا گیا۔ اسی سال المعز لدین اللہ عبیدی والی مصر مر گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا آ گیا اور اس نے اپنا لقب عزیز مقرر کیا۔ اس خاندان کا یہ پہلا بادشاہ تھا جو بطور میراث مصر کا حاکم ہوا۔

366 ہجری میں المستنصر باللہ الحکم بن الناصر لدین اللہ اموی والیٔ اندلس فوت ہوا اور اس کے بعد اس کا بیٹا المؤید باللہ ہشام تخت نشین ہوا۔

خلعت پہنائی

367 ہجری میں عز الدولہ اور عضد الدولہ کے مابین لڑائی ہوئی جس میں عضد الدولہ کو فتح ہوئی، عز الدولہ پکڑا گیا اور انہوں نے اسے قتل کر ڈالا۔ طائع نے عضد الدولہ کو نائب السلطنت مقرر کیا اور خلعت پہنائی۔ جواہرات سے جڑاؤ تاج اس کے سر پر رکھا۔ پٹکا باندھا اور کنگن پہنائے گئے۔ اس کی کمر میں تلوار باندھی گئی اور اپنے ہاتھ سے دو جھنڈے عطا کیے۔ ایک بطور اعزاز امراء جو روپہلی کا رنگ تھا اور دوسرا بطور ولی عہدی کے جو سنہری تھا اس سے پہلے کبھی کسی کو یہ دوسرا جھنڈا عطا نہیں کیا گیا تھا۔ پھر ایک ولی عہدی کا عہد نامہ لکھ کر اس کے روبرو ہی سنایا گیا۔ سب لوگ اس بات سے متعجب ہوئے کیونکہ ہمیشہ سے یہ دستور چلا آتا تھا کہ ولی عہد خلیفہ وقت کا بیٹا یا قریبی رشتہ دار ہی ہوا کرتا تھا۔ جب عضد الدولہ نے وہ عہد نامہ لے لیا تو خلیفہ نے کہا یہ میرا ولی عہد ہے۔ اسی کے موافق عمل کرنا۔

368 ہجری میں طائع نے حکم دیا کہ عضد الدولہ کے دروازے پر صبح مغرب اور عشاء کے وقت نوبتیں بجائی جائیں اور خطبوں میں اس کا نام ہی پڑھا جائے۔

تاج الملت

369 ہجری میں عزیز والی مصر کا ایلچی بغداد میں آیا اور کہا عضد الدولہ نے طائع سے کہا ہے میرے خطاب میں تاج الملت زیادہ کیجئے اور پھر خلعت اور تاج پہنائیے۔ طائع نے اس بات کو منظور کر لیا اور ایک دن مقرر کر کے خود تخت پر بیٹھا۔ اردگرد سو سپاہی برہنہ تلواریں لیے

بطور باڈی گارڈ کھڑے تھے۔ ہر طرح کی سجاوٹ دکھلائی گئی۔ سامنے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں کا لکھا ہوا قرآن مجید تھا۔ کندھوں پر چادر تھی۔ ہاتھ میں چھڑی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار گلے میں تھی۔ عضد الدولہ نے پردے ڈلوا دیئے تاکہ اس کے آنے سے پہلے کسی کی نظر خلیفہ پر نہ پڑے۔ ترک اور دیلم بغیر ہتھیار لگائے اندر داخل ہوئے۔ تمام امیر وزیر دو رویہ اپنے اپنے مراتب پر کھڑے تھے۔ پھر عضد الدولہ کے داخل ہونے کے لیے اذن ہوا۔ جب وہ داخل ہوا تو تمام پردے اٹھا دیئے گئے۔ اس نے آتے ہی زمین خدمت چومی۔ جرنیل زیاد اس حالت کو دیکھ کر ڈر گیا۔ جرنیل زیاد نے یہ سب دیکھ کر عضد الدولہ سے کہا اے بادشاہ تم کیا کر رہے ہو؟ کیا یہ خدا ہے (جس کی اتنی تعظیم کر رہے ہو) عضد الدولہ نے اس کی طرف دیکھ کر کہا یہ خلیفۃ اللہ ہے۔ پھر اسی طرح سات دفعہ ارد گرد پھر کر زمین خدمت چومی۔ طائع نے اپنے خادم خاص سے کہا اسے کہو قریب آ جائے۔ عضد الدولہ اوپر چڑھ آیا اور دو دفعہ آداب بجالایا۔ طائع نے کہا اور قریب آؤ۔ عضد الدولہ اور قریب ہوا اور طائع کے قدموں کو بوسہ دیا۔ طائع نے اپنا دایاں ہاتھ اس پر رکھ کر کہا کہ بیٹھ جاؤ۔ مگر وہ کہتا جاتا تھا آپ مجھے اس بات سے معاف رکھیں۔ مگر آخر خلیفہ کے اصرار اور قسم دلانے سے بیٹھ گیا۔ تب طائع نے کہا امور رعیت سے جو کچھ خدا تعالیٰ نے مجھے عطا کیا ہے اور مشرق سے مغرب تک جتنی زمین میرے تصرف میں ہے ان کا تمام نظام میں تیرے سپرد کرتا ہوں۔ خاص کر میری ذات اور اسباب خاصہ کے علاوہ تم اس کو قبول کر لو۔ عضد الدولہ نے کہا خدا مجھے آپ کی اطاعت اور خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ پھر عضد الدولہ کو خلعت پہنائی اور دربار برخاست کر دیا۔

ہر ماہ! مبارک

مصنف کہتے ہیں۔ ذرا اس حاکم کے کام کی طرف دیکھو۔ جیسے اس کے زمانہ میں سلطنت میں ضعف و کمزوری آئی ایسی پہلے کسی کے عہد میں نہ آئی تھی اور جیسی تقویت عضد الدولہ کو حاصل ہوئی ایسی کسی کو حاصل نہ ہوئی تھی۔ اب ہمارے عہد میں تو یہ حال ہو گیا ہے ہر مہینہ کے شروع میں خلیفہ نائب السلطنت کے گھر مبارکباد دینے آتا ہے اور زیادہ سے زیادہ جو تعظیم سلطان خلیفہ کی کرتا ہے وہ یہ ہوتی ہے وہ اپنے اجلاس سے اٹھ کر خلیفہ کے ساتھ دوسری جگہ جا بیٹھتا ہے۔ پھر خلیفہ اسی طرح چلا جاتا ہے جیسے کوئی معمولی آدمی چلا جاتا ہے اور نائب السلطنت

پھر اپنی جگہ بیٹھ جاتا ہے۔ مجھ سے بیان کیا گیا ہے سلطان اشرف برسبائی نے جب دشمن سے جنگ کرنے کے لیے سفر کیا تو خلیفہ دربانوں کی طرح سوار ہو کر آگے آگے چلتا تھا۔ ہیبت و عظمت اتنی ہی نائب السلطنت کی تھی جتنی خلیفہ کی۔ خلیفہ کو کوئی نہ پوچھتا تھا اور وہ صرف معمولی امیروں کی طرح نظر آتا تھا۔

370 ہجری میں عضد الدولہ بغداد میں آیا۔ طائع نے اس کا استقبال کیا۔ اس سے پہلے کوئی خلیفہ کسی کا استقبال نہ کیا کرتا تھا۔ جب معز الدولہ کی لڑکی مرگئی تھی' اس وقت مطیع سوار ہو کر تعزیت کو گیا تھا۔ لیکن معز الدولہ نے نہایت تعظیم کی تھی اور زمین خدمت چومی تھی۔ مگر عضد الدولہ نے طائع کو بلا بھیجا تو فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور تاخیر کی بھی جرأت نہ ہوئی۔

سات خلعتیں

372 ہجری میں عضد الدولہ مرا تو طائع نے اس کی جگہ اس کے بیٹے صمصام الدولہ کو لا کھڑا کیا اور اسے شمس الملت کے خطاب سے نوازا۔ سات خلعتیں دیں' تاج پہنایا اور دو جھنڈے بھی دیے۔

373 ہجری میں عضد الدولہ کا بھائی مؤید الدولہ بھی مرگیا۔

جمعہ سے روکنا

375 ہجری میں صمصام نے چاہا بغداد اور اس کے گردونواح میں ریشمی کپڑوں پر ٹیکس لگا دے جس سے سالانہ دس لاکھ درہم کی آمدنی ہو سکتی تھی۔ لوگوں نے جامع منصور میں جمع ہو کر نمازِ جمعہ سے باز رکھنا چاہا اور قریب تھا کہ فتنہ برپا ہو جائے اس لیے صمصام اپنے اس ارادے سے باز رہا۔

تاج عطا کیا

376 ہجری میں صمصام کے اپنے ہی بھائی شرف الدولہ نے صمصام پر چڑھائی کر دی اور اس پر فتح پا کر اسے اندھا کر دیا۔ تمام لشکر شرف الدولہ کی طرف مائل ہو گیا۔ جب وہ بغداد کی طرف آیا تو طائع اس کے استقبال کو گیا اور اسے مبارکباد دی اور ولی عہد مقرر کیا' تاج عطا کیا اور عہد نامہ بھی لکھا گیا۔

378ہجری میں شرف الدولہ نے اسی قسم کا رصدگاہ بنوایا جیسے مامون نے بنوایا تھا۔

اس قدر آندھی

اسی سال بغداد میں سخت قحط پڑ گیا جس سے بہت سے آدمی مر گئے تھے۔ بصرہ میں اتنی شدید گرمی پڑی اور لو چلی جس سے تمام پھل جل سڑ گئے۔ دجلہ میں اس قدر تیز آندھی چلی کہ دریائے دجلہ کی زمین نظر آنے لگی۔ بہت سی کشتیاں غرق ہوئیں۔ ایک کشتی جس میں چار پائے سوار تھے الٹ گئی اور کئی دنوں کے بعد زمین جوخی میں ملی۔

ہاتھوں میں کنگن

379ہجری میں شرف الدولہ مر گیا۔ اس نے اپنی جگہ اپنے بھائی ابونصر کو مقرر کر دیا تھا۔ طائع تعزیت کے لیے اس کے گھر گیا' اس نے نہایت تعظیم کی اور زمین خدمت چومی۔ پھر ابونصر طائع کے پاس آیا اور تمام امراء و وزراء حاضر ہوئے۔ طائع نے ابونصر کو سات خلعتیں دیں جن سے اوپر والی خلعت سیاہ تھی۔ سیاہ عمامہ دیا۔ گلے میں بہت بڑا ہار ڈالا۔ ہاتھ میں کنگن پہنائے۔ اس کے سامنے حاجب تلواریں برہنہ لے کر چلتے تھے۔ پھر اس نے زمین خدمت کو بوسہ دیا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔ عہد نامہ پڑھا گیا۔ طائع نے اسے بہاء الدولہ وضیاء الملت دو خطاب دیئے۔

قسمیں لیں

381ہجری میں طائع کو قید کر لیا گیا۔ وجہ یہ ہوئی طائع نے بہاء الدولہ کے ایک خواص کو قید کروالیا تھا۔ ایک دن طائع سائبان کے نیچے بیٹھا ہوا تھا' تلوار گلے میں لٹک رہی تھی اتنے میں بہاء الدولہ آیا اور زمین خدمت چوم کر کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ بہاء الدولہ کے ہمراہیوں نے بڑھ کر طائع کو پکڑ کر تخت سے نیچے گرالیا اور دیلمیوں نے ہجوم کر کے اسے ایک چادر میں باندھ لیا اور دارالسلطنت میں لے گئے۔ تمام شہر میں شور برپا ہو گیا۔ انہوں نے طائع سے قسمیں لیں اپنے آپ کو معزول کر کے القادر باللہ کو خلیفہ مقرر کر دو۔ تمام اکابر و اشراف کی اس بات پر شہادتیں ہو گئیں اور پھر بطیحہ سے القادر باللہ کو بلا کر خلیفہ بنا دیا گیا۔

ہیبت اُٹھ گئی

طائع القادر باللہ کے ہاں اچھی حالت میں رہا۔ چنانچہ ایک رات کا ذکر ہے اس کے سامنے آدھی جلی موم بتی روشن کی گئی تو اس نے کہا نئی لائی جائے' تو اس پر فوراً نئی حاضر کی گئی۔ آخر یہ شب عید الفطر 393 ہجری کو فوت ہو گیا اور القادر باللہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ جنازے میں سب امراء و وزراء حاضر تھے۔ شریف نے اس پر ایک مرثیہ کہا۔ طائع آل ابی طالب سے بہت دوستی رکھتا تھا۔ اس کی ہیبت دلوں سے اس قدر اٹھ گئی تھی کہ شاعروں نے اس کی ہجویں لکھ دی تھیں۔

عہد طائع میں یہ علماء فوت ہوئے:

ابن سنی حافظ' ابن عدی القصنال الکبیر' سیرانی نحوی' ابو سہل صعلوکی' ابو بکر رازی حلقی' ابن خالویہ' ازہری امام اللغۃ' ابو ابراہیم فارابی صاحب دیوان الادب' رفاء شاعر' ابو زید مروزی شافعی' دارکی' ابو بکر بہری شیخ المالکیہ' ابولیث سمرقندی' امام الحنفیہ' ابو علی فارسی نحوی' ابن حلاب مالکی وغیرہم۔

القادر باللہ

القادر باللہ ابو العباس احمد بن اسحق بن مقتدر۔ یہ 336 ہجری میں پیدا ہوا۔ اس کی والدہ ام ولد تھی جس کا نام تمنی تھا۔ بعض نے کہا ہے اس کا نام دمنہ تھا۔ طائع کے خلع کے بعد اس سے بیعت کی گئی جبکہ اس وقت یہ وہاں موجود نہ تھا۔ دس ماہ رمضان کو یہ بغداد میں آیا اور دوسرے روز اجلاس عام بلایا۔ لوگوں نے مبارکباد دی اور شعراء نے قصائد پڑھے۔ شریف رضی نے یہ دو شعر کہے:

شَرُفَ الْخَلَافَةِ يَا بَنِي الْعَبَّاسِ اَلْيَوْمَ جَدَّدَهُ اَبُو الْعَبَّاسِ

ترجمہ: اے خلافت کی عزت و تکریم بنی عباس آج ابو العباس نے پھر خلافت کی تجدید کر دی ہے۔

ذَا الطَّوْدِ اَبْقَاهُ الزَّمَانِ ذَخِيْرَةً مِنْ ذٰلِكَ الْجَبَلِ الْعَظِيْمُ الرَّاسِيْ

ترجمہ: اس عظیم اور بلند پہاڑ سے (جس سے تجدید ہوئی ہے) خدا اس عظیم پہاڑ کو باقی رکھے۔

تصنیف خلیفہ

خطیب کہتے ہیں القادر امانت' دیانت' سیادت اقامتہ تہجد اور کثرت صدقات میں مشہور تھا۔ فقہ اس نے علامہ ابوالبشر ہروی شافعی سے پڑھی تھی۔ اس نے ایک کتاب بھی لکھی تھی جس میں اس نے صحابہ کرام کے فضائل لکھے ہیں۔ خلیفہ معتز کی اور قرآن کو مخلوق کہنے والوں کی تکفیر لکھی تھی اور کی تھی۔ یہ کتاب جامع مہدی میں ہر جمعہ کے دن اصحاب حدیث کے حلقوں میں پڑھی جاتی تھی۔ (ترجمہ ابن الصلاح فی طبقات الشافعیہ)

وفاداری کی قسمیں

ذہبی کہتے ہیں اس کی خلافت کے شروع سال میں ہی ایک عظیم مجلس منعقد ہوئی۔ القادر باللہ اور بہاء الدولہ دونوں نے آپس میں وفاداری کی قسمیں کھائیں۔ القادر نے اسے اپنے تمام ملک کا حاکم بنادیا۔

اسی سال ابوالفتوح حسن بن جعفر علوی والیٔ مکہ نے لوگوں سے اپنے لیے بیعت لی اور اپنا لقب الراشد باللہ مقرر کیا۔ والی مصر کی سلطنت وہاں سے اٹھ گئی۔ مگر پھر ابوالفتوح کی حالت میں ضعف آ گیا اور اس نے پھر عزیز عبیدی کی اطاعت قبول کر لی۔

دارالعلم

382 ہجری میں وزیر ابونصر سابور اردشیر نے کرخ میں ایک عالیشان محل بنوایا اور اس کا نام دارالعلم رکھا اور وہاں بہت سی کتابیں جمع کر کے علماء کیلئے وقف کر دیں۔

اصیفر اعرابی

384 ہجری میں عراق کے حاجی لوگ واپس آ گئے کیونکہ اصیفر اعرابی نے انہیں ٹیکس کے بغیر گزرنے نہ دیا اس لیے وہ بغیر حج کیے واپس آ گئے۔ اسی سال اہل شام اور یمن نے بھی حج نہ کیا۔ صرف اہل مصر نے حج کیا۔

صرف چار برس

387 ہجری میں سلطان فخر الدولہ مر گیا۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا سلطنت رَے کا حاکم ہوا۔ اس کی عمر صرف چار برس تھی۔ قادر نے اسے مجد الدولہ کا لقب دیا۔

نو بادشاہ

ذہبی کہتے ہیں نہایت عجیب بات ہے 387 اور 388 ہجری میں نو بادشاہ ایک ہی طریقے پر فوت ہوئے۔ یعنی منصور بن نوح بادشاہ ماوراء النہر فخر الدولہ جو کہ ری اور جبال کا بادشاہ تھا۔ عزیز عبیدی وغیرہ ابو منصور عبد الملک ثعالبی اسی بارے میں کہتا ہے: اشعار

اَلَمْ تَرَ مُذْ عَامَیْنِ اَمْلَاکُ عَصْرِنَا   یَصِیْحُ بِھِمْ لِلْمَوْتِ وَالْقَتْلِ صَائِحُ

ترجمہ: کیا تو نے نہیں دیکھا ان دو سالوں میں موت ہمارے بادشاہوں پر چیختی رہی ہے اور قتل چلاتا رہا ہے۔

فَنُوْحُ بْنُ مَنْصُوْرٍ طَوَتْہُ یَدُ الرَّدٰی   عَلٰی حَسَرَاتٍ ضَمَّنَتْھَا الْجَوَانِحُ

ترجمہ: چنانچہ نوح بن منصور کو ہلاکت کے ہاتھوں نے لپیٹ لیا اور حسرتیں اس کے دل میں باقی رہ گئیں۔

وَیَا بُؤْسَ مَنْصُوْرٍ فِیْ یَوْمِ سَرْخَسٍ   تَمَزَّقَ عَنْہُ مُلْکُہٗ وَھُوَ طَائِحُ

ترجمہ: اے لوگو! یوم سرخس میں منصور کی شدت کو دیکھو اس کا ملک اس سے دور ہو گیا اور وہ ہلاک ہو گیا۔

وَفُرِّقَ عَنْہُ الشَّمْلُ بِالسَّمْلِ وَاغْتَدٰی   اَمِیْرًا ضَرِیْرًا تَعْتَرِیْہِ الْجَوَائِحُ

ترجمہ: اس کی آنکھوں کو اندھا کرنے سے اس کی جماعت متفرق ہو گئی اور وہ ایک نابینا امیر ہو گیا جسے سختیوں نے آ دبایا۔

وَصَاحِبُ مِصْرٍ قَدْ مَضٰی بِسَبِیْلِہٖ   وَوَالِیُ الْجِبَالِ غَیَّبَتْہُ الصَّرَائِحُ

ترجمہ: اسی طرح والی مصر و جبال مر گیا اور قبروں نے اس کو چھپا دیا۔

وَصَاحِبُ جُرْجَانِیَۃٍ فِیْ نَدَامَۃٍ   تَرَصَّدَہٗ طَرْفٌ مِنَ الْحِیْنِ صَامِحُ

ترجمہ: اسی طرح صاحب جرجانیہ بھی حسرت اور ندامت میں چل بسا اور موت کی بلند دیکھنے والی آنکھوں نے اسے تاک لیا۔

وَخَوَارَزْم شَاہٌ شَاہَ وَجْہُ نَعِیْمِہٖ   وَعَنَّ لَہٗ یَوْمٌ مِنَ النَّحْسِ طَالِحُ

ترجمہ: اور شاہ خوارزم کی نعمتوں کا منہ سیاہ ہو گیا اور اسے نہایت منحوس اور بدبخت دن پیش آیا۔

وَكَانَ عَلاَ فِى الْاَرْضِ يَخْطُبُهَا اَبُوْ عَلَى اِلَى اَنْ طَرَّحَتْهُ الطَّوَائِحُ

ترجمہ: اس نے بھی زمین میں تکبر کیا تھا اور ابوعلی اس پر خطبہ پڑھا کرتا تھا' یہاں تک کہ مصائب نے اسے ہلاک کر ڈالا۔

وصَاحِبُ بَسْت ذَالِكَ الضَّيْغَمُ الَّذِىْ بَرَاثِنَهُ لِلْمُشْرِقِيْنِ مَفَاتِحُ

ترجمہ: اور صاحب بست یعنی وہ ایسا شیر تھا کہ جس کے پنجے مشرق ومغرب کو فتح کرنے والے تھے۔

اَنَاخَ بِهٖ مِنْ صَدْمَةِ الدَّهْرِ كلكل فَلَمْ تُغْنِ عَنْهُ وَالْمَقْدِرُ سَانِحُ

ترجمہ: زمانے نے اس پر بھی اپنا سینہ بٹھایا۔ پس اسے کسی نے کچھ فائدہ نہ دیا کیونکہ تقدیر کا فیصلہ ضرور ظاہر ہوتا ہے۔

جُيُوْش" اِذَا اَرَبَتْ عَلَى عَدَدِ الْحُصَىٰ تَغُصُّ بِهَا قَيْعَانُهَا وَالصَّحَاصِحُ

ترجمہ: ان کے پاس اتنے لشکر ہوتے تھے جب وہ کہیں فروکش ہوتے تو میدانوں اور بیابانوں کو پر کر دیتے تھے۔

وَدَارَتْ عَلَى صَمْصَامِ دَوْلَةِ بُوَيَةٍ خَوَائِرَ سُوْءٍ سَلَبَهُنَّ قَرَادِحُ

ترجمہ: اور صمصام الدولہ دولت بویہ پر بھی ہلاکت کی چکیاں چل گئیں اور انہیں پیس کر رکھ دیا۔

وَقَدْ جَازَ وَالِى الْجُوْرَجَان قَنَاطِرًا لِحيٰوةٍ فَرَافَتْهُ الْمَنَايَا الطَّوَامِحُ

ترجمہ: اور تحقیق جرجان کے والی نے بھی زندگی کا پل پار کر لیا اور اسے بھی اموات نے آ دبایا۔

جھنڈوں پر نام

ذہبی لکھتے ہیں عزیز والی مصر 386 ہجری میں فوت ہوا۔ اس نے اپنے باپ کی فتوحات میں حمص' حلب اور حماۃ زیادہ کیے اور یمن اور موصل میں بھی اس کا خطبہ پڑھا گیا اور ان میں اپنے نام کا سکہ بھی جاری کرایا اور جھنڈوں پر اپنا نام لکھوایا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا منصور حاکم ہوا اور اپنا لقب الحاکم بامر اللہ لکھوایا۔

گردن ماردی

393 ہجری میں اسود حاکمی نائب دمشق نے مغربی کو گدھے پر بٹھا کر تمام شہر میں تشہیر کرائی اور کہا یہ اس شخص کی سزا ہے جو صدیق اکبر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے محبت رکھے۔ اس کے بعد ان کی گردن ماردی۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحمت فرمائے اور ان کے قاتل کو عذاب چکھائے۔

عہدہ ملا کام نہیں

394 ہجری میں بہاء الدولہ نے شریف ابو احمد حسین بن موسیٰ کو قاضی القضاۃ اور حج و مظالم کا حکم مقرر کر دیا اور شیراز سے ان کے لیے عہد نامہ لکھا لیکن القادر باللہ کی وجہ سے وہ اپنے عہدہ پر کام نہ کر سکے۔

گستاخیاں بیباکیاں

395 ہجری میں مصر کے والی حاکم نامی ذلیل نے بہت سے اشراف کو بھوکا اور پیاسا رکھ کر بعد ازاں قتل کر ڈالا اور اس کے ایما پر مساجد کے دروازوں اور شوارع عام پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اشتہاروں پر گالیاں لکھ کر لگائی گئیں اور اپنے تمام عاملوں کو بھی اس نے گالیاں دینے کا حکم دیا۔

مختلف پابندیاں

اسی سال کتوں کے مارنے، شراب، جوا اور عظمی کی خرید و فروخت سے منع کر دیا گیا اور وہ مچھلی جس پر چھلکے نہ ہوں اس کی فروخت سے بھی منع کر دیا گیا اور اس کے حکم کے بعد جنھوں نے ایسی مچھلیاں فروخت کیں اُن کو قتل کر دیا۔

سننے والے

اسی سال حاکم نے مصر اور حرمین میں حکم بھیجا جب میرا نام لیا جائے تو سننے والے باادب کھڑے ہو جائیں اور سجدہ بجالائیں، خواہ وہ بازار میں بیٹھے ہوں یا کسی جلسہ میں۔

اردل سوار

398 ہجری میں شہر بغداد میں شیعوں اور سنیوں میں فساد ہو گیا۔ قریب تھا اس میں شیخ ابو حامد اسفرائنی مقتول ہو جائیں، شیعوں نے بغداد میں ''یا حاکم یا منصور'' کے نعرے لگائے۔

آخر القادر باللہ نے اس فساد کو رفع کیا اور اپنے اردل سواروں کو سنیوں کی مدد کے لیے بھیج دیا جنہوں نے جا کر شیعوں کی سرکوبی کی۔

صلیب' قرامی اور سیاہ عمامے

اسی سال حاکم نے بیت المقدس کے گرجہ قمامہ کو مسمار کر دیا اور مصر کے تمام گرجوں کے مسمار کرنے کا حکم دیدیا' نیز حکم دیا نصاریٰ اپنی گردنوں میں ایک گز لمبی اور پانچ رطل وزنی صلیب لٹکایا کریں اور یہودیوں کو حکم دیا اپنی گردنوں میں اسی وزن کا لکڑی کا قرامی (رنگین باریک پردہ) پہنیں اور سروں پر سیاہ عمامے رکھیں۔ان باتوں سے یہودی و نصاریٰ مسلمان ہو گئے۔لیکن بعد میں یہ حکم ختم کر دیا گیا اور جو لوگ از خود اپنے آپ پر جبر کیے ہوئے مسلمان ہوئے تھے انہیں اپنے واپس دین میں جانے کی اجازت تھی اور اپنی عبادت گاہ بنانے کی بھی اجازت ہو گئی۔

399 ہجری میں ابو عمر و قاضی البصرہ معزول ہوئے اور ان کی جگہ ابوالحسن ابن ابی شوارب قاضی مقرر ہوئے تو عصفری شاعر نے ان کی تعریف میں یہ اشعار کہے:

عِنْدِیْ حَدِیْث" ظَرِیْف" بِـمِثْلِـهٖ یَتَـغَنّٰـی

ترجمہ: میرے پاس ایک عجیب بات ہے۔اس کے لائق یہ ہے کہ اسے گایا جائے۔

مِنْ قَـاضِیَیْـنِ یُعْـزٰی هٰـذَا وَهٰـذَا یُهَنّٰـی

ترجمہ: دو قاضیوں میں سے ایک کو مبارکباد دی جاتی ہے اور ایک سے افسوس کیا جاتا ہے۔

وَذَا یَـقُـوْلُ جُبِـرْنَـا وَذَا یَقُوْلُ اسْتَرِحْنَا

ترجمہ: اور ایک تو کہتا ہے ہم پر ظلم کیا گیا ہے اور ایک کہتا ہے ہم نے آرام پالیا ہے۔

وَیَـكْـذِبَـانِ جَـمِیْعًـا وَمَـنْ یَـصْـدِقُ مِنَّـا

ترجمہ: اور وہ تمام لوگوں کو جھوٹا جانتے ہیں اور ہم سے سچا ہے کون؟

اسی سال اندلس میں خاندان بنوامیہ کی سلطنت کمزور ہو گئی۔سلطنت کا نظام درہم برہم ہو گیا۔

400 ہجری میں دجلہ کا پانی اتنا کم ہو گیا کہ کبھی اتنا کم نہ ہوا تھا' حتیٰ کہ جو جزیرے ظاہر ہوئے تھے' وہ بھی زراعت کے لیے کرایہ پر لیے گئے۔

402 ہجری میں حاکم نے نر کھجوروں ان کے درختوں اور انگوروں کے بیچنے کی ممانعت کر دی اور ہزار ہا انگور کے درخت جڑ سے اکھڑوا پھینکے۔

عورتوں پر پابندی

404 ہجری میں رات اور دن کے وقت عورتوں کو گھر سے باہر نکلنے پر پابندی لگادی او۔ یہ حکم اس کے مرتے دم تک جاری رہا۔

411 ہجری میں حاکم کو جلوان (جو کہ مضافات مصر سے ہے) میں قتل کر دیا گیا۔ خداتعالیٰ اس پر لعنت کرے اس کے بعد اس کا بیٹا علی تخت نشین ہوا۔ اس کے عہد میں سلطنت زوال پذیر ہونے لگی۔ چنانچہ حلب اور شام کا اکثر حصہ اس کے ہاتھوں سے نکل گیا۔

422 ہجری میں القادر باللہ اکتالیس سال دو ماہ سلطنت کر کے بروز سوموار بتاریخ گیارہ ذوالحجہ کو فوت ہو گیا۔ اس کے عہد خلافت میں علمائے ذیل فوت ہوئے:

اسمائے انتقال کنندگان

ادیب ابواحمد عسکر، رمانی نحوی، ابوالحسن ماسرجسی شیخ الشافعیہ، ابوعبداللہ مرزبانی، صاحب بن عبادہ جو مؤید الدولہ کا وزیر تھا، وزراء میں سے صاحب پہلے پہل اسی کا نام ہوا اور دارقطنی حافظ حدیث ابن شاہین، ابوبکر اودی امام الشافعیہ، یوسف بن سیرانی، ابن رولاق مصری، ابن ابی زید مالکی شیخ المالکیہ، مالک مکی صاحب قوت القلوب، ابن بطہ حنبلی، ابن شمعون واعظ، ابن غلبون قاری، کشمینی راوی صحیح، معافی بن زکریا نہروانی، ابن خویز منداد، ابن جنی، جوہری صاحب صحاح، ابن فارس صاحب المجمل، ابن مندہ حافظ، اسمٰعیل شیخ الشافعیہ، اصبغ بن فرج شیخ المالکیہ، بدیع الزمان ہمدانی صاحب مقالات، ابن لال، ابن ابی زمانین، ابوحبان توحیدی، داد شاعر، ہروی صاحب غریبین، ابوالفتح بستی شاعر، حلیمی شیخ الشافعیہ، ابن فارض، ابوالحسن قابسی، قاضی ابوبکر باقلانی، ابوطیب صعلوکی، ابن الاکفانی، ابن نباتہ صاحب الخطب، ضمیری شیخ الشافعیہ، حاکم صاحب مستدرک، ابن کج، شیخ ابوحامد اسفرائینی، ابن مدرک، شریف رضی، ابوبکر رازی، صاحب القاب، حافظ عبدالغنی بن سعید، ابن مردویہ، وہبۃ اللہ بن سلامۃ الضریر مفسر، ابوعبدالرحمٰن سلمی، شیخ الصوفیہ، ابن بواب صاحب خط، عبدالجبار معتزلی، محاملی امام الشافعیہ، ابوبکر قفال شیخ الشافعیہ، اسناد ابواسحاق اسفرائنی، الملاء لکائی، ابن فخار عالم اندلس، علی بن عیسیٰ ربعی نحوی وغیرہم رحمہم اللہ علیہم اجمعین۔

عالم فاضل حضرات

ذہبی لکھتے ہیں اسی زمانہ میں اشعریہ کے رئیس رئیس ابواسحاق اسفرائنی تھے اور اسی زمانہ میں معتزلیہ کا تاج قاضی عبدالجبار تھے اور اسی زمانہ میں رافضیوں کا سرتاج شیخ مفید تھا اور کرامیہ کا سرتاج محمد بن ہیصم تھا۔ قراء کی زینت ابوالحسن حمامی تھے۔ محدثین کی زیبائش و آرائش حافظ عبدالغنی بن سعید تھے۔ صوفیوں کے سردار ابوعبدالرحمٰن سلمی تھے۔ شاعروں کا سرتاج ابوعمر بن دراج تھا اور مجددین میں رہنما ابن بواب تھے اور بادشاہوں کے بادشاہ سلطان محمد بن سبکتگین تھے۔

میں (مصنف) کہتا ہوں اس کے ساتھ یہ بھی زیادہ کرنا چاہئے اسی زمانہ میں اہل زنادقہ کا بڑا خناس الحاکم بامر اللہ تھا۔ اہل لغت میں سب سے اوپر جوہری تھے۔ نحویوں کے امام ابن جنی تھے۔ بلغاء سے ممتاز بدیع الزمان تھے' خلباء سے ابن نباتہ کو امتیاز حاصل تھا۔ مفسرین میں یکتا ابوالقاسم بن حبیب نیشاپوری تھے اور خلفاء کی شان القادر باللہ تھا کیونکہ یہ نہایت فقیہ اور صاحب تصنیف تھا۔ اس کے ثبوت کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ شیخ تقی الدین بن صلاح نے اسے فقہاء شافعیہ سے شمار کیا ہے اور ان کے طبقات میں ان کا حال لکھا ہے۔ نیز اس کی مدت خلافت سب سے زیادہ تھی۔

القائم بامر اللہ

القائم بامر اللہ ابوجعفر عبداللہ بن القادر۔ یہ 15 ذیقعدہ 391 ہجری میں پیدا ہوا۔ اس کی ماں ام ولد تھی' جس کا نام بدر الدجی یا قطر الندیٰ تھا۔ آرمینیہ کی رہنے والی تھی۔ اپنے باپ کی وفات کے بعد 422 ہجری میں تخت کا وارث ہوا۔ القادر باللہ نے اپنی زندگی میں اسی کو ولی عہد مقرر کیا تھا اور اس کا لقب القائم بامر اللہ مقرر کیا تھا۔

کثیر الصدقہ

ابن اثیر لکھتے ہیں ابوجعفر نہایت خوبصورت' پرہیزگار' عابد' زاہد' عالم' قوی الیقین' کثیر الصدقہ اور صابر شخص تھا اور نہایت اعلیٰ درجہ کا ادیب اور خوشخط تھا۔ عدل و احسان کو پسند کرتا تھا۔ اگر کوئی چیز اس سے طلب کی جاتی تھی تو کبھی اس کے دینے سے دریغ نہ کیا کرتا۔

خبر ملی

خطیب لکھتے ہیں 450 ہجری تک جب تک اسے نظر بند کیا گیا تھا' یہ عزت خلافت پر قائم رہا اور اس نظر بندی کا باعث یہ ہوا کہ ارسلان ترکی بساسیری کا اقتدار بہت بڑھ گیا اور تمام امراء عرب و عجم اس سے خائف تھے۔ منبروں پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ اس نے لوگوں کے مال لوٹ لیے تھے۔ گاؤں ویران کر دیئے تھے۔ قائم بھی ادھیڑبن میں مبتلا تھا وہ کچھ کرے۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد القائم کو اس کی بدعقیدگی معلوم ہوئی اور خبر ملی وہ دارالخلافہ کو لوٹنے کا قصد رکھتا ہے۔ یہ سن کر خلیفہ نے ابوطالب محمد بن مکیال سلطان العز معرف بہ طغرلبک سے مدد کے بارے میں خط و کتابت کی۔ پھر بساسیری کے گھر کو جلا دیا۔

دشمن بنا دیا

447 ہجری طغرل بک بھی بغداد میں آ پہنچا۔ بساسیری رحبہ میں چلا گیا تھا اور بہت سے ترک اس کے ساتھ آ ملے تھے۔ بادشاہ مصر نے روپے سے اس کی مدد کی اور پھر طغرل بک کے بھائی ینال کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا اور اس سے وعدہ کیا تمہارے بھائی طغرل کی جگہ پر تمہیں مقرر کیا جائے گا۔ اس لالچ سے ینال اپنے بھائی طغرل بک سے لڑنے نکل کھڑا ہوا۔

اذان میں زیادتی

450 ہجری میں بساسیری بغداد میں داخل ہوا۔ اس کے ساتھ مصری جھنڈے تھے۔ پس خلیفہ اور اس کے درمیان لڑائی شروع ہوئی۔ خلیفہ کی مسجد کے علاوہ تمام مساجد میں والیٔ مصر المستنصر کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور اذان میں حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ بھی کہا گیا۔ ایک مہینہ تک لڑائی رہی۔ آخر بساسیری کو فتح ہوئی اور اس نے خلیفہ کو پکڑ لیا اور فرغانہ میں لے جا کر قید میں ڈال دیا۔

بغداد پہنچا دو

ادھر طغرل بک کو فتح ہوئی اور اس نے اپنے بھائی ینال کو قتل کر ڈالا اور پھر حاکم فرغانہ کو لکھا خلیفہ کو نہایت تعظیم کے ساتھ بغداد میں پہنچا دو' چنانچہ اس نے نہایت عزت سے خلیفہ کو بھیج دیا اور خلیفہ 25 ذی القعدہ 451 ہجری میں نہایت تزک و احتشام کے ساتھ بغداد میں داخل ہوا۔

سر کاٹ لیا

اس کے بعد طغرل بک نے بساسیری سے لڑنے کے لیے ایک لشکر جرار روانہ کیا جس نے اس پر فتح پائی اور اس کا سر کاٹ کر بغداد میں لایا گیا۔

بغیر قیمت

کہتے ہیں جب خلیفہ بغداد میں واپس آیا تو اس روز سے اپنے مصلے پر ہی سونے لگا۔ کبھی چار پائی پر نہیں لیٹا۔ دن کو روزہ سے ہوتا اور رات کو نماز و نفلی عبادتوں میں مشغول رہتا۔ جس جس نے اس کو اذیت دی تھی ان کو معاف کر دیا اور جس کسی نے جو اس کے مکان سے لوٹا تھا وہ بغیر قیمت واپس نہ لیا اور کہنے لگا مجھے خدا کے سامنے ان کا حساب دینا ہے اور اس کے بعد پھر کبھی تکیہ پر سر رکھ کر نہیں سویا۔ کہتے ہیں جب اس کا گھر لوٹا گیا تو لہو ولعب کا کوئی بھی آلہ اس کے مکان سے برآمد نہ ہوا۔

دعا کے الفاظ

مروی ہے جب بساسیری نے اسے قید کیا تو اس نے ایک دعائیہ عبارت لکھ کر مکہ معظمہ میں بھجوائی تا کہ خانہ کعبہ میں لٹکا دی جائے اور دعا کے الفاظ یہ تھے:

اِلَى اللهِ الْعَظِيْمِ مِنَ الْمِسْكِيْنِ عَبْدِهٖ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَالِمٌ" بِالسَّرَائِرِ الْمُطَّلِعُ عَلَى الضَّمَائِرِ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ غَنِيٌّ" بِعِلْمِكَ وَاطِّلَاعِكَ عَلٰى خَلْقِكَ مِنْ اِعْلَامِيْ هٰذَا عَبْدٌ" قَدْ كَفَرَ نِعْمَكَ وَمَا شَكَرَهَا وَاَلْغَى الْعَوَاقِبَ وَمَا ذَكَرَهَا اَطْغَاهُ حِلْمُكَ حَتّٰى تَعَدّٰى عَلَيْنَا بَغْيًا وَاَسَاءَ اِلَيْنَا عَتُوًّا وَعَدُوًّا اَللّٰهُمَّ قَلَّ النَّاصِرُ وَاعْتَزَّ الظَّالِمُ وَاَنْتَ الْمُطَّلِعُ الْعَالِمُ الْمُنْصِفُ الْحَاكِمُ بِكَ تَعْتَزُّ عَلَيْهِ وَاِلَيْكَ نَهْرِبُ مِنْ يَدَيْهِ فَقَدْ تَعَزَّزَ عَلَيْنَا بِالْمَخْلُوْقِيْنَ وَنَحْنُ نَعْتَزُّ بِكَ وَقَدْ حَاكَمْنَاهُ اِلَيْكَ وَتَوَكَّلْنَا فِيْ اَنْصَافِنَا مِنْهُ عَلَيْكَ وَرَفَعْنَا ظَلَامَتَنَا هٰذِهٖ اِلٰى حَرَمِكَ وَوَثِقْنَا فِيْ كَشْفِهَا بِكَرَمِكَ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْحَاكِمِيْنَ.

ترجمہ: اللہ رب العزت جو عظمت والا ہے اس کی طرف ایک مسکین بندے کا (خط) اے

اللہ بے شک تو رازوں کو جاننے والا ہے اور دل کی باتوں پر اطلاع رکھنے والا ہے۔ اے اللہ تو اپنی مخلوق پر آگاہ ہونے کیلئے اور کسی بات کو جاننے کیلئے (میرے جیسے عاجز) مسکین بندے کے آگاہ کرنے سے شان علمی کے سبب بے نیاز ہے۔ تیرے اس بندے نے تیری نعمتوں کا کفر کیا اور ان کا شکر ادا نہ کیا۔ انجاموں کو اس نے لغو جانا اور ان کو یاد نہ کیا تیرے حلم نے اسے سرکش بنا دیا۔ یہاں تک کہ اس نے ظلم کیا اور نہایت دشمنی سے پیش آیا۔ اے اللہ ہمارا کوئی مددگار نہیں اور ظالم غرور میں ہیں اور تمام باتوں پر اطلاع رکھنے والا' جاننے والا' انصاف فرمانے والا ہے اور تو ہی فیصلہ فرمانے والا ہے۔ ہم تیری بارگاہ میں فریاد کرتے ہیں۔ اس کے مظالم پر اور اس کے ظالم ہاتھوں سے تیری ہی طرف ہم بھاگتے ہیں۔ پس تحقیق اس نے ہم لوگوں پر ظلم کیا ہے اور اس کی شکایت تیری ہی بارگاہ میں کرتے ہیں اور ہم تیرے ہی پاس اس کا فیصلہ لاتے ہیں اور ہم اس سے اپنے انصاف میں تجھ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں اور ہم نے اس کے مظالم کی اپنی فریاد تیرے حرم میں پہنچائی ہے اور تیرے کرم سے اس سے نجات پانے کے امیدوار ہیں۔ پس تو ہمارے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ فرما اور تو ہی فیصلہ کرنے والوں میں سے بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

برابر ساٹھ سال

448 ہجری میں الظاہر عبیدی والی مصر مر گیا اور اس کے سات سالہ بیٹے کو تخت پر بٹھایا گیا جو برابر ساٹھ سال اور چھ ماہ تک بادشاہ رہا۔

روٹی پچاس دینار میں

ذہبی کہتے ہیں کوئی خلیفہ یا بادشاہ اتنی مدت تک حکمران نہیں رہا۔ اس کے عہد میں ہی مصر میں ایسا قحط پڑا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ کے بعد سے لیکر آج تک ایسا قحط کبھی نہیں پڑا تھا۔ آدمی آدمیوں کو کھا گئے اور ایک روٹی پچاس دینار میں بک گئی۔

443 ہجری میں معز بن ناولیس نے مغرب میں خطبہ سے عبیدیوں کا نام نکلوا کر بنی عباس کے نام کا خطبہ پڑھنے کا حکم دیا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

جعفری بک

451 ہجری میں سلطان ابراہیم بن مسعود بن محمود بن سبکتگین والیٔ غزنی اور سلطان جعفری بک بن سلجوق اور برادر طغرل بک والیٔ خراسان کے درمیان بہت سی لڑائیوں کے بعد صلح ہوئی۔ پھر اسی سال جعفری بک مر گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا الپ ارسلان تخت پر بیٹھا۔

مالک سیاہ و سفید

455 ہجری ماہ رمضان میں جب طغرل بک رے میں مر گیا تو اس کے بعد اس کا بھتیجا صاحب خراسان سلطان ہوا۔ قائم نے اسے خلعت بھیجی اور تمام سیاہ و سفید کا مالک کر دیا۔

ذہبی لکھتے ہیں یہ پہلا شخص ہے جسے بغداد میں منبروں پر سلطان کے لقب سے پکارا گیا اور اسے وہ شوکت حاصل ہوئی جو کسی سلطان کو حاصل نہ ہوئی تھی۔ اس نے نصرانیوں کے بہت سے شہر فتح کیے اور اس نے نظام الملک کو اپنا وزیر بنایا اور عبدالملک وزیر سابق کی خرابیوں مثلاً اشعریہ کو برا بھلا کہنا وغیرہ کو دور کیا اور شافعیہ کی مدد کی اور امام الحرمین ابوالقاسم قشیری کی نہایت عزت کی اور مدرسہ نظامیہ کی بنیاد رکھی۔ کہتے ہیں یہی سب سے پہلا مدرسہ ہے جو فقہاء کے لیے بنایا گیا۔

عجیب الخلقت

458 ہجری میں باب ازج میں ایک ایسی لڑکی پیدا ہوئی جس کے دو سر دو چہرے اور دو گردنیں تھیں جبکہ نیچے سے جسم ایک ہی تھا۔

ستارہ

اسی سال چاند کے برابر کا ایک ستارہ نمودار ہوا جس کی روشنی بہت تیز تھی۔ لوگ اس سے بہت ڈر گئے تھے۔ یہ ستارہ دس راتوں تک طلوع کرتا رہا۔ بعد ازاں اس کی روشنی کم ہوتی چلی گئی' یہاں تک کہ بالکل ہی غائب ہو گیا۔

مدرسہ نظامیہ بغداد

459 ہجری میں بغداد کے مدرسہ نظامیہ کی تعمیر مکمل ہو گئی اور شیخ ابواسحٰق شیرازی اس کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ طلباء پڑھنے کے لیے جمع ہوئے۔ لیکن شیخ ابواسحٰق نہ آئے اور کسی وجہ سے

پڑھانے سے اعراض کیا۔ آخر ابن صباغ نے درس دینا شروع کیا۔ بعدازاں لوگوں نے شیخ ابواسحٰق کو بھی راضی کر لیا اور انہوں نے بھی پڑھانا شروع کر دیا۔

پانی آ گیا

460 ہجری کو رملہ میں بہت شدید زلزلہ آیا جس سے وہ شہر بالکل ویران ہو گیا۔ پانی کنوؤں سے نکل کر بہنے لگا اور اس زلزلہ سے پچیس ہزار افراد ہلاک ہو گئے اور سمندر کا پانی کنارے سے ایک دن کی مسافت کے فاصلے پر پیچھے ہٹ گیا۔ لوگ یہ دیکھ کر مچھلیاں پکڑنے کے لیے آگے تک سمندر میں گھس گئے اور مشغول ہو گئے۔ پیچھے سے جھٹ سمندر کا پانی آ گیا جس سے سب لوگ ڈوب کر ہلاک ہو گئے۔

سنہری چھت

461 ہجری میں جامع دمشق جل کر تباہ ہو گئی اور تمام خوبیاں جاتی رہیں اور اس کی خوبصورت سنہری چھت بالکل جل گئی۔

کتا اور بلی بھی

462 ہجری میں امیر مکہ کے ایلچی نے آ کر سلطان الپ ارسلان کو اطلاع دی۔ خطبہ سے مستنصر کا نام قطع کر کے عباسیوں کا نام پڑھا جانے لگا ہے اور اذان میں حی علی خیر العمل بھی چھوڑ دیا گیا ہے۔ سلطان نے اس ایلچی کو تیس ہزار دینار اور ایک خلعت دی اور کہا اس تبدیلی (جو کی گئی تھی اور اب چھوڑ دی گئی ہے) کا باعث وہی قحط تھا جس نے مصریوں کو ذلیل کر دیا تھا۔ جس میں آدمیوں نے آدمیوں کو کھا لیا تھا۔ ایک اِرْدَبْ (ناپنے کا برتن مصری پیمانہ) گندم کی قیمت سو دینار ہو گئی تھی اور کتا بیس دینار سے بک گیا اور بلی تین دینار میں بک گئی۔

دلچسپی نہ ہوئی

کہتے ہیں قحط کے دوران قاہرہ سے ایک عورت باہر آئی۔ اس کے پاس جواہر سے بھرا ایک پیمانہ تھا۔ اس نے لوگوں میں آ کر کہا کون ہے جو مجھ سے یہ جواہرات کا پیمانہ لیکر مجھے گندم دیدے تو اس کی اس بات پر کسی نے توجہ تک نہ دی۔

قَدْ عَلِمَ الْمِصْرِیُّ اِنَّ جُنُوْدَہٗ ۔۔۔ سَنُوْا فِیْهَا وَطَاعُوْنَ عَمَوَاسٍ

ترجمہ: والی مصر نے اچھی طرح جان لیا کہ بے شک اس کے لشکر قحط والے سالوں کی طرح ہیں۔ ان میں طاعون ظاہر ہوگا اور قریہ عمواس والے بلیات و آفات میں مبتلا ہوں گے۔

اَقَامَتْ بِـہٖ حَتّٰی اسْتَرَبَ بِنَفْسِہٖ وَاَوْجَسَ مِنْھَا خِیْفَۃً ای ایْجَاسٍ

ترجمہ: وہ سال اس طرح اس کے ساتھ رہے کہ اس نے اپنے آپ میں بھی شک کیا اور اس سے اس میں نہایت سخت خوف پیدا ہو گیا۔

ادبار و اقبال

463 ہجری میں جب لوگوں نے مستنصر کی دولت کا ادبار اور قائم اور سلطان الپ ارسلان کی دولت کا اقبال دیکھا تو حلب میں خطبہ میں دونوں کے نام پڑھے جانے لگے۔

طویل المیعاد صلح

اسی سال یعنی 463 ہجری میں مسلمانوں اور رومیوں میں جنگ عظیم ہوئی جس میں فتح مسلمانوں کو ہی ہوئی۔ اس جنگ میں مسلمانوں کا سپہ سالار لشکر الپ ارسلان ہی تھا۔ بادشاہ روم قید ہوا لیکن پھر بہت سا مال لیکر رہا کر دیا گیا اور پچاس برس کے لیے صلح کر لی۔ بادشاہ روم کو چھوڑنے کے بعد سلطان الپ ارسلان نے دارالخلافہ کی طرف سر ننگا کر کے خلیفہ کی خدمت کی بجا آوری کا اشارہ کیا۔

464 ہجری میں بکریوں میں سخت وبا پڑی جس سے ریوڑ کے ریوڑ ہی غارت ہو گئے۔

465 ہجری میں سلطان الپ ارسلان قتل کر دیا گیا اور اس کا بیٹا ملک شاہ اس کی جگہ قائم ہوا اور اپنا لقب جلال الدولہ رکھا اور نظام الملک کو اپنا وزیر بنا کر اس کا لقب اتابک رکھا۔ یہ پہلا شخص ہے جس کا لقب اتابک ہوا۔ اتابک کے لفظی معنی ہیں "امیر والد"

ایک ہزار دینار میں

اسی سال مصر میں پھر قحط پڑ گیا' یہاں تک کہ ایک اور عورت نے ایک ہزار دینار سے روٹی لی اور وباء بھی سخت پھیلی۔

بغداد ایک چٹیل میدان

466 ہجری میں دجلہ کا بہت سا حصہ غرق ہو گیا اور دجلہ تمیں گز تک چڑھ آیا۔ اس سے قبل

ایسی طغیانی کبھی نہ آئی تھی۔ بیشمار مال جانیں اور چار پائے ضائع ہو گئے۔ لوگ کشتیوں میں پناہ گزین ہوئے۔ دو دفعہ کشتیوں میں جمعہ پڑھایا گیا۔ خود خلیفہ نے نہایت عاجزی کے ساتھ خدا تعالیٰ سے دعائیں کیں۔ قریباً ایک لاکھ مکانات گر گئے اور بغداد ایک چٹیل میدان ہو گیا۔

زخم بہہ پڑا

467 ہجری بروز بدھ بمطابق تیرہ شعبان المعظم خلیفہ القائم نے فصد کھلوائی۔ جب رات سویا تو زخم کا منہ کھل گیا۔ صبح اٹھا تو ضعف بہت زیادہ محسوس کیا۔ فوراً اپنے پوتے ولی عہد عبداللہ بن محمد کو بلایا اور اسے وصیت کی اور تھوڑی دیر بعد انتقال کر گیا۔ اس کی مدتِ خلافت پینتالیس سال تھی۔

اس کے عہد میں علمائے ذیل نے انتقال کیا:

ابوبکر برقانی' ابوالفضل فلکی' ثعلبی مفسر' قدوری شیخ الحنفیہ' ابن سینا شیخ الفلاسفۂ مہیار شاعر' ابونعیم صاحب الحلیہ' ابوزید دبوسی' بروعی مالکی صاحب تہذیب' ابوالحسن بصری معتزلی' مکی صاحب الاعراب' شیخ ابومحمد جوینی' مہدوی صاحب التفسیر' قلیلی' شہانینی' ابوعمر دوانی' خلیل صاحب الارشاد' سلیم رازی' قاری ابوالعلاء' ابوعثمان صابونی' ابن بطال شارح بخاری' قاضی ابوطیب طبری' ابن شیطی مقری' ماوردی شافعی' ابن باب شاذ' قضاعی صاحب شہاب' ابن برہان نحوی' ابن حزم ظاہری' بیہقی' ابن سید صاحب محکم' ابویعلی بن فراء شیخ الحنابلہ' حضری شافعی' ہندلی صاحب الکامل فی القرأت' فورانی' خطیب بغدادی' ابن رشیق صاحب عمدہ اور ابن عبدالبر وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔

المقتدی بامر اللہ

المقتدی بامر اللہ ابوالقاسم عبداللہ بن محمد بن القائم بامر اللہ اس کا والد اس کی زندگی میں ہی فوت ہو گیا تھا بلکہ یہ اپنے والد کی وفات کے چھ ماہ بعد پیدا ہوا۔ اس کی ماں ام ولد تھی جس کا نام ارجوان تھا۔ اپنے دادا کی وفات کے بعد یہ تخت نشین ہوا۔ اس وقت اس کی عمر انیس سال اور تین ماہ کی تھی۔ شیخ ابواسحاق شیرازی' ابن صباغ اور دامغانی کے روبرو اس سے بیعت کی گئی۔ اس کے عہد خلافت میں خیرات کثیرہ اور آثار حسنہ ظاہر ہوئے۔ قواعد خلافت نہایت عمدہ تیار

ہوئے۔ گانے والوں اور زنانِ فاحشہ کو جلاوطن کر دیا گیا اور حکم دیا لنگی باندھے بغیر کوئی حمام میں نہ جائے اور کبوتروں کے گھر گروا دیئے تا کہ لوگوں کی بے پردگی نہ ہو۔ یہ خلیفہ نہایت قوی النفس اور عالی ہمت تھا۔

اس کی خلافت کے شروع سال میں ہی مکہ میں بصر عبیدی کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔ اسی سال نظام الملک نے نجومیوں کو جمع کیا۔ انہوں نے نوروز اول نقطہ برج حمل سے شروع کرایا۔ اس سے پہلے نوروز سورج کے برج حوت کے نصف طے کرنے کے وقت شروع ہوتا تھا۔ اب تک نظام الملک کی تقویم پر ہی عمل ہوتا چلا آ رہا ہے۔

زیادتی ختم

468 ہجری میں دمشق میں مقتدی کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا اور اذان سے حی علی خیر العمل نکلوا دیا گیا۔ لوگ اس بات سے بہت خوش ہوئے۔

469 ہجری میں ابونصر بن استاذ ابو قاسم قشیری اشعری بغداد میں آئے اور مدرسہ نظامیہ میں تقریر فرمائی جس کے ساتھ حنبلیوں میں کچھ اضطراب ہوا کیونکہ انہوں نے اپنے وعظ میں قشیریوں کے مسلک کو سب سے بہتر کہا تھا اس لیے حنبلیوں کو جوش آیا اور اس دوران بہت سے لوگ قتل بھی ہو گئے۔ فخر الدولہ جہیر کو مقتدی کی وزارت سے ہٹا دیا گیا کیونکہ وہ نہایت متعصب حنبلی تھا۔

475 ہجری میں خلیفہ نے شیخ ابو اسحاق شیرازی کو سلطان کی طرف ایلچی بنا کر بھیجا اور حمید ابو الفتح کی زیادتیوں کی شکایت کی۔

476 ہجری میں تمام ملک میں ارزانی ہو گئی اور قحط دور ہو گیا۔ اسی سال خلیفہ ابو شجاع محمد بن حسن کو وزیر بنایا اور ظہیر الدین اس کا لقب رکھا۔ مصنف کہتے ہیں میرے خیال میں یہ سب سے پہلا لقب ہے جس میں دین کی طرف نسبت کی گئی۔

477 ہجری میں سلیمان قلتمش سلجوقی والی قونیہ و اقصراء اپنے لشکر کے ساتھ شام کی طرف گیا اور انطاکیہ پر جو 358 ہجری میں رومیوں کے قبضے میں تھا' قابض ہو گیا اور اس پر سلطان ملک شاہ نے اس کو مبارکباد دی۔

ذہبی کہتے ہیں آل سلجوق ہی روم کے بادشاہ تھے۔ ان کی مدت تک سلطنت رہی اور ظاہر

کے زمانہ میں بیرس میں ان کا بقیہ موجود تھا۔

امیر المسلمین

478 ہجری میں یوسف بن تاشفین والئ سبتہ ومراکش نے مقتدی سے درخواست کی جو شہر اس کے قبضہ میں ہیں وہ اسے دے کر سلطان کا لقب عطا کیا جائے۔ مقتدی نے یہ منظور کر لیا اور اس کو خلعت وجھنڈا دیا۔ امیر المسلمین کا لقب عطا کیا۔ اس سے وہ خوش ہوا اور اس بات سے فقہائے مغرب بھی خوش ہوگئے۔ شہر مراکش اسی یوسف نے ہی بسایا تھا۔

عبیدی کا خطبہ

اسی سال سلطان ملک شاہ بغداد میں آیا۔ یہاں اس کا آنا پہلی دفعہ تھا۔ دار السلطنت میں فروکش ہوا۔ خلیفہ کے ساتھ ملاقات ہوئی۔ پھر اصفہان چلا گیا۔ اسی سال حرمین شریفین میں عبیدی کا خطبہ چھوڑ کر مقتدی کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔

481 ہجری میں غزنی کا بادشاہ مؤید ابراہیم بن مسعود بن محمود بن سبکتگین مر گیا۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا جلال الدین مسعود تخت پر بیٹھا۔

مدرسہ باب ابرز

483 ہجری کو بغداد میں باب ابرز میں تاج الملک مستوفی الدولہ نے مدرسہ بنوایا اور ابوبکر شاشی اس کے مدرس معلم مقرر ہوئے۔

مدتوں حکمرانی

484 ہجری جزامیر سقلیہ پر انگریز قابض ہوا۔ یہ جزیرہ سب سے پہلی مفتوحہ جگہ تھی جو 200 ہجری کے بعد مسلمانوں نے فتح کی اور مدتوں تک اس پر آل اغلب حکمران رہی۔ پھر یہ جزیرہ عبیدی معتزلی کے قبضہ میں بھی رہا۔ بعد ازاں فرنگیوں نے اس پر قبضہ کر لیا۔

انصاف چاہا

اسی سال سلطان ملک شاہ بغداد میں آیا اور ایک بہت بڑی جامع مسجد بنوائی اور اس کے اردگرد امراء کے مکانات بنوائے۔ ملک شاہ پھر اصفہان چلا گیا اور 485 ہجری میں پھر بغداد میں آیا اور خلیفہ کو کہلا بھیجا بغداد کو خالی کر دو اور جہاں تمہاری مرضی ہو چلے جاؤ۔ خلیفہ کو اس سے

سخت رنج ہوا اور کہا مجھے ایک مہینے کی ہی مہلت دیدو۔ اس نے کہا میں ایک ساعت کی بھی مہلت نہیں دیتا۔ خدا کی قدرت سلطان انہی دنوں بیمار ہوا اور مرگیا۔ خلیفہ نے سلطان کے وزیر سے دس روز کی مہلت لے لی تھی۔ لوگوں نے اس بات کو خلیفہ کی کرامت سمجھا۔ کہتے ہیں انہی دنوں خلیفہ نے روزے رکھے اور سلطان ملک شاہ کے بارے اللہ تعالیٰ سے انصاف چاہا' چنانچہ اس کو انصاف مل گیا۔

پانچ سالہ

جب سلطان مرگیا تو اس کی زوجہ ترکان نے اس کی موت کو پوشیدہ رکھا اور خفیہ طور پر اپنے بیٹے کے لیے امراء سے بیعت لے لی اور مقتدی سے کہلا بھیجا اسے سلطان کا لقب عطا کرے۔ اس نے اس بات کو مان لیا اور ناصر الدنیا والدین کا لقب دیا۔ یہ واقعہ محرم 487 ہجری میں ہوا۔ خلیفہ نے اس کی اطلاع اپنے ممالک محروسہ میں بھی بھجوادی۔ دوسرے دن خلیفہ اچانک مرگیا۔ اس کی لونڈی شمس النہار نے اسے زہر دیا تھا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے مستظہر سے بیعت کی گئی۔

اس کے وقت میں یہ علمائے کرام فوت ہوئے:

عبدالقاہر جرجانی' ابوالولید باجی' شیخ ابواسحاق شیرازی' اعلم نحوی' ابن صباغ صاحب الشامل' متولی' امام الحرمین' دامغانی حنفی' ابن فضال مجاشعی' بزدوی شیخ الحنفیہ۔

المستظہر باللہ

المستظہر باللہ ابوالعباس احمد بن مقتدی باللہ ماہ شوال 470 ہجری میں پیدا ہوا اور اپنے باپ کے مرنے کے بعد سولہ سال کی عمر میں تخت پر بیٹھا۔

ابن اثیر کہتے ہیں یہ نہایت کریم الاخلاق اور نرم طبیعت شخص تھا۔ نیک کاموں میں جلدی کیا کرتا تھا۔ نہایت خوشخط اور اعلیٰ درجے کا انشاء پرداز تھا۔ اپنے اس فن میں نظیر نہ رکھتا تھا۔ نہایت جوانمرد' شجاع' سخی' واسع العلم اور علماء وصلحاء پر جان نثار کرتا تھا۔ اسے اپنے عہد میں چین نہ آیا۔ ہمیشہ جنگوں میں ہی رہتا تھا۔

اس کی خلافت کے سال اول میں مستنصر عبیدی والی مصر مرگیا۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا

المستعین احمد آیا۔اسی سال رومیوں نے بلنسیہ فتح کیا۔

488 ہجری میں احمد خان والی سمرقند قتل ہوگیا کیونکہ وہ زندیق ہوگیا تھا۔اس لیے امراء نے اسے گرفتار کرلیا اور فقہاء نے اس کے قتل کا فتویٰ دیدیا۔اس کے بعد اس کا چچیرا بھائی آیا۔

سبعہ سیارے

489 ہجری میں سبعہ سیارے زحل کے علاوہ تمام برج حوت میں جمع ہوگئے۔نجومیوں نے پیش گوئی کی حضرت نوح علیہ السلام کے طوفان جیسا طوفان آئے گا' چنانچہ حاجی دارالمناقب میں اترے تو ایک سیل رواں آیا جس میں تمام ڈوب گئے۔

490 ہجری میں سلطان ارسلان ارغوان بن الپ ارسلان والیٔ خراسان قتل ہوا اور سلطان برکیاروق اس کے تمام ملک پر قابض ہوگیا اور سب اس کے مطیع ہوگئے۔

اسی سال میں حلب' انطاکیہ' معرہ اور شیراز میں ایک ماہ تک عبیدی کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔مگر بعدازاں پھر عباسیوں کے نام کا ہی خطبہ پڑھا جانے لگا۔

فرنگیوں کی خرابیاں

اسی سال شہر نیقیہ پر فرنگیوں کا قبضہ ہوگیا۔یہ سب سے پہلا شہر تھا جو مکمل طور پر ان کے قبضہ میں آیا۔وہاں سے بڑھتے ہوئے یہ کفرطات تک پہنچے اور اس کے گردونواح کو خوب لوٹا۔فرنگیوں کی ملک شام پر یہ پہلی پیش قدمی تھی جو انہوں نے بحر قسطنطنیہ کے راستے فوج کے ساتھ کی تھی۔بادشاہ اور رعایا میں اس سے سخت اضطراب پھیل گیا۔کہتے ہیں جب والی مصر نے سلجوقیوں کی قوت اور ان کے شام پر غلبے کو دیکھا تو شام پر قبضہ کرنے کیلئے فرنگیوں کو بلا بھیجا۔لیکن لوگ ہر طرف سے فرنگیوں پر ٹوٹ پڑے۔

ہائل واقعات

492 ہجری میں باطنیوں کو خوب اقتدار حاصل ہوا اور اسی سال فرنگیوں نے ڈیڑھ مہینے کے محاصرے کے بعد بیت المقدس کو فتح کرلیا اور 70 ہزار سے زائد مسلمانوں کو قتل کیا جن میں سے بہت سے علماء اور عبادوزہاد تھے۔تمام مساجد مسمار کردیں اور یہودیوں کو ایک گرجا میں جمع کر کے جلادیا۔بقیۃ السیف لوگوں نے بغداد میں آ کر پناہ لی اور وہاں کے ایسے ہائل واقعات

بیان کیے جن سے لوگوں کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے چونکہ اسلامی بادشاہوں میں آپس میں اختلافات تھے اس لیے شام میں فرنگیوں کے پاؤں جم سکے۔ ابیوردی شاعر نے اس ہائل واقعہ کو اس طرح نظم کیا ہے:

مَزَجْنَا دِمَاءً بِالدُّمُوْعِ السَّوَاجِمِ فَلَمْ يَبْقَ مِنَّا عُرْضَةٌ لِلْمَرَاجِمِ

ترجمہ: ہم نے خون کو اشکہائے ریختہ کے ساتھ ملایا ہے۔ پس اب لڑائی میں ہمارا کوئی حیلہ نہیں رہا ہے۔

وَشَرُّ سَلَاحِ الْمَرْءِ دَمْعٌ يُفِيْضُهٗ اِذَا الْحَرْبُ شَبَّتْ نَارُهَا بِالصَّوَارِمِ

ترجمہ: آدمی کا سب سے بڑا ہتھیار آنسو ہیں جو وہ تلواروں کے ساتھ لڑائی تیز ہوتے وقت بہاتا ہے۔

فَـاِيْهًا بَنِى الْاِسْلَامِ اِنَّ وَرَاءَ كُمْ وَقَائِعَ يُلْحِقْنَ الذُّرٰى بِالْمَنَاسِمِ

ترجمہ: اے اہل اسلام خاموش ہو جاؤ۔ تمہارے پیچھے کئی جنگیں ہیں جو تمہیں گھوڑوں کے سموں سے ہلاک کر دیں گی۔

اَنَائِمَةٌ فِيْ ظِلِّ اَمْنٍ وَغِبْطَةٍ وَعَيْشٍ كَنَوَارِ الْخَمِيْلَةِ نَاعِمِ

ترجمہ: اے آنکھ جو نرم و نازک اور شگوفہ باغ کے عیش کی طرح سو رہی ہے۔

وَكَيْفَ تَنَامُ الْعَيْنُ مِلْأَ جُفُوْنِهَا عَلٰى هَفَوَاتٍ اَيْقَظَتْ كُلَّ نَائِمِ

ترجمہ: اس آنکھ کو نیند کیسے آئے گی جس کی پلکوں میں گرد و غبار بھرا ہوا ہے۔ جو ہر سونے والے کو جگا دیتا ہے۔

وَاِخْوَانُكُمْ بِالشَّامِ يُضْحِيْ مَقِيْلُهُمْ ظُهُوْرَ الْمَذَاكِيْ اَوْبُطُوْنَ الْقَشَاعِمِ

ترجمہ: تمہارے بھائیوں کی شام میں خوابگاہیں ہیں یا گھوڑوں کی پیٹھیں ہیں یا کرگسوں کے پیٹ ہیں۔

تَسُوْمُهُمُ الرُّوْمُ الْهَوَانَ وَاَنْتُمْ تَجُرُّوْنَ ذَيْلَ الْخَفْضِ فِعْلَ الْمُسَالِمِ

ترجمہ: رومی بدبخت تمہارے بھائیوں کو تکلیف دے رہے ہیں اور تم امن کشاں بے خوف ٹہل رہے ہو۔

فَكَمْ مِنْ دِمَاءٍ قَدْ اُبِيْحَتْ وَمِنْ دُمًى تَوَارٰى حَيَاءً حُسْنُهَا بِالْمَعَاصِمِ

ترجمہ: بہت سے خون گرائے گئے اور بہت سی پری پیکروں نے حسن کے حیا سے اپنے ہاتھوں سے (گناہوں سے بچنے اور مظالم سے بچنے کیلئے) پردہ کرلیا۔

بِحَيْثُ السُّيُوْفُ الْبِيْضُ مُحْمَرَّةُ الظُّبٰى وَسُمْرُ الْعَوَالِيْ دَامِيَاتِ اللَّهَازِمِ

ترجمہ: یہ واقعہ اس جگہ ہوا جہاں چمکتی ہوئی سفید تلواریں سرخ ہوگئیں اور گندم گوں تیروں کے بھالے رنگین ہوگئے۔

يَكَادُ لَهُنَّ الْمُسْتَجِنُّ بِطَيْبَةَ يُنَادِيْ بِاَعْلَى الصَّوْتِ يَا آلَ هَاشِمِ

ترجمہ: قریب ہے اس خونریزی کے لیے ایک نرمی کرنے والا (مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) مدینہ سے کہیں اے آل ہاشم

اَرٰى اُمَّتِيْ لَا يَشْرَعُوْنَ اِلَى الْعِدٰى رِمَاحَهُمْ وَالدِّيْنُ دَامِيْ الدَّعَائِمِ

ترجمہ: میں اپنی امت کو دیکھ رہا ہوں وہ اپنے نیزوں کو دشمن کی طرف جلدی نہیں لے جاتے اور دین کے ستون ست ہوگئے ہیں۔

وَيَجْتَنِبُوْنَ النَّارَ خَوْفًا مِنَ الرَّدٰى وَلَا يَحْسَبُوْنَ الْعَارَ ضَرْبَةَ لَازِمِ

ترجمہ: ہلاکت کے خوف سے اپنی طرف آگ کھینچتے ہیں۔ مگر عار اور شرم کو امر مستمر نہیں جانتے۔

اَتَرْضٰى صَنَادِيْدُ الْاَعَارِبِ بِالْاَذٰى وَتَغْضِيْ عَلٰى ذِلٍّ كُمَاةُ الْاَعَاجِمِ

ترجمہ: کیا عرب کے شجاعان اسلام کی اذیت پر راضی ہوجائیں گے اور اپنی عمروں کو عجم کے تحت ہوکر خواری میں بسر کریں گے۔

فَلَيْتَهُمْ اِذْ لَمْ يَرُدُّوْا حَمِيَّةً عَنِ الدِّيْنِ ظَنُّوْا غَيْرَةً بِالْمَحَارِمِ

ترجمہ: کاش! اگر انہوں نے دین کی غیرت کے باعث اپنے آپ سے دشمن کو دفع نہیں کیا تو کاش اپنی عورتوں کی غیرت ہی انہیں اس بات پر آمادہ کردیتی۔

آخر ناچاقی

اس سال محمد بن ملک شاہ نے اپنے بھائی سلطان برکیاروق پر فوج کشی کی اور اس پر غالب آیا۔ خلیفہ نے اس کو غیاث الدنیا والدین کا لقب دیا۔ بغداد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھایا گیا۔ لیکن بعد میں پھر ان دونوں کے درمیان ناچاقی ہوگئی۔

دور دور سے

اسی سال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں کا لکھا ہوا قرآن مجید طبریہ سے دمشق لایا گیا۔ لوگوں نے دور دور سے آ کر اس کی زیارت کی اور آخر جامع مسجد کے ایک حجرہ میں رکھ دیا گیا۔

494 ہجری میں عراق میں باطنیوں نے زور پکڑا اور ہزاروں لوگوں کو قتل کر دیا۔ امراء لوگ ان کے ڈر سے اپنے کپڑوں کے نیچے زرہیں پہنتے تھے۔ بہت سے علماء ان کے ہاتھوں قتل ہوئے۔ جن میں سے ایک رویانی صاحب البحر بھی تھے۔

اسی سال فرنگیوں نے شہر سروج' حیفا' ارسوف قیساریہ فتح کر لیا۔

495 ہجری میں مستعلی والی مصر مر گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا الامر باحکام اللہ منصور تخت پر بیٹھا۔ اس وقت اس کی عمر صرف پانچ سال کی تھی۔ خطبوں سے خطباء نے اس کا نام خارج کر دیا اور صرف خلیفہ کا نام باقی رکھا گیا۔

497 ہجری میں سلطان محمد اور برکیاروق میں صلح ہو گئی اور وجہ یہ تھی کہ جب ان دونوں کی عداوت سے فساد عام ہو گیا' مال لوٹے گئے' خون بہائے گئے' بادشاہ مغلوب ہو گئے تو علماء نے بیچ میں آ کر صلح کرا دی اور دونوں سے حلف اٹھوا لیے۔ اس کے بعد خلیفہ نے برکیاروق کو خلعت بھیجا اور اس کا نام خطبوں میں داخل کر دیا۔

498 ہجری میں سلطان برکیاروق مر گیا۔ امراء نے اس کے بیٹے جلال الدولہ ملک شاہ کو اس کے قائم مقام کر دیا۔ خلیفہ نے اس کی خلعت دی اور اس کا نام خطبوں میں پڑھنے کا حکم دیا۔

499 ہجری نہاوند کے نواح میں ایک شخص نبوت کا داعی ہوا۔ آخر اسے پکڑ کر قتل کیا گیا۔

چمڑہ میں بھس

500 ہجری میں قلعہ اصفہان جو باطنیوں کے قبضہ میں تھا' فتح ہوا۔ بہت سے باطنیوں کو قتل کیا گیا اور قلعہ گرا دیا گیا۔ ان کے سردار کا چمڑا اتار کر اس میں بھس بھرا گیا۔ یہ سب باتیں سلطان محمد نے کیں۔

501 ہجری میں سلطان نے بغداد کا خراج اور ٹیکس کم کر دیا جس سے لوگ خوش ہوئے اور دعائیں دیں۔ اس کے بعد اس نے نہایت عدل و انصاف پھیلایا۔

502 ہجری میں باطنیوں نے پھر زور پکڑا اور دفعتہً شہر شیراز پر قابض ہو گئے اور تمام شہر اور قلعہ پر قابض ہو کر دروازے بند کر لیے۔ اس دن وہاں کا حاکم باہر سیر کے لیے گیا ہوا تھا۔ جب وہ واپس آیا تو اس نے فوراً حملہ کر کے ان کو تتر بتر کر دیا۔

503 ہجری میں فرنگیوں نے کئی سال کے محاصرہ کے بعد طرابلس پر تسلط قائم کر لیا۔

فرنگیوں کا ظلم

504 ہجری میں فرنگیوں نے مسلمانوں کو سخت تکالیف دیں۔ شام کا اکثر حصہ ان کے قبضہ میں آ گیا۔ مسلمانوں نے ان سے جان چھڑانی چاہی مگر فرنگی نہ مانا۔ آخر کئی ہزار دینار دینے پر راضی ہوا۔ مگر پھر انہوں نے عہد توڑ دیا۔ (خدا ان پر لعنت کرے۔)

سیاہ اور زرد آندھی

اسی سال مصر میں سیاہ آندھی چلی۔ ایسا اندھیرا چھایا ہاتھ پھیلائے دکھائی نہیں دیتا تھا۔ ریت کی بارش ہوئی۔ لوگوں کا دم گھٹنے لگا۔ سب ہلاکت کا یقین کر بیٹھے۔ پھر تھوڑی دیر بعد آدھی زرد رنگ اختیار کر گئی اور یہ زردی عصر سے مغرب کے بعد تک رہی۔

اسی سال فرنگیوں کی بادشاہ سپین تاشقین سے لڑائی ہوئی جس میں مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ بہت سے عیسائی قتل اور قید ہوئے اور بہت سا مال غنیمت ہاتھ لگا۔ فرنگیوں کے سارے شجاع اس لڑائی میں مارے گئے۔

باطنی کا وار

507 ہجری میں سورود شاہ موصل لشکر جرار لیکر فرنگیوں سے لڑنے کے لیے بیت المقدس پہنچا۔ ایک سخت معرکہ کے بعد وہ دمشق آ گیا۔ ایک جمعہ کو وہ جامع مسجد میں نماز جمعہ پڑھنے گیا۔ اچانک ایک باطنی نے وار کر کے اسے زخمی کر دیا۔

بڑے بڑے دروازے

511 ہجری ایک شدید سیلاب آیا جس سے تجار غرق ہو گیا اور ہزار ہا لوگ ہلاک ہوئے۔ شہر کے دروازے کئی میلوں تک بہتے چلے گئے اور پھر مٹی کے نیچے دب گئے اور کئی سالوں کے بعد ملے۔ ایک بچہ پنگھوڑے میں تھا۔ سیلاب اسے بہا لے گیا۔ راستے میں

پنگھوڑا ایک زیتون کے درخت کے ساتھ لٹک گیا۔ لوگوں نے کئی روز کے بعد اسے وہاں سے اتارا' وہ بچہ زندہ تھا' آخر وہ بڑا ہوا اور مدت تک زندہ رہا۔

اسی سال سلطان محمد مر گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا محمود تخت پر بیٹھا جس کی عمر چودہ سال کی تھی۔

512 ہجری میں خلیفہ مستظہر باللہ بروز بدھ بمطابق تیرہ ربیع الاول میں پچیس برس خلافت کر کے فوت ہو گیا۔ ابن عقیل شیخ الحنابلہ نے اسے غسل دیا اور اس کے بیٹے المستر شد نے نماز جنازہ پڑھائی۔ چند روز بعد اس کی دادی مقتدی کی والدہ مر گئی۔ ذہبی کہتے ہیں اس کے علاوہ ایسا کوئی خلیفہ نہیں ہوا جس کے مرنے کے بعد اس کی دادی زندہ رہی ہو۔ اس نے اپنا بیٹا بھی خلیفہ دیکھا' پھر پوتا اور بعد ازاں پڑپوتا بھی دیکھا۔

ذیل میں مستظہر کے اشعار ہیں:

اَذَابَ حَرُّ الْجَوٰی فِی الْقَلْبِ مَاجَمَدَ يَوْمًا مَدَدْتَ اِلٰی رَسْمِ الْوِدَاعِ يَدًا

ترجمہ: جس روز تو نے وداع کی رسم کیلئے ہاتھ بڑھایا تو میرے دل کی جمی چیز کو آتش عشق نے پگھلا دیا۔

وَكَيْفَ اَسْلُكُ نَهْجَ الْاِصْطِبَارِ وَقَدْ اَرٰی طَرَائِقَ فِیْ مَهْوِ الْهَوٰی قِدَدًا

ترجمہ: میں صبر کی راہ کیسے طے کروں حالانکہ معشوق کی محبت میں مختلف راہیں دیکھتا ہوں۔

اِنْ كُنْتُ اَنْقِضُ عَهْدَ الْحُبِّ يَاسَكَنِیْ مِنْ بَعْدِ حِيْنَ فَلَا عَايَنْتُكُمْ اَبَدًا

ترجمہ: اے معشوق اگر میں محبت کے عہد کو توڑ دوں تو اس کے بعد کبھی تمہارا دیدار نہ پاؤں گا۔

صائم طالحی نے اس کی مدح میں شعر کہے:

اَصْبَحْتُ الْمُسْتَظْهِرِ بْنِ الْمُقْتَدِیْ بِاللهِ ابْنِ الْقَائِمِ بْنِ الْقَادِرِ

ترجمہ: میں نے مستظہر بن مقتدی باللہ بن قائم بن قادر کے ساتھ بچاؤ چاہا ہے۔

مُسْتَعْصِمًا اَرْجُوْ نَوَالَ كَفِّهِ وَبِاَنْ يَّكُوْنَ عَلَى الْعَشْرَةِ نَاصِرِیْ

ترجمہ: میں اس کی بخشش کی امید کرتا ہوں اور چاہتا ہوں اہل کے خرچ کیلئے میری مدد کرے۔

فَيَقُرُّ مَعَ كِبْرِیْ قَرَارِیْ عِنْدَهُ وَيَفُوْزُ مِنْ مَدْحِیْ بِشِعْرٍ سَائِرٍ

ترجمہ: میں اس کے پاس ٹھہرنے سے فائدہ حاصل کروں اور وہ میری مدح سے کامیاب ہو۔

بہت درست

سلفی کہتے ہیں۔ مجھ سے ابوخطاب بن جراح نے بیان کیا میں نے ماہِ رمضان میں مستظہر کے ساتھ نماز پڑھی اور ایک رکعت میں میں نے سورہ یوسف کی یہ آیت پڑھی اِنَّ ابۡنَکَ سُرِقَ (یعنی میرا بیٹا چوری گیا) یہ روایت میں نے نسائی سے سنی تھی۔ جب میں نے سلام پھیرا تو مستظہر نے کہا یہ قرأت بہت درست ہے کیونکہ اس سے اولادانبیاء کی کذب سے تنزیہ اور برأت ظاہر ہوتی ہے۔

عہد مستظہر میں یہ علماء فوت ہوئے:

ابوالمظفر سمعانی' نصر المقدسی' ابوالفرج رازی' شیدلہ' رویانی' خطیب تبریزی' کیاہراسی' غزالی' شاشی جس نے کتاب حلیہ تصنیف کر کے نام اس کا مستظہری رکھا تھا' ابیوردی لغوی۔

المسترشد باللہ

المسترشد باللہ منصور الفضل بن مستظہر باللہ ربیع الاول 485 ہجری میں پیدا ہوا اور اپنے باپ کے مرنے کے بعد ربیع الاول 512 ہجری میں تخت خلافت پر بیٹھا۔ نہایت دلیر' بلند ہمت' صاحب الرائے اور بارعب شخص تھا۔ امور خلافت کو نہایت خوبی سے مرتب کیا۔ خلافت کو جو صرف نام ہی کی رہ گئی تھی' پھر زندہ کردیا۔ ارکانِ شریعت کو مضبوط کیا۔ بنفس نفیس جنگوں میں شریک ہوا۔ کئی بار حلہ' موصل اور خراسان کی طرف لڑنے کے نکلا۔ مگر آخری مرتبہ ہمدان کے قریب اس کے لشکر کو شکست ہوئی اور قید کر کے آذربائیجان میں بھیجا گیا۔

یہی کافی ہے

حدیث اس نے ابوالقاسم بن بیان' عبدالوہاب بن ہبیت اللہ بستی سے سنی تھی اور اس سے محمد بن عمر بن مکی احوازی اور اس کے وزیر علی طراد اور اسمٰعیل بن طاہر موصلی نے روایت کی ہے۔ ابن سمعانی نے اس بات کا ذکر کیا ہے۔ اس کی فضیلت میں یہی کہنا کافی ہے۔ ابن صلاح نے اس کا ذکر طبقات شافعیہ میں کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ وہی شخص تھا جس کے لیے ابوبکر شاشی نے اپنی کتاب العمدۃ میں تصنیف کی تھی اور اس کے لقب سے ہی کتاب مشہور ہوئی

کیونکہ اس وقت اس کا لقب عمدۃ الدنیا والدین تھا۔

ابن سبکی نے بھی طبقات شافعیہ میں ذکر کیا ہے اور لکھا ہے یہ پہلے نہایت عابد و زاہد تھا۔ صوف کے کپڑے پہنا کرتا تھا اور اکیلا ایک مکان میں بیٹھ کر عبادت کیا کرتا تھا۔ 484 ہجری 18 رمضان بروز بدھ پیدا ہوا۔ اس کے باپ نے اس کو ولی عہد بنانے کا خطبہ پڑھا اور ربیع الاوّل 488 ہجری میں سکوں میں بھی اس کا نام درج کروادیا۔ نہایت خوشخط تھا۔ اکثر کاتبوں کی اصلاح کیا کرتا تھا۔ اس کی جرأت' شجاعت' اور حملے مشہور تھے۔ لیکن اس کا زمانہ مشوش ہی رہا اور مخالفین نے اسے مکدر ہی رکھا' حتیٰ کہ جب آخری مرتبہ عراق کی طرف گیا تو شکست کھا کر گرفتار ہوا اور شہید کردیا گیا۔

لشکر کی بے وفائی

525 ہجری میں ذہبی کے قول کے مطابق جب سلطان محمود بن ملک شاہ مر گیا تو اس کی جگہ اس کا بیٹا داؤد تخت پر براجمان ہوا۔ لیکن تھوڑے ہی دنوں بعد اس کا چچا مسعود محمد اس پر چڑھ دوڑا۔ دونوں کی لڑائی ہوئی۔ آخر اس شرط پر صلح ہوئی سلطنت میں دونوں شریک رہیں گے۔ ہر ایک کے لیے ایک ملک مخصوص ہو جائے گا' چنانچہ پہلے بغداد میں مسعود کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور بعد ازاں داؤد کے لیے۔ خلیفہ نے ان دونوں کو خلعت دی۔ چند روز کے بعد خلیفہ اور مسعود بگڑ گئے۔ خلیفہ اس سے جنگ پر نکلا لیکن اس کے اکثر لشکر نے اس سے بیوفائی کی اور باغی ہو گیا۔ مسعود کو فتح ہوئی۔ اس نے خلیفہ کو مع خواص کے ہمدان کے قریب ایک قلعہ میں قید کردیا۔ جب یہ خبر اہل بغداد کو ملی تو لوگ اپنے سروں میں خاک ڈالے روتے شور مچاتے ہوئے بازاروں میں نکلے۔

ابن جوزی! ان دنوں بغداد میں بہت زلزلے آئے' حتیٰ کہ ایک دن میں پانچ پانچ یا چھ چھ مرتبہ زلزلہ آتا تھا اور لوگ فریاد کرتے تھے۔ اس پر سلطان سنجر نے اپنے بھتیجے مسعود کو لکھا جب تمہیں یہ خط ملے' اسی وقت خلیفہ کے پاس جا کر آداب بجالاؤ اور معافی مانگو اور نہایت عاجزی کرو کیونکہ آسمانی اور زمینی علامات ایسی ظاہر ہوئی ہیں' ہمیں ان کے سننے کی بھی طاقت نہیں۔ انہیں اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرنا تو بڑی ہی دور کی بات ہے۔ چنانچہ تند ہواؤں کے چلنے' بجلیوں کے چمکنے' زلزلوں کا آنا اور لگا تار بیس دن تک رہنا اور لشکر اور رعیت کا پریشان ہونا مجھے

اپنی جان کا فکر لگ رہا ہے۔ ایسا نہ ہو عذاب الٰہی نازل ہو پڑے۔ لوگوں نے جامع مسجد میں نمازیں پڑھنی چھوڑ دی ہیں۔ خطبے بند ہو گئے ہیں۔ مجھے ان تمام باتوں کے برداشت کرنے کی طاقت نہیں۔ پس اللہ سے ڈرو۔ امیر المومنین کو نہایت عزت کے ساتھ بغداد پہنچاؤ اور خود ان کی غاشیہ برداری کرو جیسا کہ ہمارے آباؤ اجداد کی عادت رہی ہے۔

جب مسعود کو یہ خط ملا تو اس نے ان تمام باتوں کی تعمیل کی۔ خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بعد ادائے آداب معافی کا خواستگار ہوا۔ پھر سلطان سنجر نے ایک اور ایلچی بھیجا جس کے ساتھ بہت سا لشکر تھا اور مسعود کو کہلا بھیجا خلیفہ کو بہت جلد دار الخلافہ میں پہنچاؤ۔

خبر نہ تھی

کہتے ہیں اس لشکر میں سترہ باطنی بھی تھے۔ مسعود کو ان کی خبر نہ ہوئی۔ بعض کہتے ہیں ان کو کہا ہی اس نے تھا۔ انہوں نے خلیفہ کے خیمے پر ہجوم کر کے اسے قتل کر ڈالا اور اس کے ساتھ ہی اس کے بہت سے ہمراہیوں کو بھی قتل کر دیا۔ لشکر کو ان کا علم اس وقت ہی ہو سکا جب وہ اس کام سے فارغ ہو چکے تھے۔ لشکر نے ان لعینوں کو پکڑ کر قتل کر دیا۔ سلطان افسوس کے لیے بیٹھا اور سخت سوگ کیا۔ تمام لوگ رونے لگے۔

واقعہ قتل مسترشد

جب خلیفہ کی وفات و خبر شہادت بغداد میں پہنچی تو لوگ برہنہ پا اپنے کپڑوں کو پھاڑتے ہوئے اور عورتیں روتی ہوئی اور مرثیے پڑھتی ہوئی باہر نکل آئیں اور اس بے چینی کی وجہ یہ تھی مسترشد پر اس کی شجاعت، عدل اور مہربانی کی وجہ سے فدا ہوتے تھے۔ مسترشد کے قتل کا واقعہ موضع مراغہ میں جمعرات کے روز بمطابق 16 ذوالقعدہ 529ہجری کو پیش آیا۔

مختصر یہ کہ مسترشد کے اشعار سے یہ بھی ہیں:

أَنَا الْأَشْقَرُ الْمَدْعُوُّ بِيْ فِي الْمَلَاحِمِ ... وَمَنْ يَمْلِكُ الدُّنْيَا بِغَيْرِ مُزَاحِمِ

ترجمہ: میں وہ شجاع باز ہوں جو جنگوں میں بلایا جاتا ہوں اور میں وہ شخص ہوں جو قیل و قال کے بغیر دنیا کا مالک ہوں۔

سَتَبْلُغُ أَرْضَ الرُّوْمِ خَيْلِيْ وَيَنْتَضِيْ ... بِأَقْصٰى بِلَادِ الصِّيْنِ بِيْضَ صَوَارِمِ

ترجمہ: عنقریب ہی میرا لشکر سرزمین روم میں جا پہنچے گا اور میری چمکتی تلواریں چین میں

جا چکیں گی۔

جب اسیر ہوا تو یہ اشعار کہے:

وَلَا عَجَبًا لِلْاَسَدِ اَنْ ظَفَرَتْ بِهَا كِلَابُ الْاَعَادِيُ مِنْ فَصِيْحٍ وَاَعْجَمِ

ترجمہ: اور اگر عربی اور عجمی کتے شیر پر قابو پالیں تو اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں۔

مَحْرَبَةُ وَحْشِيُ سَقَتْ حَمْزَةَ الرَّدٰی وَمَوْتُ عَلِيٍ مِنْ حُسَامِ بْنِ مَلْجَمِ

ترجمہ: کیونکہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی جان وحشی کے حربہ (نیزہ) نے لی تھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی موت ابن ملجم کی تلوار سے ہوئی تھی۔

بھاگا نہیں

جب مسترشد کو شکست ہوئی تو لوگوں نے اسے بھاگنے کا مشورہ دیا مگر وہ نہ مانا اور اپنی جگہ پر قائم رہا' یہاں تک کہ پکڑا گیا' اس پر اس نے یہ اشعار کہے:

قَالُوْا تُقِيْمُ وَقَدْ اَحَاطَ بِكَ الْعُدُوُّ وَلَا تَفِرْ

ترجمہ: لوگوں نے مجھے کہا تم کھڑے ہو رہے ہو' بھاگتے نہیں' حالانکہ دشمن تمہیں گھیر رہا ہے۔

فَاَجَبْتُهُمُ الْمَرْءَ مَا لَمْ يَتَّعِظْ بِالْوَعْظِ غَرْ

ترجمہ: میں نے انہیں جواب دیا جو آدمی وعظ سے نصیحت حاصل نہ کرے وہ جاہل ہے۔

لَا نِلْتُ خَيْرًا مَا حَيِيْتُ وَلَا عَدَانِي الدَّهْرُ شَرْ

ترجمہ: تو میں کبھی بھلائی نہ پاتا' زندہ رہتا اور نہ زمانے اور دشمن کی شرارت کو جان پاتا۔

اِنْ كُنْتُ اَعْلَمُ اِنَّ غَيْرَ اللهِ يَنْفَعُ اَوْ يَضُرْ

ترجمہ: اگر میں اللہ کے علاوہ جانتا کہ کوئی نفع یا ضرر پہنچا سکتا ہے۔

ذہبی کہتے ہیں ایک دفعہ مسترشد نے عید کے خطبہ میں کہا **اللہ اکبر ماسحت الانواء' واشرق الضیاء' وطلعت ذکاء' وعلت علی الارض والسماء' اللہ اکبر ماھمی سحاب' ولمع سراب والحج طلاب' و سرقادماایاب**

"اللہ بڑا ہے جس کی تعریف ہوئی حاجتوں کو پورا کرنے سے اور روشنیوں نے اس سے فیض حاصل کیا اور ذہانت نے اطلاع پائی اور اس سے زمین و آسمان پر خیر و برکت ہوئی۔ اللہ بڑا ہے جس سے بادلوں نے خوب برسنا حاصل کیا اور جس سے دھوپ نے چمک حاصل کی اور

بہت تلاش کرنے والے نے دلیل اور جس سے لشکر خوش لوٹے۔'' پھر اس کے بعد ایک نہایت فصیح و بلیغ خطبہ پڑھا۔

جب مسترشد قید ہوا تو کھڑے ہو کر یہ خطبہ پڑھا۔

اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْنِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ. وَاَعِنِّیْ عَلٰی مَا وَلَّیْتَنِیْ وَاَوْزِعْنِیْ شُکْرَنِعْمَتِکَ وَوَفِّقْنِیْ وَانْصُرْنِیْ. ترجمہ: اے اللہ مجھے میری اولاد میں مصلح بنا اور اس چیز پر میری مدد فرما جو تو نے میرے سپرد کی ہے اور مجھے اپنی نعمت کو تقسیم کرنے والا اور اپنی نعمت کا شکر کرنے والا بنا اور مجھے توفیق عطا فرما اور میری مدد فرما۔

جب مسترشد خطبہ پڑھ کر بیٹھا تو ابوالمظفر ہاشمی نے اسے یہ اشعار سنائے:

عَلَیْکَ سَلَامُ اللّٰهِ یَا خَیْرَ مَنْ عَلاَ عَلٰی مِنْبَرٍ قَدْ حَفَّ اَعْلَامَهُ النَّصْر

ترجمہ: اے وہ شخص جو منبر پر چڑھا اور اسے جھنڈوں کی فتح نے گھیر لیا تم پر اللہ کی سلامتی ہو

وَاَفْضَلُ مِنْ اَم الْاَنَامِ وَعَمُّهُمْ بِسِیْرَتِهِ الْحُسْنٰی وَکَانَ لَهُ الْاَمْر

ترجمہ: اور اے وہ شخص جو حسب و نسب کے لحاظ سے اور بلحاظ سیرت سب سے افضل ہے اور حکم اس کے لئے ثابت ہے۔

وَاَفْضَلُ اَهْلَ الْاَرْضِ شَرْقاً وَ مَغْرِبَا وَمِنْ جَدِّهٖ مِنْ اَجْلِهٖ نَزَلَ الْمَطَرْ

ترجمہ: اور اے وہ شخص جو مشرق سے مغرب تک کے تمام لوگوں سے افضل ہے اور اے وہ شخص جس کے دادا کے طفیل بارش نازل ہوئی۔

لَقَدْ شَنَّفَتْ اَسْمَاعَنَا مِنْکَ خُطْبَةٌ وَمَوْعِظَةٌ فَصْلَ یَلِیْنُ لَهَا الصَّخَر

ترجمہ: تیرے خطبے نے ہمارے کانوں کو مزین کر دیا ہے اور تیرے حق و باطل کے درمیان فاصل وعظ نے پتھروں کو نرم کر دیا ہے۔

مَلَاْتُ بِهَا کُلُّ الْقُلُوْبِ مَهَابَةً فَقَدْ رَجَفَتْ مِنْ خَوْفِ تَخْوِیْفِهَا مِصْرُ

ترجمہ: اس خطبہ اور وعظ نے تو تمام لوگوں کے دلوں کو ہیبت سے بھر دیا ہے اور اس کے خوف سے تمام شہر کانپ اٹھا ہے۔

وَزِدْتَ بِهَا عَدْنَانِ مَجْدًا مُؤَثَّلاً فاضحی بها بین الانام لک الفخر

ترجمہ: اس خطبہ سے تو نے عدنان کی ثابت بزرگی کو زیادہ کر دیا ہے اس لیے تیرے

لیے جہان میں فخر حاصل ہو گیا ہے۔

وَسُدْتَ بَنِی الْعَبَّاسَ حَتّٰی لَقَدْ غَدَا   يُبَاهِي بِكَ السَّجَّادُ وَالْعَالِمُ الْبَحْرُ

ترجمہ: تو بنی عباس کا سردار بن گیا ہے یہاں تک کہ زمانہ کے تمام عالم و عابد اب تیرے ساتھ فخر و ناز کرتے ہیں۔

فَلِلّٰهِ عَصْرٌ اَنْتَ فِيْهِ اِمَامُنَا   وَلِلّٰهِ دِيْنٌ اَنْتَ فِيْهِ لَنَا الصَّدْرُ

ترجمہ: یہ زمانہ کتنا ہی اچھا ہے جس میں آپ ہمارے امام ہیں اور یہ دین کتنا ہی اچھا ہے جس میں آپ ہمارے پیشوا ہیں۔

بَقِيْتَ عَلَى الْاَيَّامِ وَالْمُلْكِ كُلَّمَا   تَقَادَمَ عَصْرٌ اَنْتَ فِيْهِ اِلٰى عَصْرِ

ترجمہ: خدا کرے آپ اور آپ کا ملک ہمیشہ رہے۔ جب ایک زمانہ پرانا ہو جائے تو دوسرا آ جائے۔

وَاَصْبَحْتَ بِالْعِيْدِ السَّعِيْدِ   تُشَرِّفُنَا فِيْهِ صَلٰوتُكَ وَالنَّحْرُ

ترجمہ: اس عید کی آپ کو مبارک ہو۔ آپ نے قربانی دینے اور نماز پڑھانے سے ہمیں مشرف کیا ہے۔

اسی طرح اس کے وزیر جلال الدین حسن بن علی بن صدقہ نے اس کی مدح میں یہ شعر کہے:

وَجَدْتُ الْوَرٰى كَالْمَاءِ طَعْمًا وَرِقَّةً   وَاَنَّ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ زُلَالُهٗ

ترجمہ: میں نے دنیا کو مزے اور رقت میں پانی کی طرح دیکھا ہے اور امیر المومنین اب زلال کی طرح ہے۔

وَصَوَّرْتُ مَعْنَى الْعَقْلِ شَخْصًا مُصَوَّرًا   وَاَنَّ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِثَالُهٗ

ترجمہ: اور اگر عقل کو میں مجسم تصور کروں تو بلاشبہ اس کی مثال امیر المومنین ہے

وَلَوْلَا مَكَانُ الدِّيْنِ وَالشَّرْعِ وَالتُّقٰى   لَقُلْتُ مِنَ الْاَعْظَامِ جَلَّ جَلَالُهٗ

ترجمہ: اور اگر دین میں شرع اور تقویٰ کا لحاظ نہ ہوتا تو میں امیر المومنین کی بزرگی کرنے میں جل جلالہ کہتا۔

524 ہجری میں موصل میں بادل سے آگ برسی جس سے کئی جگہیں اور مکان جل گئے۔

اسی سال الآمر باحکام اللہ منصور لاولد مر گیا اور اس کے بعد اس کا چچیرا بھائی حافظ

عبدالمجید بن محمد بن محمد بن منتصر تخت پر بیٹھا۔

اسی سال بغداد میں پردار بچھو پیدا ہوئے۔ جن کے دو ڈنگ تھے۔ لوگ ان سے بہت ڈرتے تھے ان سے کئی بچے ہلاک ہو گئے۔

مسترشد کے عہد خلافت میں یہ علماء فوت ہوئے:

شمس الائمۃ ابوالفضل امام الحنفیہ' ابوالوفاء عقیل حنبلی' قاضی القضاۃ ابوالحسن دامغانی' ابن بلیمہ مقری' طغرائی صاحب لامیۃ العجم' ابوعلی صدفی حافظ' ابونصر قشیری ابن قطاع نحوی' محی السنۃ بغوی' ابن فہام مقری' حریری صاحب مقامات' میدانی صاحب الامثال' ابوالولید بن رشد مالکی' امام ابوبکر بن طرطوسی' ابوالحجاج سرقسطی' ابن السید بطلیوسی' ابوعلی فارقی شافعی' ابن طراوت نحوی' ابن باذش' ظافر حداد شاعر' عبدالغافر فارسی وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ۔

الراشد باللہ

الراشد باللہ ابوجعفر منصور بن مسترشد 502 ہجری میں پیدا ہوا۔ اس کی والدہ ام ولد تھی۔

کہتے ہیں جب یہ پیدا ہوا تو اس کا مخرج پاخانہ نہ تھا۔ طبیبوں کو بلایا۔ انہوں نے سونے کا ایک اوزار بنا کر چیر ادیا جس سے نفع ہوا۔

513 ہجری میں والد نے اسے ولی عہد مقرر کیا اور باپ کے قتل کے بعد ذوالقعدہ 529 ہجری میں تخت پر بیٹھا۔ نہایت فصیح' ادیب' شاعر' شجاع اور جوانمرد شخص تھا۔

ایک دستاویز

سلطان مسعود جب بغداد میں واپس آیا تو راشد وہاں سے موصل چلا گیا۔ سلطان نے قضاۃ' علماء اور فقہاء کو بلوا کر ایک دستاویز لکھوائی جس میں بہت سے لوگوں کی شہادتیں قلمبند کی گئیں کہ راشد نے فلاں فلاں پر ظلم کیا اور فلاں کا مال زبردستی لوٹا' چھینا اور خونریزی اور شراب پی وغیرہ پھر فقہاء سے فتویٰ لیا گیا ایسا شخص حکومت کے لائق نہیں یا ہے؟ اور کیا اسے معزول کرنا درست ہے؟ شہر کے قاضی ابن الکرخی نے اس کے معزول کرنے کا فتویٰ دیدیا۔ پھر اس کے چچازاد بھائی المستظہر سے بیعت لی گئی۔ اس نے اپنا لقب المقتفی لامر اللہ رکھا۔ یہ واقعہ سولہ ذوالقعدہ 530 ہجری میں ہوا۔

جب راشد کو اپنی معزولی کی خبر ملی تو وہ موصل سے نکل کر آذر بائیجان چلا گیا۔ اس کے ساتھ فوج کا ایک دستہ تھا۔ انہوں نے مراغہ سے بہت مال جمع کیا اس کو لوٹ لیا اور بہت سے آدمی قتل کر ڈالے۔ علماء کی ڈاڑھیاں منڈوا ڈالیں۔ پھر اصفہان پہنچ کر اس کا محاصرہ کرلیا اور خوب لوٹ مار کی۔ یہاں راشد بیمار ہوا اور سولہ رمضان المبارک کو بہت سے عجمیوں نے اسے گھیر لیا اور چھریاں مار مار کر قتل کر دیا۔ جب بغداد میں اس کی خبر پہنچی تو ایک روز ماتم کیا گیا۔

عماد کاتب لکھتے ہیں راشد حسن یوسفی بیان کرتا ہے۔ ابن جوزی کہتے ہیں صولی نے لکھا ہے لوگ کہا کرتے تھے ہر چھٹا خلیفہ معزول ہوتا ہے۔ میں نے جب اس امر پر غور کیا تو مجھے یہ بات نہایت ہی عجیب معلوم ہوئی۔ بہر حال اسے شروع میں بیان کر دیا گیا ہے۔

چادر اور چھڑی مرتے دم تک راشد ہی کے پاس رہی۔ اس کے قتل کے بعد دونوں چیزیں لا کر مقتفی کو دی گئیں۔

المقتفی لامر اللہ

المقتفی لامر اللہ ابو عبداللہ محمد بن مستظہر باللہ بائیس ربیع الاول 489 ہجری میں پیدا ہوا۔ اس کی والدہ حبشیہ تھی۔ اپنے والد کی وفات کے بعد چالیس سال کی عمر میں تخت خلافت پر بیٹھا۔

خواب میں زیارت

المقتفی لقب رکھنے کا سبب یہ ہوا اس نے خلافت سنبھالنے سے چھ روز قبل خواب میں رسول اکرم اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے عنقریب ہی تو خلیفہ ہوگا۔ پس اپنے عہد میں اللہ کے احکام کی پیروی کرنا۔ اس لیے اس کا لقب المقتفی لامر اللہ رکھا گیا۔

گھوڑے اور مال

جب مقتفی نے خوب عدل پھیلایا اور تمام بغداد اپنے قبضہ میں کرلیا تو مسعود نے دار الخلافہ کے تمام گھوڑوں اور مال واسباب پر قبضہ کرلیا اور چار گھوڑوں اور آٹھ خچروں کے علاوہ کوئی چیز باقی نہ چھوڑی۔ بعض کہتے ہیں اس کی طرف سے بیعت ہی اس شرط پر کی گئی تھی کوئی گھوڑا اور آلہ سفر اس کے پاس نہ چھوڑا جائے گا۔

ایک دانہ بھی

531 ہجری میں سلطان مسعود نے خلیفہ کے تمام متعلقات پر قبضہ کرلیا۔ صرف اس کی خاص مقبوضہ زمین اس کے پاس رہنے دی۔ پھر اپنے وزیر کو خلیفہ سے مزید ایک لاکھ دینار لانے کیلئے بھیجا۔ مقتفی نے کہا بہت ہی عجیب بات ہے تمہیں اچھی طرح معلوم بھی ہے کہ مسترشد اپنا تمام مال لیکر تمہاری طرف چلا گیا تھا اور اس پر جو گزری سب جانتے ہیں اور پھر راشد خلیفہ ہوا تو اس نے جو کچھ کیا وہ بھی کسی سے پوشیدہ نہیں۔ وہ بھی جاتے وقت جو باقی مال تھا' وہ لے گیا تھا۔ اب تو صرف گھر کا اسباب ہی باقی رہ گیا تھا۔ وہ تم نے لے لیا۔ دارالضرب پر بھی تم نے قبضہ کرلیا۔ آخراب اس قدر کثیر مال اور روپیہ تمہیں کہاں سے لاکر دیں۔ اب یہی بات باقی رہ گئی ہے ہم گھر سے ہی باہر نکل جائیں اور وہ بھی تمہارے حوالے کردیں اور میں نے یہ عہد کرلیا ہے ظلم کر کے کسی سے ایک دانہ بھی وصول نہ کروں گا۔

ماں کی خاطر

خلیفہ کی یہ تمام باتیں سن کر سلطان نے خلیفہ سے مال طلبی چھوڑ دی اور مال کی خاطر لوگوں سے خراج لینا شروع کر دیا۔ تاجروں پر ٹیکس لگایا اور لوگوں کو اس نے سخت تکالیف دیں۔

مطلع صاف تھا

جمادی الاولیٰ میں خلیفہ کے تمام ملکی معاملات اور ترکات واپس کر دیئے گئے اور اسی سال تمیں رمضان کو بھی چاند دکھائی نہ دیا۔ لوگوں نے دوسرے روز روزہ رکھا۔ مگر اس روز بھی شام کے وقت چاند دکھائی نہ دیا' حالانکہ دونوں روز مطلع بھی بالکل صاف تھا۔ ایسا واقعہ پہلے کبھی وقوع پذیر نہ ہوا تھا۔

سیاہ پانی

533 ہجری میں بختری کے اردگرد دس میل تک سخت زلزلہ آیا جس سے بہت سے لوگ ہلاک ہوئے اور بختری زمین میں دھنس گیا اور وہاں سے سیاہ رنگ کا پانی نکلنے لگا۔

آمدنیوں پر قبضہ

اسی سال شہروں کی تمام آمدنیوں پر امراء نے قبضہ کرلیا۔ سلطان مسعود سخت تنگ ہوگیا

اور اس کا صرف نام ہی نام رہ گیا۔ اسی طرح سلطان سنجر بھی سخت عاجز ہوگیا۔ ان کے ضعف سے خلیفہ مقتفی کی عزت بڑھ گئی۔ پس اسی سے دولت عباسیہ کی اصلاح شروع ہوئی۔

ادلہ بدلہ

541 ہجری میں سلطان مسعود بغداد میں آیا اور دارالضرب بنوایا۔ خلیفہ نے وہ شخص جو دارالضرب میں سکہ بناتا تھا' پکڑ لیا اور مسعود نے خلیفہ کے حاجب کو پکڑ لیا۔ اس سے خلیفہ سخت غضب ناک ہوگیا اور مساجد کے دروازے بند کردیے گئے۔ پھر مسعود نے حاجب کو رہا کردیا۔ ادھر خلیفہ نے سکہ بنانے والے کو بھی چھوڑ دیا اور اس طرح فساد رفع ہوگیا۔

ایک مطرب کو دیتے

اسی سال ابن عبادی واعظ وعظ کرنے بیٹھا تو سلطان مسعود بھی اس جگہ آیا۔ ابن عبادی نے محصول کے بارے گفتگو کرتے ہوئے کہا اے بادشاہ! آپ جو مال مسلمانوں سے لیتے ہیں ایک رات ایک مطرب کو دیتے ہیں۔ مجھے آپ وہی مطرب سمجھ کر مسلمانوں کا وہ تمام مال بخش دیجئے۔ یہ سن کر سلطان نے منادی کرادی آئندہ کوئی محصول نہ لیا جائے۔ پھر یہ حکم لکھ کر تختیاں لگادی گئیں اور ڈھولوں اور نقاروں کے ساتھ ان کو شہروں میں پھرایا بھی گیا۔ یہ تختیاں الناصر لدین اللہ کے وقت تک بغداد میں لگی رہیں۔ لیکن اس نے یہ کہہ کر اکھڑوا پھینکیں کہ ہمیں عجمیوں کے آثار ونشانات کی کوئی ضرورت نہیں۔

پیچھا نہ چھوڑا

543 ہجری میں فرنگیوں نے دمشق کا محاصرہ کرلیا۔ اس پر نورالدین زنگی والئ حلب نے ان کا مقابلہ کیا۔ ان دنوں اس کا بھائی موصل کا حاکم تھا۔ مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور فرنگیوں کو شکست۔ لیکن نورالدین زنگی نے اس وقت تک فرنگیوں کا پیچھا نہ چھوڑا' جب تک کہ ان تمام شہروں کو جو انہوں نے مسلمانوں سے چھینے ہوئے تھے فتح نہ کرلیا۔

544 ہجری میں الحافظ لدین اللہ والئ مصر مرگیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا الظافر اسمٰعیل تخت نشین ہوا۔

زلزلہ کی شدت

اسی سال ایک دفعہ پھر سخت زلزلہ آیا جس سے بغداد قریباً دس دفعہ ہل گیا اور اس سے حلوان میں ایک پہاڑ ٹوٹ گیا۔

خون کی بارش

545 ہجری میں یمن میں خون کی بارش ہوئی' زمین سرخ ہوگئی اور لوگوں کے کپڑوں پر سرخی کے نشانات باقی رہ گئے۔

547 ہجری میں سلطان مسعود مر گیا۔

اس کے بعد لشکر نے اتفاق کر کے ملک شاہ کو سلطان بنالیا اور اس کا مشیر خاص بک مقرر ہوا۔ مگر خواص بک نے بغاوت کر کے ملک شاہ کو گرفتار کرلیا اور اس کے بھائی محمد کو خوزستان سے بلاکر سلطنت اس کے حوالے کی۔ اس دن سے خلیفہ مطلق العنان حکمران ہوگیا اور سلطان کی طرف سے جتنے لوگ مدرسہ نظامیہ میں مدرس تھے سب کو معزول کردیا۔ اسی دوران اس کو خبر ملی کہ نواحی واسط میں لوگوں نے فساد برپا کردیا ہے۔ فوراً لشکر لیکر گیا اور ان باغیوں کی سرکوبی کی۔ پھر حلہ اور کوفہ سے ہوتا ہوا بغداد واپس آ گیا۔ جب شہر میں آیا تو اس روز بازار نہایت خوبصورتی سے سجائے گئے تھے۔

صانع برابر تنخواہ

548 ہجری میں ترکوں کے ایک گروہ نے سلطان سنجر کو قید کرلیا اور نہایت ذلیل کیا اور اس کے ساتھ سارے شہروں کو قبضہ میں کرلیا۔ لیکن خطبہ میں اس کا نام باقی تھا اور وہ صرف نام کا خلیفہ تھا۔ ایک صانع کے برابر اس کی تنخواہ مقرر کردی۔ وہ اپنی جان پر روتا تھا۔

امان کے قلعے

549 ہجری میں مصر کا حاکم الظاہر باللہ عبیدی قتل ہوگیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا الفائز عیسیٰ تخت نشین ہوا جو بالکل بچہ ہی تھا۔ سلطنت میں خرابی واقع ہوئی۔ مقتفی نے نورالدین محمود بن زنگی کو وہاں کا حاکم مقرر کر کے وہاں جانے کے لیے لکھا۔ وہ اس وقت فرنگیوں کے ساتھ لڑنے میں مصروف تھا۔ یہ شخص جہاد سے نہ تھکتا تھا۔ اسی سال اس نے دمشق کو فتح کیا تھا اور بلاد

روم سے تلوار کے زور اور امان سے کئی قلعے فتح کر لیے تھے اور اس کی شوکت وعظمت بہت بڑھ گئی تھی۔ مقتفی نے اس کو حاکم مصر بنا کر بھیجا۔ الملک العادل کا خطاب عطا کیا۔

ان دنوں مقتفی کی شوکت اور بھی بڑھ گئی تھی اور مخالفین پر وہ غالب آ گیا تھا۔ اس کی شوکت وعظمت روز بروز بڑھتی گئی' یہاں تک کہ ہفتہ کی رات 2 ربیع الاول 555 ہجری کو مر گیا۔

ذہبی کہتے ہیں خلیفہ مقتفی ان خلفاء سے تھا جو نہایت باشوکت اور باہیبت تھے۔ نہایت عالم' ادیب' شجاع اور حلیم تھے۔ نہایت نرم طبیعت تھے۔ خلفاء میں اس جیسے کوئی بھی کم گزرے ہیں جو چھوٹا بڑا کام اس کی سلطنت میں ہوتا' اس کی اجازت سے ہوتا۔ حدیث اس نے اپنے استاذ ابوالبرکات بن الفرح بن سن سے پڑھی تھی۔

ابن سمعانی کہتے ہیں کچھ حدیث اس نے اپنے بھائی مسترشد کے ساتھ ابوقاسم بن بیان سے بھی سنی تھی۔ ابومنصور جوالقی لغوی' وزیر ابن ہبیرہ وغیرہ نے اس سے روایت کی تھی۔

صاحب رائے وسیاست

مقتفی نے خانہ کعبہ کا دروازہ بنایا اور اپنے دفن کے لیے ایک عقیق کا تابوت بھی بنوایا۔ نہایت نیک سیرت' محبوب الخلق' عالم' دیندار اور صاحب الرائے والسیاست تھا۔ رسوم خلافت کو اس نے نئے سرے سے جاری کیا اور نظامت سلطنت خود کیا کرتا تھا اور لڑائی میں بنفس نفیس جایا کرتا تھا۔

علوم دینیہ میں

ابوطالب عبدالرحمٰن بن محمد بن عبدالسمیع ہاشمی کتاب مناقب عباسیہ میں لکھتے ہیں مقتفی کا زمانہ نہایت عدل وانصاف اور خیر وبرکت والا تھا اور یہ خلیفہ ہونے سے پہلے بھی نہایت عابد و زاہد تھا۔ پہلے علوم دینیہ میں نہایت مصروف رہتا تھا اور کتابیں تصنیف کرتا تھا۔ معتصم کے بعد ایسا شجاع جوانمرد کوئی خلیفہ نہیں ہوا اور ساتھ ہی یہ نہایت زاہد اور پرہیزگار تھا جہاں اس کا لشکر گیا' فتحیاب ہی ہو کر لوٹا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

حدیث کا عاشق

ابن جوزی کہتے ہیں مقتفی کے عہد خلافت میں بغداد اور عراق خلفاء کے قبضہ میں آ گیا تھا' حالانکہ اس سے پہلے ان پر بادشاہ ہی حکومت کرتے تھے۔ خلیفہ کا صرف نام ہوتا تھا' اس کے نائب سلطنت سلطان سنجر صاحب خراسان سلطان نور الدین محمود والیٔ شام تھے۔ یہ خلیفہ نہایت سخی' علم و حدیث کا عاشق اور عالم و فاضل تھا۔

قیامت بروں پر

ابن سمعانی نے ابو منصور جوالقی سے اور انہوں نے مقتفی سے اور اس نے بسند خود حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا قیامت برے لوگوں پر آئے گی۔

کہتے ہیں جب مقتفی نے امام ابو منصور جوالقی نحوی کو امام بنانے کے لیے بلایا تھا تو انہوں نے آ کر صرف یہی کہا السلام علیٰ امیر المومنین ورحمتہ اللہ۔ وہاں اس وقت ابن تلمیذ نصرانی بھی کھڑا تھا۔ کہنے لگا اے شیخ خلفاء پر اس قدر ہی سلام کرتے ہیں۔ ابن جوالقی نے جواب نہ دیا اور خلیفہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا اے امیر المومنین میں نے ایسے سلام کیا ہے جیسے حدیث میں آیا۔ پھر انہوں نے اس مضمون کی ایک حدیث روایت کی اور پھر کہا اے امیر اگر کوئی قسم کھائے کسی نصرانی یا یہودی کے دل تک علم نہیں پہنچا تو اسے کفارہ دینا لازم نہیں آتا کیونکہ اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے کہ جو ایمان کے علاوہ دور نہیں ہو سکتی۔

مقتفی نے کہا تم نے خوب کہا اور بہت اچھا بیان کیا۔ اس کلام سے گویا ابن تلمیذ کے منہ میں پتھر کی لگام دیدی گئی' یعنی بالکل خاموش ہو گیا۔ اگرچہ وہ بڑا ادیب تھا۔

علمائے ذیل عہد مقتفی میں فوت ہوئے:

ابن ابرش نحوی' یونس بن مغیث' جمال الاسلام بن مسلم شافعی' ابو القاسم اصفہانی صاحب ترتیب' ابن برجان مازری' مالکی صاحب معلم' علامہ زمخشری رشاطی صاحب القساب' امام جوالقی' ابن عطیہ صاحب تفسیر' ابو السعادت ابن الشجری' امام ابو بکر بن عربی' ناصح الدین ارجانی شاعر' قاضی عیاض' حافظ ابو الولید بن دباغ ابو الاسعد ہبتہ عبدالرحمٰن قشیری' ابن علام الفرس مقری'

رفاع شاعر' شہرستانی صاحب الملل والنحل' قیسرانی شاعر' محمد بن یحییٰ' تلمیذ غزالی' ابوالفضل بن ناصر حافظ' ابوالکرم شہروزی مقری' واوشاعر' ابن النحل امام الشافعیہ وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ۔

المستنجد باللہ

المستنجد باللہ ابوالمظفر یوسف بن مقتفی 518 ہجری میں پیدا ہوا۔ اس کی والدہ ام ولد کرجیہ تھی' جس کا نام طاؤس تھا۔ 547 ہجری میں اس کے باپ نے اسے ولی عہد مقرر کیا اور اس کے مرنے پر اس کی بیعت کی گئی۔ نہایت عادل اور نرم خو تھا۔ اس نے عراق کے تمام ٹیکس اٹھا دیئے۔ مفسدوں کا جانی دشمن تھا' چنانچہ مدت تک ایک مفسد کو قید رکھا۔ ایک آدمی نے آ کر عرض کیا دس ہزار دینار مجھ سے لے کر رہا کر دیجئے۔ مستنجد نے جواب دیا میں تمہیں دس دینار دیتا ہوں اور تم مجھے اس طرح کا کوئی اور شخص بتلا دو تا کہ میں اسے بھی قید کروں اور لوگوں کو اس کے شر سے بچاؤں۔

اصطرلاب

ابن جوزی کہتے ہیں مستنجد نہایت فہیم' صاحب الرائے اور ذکی تھا۔ اعلیٰ درجے کا ناظم و ناثر تھا۔ آلات فلک اور اصطرلاب بنانے میں ماہر تھا۔ ذیل کے اشعار اسی کے ہیں: اشعار

عَيَّرَتْنِيْ بِالشَّيْبِ وَهُوَ وَقَارٌ ۔۔۔ لَيْتَ غَيَّرَتْ بِمَا هُوَ عَارٌ

ترجمہ: محبوبہ نے بڑھاپے کی سفیدی دیکھ کر مجھے عیب لگایا' حالانکہ وہ موجب فخر چیز ہے۔ کاش وہ اس چیز کو عار سمجھتی۔ جو فی الحقیقت عار ہے۔

اِنْ تَكُنْ شَابَتِ الذَّوَائِبُ مِنِّيْ ۔۔۔ فَاللَّيَالِيْ تَزِيْنُهَا الْاَقْمَارُ

ترجمہ: اگر میری زلفیں سفید ہو گئی ہیں تو کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ راتوں کو ماہ تاباں سے ہی زینت ہوتی ہے۔

ایک بخیل کی صفت میں اس کے یہ اشعار ہیں:

وَبَاخِلٍ اَشْعَلَ فِيْ بَيْتِهٖ ۔۔۔ تَكْرِمَةً مِنْهُ لَنَا شَمْعَةً

ترجمہ: بہت سے ایسے بخیل ہیں جو ہماری عزت کی خاطر اپنے گھر میں شمعیں روشن کرتے ہیں۔

فَمَا جَرَتْ مِنْ عَيْنِهَا دَمْعَةٌ ۔۔۔ حَتّٰى جَرَتْ مِنْ عَيْنِهٖ دَمْعَةٌ

ترجمہ: جب شمع پگھلتی ہے اور اس کے آنسو جاری ہو جاتے ہیں (یعنی وہ قطرہ قطرہ ہو کر بہنے لگتی ہے) تو اس کنجوس کے بھی آنسو بہنے لگتے ہیں۔

اپنے وزیر ابن ہبیرہ کی دانائی اور کارزاری سے خلیفہ بہت خوش ہوا تو اس کی صفت میں یہ اشعار کہے:

صِفَتُ نِعْمَتَانِ خَصَّتَاکَ وَعَمَّتَا بِذِکْرِهِمَا حَتَّی الْقِیَامَةَ تَذْکَرُ

ترجمہ: وہ دونوں نعمتیں جو تیرے ساتھ خاص ہیں اور عام ہیں۔ قیامت تک ان کی وجہ سے تو مشہور رہے گا۔

وَجُوْدُکَ وَالدُّنْیَا اِلَیْکَ فَقِیْرَةٌ وَجُوْدُکَ وَالْمَعْرُوْفِ فِی النَّاسِ مُنْکَرُ

ترجمہ: دنیا تیری اور تیرے وجود کی ہر لحاظ سے محتاج ہے اور لوگوں میں تیرے احسان اور تیرے وجود کا کوئی منکر نہیں ہے۔

فَلَوْرَامَ یَا یَحْیٰ مَکَانَکَ جَعْفَر وَیَحْیٰ لَکَفَا عَنْهُ یَحْیٰ وَجَعْفَرُ

ترجمہ: اے یحییٰ اگر تیرے مکان و مرتبے کا یحییٰ و جعفر بھی ارادہ کرتے تو البتہ ضرور وہ اس سے عاجز ہو جاتے ہیں۔

وَلَمْ اَرَمَنْ یَنْوِیْ لَکَ السُّوْیَا اَبَا الْمُظَفَّرِ اِلَّا کُنْتَ اَنْتَ الْمُظَفَّرُ

ترجمہ: اے ابو جعفر میں دیکھتا ہوں جو بھی تیرے ساتھ برابری کرنا چاہتا ہے تو اس پر تو ہی غالب آتا ہے۔

اس کی خلافت کے شروع سال میں ہی حاکم مصر مر گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا العاضد لدین اللہ محافظ تخت بنا۔ یہ شخص عبیدیوں میں سے آخری خلیفہ تھا۔

دو ماہ محاصرہ

563 ہجری میں سلطان نورالدین نے امیر اسدالدین شیرکوہ کو دو ہزار سوار دیکر مصر کی جانب روانہ کیا۔ اس نے جزیرہ میں اتر کر قریباً دو ماہ تک مصر کا محاصرہ کیے رکھا۔ وہاں کے حاکم نے فرنگیوں سے مدد مانگی اس لیے وہ ان کی مدد کو دمیاط سے آگے بڑھے۔ اسدالدین صعید کی طرف چلا گیا۔ وہاں اس کے اور مصریوں کے درمیان لڑائی ہوئی اگرچہ اس کے دشمن کے پاس بہت سا لشکر تھا اور اس کے پاس کم، مگر فتح اس کو ہوئی اور بہت سے فرنگی مارے گئے۔ پھر

اسدالدین نے صعید کا خراج جمع کیا۔ فرنگیوں نے اسکندریہ کا قصد کیا اور اس پر صلاح الدین یوسف بن ایوب اسدالدین کا بھتیجا قابض ہو چکا تھا۔ فرنگیوں نے مسلسل چار ماہ تک اس کا محاصرہ رکھا۔ آخر اسدالدین جب اس طرف بڑھا تو فرنگی بھاگ گئے اور اسدالدین شام کی طرف چلا آیا۔

آمد کی خبر

564 ہجری میں فرنگیوں نے ایک لشکر جرار تیار کیا۔ پھر دیار مصریہ پر حملہ کر کے بلبیس پر قبضہ کر لیا اور قاہرہ کے حاکم نے فرنگیوں کے قبضے کے خوف سے قاہرہ میں آگ لگا دی۔ پھر اس نے سلطان نورالدین سے مدد مانگی۔ اس پر اسدالدین اپنی فوجیں لیکر اس کی مدد کے لیے بھیجا گیا۔ جب فرنگیوں نے اس کی آمد کی خبر سنی' فوراً وہاں سے بھاگ اٹھے۔ اسدالدین مصر میں داخل ہوا۔ العاضد صاحب مصر نے اسے اپنا وزیر بنالیا اور اسے خلعت عطا کی۔ اسدالدین اس کے بعد صرف دو ماہ پانچ دن زندہ رہا۔ العاضد نے اس کے بھتیجے صلاح الدین کو مقرر کر دیا اور تمام امور اس کے سپرد کر کے اسے الملک الناصر کا خطاب دیا۔ صلاح الدین اپنے فرائض کو نہایت عمدگی سے انجام دیتا رہا۔

ذہبی لکھتے ہیں جب سے مستنجد بیمار ہوا آسمان پر سخت سرخی رہی' یہاں تک کہ دیواروں پر اس کا اثر دکھائی دیتا تھا۔

عہد مستنجد میں یہ علماء فوت ہوئے:

دیلمی صاحب مسند الفردوس' عمرانی شافعی صاحب تبیان' ابن بزای شافعی' وزیر ابن ابی ہبیرہ' حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ؒ' امام ابوسعید سمعانی' ابن النجیب سہروردی' ابوالحسن بن ہذیلی مقری وغیرہم۔

المستضی بامراللہ

المستضی بامراللہ الحسن ابومحمد بن مستنجد باللہ 536 ہجری میں پیدا ہوا۔ اس کی والدہ آرمینیہ کی رہنے والی تھی اور ام ولد تھی۔ نام اس کا غصہ تھا۔ مستضی والد کے فوت ہونے کے بعد تخت پر بیٹھا۔

ابن جوزی لکھتے ہیں تخت پر بیٹھتے ہی اس نے تمام مظالم رفع کر دیئے۔ ایسا عدل و کرم پھیلایا جو ہم نے کبھی نہ دیکھا تھا۔ ہاشمیوں' علویوں اور علماء کو بہت سا مال دیا۔ مدرسوں اور سراؤں پر بھی بہت کچھ خرچ کیا۔ اس کے نزدیک مال کی کوئی وقعت نہ تھی۔ ہمیشہ لوگوں میں تقسیم کرتا رہتا تھا۔ نہایت بردبار اور مہربان تھا۔ جب خلیفہ ہوا تو تمام ارکان دولت کو خلعتیں عطا کیں۔ شاہی درزی کہتا ہے میں نے ایک ہزار تین سو ریشمی قبائیں (چغے) قطع کی تھیں۔ بغداد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور رسم کے موافق دینار نثار کیے گئے۔ روح بن حدیثی قاضی ہوئے اور ان کو 17 غلام دیئے گئے۔ حیص بیص شاعر نے اسی بارے یہ اشعار کہے ہیں:

يَا اِمَامَ الْهُدٰى عَلَوْتَ عَلَى الْجَوْ　　　دِبِمَالٍ وَفِضَّةٍ وَنُضَارٍ

ترجمہ: اے امامِ ہدایت تو مال' چاندی اور سونے کے بخشنے میں بارش سے بھی بڑھ گیا ہے۔

فَوَهَبْتَ الْاَعْمَارَ وَالْاَمْنَ وَالْبُلْدَانَ　　　فِىْ سَاعَةٍ مَضَتْ مِنْ نَهَارٍ

ترجمہ: ابھی ان میں ایک ساعت ہی گزری ہے کہ تو نے اس میں لوگوں کو عمریں' امن اور شہر بخش دیئے ہیں۔

فَبِمَاذَا يُثْنِىْ عَلَيْكَ وَقَدْ جَاوَزْتَ　　　فَضْلَ الْبُحُوْرِ وَالْاَمْطَارِ

ترجمہ: تیری تعریف کن الفاظ میں کی جائے' جبکہ تو سخاوت میں سمندروں اور بارشوں سے بھی بڑھ گیا ہے۔

اِنَّمَا اَنْتَ مُعْجِزٌ مُسْتَقِلٌّ　　　خَارِقٌ لِلْعُقُوْلِ وَالْاَفْكَارِ

ترجمہ: تو تو گویا ایک معجزہ ہے جو عقول و افکار کے خلاف واقع ہوا ہے۔

جَمَعَتْ نَفْسُكَ الشَّرِيْفَةُ بِالْبَاْسِ　　　وَبِالْجُوْدِ بَيْنَ مَاءٍ وَنَارٍ

ترجمہ: تیرے نفس نے سختی اور سخاوت اور آگ اور پانی کے درمیان لوگوں کو جمع کیا ہے یعنی دوستوں کیلئے تو سخی اور نرم ہے اور دشمن کیلئے آگ اور سختی ہے۔

زوالِ عبیدیاں

ابن جوزی کہتے ہیں اکثر مستضی لوگوں سے پردے میں رہتا تھا۔ اگر باہر سوار ہو کر جاتا ہوتا تو نوکروں چاکروں کے درمیان ہو کر چلا جاتا تا کہ لوگ اسے زیادہ گھڑا نہ کر سکیں۔ اکیلا

باہر نہ جاتا اور نوکروں چاکروں کے علاوہ اس کے پاس کوئی اور نہ جانے پاتا۔ اس کے دور میں ہی بنی عبید کی سلطنت ختم ہوگئی اور مصر میں مستضی کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا اور سکوں میں بھی اس کا نام چلا۔ جب اس امر کی خبر اہل بغداد کو ملی تو بہت خوشی منائی گئی اس پر بازار سجائے گئے۔ اس پر ہی مصنف کتاب ہذا نے ایک کتاب "النصر علیٰ مصر" لکھی۔ یہ ابن جوزی کا کلام تھا۔

ذہبی! اس کے عہد خلافت میں بغداد میں رافضیوں کا زور کم ہوگیا تھا۔ اس وجہ سے بہت امن ہوگیا تھا اور اس کی وقت میں سعادت عظیمہ حاصل ہوئی۔ یمن برقہ توزر اور مصر وغیرہ میں اس کے نام کا خطبہ ہونے لگا۔ تمام بادشاہ اس کے مطیع فرمان ہوگئے۔ یہ تمام واقعات 567 ہجری کے ہیں۔

عجیب وغریب اشیاء

عباد کاتب کہتے ہیں سلطان صلاح الدین نے 567 ہجری کے پہلے جمعہ میں مصر میں بنی عباس کے نام کا خطبہ پڑھا۔ بدعت کا قلع قمع ہوگیا اور راہ شرع واضح ہوگئی اور قاہرہ میں بھی ایسے ہی خطبہ ہوا۔ تھوڑے دنوں بعد ہی والی مصر العاضد مرگیا اور صلاح الدین نے اس کے محل اور اس کے تمام ذخائر ونفائس کو اپنی حراست میں لے لیا۔ کہتے ہیں وہ مال اس قدر کثیر تھا دس سال تک فروخت ہوتا رہا اور کچھ نہایت عجیب وغریب قسم کی اشیاء جو سلطان صلاح الدین نے اپنے لیے رکھ لی تھیں، وہ ان کے علاوہ تھیں۔ سلطان نورالدین نے یہ خوشخبری شہاب الدین بن مظفر بن علامہ شرف الدین بن ابی عصرون کے ہاتھ بغداد میں بھیجی اور مجھے بشارت جسے تمام شہروں میں سنائے جانے کا حکم تھا' لکھنے کا کہا تو میں نے وہ اس طرح لکھی:

مراد پوری ہوئی

"ہر طرح کی تعریف خدا کو سزاوار ہے جو حق کو ظاہر اور برتر کرنے والا ہے اور باطل کو کمزور اور نابود کرنے والا ہے۔" اور کچھ آگے چل کر لکھا شہروں میں کوئی ایسا نہیں جس پر مولانا امام مستضی بامراللہ امیر المومنین کے نام کا خطبہ نہ پڑھا گیا ہو اور مساجد قبضہ میں ہیں اور بدعت کے گرجے مسمار کردیئے گئے ہیں اور آگے چل کر لکھا' حالانکہ وہ سو برس سے جھوٹے دعویداروں اور شیطانی گروہوں سے بھری ہوئی تھیں۔ آگے لکھا اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان شہروں کا مالک بنادیا

ہے اور ہماری مراد جو کفر و الحاد کو مٹانے کی تھی' پوری ہوگئی ہے جس کے ہم نائب ہیں۔ اسے ہم نے مقدم کیا ہے اور دولتِ عباسیہ قائم کردی ہے اور ملحدوں کو تہ تیغ کردیا ہے۔

عماد نے اسی مضمون میں ایک قصیدہ بھی بنایا۔

قَدْ خَطَبْنَا لِلْمُسْتَضِیْ بِمِصْر ــــ نَائِبِ الْمُصْطَفٰی اِمَامِ الْعَصْرِ

ترجمہ: ہم نے نائب مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور امام العصر مستضی کے لیے مصر میں خطبہ پڑھا

وَخَذَلْنَا لِنَصْرِهٖ عَضُد" ــــ وَالْعَاضِدُ وَالْقَاصِرُ الَّذِیْ بِالْقَصْرِ

ترجمہ: اور عاضد کی امداد کو قاصر تھا' چھوڑ دیا ہے اور ہمارے لیے تو اس کی مدد کا بازو پکڑ۔

وَتَرَکْنَا الْمُدَّعِیْ یَدْعُوْ ثُبُوْرًا ــــ وَهُوَا بِالذُّلِّ تَحْتَ حَجْرٍ وَ حَصْرٍ

ترجمہ: اور مدعی کو ہم نے اس حال میں چھوڑ دیا ہے کہ اس نے اپنا چہرہ دوزخ کی طرف کرلیا اور انہوں نے اسے ذلت و مشقت کے پتھروں اور سنگریزوں کے نیچے کردیا ہے۔

خلیفہ نے اس بشارت کے جواب میں نورالدین اور صلاح الدین کو خلعتیں اور خطبائے مصر کو جھنڈے بھیجے اور عماد کو ایک خلعت اور سو دینار بھیجے۔ عماد نے اس کے بعد ایک اور قصیدہ بنایا جس کا ایک شعر یہ ہے:

اَذَلَلْتُ بمصر لداعی الهداة ــــ وانتقمت من دعی الیهود

ترجمہ: میں نے مصر کے لوگوں کی خلیفہ برحق کی طرف رہنمائی کی اور یہودیوں کو دعوت دینے والے سے میں نے انتقام لیا۔

ابن اثیر لکھتے ہیں عباسیوں کے نام کا مصر میں خطبہ پڑھے جانے کا سبب یہ تھا جب مصر میں صلاح الدین کے پاؤں مضبوط ہوگئے اور عاضد کی حالت کمزور ہوگئی تو نورالدین نے اس کی طرف عباسیوں کے نام کا خطبہ پڑھوانے کے بارے لکھا۔ اس نے جواب دیا ایسے میں مجھے مصریوں کے باغی ہونے کا ڈر ہے۔ نورالدین اس بات کو خاطر میں نہ لایا اور پھر نہایت تاکید سے اس پر عمل کرنے کو لکھا۔ اتفاق سے ان دنوں عاضد بیمار ہوگیا اور صلاح الدین نے امراء سے مشورہ کیا۔ بعض نے تو اتفاق ہی کیا جبکہ بعض نے مخالفت کی۔ ان دنوں مصر میں عجمی شخص امیر العالم نامی آیا ہوا تھا۔ وہ ان کا یہ لیت و لعل دیکھ کر بولا میں اس کام کو شروع کرتا ہوں'

چنانچہ محرم کے پہلے جمعہ میں وہ خطیب سے پہلے منبر پر جا بیٹھا اور مستضی کے لیے دعا کی۔ مگر کسی نے چون وچرانہ کی۔ عاضد سخت بیمار تھا۔ آخر عاشورا کے دن فوت ہو گیا۔

دھاری دار گدھا

569 ہجری میں نورالدین نے خلیفہ کے پاس ہدیے اور تحائف بھیجے جن میں ایک گدھا تھا اس کے بدن پر دھاریاں تھیں اور ایک عتابی کپڑا تھا۔ سب لوگ ان ہدیوں کے دیکھنے کے لیے نکلے۔ ان میں ایک شخص تھا جس کا نام عتابی تھا۔ وہ فخر اور دعوے تو بہت کیا کرتا تھا' مگر تھا بلید اور ناقص العقل۔ ایک شخص نے ہنسی اور دل لگی کے طور پر کہا اگر نورالدین نے ہمیں حمار اور عتابی بھیجا ہے تو ہمارے پاس بھی عتابی حمار ہے۔

نارنگی جتنے اولے

اسی سال سواد میں نارنگی کے برابر اولے پڑے جن سے بہت سے مکان مسمار ہو گئے اور ہزار ہا انسان وحیوانات مر گئے۔ دجلہ میں ایک بار پھر اتنی طغیانی آئی بغداد غرق ہو گیا۔ لوگوں نے نماز جمعہ شہر پناہ کے باہر کہیں اور ادا کی۔ اس سال فرات میں بھی بہت طغیانی آئی جس سے گاؤں کے گاؤں تباہ ہو گئے اور کھیتوں کو بہت نقصان پہنچا۔ لوگوں نے نہایت عاجزی سے دعائیں مانگیں۔ خدا کی شان ادھر تو اتنا زیادہ پانی زحمت بن گیا اور ادھر دجیل کے کھیت پانی نہ ہونے کے سبب جل گئے۔

بروقت اطلاع

اسی سال سلطان نورالدین والیٔ دمشق فوت ہو گیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا الملک الصالح اسمٰعیل تخت پر بیٹھا۔ لیکن اسے بچہ سمجھ کر فرنگیوں نے سواحل میں حرکت کی۔ لیکن اس نے انہیں ان کی مطلوبہ چیز مال وغیرہ دے کر دفعہ دور کر دیا۔

اسی سال خواہان عبیدی نے پھر عبیدیوں کی سلطنت بنانا چاہی اور سلطان صلاح الدین کے امراء سے بھی ان کے ساتھ بعض متفق ہوئے۔ لیکن اس کی بروقت اطلاع سلطان کو ہو گئی۔ اس نے تمام کو قیصرین میں سولی پر اٹھوا دیا۔

572 ہجری میں سلطان صلاح الدین نے مصر اور قاہرہ کے گرد دیوار بنانے کا حکم دیا اور

اس کی تعمیر کا نظام امیر قراقوش کے سپرد کیا۔

ابن اثیر لکھتے ہیں کہ اس دیوار کا دور انیس ہزار تین سو (19300) گز ہاشمی تھا۔

مکمل نہ ہوا

اسی سال سلطان صلاح الدین نے کوہ مقطم پر قلعہ بنانے کا حکم دیا۔ مگر یہ قلعہ اس کی زندگی میں مکمل نہ ہوا بلکہ اس کے بھتیجے السلطان الملک الکامل کے عہد میں مکمل ہوا اور سب سے پہلے اسی نے اس میں رہائش اختیار کی۔

اسی سال سلطان صلاح الدین نے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مزار بنوایا۔

آگ کے ستون

574 ہجری میں بغداد میں آدھی رات تک نہایت سخت تیز ہوائیں چلتی رہیں اور اطراف آسمان میں آگ کے ستون نمودار ہوئے۔ لوگوں نے گڑگڑا کر دعائیں کیں۔ یہ صورت حال صبح تک رہی۔

575 ہجری میں ماہ شوال کو خلیفہ المستضی باللہ انتقال کر گیا۔ وہ اپنے بیٹے احمد کو جانشین بنا گیا تھا۔

عہد مستضی میں علمائے ذیل نے وفات پائی۔

ابن خشاب نحوی، ملک النحاۃ ابونزار الحسن بن صافی، حافظ ابوالعلاء الہمدانی، ناصح الدین ابن الدہان النحوی، حافظ کبیر ابوالقاسم بن عساکر از شاگردانِ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ، حیص بیص شاعر، حافظ ابوبکر بن خیر وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ۔

الناصر لدین اللہ

الناصر لدین اللہ احمد ابوالعباس بن مستضی 10 رجب 553 ہجری میں پیدا ہوا۔ اس کی والدہ ترکیہ تھی جس کا نام زمرد تھا۔ اپنے باپ کی وفات کے بعد کیم ماہ ذیقعد 575 ہجری میں تخت نشین ہوا۔ اس نے بہت سے علماء کو روایت حدیث کی اجازت دی تھی۔ مختصر یہ ابوالحسین عبدالحق یوسفی ابوالحسین علی بن عساکر الطائی تھے۔ اس نے خود بہت سے لوگوں کو روایت حدیث

کی اجازت دی تھی جو اسی کی زندگی میں ہی بطور رشک وفخر اس سے روایت کیا کرتے تھے۔

گستاخی کا ارادہ

ذہبی کہتے ہیں الناصر لدین اللہ سے زیادہ عرصہ تک کسی نے خلافت نہیں کی ہوگی کیونکہ یہ متواتر سینتالیس سال تک خلیفہ رہا اور مدت العمر عزت وجلالت کی حالت میں رہا' جس نے سرکشی یا مخالفت کی اسے تباہ کر دیا اور جس نے دل میں اس کی گستاخی کا ارادہ کیا' اسے خدا تعالیٰ نے تباہ کر دیا۔ اس اقبال مندی کے باوجود بھی غافل نہ تھا مصالح ملک میں نہایت اہتمام کیا کرتا تھا اور رعایا سے کسی چھوٹے بڑے کی کوئی بات اس سے پوشیدہ نہیں رہتی تھی۔

پختہ تدبیریں

اور یہ سب اس وجہ سے تھا کہ اس کے مخبر اور پرچہ نویس جگہ جگہ اور شہر شہر پھیلے ہوئے تھے جو ہر چھوٹی بڑی بات لکھ لکھ کر اس کو بھیجتے رہتے تھے اور یہ ایسے ایسے حیلے کیا کرتا تھا اور ایسی ایسی چالیں چلا کرتا تھا جنہیں کوئی شخص نہیں سمجھ سکتا تھا۔ دو دشمن بادشاہوں میں صلح کرا دیتا اور ان کو خبر تک بھی نہ ہو پاتی اور دو متفق بادشاہوں میں عداوت ڈال دیتا اور پتہ بھی نہ چلتا۔

چور دروازے سے

یہاں تک کہ ان دنوں والیٔ ماژندران کا ایلچی بغداد میں آیا تو ہر صبح کو خلیفہ کے پاس اس کے اعمال وافعال شبینہ (رات کے کام) کا پرچہ مل جاتا تھا۔ یہ دیکھ کر ایلچی نے اپنی تمام مصروفیات اور ذمہ داریاں اور کام نہایت خفیہ طریقے سے انجام دینے شروع کر دیے اور انتہائی احتیاط برتی۔ مگر اس کے باوجود اس کی تمام کارروائی کا پرچہ خلیفہ کو مل جاتا تھا۔ ایک رات اس نے ایک عورت کو چور دروازے سے اندر بلا کر رات بھر اپنے پاس رکھا تو صبح کو اس خبر کا تذکرہ اس پرچہ میں تھا جو روزانہ خلیفہ کو ملا کرتا تھا بلکہ اس میں یہاں تک درج تھا کہ انہوں نے جو لحاف اوپر اوڑھا تھا اس پر ہاتھی کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ یہ دیکھ کر ایلچی گھبرا گیا اور اسے کامل یقین ہو گیا کہ خلیفہ غائب جانتا ہے کیونکہ امامیہ کا اعتقاد ہے کہ امام حاملہ کے معصوم بچے کے بارے اور دیوار کے پیچھے چیزوں کا علم رکھتا ہے۔

خط کا علم

ایک دفعہ خوارزم شاہ کا ایلچی ایک مخفی اور سر بمہر خط لیکر آیا۔ الناصر لدین اللہ نے اس خط کو دیکھتے ہی کہہ دیا مجھے اس خط کا حال معلوم ہے۔ تم واپس چلے جاؤ۔ اس سے اسے یقین ہو گیا کہ خلیفہ کو علم غیب ہے۔

بیس دن برف باری

ذہبی کہتے ہیں لوگوں کا خیال تھا جنات الناصر لدین اللہ کے تابع ہیں۔ جب خوارزم شاہ خراسان اور ماوراء النہر میں آیا اور جبر و تعدی شروع کی اور بڑے بڑے بادشاہوں کو مطیع کر لیا اور ہزار ہا خلق خدا کو تہ تیغ کیا اور وہاں سے بنی عباس کا خطبہ موقوف کرا دیا اور فتح بغداد کے قصد سے آگے بڑھا۔ مگر جب ہمدان میں پہنچا تو برابر بیس روز تک ان پر برف باری ہوتی رہی حالانکہ وہ موسم برف کا نہ تھا۔ اس پر اس کے خواص نے کہا چونکہ آپ نے بیت الخلافت کی فتح کا ارادہ کیا ہے۔ اس لیے یہ عذاب الٰہی نازل ہوا ہے اور پھر یہ خبر آئی کہ ترکوں نے جمع ہو کر اس کے ملک پر قبضہ کر لیا ہے اس لیے اسے لاچار واپس ہونا پڑا اور الناصر لدین اللہ کو اس کے مقابلہ کی زحمت تک نہ کرنا پڑی۔

پیٹ بھر کر

ناصر عجیب طبیعت کا آدمی تھا۔ جب کسی کو کچھ دیتا تو پیٹ بھر کر دیتا اور جب کسی کو مارتا تو بری طرح مارتا۔ بعض دفعہ تو اس شخص کی طرح داد و دہش کرتا جسے محتاجی کا ڈر ہی نہ ہو۔

طوطے کا واقعہ

ایک دفعہ ہندوستان سے ایک شخص اس کے لیے ایک طوطا لیکر آیا جو قل ہو اللہ احد پڑھتا تھا۔ جب وہ بغداد پہنچا تو اتفاقاً وہ طوطا مر گیا۔ وہ شخص بہت حیران ہوا۔ اتنے میں فراش نے آ کر طوطا طلب کیا۔ اس نے رو کر جواب دیا وہ تو کل رات مر گیا ہے۔ اس نے کہا ہاں مجھے معلوم ہے وہ مر گیا ہے۔ مگر یہ تو بتاؤ کہ تمہیں خلیفہ سے کتنے انعام کی امید تھی۔ اس نے کہا میں پانچ سو دینار کی امید رکھتا تھا۔ اس فراش نے کہا یہ لے۔ خلیفہ نے تیرے لیے پانچ سو دینار بھیجے ہیں۔ جس دن تو ہندوستان سے روانہ ہوا تھا خلیفہ کو اسی دن تیرا حال معلوم ہو گیا تھا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

گھوڑا چھن گیا

صدر جہاں! جب بغداد میں آئے تو ان کے ساتھ بہت سے فقیہ بھی تھے۔ ایک فقیہ کے پاس نہایت عمدہ گھوڑا تھا۔ جب وہ گھر سے چلنے لگا تو گھر والوں نے کہا اگر تم اسے یہیں چھوڑ جاؤ تو بہتر ہے۔ ایسا نہ ہو تم سے کوئی چھین لے۔ اس نے کہا عوام تو ایک طرف خلیفہ وقت بھی اس کو چھیننے کی طاقت نہیں رکھتا۔ خلیفہ نے پہلے ہی ایک مشعلچی کو حکم دے رکھا تھا کہ جب ایسا ایسا ایک شخص آئے تو اسے مار کر گھوڑا اس سے چھین لینا' چنانچہ جب وہ بغداد میں آیا تو مشعلچی نے ایسا ہی کیا۔ فقیہ بہت پریشان ہوا اور ہر جگہ فریاد کی مگر کسی نے نہ سنی۔ الغرض جب یہ لوگ حج کر کے واپس آئے تو بارگاہ خلافت سے صدر جہاں اور ان کے ہمراہیوں کو خلعتیں عطا ہوئیں اور منجملہ ان کے اس فقیہ کو بھی خلعت ملی جس میں وہی گھوڑا مع طلائی زین اور ساز و سامان کے ساتھ تھا۔ پھر اسے کہا گیا خلیفہ کو بیشک اس گھوڑے کو چھیننے کی جرأت نہیں ہوئی مگر ایک ادنیٰ درجے کے شخص یعنی مشعلچی نے اسے چھین لیا۔ یہ بات سن کر وہ فقیہ بیہوش ہو کر گر پڑا اور خلیفہ کی کرامت کا قائل ہو گیا۔

موفق عبداللطیف کہتے ہیں ناصر نے اپنی ہیبت اور خوف سے لوگوں کے دلوں کو پر کر دیا تھا اور اس سے اہل ہند اور اہل مصر بھی ایسے ہی ڈرتے تھے جیسے اہل بغداد۔ معتصم کے بعد خلافت کی ہیبت مر چکی تھی۔ مگر اس نے اسے زندہ کر دیا اور اپنے ساتھ ہی اس کا خاتمہ بھی کر گیا۔ مصر اور شام کے بادشاہوں اور اکابر کی مجلسوں میں جب ناصر کا ذکر آتا تو اس کی ہیبت اور جلال کے باعث تمام اپنی آوازیں پست کر لیتے۔

پوشیدہ قتل بتا دیا

ایک دفعہ بغداد میں ایک تاجر آیا جس کے پاس دمیاط کا بنا ہوا طلائی مال تھا۔ چونگی والوں نے اس سے محصول مانگا مگر اس نے کہہ دیا میرے پاس وہ چیزیں ہی نہیں جن کا تم محصول لیتے ہو تو انہوں نے تمام اشیاء کی نشانیاں اور شکل و صورت بیان کرنی شروع کی۔ مگر اس پر بھی اس نے انکار کیا۔ پھر انہوں نے بارگاہ خلافت کی ہدایت کے موجب کہا کیا تو نے اپنے فلاں ترکی غلام کو بحر دمیاط کے کنارے لے جا کر پوشیدہ قتل نہیں کیا تھا۔ یہ بات سن کر حیران رہ گیا کیونکہ

اس کے سوا کسی کو اس واقعہ کی خبر نہ تھی۔

اسپین اور چین تک

ابن نجار کہتے ہیں تمام بادشاہ وسلاطین اس کے مطیع فرمان ہو گئے تھے اور تمام سرکش و مخالفین اس کی تلوار خارشگاف کے سامنے جھک گئے تھے اور تمام اس کے مددگار و معاون بن گئے تھے۔ اس نے بہت سے ممالک فتح کر لیے۔ اس کی سلطنت اس قدر وسیع تھی۔ شاید ہی کبھی کسی کو اتنی وسیع سلطنت نصیب ہوئی ہو۔ یہاں تک کہ اندلس' اسپین اور چین میں بھی اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ عباسیوں میں سب سے زیادہ شدید یہی شخص تھا جس کی ہیبت سے پہاڑ کانپتے تھے۔ خوش خلق' کامل الظرف' فصیح اللسان' بلیغ البیان شخص تھا۔ اس کے فرامین نہایت اعلیٰ اور عمدہ تھے' وہ اس کا زمانہ تاج فخر کا موتی تھا۔

میزبان کی بے ادبی

ابن واصل لکھتے ہیں ناصر نہایت دلیر' شجاع' صاحب عقل صائب اور ذہن ثاقب تھا۔ عراق اور ملک کے تمام اطراف میں اس کو باخبر رکھنے والے اس کے اپنے آدمی موجود تھے جو اسے ذرا ذرا بات کی اطلاع دیا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ بغداد میں ایک شخص نے دعوت کی اور ہاتھ مہمانوں سے پہلے دھو لیے۔ اس کے خبر دینے والے آدمی نے اس بات کی اطلاع ناصر کو پہنچائی تو اس نے جواب میں لکھا یہ بات میزبان کی بے ادبی پر دال ہے۔ مگر ان باتوں کے باوجود رعایا کے حق میں اچھا نہ تھا۔

علمائے کو اجازت نامے

موفق عبداللطیف کہتے ہیں وسط ایام خلافت میں روایت حدیث میں مشغول ہو گیا تھا۔ چنانچہ بہت سے محدثین کو بلا کر ان سے احادیث سنیں اور اجازت حاصل کی اور پھر خود بھی اور بادشاہوں اور علماء کو اجازت نامے لکھ کر بھیجے۔ ایک کتاب بھی لکھی جس میں 70 احادیث تھیں۔ پھر وہ کتاب حلب پہنچی تو لوگوں میں سنی سنائی گئی۔

ذہبی! ناصر نے بہت سے علماء کو اجازت دی تھی۔ ان میں سے ابن سکینہ' ابن احضر' ابن نجار' وغیرہ تھے۔

دستخط لونڈی کرتی

ابن جوزی کے پوتے ابوالمظفر کہتے ہیں آخر عمر میں ناصر کی نظر کمزور ہوگئی تھی۔ بعض کہتے ہیں بالکل ہی اندھا ہوگیا تھا۔ لیکن اس کا حال رعایا بلکہ یہاں تک اس کے وزیر اور گھر والوں کو بھی معلوم نہ ہوسکا کیونکہ اس نے اپنی ایک لونڈی کو اپنے لکھنے اور دستخط کرنے کی مشق کرادی تھی۔ اس کا خط اور دستخط بالکل ناصر کے خط اور دستخط جیسے تھے۔ فرمانوں پر وہی دستخط کردیا کرتی تھی۔

شمس الدین کہتے ہیں پانی جو ناصر پیا کرتا تھا بغداد سے سات فرسنگ (میل سے زیادہ فاصلہ ہوتا ہے) کے فاصلہ پر سے اونٹوں پر لایا جاتا تھا۔ پھر اسے سات دن تک ہر دن ایک دفعہ جوش دیا جاتا تھا۔ بعد ازاں اسے سات روز تک برتنوں میں ڈال کر رکھ دیا کرتے تھے۔ اس کے بعد وہ اسے پینے میں استعمال کیا کرتا تھا۔ لیکن اس کے باوجود جب وہ مرا تو کئی دفعہ اسے خواب آور دوا دیکر اس کے ذکر (آلہ عضو خاص) سے پتھری نکالی گئی جس کے صدمے سے وہ 626 ہجری ماہ رمضان میں اتوار کے دن فوت ہوگیا۔

ناصر کا ایک یمن نام کا غلام تھا ناصر نے ایک دفعہ اسے عتاب آمیز خط لکھا۔ اس میں اشعار بھی تھے۔ اس میں سے ایک یہ بھی ہے۔

بِمَنْ یَمُنُ" یَمَنُ بِمَنْ ثَمُنُ" ثَمَنُ

ترجمہ:۔ جو مبارک کے ساتھ ہے وہ بھی مبارک ہے (غلام یمن) اور جو بچی ہوئی چیز یا قیمتی چیز کا عوض ہے وہ آٹھواں حصہ ہے۔

عہد ناصر کے حوادثات

جاننے کے باوجود

577 ہجری میں ملک ناصر نے سلطان صلاح الدین کو خط لکھا کہ آپ نے یہ جاننے کے باوجود الناصر خلیفہ کا لقب ہے مجھے الناصر کیوں لکھا ہے۔

مشہد موسیٰ کاظم

580 ہجری میں بارگاہِ خلافت سے حکم صادر ہوا کہ جو مشہد موسیٰ کاظم میں جا کر پناہ لے لے اس سے باز پرس نہ کی جائے گی۔ جس سے تمام مجرم وہاں چلے گئے۔ اس سے بہت سے مفاسد پیدا ہوئے۔

ایک کان والا بچہ

581 ہجری میں علث میں ایک بچہ پیدا ہوا جس کی پیشانی ایک بالشت چار انگلیاں لمبی تھیں اور کان صرف ایک ہی تھا۔ اسی سال خبر آئی مغرب کے تمام بڑے بڑے شہروں میں ناصر کے نام کا خطبہ پڑھا گیا ہے۔

نجومی مارے گئے

582 ہجری میں سیارہ سبعہ برج میزان میں آ گئے۔ نجومیوں نے نتیجہ نکالا ہوا تھا کہ طوفان سے تمام ملک تباہ و برباد ہوگا اور اس واقعہ کے جمادی الآخر نویں رات میں پیش آنے کا بتلایا۔ لوگ ڈر گئے۔ انہوں نے تہ خانے بنانے شروع کر دیئے اور کھانا پینا اور تمام اشیائے خوردنی وہاں ہی رکھنی شروع کر دیں۔ تمام لوگ جمادی الآخر کی نویں رات کا انتظار کرنے لگے جس میں عہد عاد جیسی تباہ کن ہوا چلنے کے بارے کہا گیا تھا۔ لیکن خدا کی حکمت اس رات ہوا سے ایک پتہ تک بھی نہ ہلا اور اتنی بھی ہوا نہ آئی جس سے چراغ ہی گل ہو جائے۔ اس پر شعراء نے نجومیوں کا بہت مذاق اڑایا۔ چنانچہ ذیل میں شاعر ابوالفتائح محمد بن معلم کے اشعار ہیں۔

قُلْ لِاَبِی الْفَضْلِ قَوْلَ مُعْتَرِفٍ مَضٰی جُمَادٰی وَجَاءَ نَا رَجَبُ

ترجمہ: ابوالفضل خلیفہ کو اس کے قول مشہور کیلئے کہہ جمادی الاخریٰ گزر گیا اور ہمارے پاس ماہ رجب آ گیا۔

وَمَا جَرَتْ زَعْزَعٌ کَمَا حَکَمُوْا وَلَا بَدَا کَوْکَبٌ لَہٗ ذَنَبٌ

ترجمہ: اور کوئی زلزلہ نہیں جیسے کہ نجومیوں نے حکم لگایا تھا اور نہ ہی کوئی دمدار ستارہ ظاہر ہوا ہے۔

کَلَّا وَلَا اَظْلَمَتْ ذُکَاءٌ وَلَا بَدَتْ اذن فِیْ قَرْنِہَا الشُّہُبُ

ترجمہ: نہ تو چاند اور سورج ہی سیاہ ہوئے اور نہ کوئی جلتا ہوا ستارہ ہی ظاہر ہوا ہے۔

يَقْضِيْ عَلَيْهِ مَنْ لَيْسَ يَعْلَمُ مَا يَقْضِيْ عَلَيْهِ هٰذَا هُوَ الْعَجَبُ

ترجمہ: کیا وہ شخص بھی حوادثات زمانہ پر حکم لگا سکتا ہے جسے یہ ہی معلوم نہ ہو کل اس پر کیا گزرے گی؟ یہ کتنی عجیب بات ہے۔

قَدْبَانَ كِذْبُ الْمُنَجِّمِيْنَ وَفِي اَيِّ مَقَالٍ قَالُوْا فَمَا كَذَبُوْا

ترجمہ: تحقیق نجومیوں کا جھوٹ ظاہر ہو گیا ہے اور نجومیوں کی ایسی بات ہے کون سی کہ جب انہوں نے کہا تو پس جھوٹ نہ کہا ہو۔

اکیانوے برس سے

583 ہجری میں ایسا عجیب اتفاق ہوا سال کی پہلی تاریخ پہلا دن ہفتہ کے پہلے دن سوموار کو ہوئی۔ اس روز فارسی اور شمسی سالوں کی بھی پہلی پہلی تاریخ تھی اور سورج اور چاند دونوں پہلے برجوں میں تھے۔ ایسے اتفاق پہلے نہ ہوا تھا۔ اسی سال زیادہ فتوحات ہوئیں۔ سلطان صلاح الدین نے بہت سے بلاد شامیہ کو جو فرنگی کے تسلط میں تھے فتح کرلیا اور سب سے بڑی بات بیت المقدس جو متواتر اکیانوے برس سے انگریزوں کے زیر تسلط تھا' بھی فتح کرلیا اور سلطان صلاح الدین نے وہاں تمام گرجوں کو مسمار کر کے ان کی جگہ مدرسہ شافعیہ بنوادیا جبکہ گرجا قمامت کو بوجہ اقتدائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسمار نہیں کرایا کیونکہ آپ نے بھی فتح بیت المقدس کے وقت اسے مسمار نہیں کرایا تھا۔ محمد بن اسعد نسابہ نے اس بارے میں یہ اشعار کہے۔

اَتَرٰى مَنَامًا مَا بِعَيْنِيْ اَبْصُرُ اَلْقُدْسُ يُفْتَحُ وَالنَّصَارٰى تُكْسَرُ

ترجمہ: کیا میں خواب دیکھ رہا ہوں یا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ بیت المقدس کو فتح کیا جارہا ہے اور نصاریٰ شکست دیئے جارہے ہیں۔

وَقُمَامَتْ ضُمَّتْ مِنَ الرِّجْسِ الَّذِيْ بِزَوَالِهٖ وَزَوَالُهَا يَتَطَهَّرُ

ترجمہ: اور قمامہ کو انہوں نے نجاستوں سے پاک کیا ہے کیونکہ وہ ایسی نجاستوں کے دور ہونے سے اور بتوں کو دور کرنے سے ہی پاک ہوگا۔

وَمَلِيْكُهُمْ فِي الْقَيْدِ مَصْفُوْدٌ وَلَمْ يَرَ قَبْلَ ذَاكَ لَهُمْ مَلِيْكٌ يُوْسَرُ

ترجمہ: اور ان کا بادشاہ قید میں محبوس ہے اور اس سے قبل ان کے بادشاہ کو کسی نے محبوس

نہیں دیکھا۔

قَدْ جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ الَّذِیْ وَعَدَالرَّسُوْلِ فَسَبِّحُوْ وَاسْتَغْفِرُوْا

ترجمہ: تحقیق اللہ تعالیٰ کی مدد اور وہ فتح جس کا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وعدہ فرمایا تھا' وہ آ گئی ہے۔ پس لوگو! تم اللہ کی پاکی بیان کرو اور اس سے بخشش طلب کرو۔

یَا یُوْسُفَ الصِّدِّیْقِ اَنْتَ بِفَتْحِهَا فَارُوْقُهَا عُمَرَا الْاِمَامِ الْاَطْهَرُ

ترجمہ: اے یوسف صدیق (صلاح الدین کا نام ہے) تو مصر کو فتح کرنے میں گویا پاک لوگوں کے امام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرح ہے۔

بیت المقدس فتح ہوگا

نہایت عجیب بات ہے۔ ابن برجان نے سورہ الم غلبت الروم کی تفسیر میں لکھا بیت المقدس رومیوں کے ہاتھوں میں 583 ہجری تک رہے گا۔ پھر وہ مغلوب ہو جائیں گے اور بیت المقدس فتح ہو جائیگا اور پھر قیامت تک دارالاسلام ہی رہے گا' چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

عجیب اتفاق

ابوشامہ کہتے ہیں ابن برجان نے جو ذکر کیا ہے' نہایت ہی عجیب اتفاق ہے کیونکہ ابن برجان فتح بیت المقدس سے بہت پہلے فوت ہو گئے تھے۔

زرہ' گھوڑا اور ایک دینار

589 ہجری میں سلطان صلاح الدین فوت ہوگیا۔ ایک ایلچی ان کی زرہ' گھوڑا' ایک دینار اور بتیس درہم لیے بغداد میں آیا۔ اس کے علاوہ انہوں نے ترکہ نہیں چھوڑا تھا۔ سلطان صلاح الدین کے بعد ان کا ایک بیٹا الملک العزیز عمادالدین عثمان مصر اور الملک الفضل نورالدین علی دمشق کا اور الملک الظاہر غیاث الدین غازی حلب کا حاکم مقرر ہوا۔

سلاطین سلجوقیہ کا آخری

590 ہجری میں سلطان طغرلبک شاہ بن ارسلان بن طغرلبک بن محمد بن ملک شاہ فوت ہوگیا۔ یہ بادشاہ سلاطین سلجوقیہ کا آخری بادشاہ تھا۔

ذہبی لکھتے ہیں اس خاندان کے تیئس سے زیادہ بادشاہ ہوئے ہیں۔ ان میں سے سب

سے پہلا طغرل بک تھا جس نے خلیفہ القائم کو بغداد میں واپس بھیجا تھا۔ ان کی مدت سلطنت ایک سو بیس برس تھی۔

592 ہجری میں مکہ میں کالی آندھی آئی اور پھر تمام جگہ پھیل گئی۔ لوگوں پر سرخ ریت کی بارش ہوئی اور رکن یمانی کا ایک قطعہ گر گیا۔

بلا جواب

اسی سال خوارزم شاہ پچاس ہزار لشکر لے کر دریائے جیحون کو عبور کر آیا اور خلیفہ کو کہلا بھیجا جیسا پہلے بادشاہان سلجوقیہ کے قبضہ میں خلیفہ اور دارالسلطنت ہوتا تھا' اب بھی ویسا ہی ہونا چاہئے۔ خلیفہ نے یہ سن کر دارالسلطنت کو گرا دیا اور اس کے ایلچی کو بلا جواب واپس کر دیا اور جیسا کہ بیان ہو چکا ہے خدا تعالیٰ نے ناصر کو اس کے شر سے محفوظ رکھا۔

593 ہجری میں ایک بڑا ستارہ ٹوٹا اور اس کے ٹوٹنے کے وقت ایسی ہولناک آواز سنائی دی جس سے مکان اور دیواریں ہل گئیں۔ لوگوں نے نہایت خشوع سے دعائیں مانگیں اور خیال کیا کہ قیامت آ گئی۔

595 ہجری میں الملک العزیز والی مصر مر گیا۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا الملک الکامل تخت نشین ہوا۔ مگر الملک العادل سیف الدین ابوبکر بن ایوب نے اس پر حملہ کر کے مصر کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔

قحط کی سختیاں

592 ہجری میں پانی کی بہت کمی ہوگئی اور ایسا سخت قحط پڑا لوگوں نے مرداروں اور آدمیو ں کو کھانا شروع کر دیا اور یہ بات سب جگہ مشہور ہوگئی۔ آخر نوبت یہاں تک پہنچی کہ لوگوں نے قبروں سے مردوں کو نکال کر کھانا شروع کر دیا۔ اہل مصر بالکل تباہ ہو گئے اور بھوک کے باعث اتنے آدمی مر گئے کہ جہاں تک نظر جاتی تھی مردے ہی مردے نظر آتے تھے یا بعض پڑے سسک رہے ہوتے تھے۔ گاؤں کے تمام لوگ ہلاک ہو گئے۔ کہیں آگ تک جلتی نظر نہ آتی تھی۔ گھروں کے دروازے کھلے تھے۔ مگر گھر والے سب کے سب ملک بقا کو سدھار گئے تھے۔

ذہبی نے اس قحط کے ایسے ایسے واقعات لکھے ہیں جنہیں سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں ایسا لگتا تھا تمام سڑکوں پر مردے بوئے گئے ہیں۔ ان کا گوشت

درندے اور پرندے بھی نہ کھاتے تھے۔ لوگوں نے اپنے بچوں کو بیچ ڈالا۔ یہ حالت 598 ہجری تک رہی۔

597 ہجری میں مصر، شام اور جزیرہ میں نہایت شدید زلزلہ آیا جس سے ہزارہا مکانات اور قلعے تباہ و ویران ہو گئے اور متعلقاتِ بصرہ سے ایک گاؤں زمین میں دھنس گیا۔

599 ہجری میں محرم کی آخری رات کو صبح تک ستارے ایسے ٹوٹتے رہے کہ ٹڈی دل چھایا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے کے بعد اس وقت تک ایسا واقعہ کبھی نہ گزرا تھا۔ لوگوں نے نہایت ہی خشوع سے دعائیں کیں۔

600 ہجری میں فرنگیوں نے بلدہ فوتہ پر نیل کے راستے حملہ کیا اور اسے خوب لوٹا۔ قتل عام کیا اور واپس چلے گئے۔

601 ہجری میں فرنگی قسطنطنیہ پر قابض ہو گئے اور رومیوں کو وہاں سے نکال دیا۔ یہ شہر اسلام سے پہلے رومیوں کے قبضہ میں چلا آتا تھا۔ پھر یہ 660 ہجری تک فرنگیوں کے قبضے میں رہا۔ بعد ازاں رومیوں نے پھر اسے فتح کر لیا۔

اسی سن 601 ہجری میں شہر قطیعاء میں ایک عورت کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کے دو سر دو ہاتھ اور چار پاؤں تھے لیکن وہ زندہ نہ رہا۔ 606 ہجری میں اہل تاتار کا زور شروع ہوا۔

دو سلسلے

615 ہجری میں فرنگیوں نے دمیاط سے برج سلسلہ پر قبضہ کر لیا۔ ابوشامہ کہتے ہیں یہ برج دیار مصریہ کا تالا تھا۔ یہ برج دریائے نیل کے وسط میں تھا۔ اس کی شرقی جانب اس کے مقابل میں دمیاط تھا اور غربی جانب اس کے مقابل میں جزیرہ تھا اور دونوں طرف دو سلسلے تھے۔ ایک دمیاط تک پہنچتا تھا اور دوسرا جزیرہ تک۔ ان کے سبب سمندر سے جہاز نہ آ سکتے تھے۔

616 ہجری میں فرنگیوں نے بہت سی لڑائیوں اور محاصروں کے بعد دمیاط کو فتح کر لیا۔ الملک الکامل ان کے مقابلے سے عاجز آ گیا۔ فرنگیوں نے وہاں کی جامع مسجد کو گرا کر وہاں گرجا بنا لیا اور الملک الکامل نے نیل کے ڈلٹا کے پاس ایک شہر آباد کر کے اس کا نام منصورہ رکھا اور اس کے گرداگرد فصیل بنا کر لشکر سمیت وہیں رہائش اختیار کی۔ اسی سال قاضی القضاۃ رکن الدین ظاہر نے اس سے خط و کتابت کی۔ الملک المعظم والئ دمشق اس سے کچھ رنجیدہ تھا۔ اس

نے انہیں ایک بقچہ (کپڑوں کی گٹھڑی) بھیجا جس میں زہر آلود قبا تھی اور حکم دیا اس کو پہن کر اجلاس کریں۔ قاضی القضاۃ انکار نہ کر سکے۔ گھر گئے قبا پہنی تو وہاں سے مر کر ہی نکلے۔ کہتے ہیں ان کا جگر کٹ کٹ کر گر گیا تھا۔ لوگوں نے سخت افسوس کیا۔ پھر ایسا اتفاق ہوا الملک المعظم نے شرف الدین بن عنین کو جنہوں نے شراب نوشی سے توبہ کی تھی شراب اور چادر بھیجی اور کہا اس کی تعریف میں کچھ شعر کہیں۔ انہوں نے یہ اشعار کہے:

اَیُّهَا الْمَلِکُ الْمُعَظَّمُ سُنَّةً　　اَحَدَثْتَهَا تَبْقٰی عَلَی الْاٰبَادِ

ترجمہ: اے شہنشاہِ معظم آپ نے ایسا طریقہ ایجاد کیا ہے جو ابداً آباد تک رہے گا۔

تَجْرِی الْمُلُوْکُ عَلٰی طَرِیْقِکَ بَعْدَهَا　　خَلْعُ الْقُضَاةِ وَتُحْفَةُ الزُّهَادِ

ترجمہ: اے قاضیوں کے سرگروہ اور زاہدوں کے سرتاج تمام بادشاہ آپ کے بعد آپ کے قدم بقدم چلیں گے۔

ملیہ دار الحدیث

618 ہجری میں فرنگیوں سے دمیاط فتح کر لیا گیا۔

621 ہجری میں قاہرہ میں دار الحدیث کا ملیہ (محل) بنایا اور ابوالخطاب بن دحیہ اس کے پروفیسر مقرر ہوئے۔

کعبہ شریف پر مامون کے زمانہ سے برابر ریشمی پردے ڈالے جاتے تھے الناصر لدین اللہ نے سبز ریشمی پردے ڈالے اور بعد ازاں سیاہ جواب تک برابر چلے آتے ہیں۔ الناصر کے عہد میں یہ علماء فوت ہوئے۔

حافظ ابوطاہر سلفی ابوالحسن بن قصار لغوی الکمال ابوالبرکات بن انباری شیخ احمد بن رفاعی زاہد ابن بشکوال یونس شافعی ابوبکر بن طاہر الاحداب نحوی ابوالفضل والد رافعی ابن ملکون نحوی عبدالحق اشبیلی صاحب احکام ابوزید سہیلی صاحب روض الانف حافظ ابوموسیٰ مدینی ابن بری لغوی حافظ ابوبکر حازمی شرف بن ابی عصرون ابوالقاسم بخاری عتابی صاحب جامع الکبیر یکے از مشاہیر حنفیہ نجم جوشانی ابوالقاسم بن فیرہ شاطبی صاحب القصیدہ فخر الدین ابوشجاع محمد بن علی بن شعیب بن الدہان فرضی یہ پہلا شخص ہے جس نے فرائض کو منبر کی شکل پر وضع کیا۔ برہان الدین مرغینانی صاحب ہدایہ قاضی خاں صاحب فتاویٰ عبدالرحیم بن حجون زاہد ابوالولید بن

رشید صاحب علوم فلسفیہ' ابوبکر بن زہر طبیب' جمال بن فضلان من الشافعیہ' قاضی فاضل صاحب الانشاء والترسل' شہاب طوسی' ابوالفرح بن جوزی' عماد کاتب ابن عظیمہ مقری' حافظ عبدالغنی مقدسی صاحب عمدہ' الرکن الطاؤسی صاحب خلاف' ابوالسعادات ابن اثیر صاحب جامع الاصول ونہایت الغریب' عماد بن یونس صاحب شرح الوجیز' اشرف صاحب التنبیہ' حافظ ابوالحسن بن مفضل' ابومحمد بن حوط اللہ' اس کا بھائی ابوسلیمان' حافظ عبدالقادر رہاوی' زاہد ابوالحسن بن صباغ' وجیہ بن وہان نحوی' تقی الدین بن مقترح' ابوالیمن کندی نحوی' معین حاجری صاحب کفایہ من الشافعیہ' الرکن العمیدی صاحب الطریقہ فی الخلاف' ابوالبقاء عکبری صاحب الاعراب' ابنا بی اصیبعہ الطبیب' عبدالرحمٰن بن سمعانی' نجم الدین کبریٰ' ابن ابی سیف یمنی' موفق الدین قدامہ حنبلی' فخر الدین بن عساکر اور دوسرے لوگ۔

الظاہر باللہ

الظاہر باللہ ابونصر محمد بن الناصر لدین اللہ 571 ہجری میں پیدا ہوا۔ اس کے والد نے ہی اسے ولی عہد بنایا تھا۔ اپنے والد کی وفات کے بعد باون سال کی عمر میں اس کی جگہ قائم ہوا۔ ایک دفعہ اس سے کہا گیا' تو فتوحات کی طرف متوجہ ہو کر ملک میں فراخی پیدا نہیں پیدا کرتا۔ اس نے جواب دیا اب زراعت خشک ہو چکی ہے (یعنی میں بوڑھا ہو گیا ہوں' اب طمع دنیاوی سے کیا فائدہ) لوگوں نے کہا اللہ آپ کی عمر میں برکت دے گا۔ کہنے لگا جو شخص عمر کے بعد دکان کھولے وہ کیا کر سکتا ہے؟ اس نے رعایا پر بہت احسان کیے' مظالم دور کیے اور لوگوں کو بہت عطیات دیئے۔ (ان باتوں کو ابو شامہ نے ذکر کیا ہے۔)

زمانہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ

ابن اثیر لکھتے ہیں جب الظاہر خلیفہ ہوا تو اس نے لوگوں پر ایسا عدل و احسان کیا کہ لوگوں کو حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا زمانہ یاد آ گیا۔

اگر یہ کہا جائے عمر بن عبدالعزیز کے بعد اس سے زیادہ عدل ور نیک نہاد خلیفہ تخت پر نہیں بیٹھا تو بالکل بجا اور درست ہے کیونکہ اس نے شہروں کے ٹیکس معاف کر دیئے تھے اور اس کے والد نے جو ایک نیا ٹیکس بڑھایا ہوا تھا' جس کی آمدنی لاکھوں کے حساب سے تھی' وہ بھی

معاف کردیا۔ چنانچہ شہر یعقوبا سے پہلے دس ہزار دینار نیلس لیا جاتا تھا۔ جب ظاہر خلیفہ ہوا' لوگوں نے فریاد کی تو اس نے وہ سب معاف کر کے خراج شرعی لگا دیا۔

خشک درخت

کہتے ہیں جب تمام شہروں میں شرعی خراج مقرر ہوگیا تو کئی لوگوں نے اس کے پاس شکایت کی ہماری املاک کے کئی درخت بالکل خشک ہو چکے ہیں' ان کا بھی خراج لیا جاتا ہے' اس نے منع کر دیا اور حکم جاری کیا کہ صرف سرسبز اور صحیح درختوں کا ہی خراج شرعی لیا جائے۔

خزانہ کی بانٹ

ظاہر کے عدل، انصاف کا اندازہ اس بات سے ہوسکتا ہے شاہی خزانے کی بانٹ صرف نصف قیراط سے زائد تھے۔ شاہی ملازم جب کوئی چیز لیتے تو ان سے تول کر لیتے اور اگر دینی ہوتی تو عام لوگوں کے بانٹ (ترازو) سے تول کر دیتے۔ جب الظاہر کو اس بات کی خبر ملی تو اس نے وزیر کو ایک خط لکھا جس کے شروع میں وَیلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ آیت لکھی۔ (پ30 سورہ مطففین آیت 1) ترجمہ کم تولنے والوں کی خرابی ہے۔ (ترجمہ و حوالہ از کنزالایمان۔ صاحبزادہ محمد مبشر سیالوی) یہ آیت لکھی تھی۔ اور لکھا ہمیں ایسی ایسی خبر ملی ہے۔ تمہیں لازم ہے خزانہ کے بانٹ بھی عام لوگوں کے بانٹ کی طرح بنالو۔ اس نے جواب دیا اس طرح کرنے سے پینتیس ہزار دینار کا خسارہ پڑتا ہے۔ الظاہر نے جواب دیا وہ خسارہ چاہے تین لاکھ پچاس ہزار کا ہی کیوں نہ ہو تم اس بانٹ کو توڑ دو۔

قرض کے عوض

ایک دفعہ کا ذکر ہے واسط سے ایک صاحب دیوان آیا جس کے پاس ایک لاکھ دینار سے زائد رقم تھی' جو وہ ظلم سے اکٹھی کر کے لایا تھا۔ ظاہر نے حکم دیا انہیں مستحقین کو ہی پہنچا دو' جس کی ہے جو لوگ قرض کے عوض میں قید تھے' ان کو رہا کر دیا اور قاضی کو دس ہزار اس غرض سے بھیجے تا کہ انہیں مفلسوں میں بانٹ دیا جائے۔

نیکی کرنے دو

ایک دفعہ اس سے کہا گیا کہ جتنا مال آپ خرچ کرتے ہیں' کوئی نہیں کرتا۔ بولا میں نے

عصر کے وقت دکان کھولی ہے' مجھے نیکی کرنے دو۔ میں کب تک زندہ رہوں گا۔

لوگوں کی چغلیاں

کہتے ہیں جب الظاہر تخت نشیں ہوا تو دفتر خلافت میں ہزاروں سربمہر لفافے پڑے تھے۔ کسی نے کہا آپ انہیں کھول کر پڑھ کیوں نہیں لیتے۔ اس نے کہا مجھے ان کے کھولنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ ان میں لوگوں کی چغلیاں ہی ہوں گی۔ یہ سب باتیں ابن اثیر نے لکھی ہیں۔

راہ خدا میں خرچ

سبط ابن جوزی کہتے ہیں ایک دن جو الظاہر خزانے میں گیا تو خزانچی بولا آپ کے آباؤ اجداد کے وقت یہ خزانے پر تھے۔ الظاہر نے جواب دیا خزانے اس لیے نہیں بنائے گئے تاکہ انہیں پر کیا جائے بلکہ وہ اس لیے ہیں تاکہ انہیں خالی کیا جائے اور راہ خدا میں خرچ کیا جائے کیونکہ جمع کرنا تاجروں کا کام ہے۔

ابن واصل (الظاہر) کی بابت لکھتے ہیں اس نے رعایا میں عدل اور احسان پھیلایا' تمام ٹیکس اٹھا دیئے۔ خود لوگوں میں بیٹھا کرتا' حالانکہ اس کا باپ بالکل کسی کے سامنے نہ ہوا کرتا تھا۔

تیرہ رجب 623 ہجری میں فوت ہوگیا۔ اس کی مدت خلافت نو ماہ اور چند روز تھی۔ حدیث اس نے اپنے والد سے سنی تھی اور اس سے ابوصالح نصر بن عبدالرزاق بن شیخ عبدالقادر جیلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے سنی۔ جس سال الظاہر فوت ہوا اس میں دو دفعہ چاند گرہن لگا تھا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

المستنصر باللہ

المستنصر باللہ ابوجعفر منصور بن الظاہر بامر اللہ ماہ صفر 588 ہجری میں پیدا ہوا۔ اس کی والدہ ترکیہ تھی۔

ابن نجار کہتے ہیں ماہ رجب 623 ہجری میں اس کے والد کی وفات کے بعد لوگوں نے اس سے بیعت کی۔ اس نے رعایا کو انصاف دیا اور جھگڑوں کا بہت ہی خوبی سے فیصلہ کیا۔ اہل علم و دین کو مقرب بنایا۔ مسجدیں' مدرسے' مسافر خانے اور شفا خانے بنوائے۔ دین کو روشن کیا اور سرکشوں کا قلع قمع کیا۔ سنت نبوی کو زندہ کیا اور فتنوں کو روک دیا۔ لوگوں کو سنت نبوی پر چلنے

کی تاکید کی۔ جہاد کو بہت اچھی طرح قائم کیا۔ نصرت اسلام کے لیے لشکر جمع کیے۔ سرحدوں کی حفاظت کی اور کئی قلعے فتح کیے۔

کوئی ایسا نہ تھا

الموفق عبداللطیف کہتے ہیں۔ جب ابوجعفر سے بیعت کی گئی تو اس نے سیرت جمیلہ کو اختیار کیا۔ جن سڑکوں کا نام ونشان بالکل ناپید ہو چکا تھا' ان کو از سر نو بنوادیا۔ شعار دین کو قائم کیا۔ سب لوگ اسے چاہنے لگے اور اس کی مدح کرنے لگے۔ کوئی ایسا نہ تھا جو اس کی بدخوئی کرتا ہو۔ اس کا دادا الناصر اس سے بہت محبت کیا کرتا تھا اور اس کی عقل وہدایت اور منکرات کے باعث اسے قاضی کہا کرتا تھا۔

ابن واصل کہتے ہیں مستنصر نے دجلہ کی شرقی جانب ایک مدرسہ بنایا تھا اس سے قبل اس سے اتنا اچھا مدرسہ نہ بنایا گیا تھا۔ اس میں چاروں مذہبوں کے چار استاذ مقرر کیے تھے۔ اس میں شفاخانہ بھی تھا' اور نیز اس میں فقہا۔ کے لیے ایک باورچی خانہ بھی تھا اور ٹھنڈے پانی کے لیے ایک سرد خانہ بھی تھا اور فقہاء کے گھروں کے۔ لیے بوریئے' غالیچے' تیل' کاغذ' سیاہی اور دیگر اشیاء مہیا تھیں۔ ہر فقیہ کو ایک مہینہ کے بعد ایک دینار ملا کرتا تھا اور خاص ان کے لیے ایک حمام بھی بنوایا تھا۔ یہ ایسے کام ہیں جو اس سے قبل کسی نے نہ کیے تھے۔ اس کا لشکر اس قدر کثیر تھا کہ اتنا کثیر لشکر اس کے آباؤ اجداد میں سے کسی کا بھی نہ تھا۔

تاتاریوں کا خاتمہ

مستنصر نہایت عالی ہمت' شجاع اور بہادر آدمی تھا۔ تاتاریوں نے اس کے مقبوضات پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ مگر اس نے بڑھ کر ان کو شکست فاش سے ہمکنار کر دیا تھا۔ اس کا ایک بھائی بھی تھا اسے لوگ خفاجی کہتے تھے۔ وہ اس سے بھی زیادہ دلیر اور بہادر تھا۔ وہ کہا کرتا تھا اگر میں خلیفہ ہو جاؤں تو دریائے جیحون کو عبور کر کے تاتاریوں کے تمام ملک فتح کر کے ان کا قلع قمع کر دوں۔ مگر جب مستنصر فوت ہو گیا تو الدویدار اور شرابی نے خفاجی کی تقلید کو پسند نہ کیا کیونکہ وہ دونوں اس سے ڈرتے تھے بلکہ اس کے بعد ابواحمد کو جو نہایت نرم طبیعت اور ضعیف الرائے شخص تھا' اس کو تخت پر بٹھایا تا کہ ان دونوں کا اقتدار بڑھ جائے۔ اس کے عہد خلافت میں تاتاری ہر جگہ چھا گئے تھے۔

سلطنت کے ذمہ

ذہبی کہتے ہیں مدرسہ مستنصریہ کے وقفوں کی سالانہ آمدنی ستر ہزار مثقال سے زائد تھی۔ اس میں ایک سو ساٹھ نفیس کتابوں کے بوجھ لائے گئے تھے۔ مذاہب اربعہ کے دو سو اڑتالیس فقیہ اس میں موجود تھے۔ چار مدرس تھے اور ایک شیخ حدیث' ایک شیخ نحو' ایک شیخ طب اور شیخ فرائض تھا۔ ان سب کے لیے کھانا پینا حتیٰ کہ مٹھائی اور میوہ تک نظامت شاہی کی طرف سے تھا۔ اس میں تیس یتیم بچے بھی تعلیم پاتے تھے' غرضیکہ اس مدرسہ کے لیے مال کثیر وقف تھا۔

اس کے بعد ذہبی نے ان تمام دیہاتوں اور زمینوں کو جن کی آمدن اس مدرسہ کے لیے وقف تھی' بیان کیا ہے اور بعد ازاں لکھا ہے جب اس مدرسے کا ماہ رجب بروز جمعرات افتتاح ہوا تو اس وقت تمام قاضی مدرسین عمائد داعیان شہر جمع تھے۔

حوادثِ عہد مستنصر

628ہجری میں الملک الاشرف والیٔ دمشق نے ایک دارالحدیث الاشرفیہ بنانے کا حکم دیا جو 630ہجری میں مکمل ہوا۔

632ہجری میں مستنصر نے چاندی کے درہم مسکوک (مہر لگا سکہ) کروائے تا کہ سونے کے ٹکڑوں کے بدلے لوگ ان سے آپس میں لین دین کریں' چنانچہ وزیر بیٹھ گیا اور تمام ولی' صراف اور تاجر حاضر ہو گئے اور دھوڑیوں کو بچھا کر ان پر درہموں کے ڈھیر لگا دیئے۔ پھر وزیر نے کہا مولانا امیرالمومنین نے تمہارے معاملے کے لیے سونے کے ٹکڑوں کے عوض یہ درہم مقرر کیے ہیں تا کہ تمہیں سہولت ہو اور ربا سے جو حرام ہے' بچ جاؤ۔ لوگوں نے یہ سن کر مستنصر کو دعائیں دیں۔ پھر یہ سکے تمام عراق میں جاری کیے گئے۔ یہ درہم ایک دینار کے دس آجاتے تھے۔ الموفق ابوالمعالی قاسم بن ابی الحدید نے اس پر یہ اشعار کہے:

لَاعَدِمْنَا جَمِيْلَ رَأْيِکَ فِيْنَا ... اَنْتَ بَاعَدْتَنَا عَنِ التَّطْفِيْفِ

ترجمہ: خدا کرے ہم تیری اچھی رائے کو معدوم نہ کریں تو نے ہمیں کم تولنے سے دور رکھا ہے۔

وَرَسَمْتَ اللُّجَيْنَ حَتّٰى الْفَنَاهُ ... وَمَا کَانَ قَبْلَ بِالْمَالُوْفِ

ترجمہ: آپ نے چاندی کے سکے بنوائے' جن سے ہم مانوس ہو گئے ہیں' حالانکہ ہم ان سے پہلے مانوس نہ تھے۔

لَيْسَ لِلْجَمْعِ كَانَ مَنْعُكَ لِلصَّرْفِ وَلٰكِنْ لِلْعَدْلِ وَالتَّعْرِيْفِ

ترجمہ: آپ نے صرف یہ مال جمع کرنے کے لیے نہیں کیا بلکہ عدل وتعریف کے لیے کیا ہے۔

635 ہجری میں شمس الدین احمد جونی دمشق کے قاضی مقرر ہوئے۔ یہ سب سے پہلے قاضی ہیں جنہوں نے گواہوں کے لیے شہروں میں ایک خاص مقام مقرر کر دیا۔ اس سے پہلے گواہوں کو شہادت دینے کے لیے عدالت میں جانا پڑتا تھا۔

الکامل کی وفات

اسی سال دونوں سلطان یعنی اشرف والیٔ دمشق اور الکامل صاحب مصر فوت ہو گئے۔ کامل اپنے بھائی سے دو ماہ بعد فوت ہوا تھا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا قلامہ مصر کا حاکم بنا اور العادل کا لقب اختیار کیا۔ لیکن بعد ازاں اسے معزول کر کے اس کی جگہ اس کے بھائی الصالح ایوب نجم الدین کو تخت پر بٹھایا گیا۔

637 ہجری میں شیخ عزالدین بن عبدالسلام دمشق کے خطیب مقرر ہوئے۔ انہوں نے تمام بدعتوں سے منزہ خطبہ پڑھا اور سنہری جھنڈوں کو منسوخ کر کے سیاہ وسفید جھنڈے مقرر کیے اور ان کے سامنے صرف ایک مؤذن نے ہی اذان دی۔

جائز تسلیم

اسی سال بادشاہ یمن نورالدین عمر بن علی بن رسول ترکمانی کا ایلچی خلیفہ کے پاس حاضر ہوا اور اس کی طرف سے عرض کیا۔ ملک مسعود بن ملک کامل کی وفات کے بعد اس کو یمن کا سلطان جائز تسلیم کیا جائے۔ چنانچہ 865 ہجری تک وہ ملک اس کی اولاد کے قبضہ میں رہا۔

639 ہجری میں الصالح والیٔ مصر نے قیصرین وقلعہ کے درمیان ایک مدرسہ بنوایا مگر 651 ہجری میں اس کے غلاموں نے قلعہ مذکورہ کو ویران کر دیا۔

مستنصر کا انتقال

640 ہجری میں دس جمادی الآخر بروز جمعہ مستنصر نے انتقال کیا۔ شعراء نے اس کے بہت سے مرثیے لکھے۔ مختصر یہ کہ ان میں صفی الدین عبداللہ بن جبل بھی تھے۔ ایک دفعہ وجیہ قیروانی نے مستنصر کی مدح میں یہ شعر پڑھا:

لَوْ كُنْتَ يَوْمَ السَّقِيْفَةِ حَاضِرًا كُنْتَ الْمُقَدَّمَ وَالْإِمَامَ الْأَوْرَعَا

ترجمہ: اگر آپ یوم سقیفہ میں حاضر ہوتے تو آپ ہی امام اور خلیفہ بنتے۔

قائل کو انعام

حاضرین سے کسی نے کہا تو نے خطا کی ہے کیونکہ امیر المومنین کے بعد حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس دن حاضر تھے۔ مگر مقدم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی ہوئے۔ مستنصر نے اس بات کا اقرار کیا اور اس قائل کو انعام دیا اور وجیہ کو جلاوطن کر دیا۔ وہ وہاں سے مصر چلا گیا۔ (نقلہ الذہبی)

مستنصر کے عہد میں یہ علماء فوت ہوئے:

امام ابوالقاسم رافعی، جمال مصری، ابن مغرز رنحوی، یاقوت حموی، سکا کی صاحب مفتاح، حافظ ابوالحسن بن قطان، یحیٰ بن معطی صاحب الفیہ فی النحو، الموفق عبداللطیف بغدادی، حافظ ابوبکر بن نقطہ، حافظ عزالدین علی، ابن اثیر صاحب تاریخ والانساب، اسد الغابہ، ابن مقی شاعر، سیف آمدی، ابن فضلان، عمر بن فارض صاحب التائیہ، شہاب الدین سہروردی صاحب عوارف المعارف، بہار بن شداد، ابوالعباس عوفی صاحب مولد النبوی، علامہ ابوالخطاب بن دحیہ اس کا بھائی عمر، حافظ ابوالربیع بن سلم صاحب الاکتفاء فی المغازی، ابن الشواء شاعر، حافظ زکی الدین برزالی، الجمال الحصر شیخ الحنفیہ، شمس جونی، حرانی، حافظ ابوعبداللہ زبیئی، ابوالبرکات ابن مستوفی، ضیاء ابن اثیر صاحب المثل السائر، ابن عربی صاحب الفصوص، الکمال بن یونس شارح التنبیہ وغیرہم رحمہم اللہ۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

المستعصم باللہ

المستعصم باللہ ابواحمد عبداللہ بن مستنصر باللہ خلفاء عراقیین سے آخری خلیفہ تھا۔ 609 ہجری میں پیدا ہوا۔ اس کی والدہ ام الولد تھی جس کا نام ہاجرہ تھا۔ اپنے والد کی وفات کے بعد تخت نشیں ہوا۔ ابن نجار، مؤید طوسی، ابوروح ہروی، نجم بادرائی، شرف دمیاطی سے اس نے حدیث شریف کی اجازت حاصل کی تھی۔ دمیاطی نے اس کے لیے چالیس احادیث لکھی تھیں۔ میں (مصنف) نے وہ چالیس احادیث انہی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی دیکھی ہیں۔

کٹھ پتلی

مستعصم نہایت کریم، حلیم، سلیم الباطن اور دیندار شخص تھا۔ شیخ قطب الدین اس کے بارے لکھتے ہیں اپنے باپ اور دادا کی طرح سنت نبوی پر چلنے والا تھا۔ لیکن بیدار مغزی، ہوشیاری اور علو ہیت میں ان جیسا نہ تھا۔ مستنصر جب فوت ہوا تو اس کے بعد خفاجی سے ڈر کر الدویدار اور شرابی وغیرہ نے مستعصم جو نرم طبیعت تھا کو خلیفہ بنایا تھا اور اس لیے تاکہ ان کا رعب اور دبدبہ بدستور قائم رہے۔ خلیفہ مستعصم اپنے وزیر مؤید الدین علمی کی طرف مائل ہو گیا۔ اس حرامزادے نے خلیفہ کو کٹھ پتلی بنالیا، جو چاہتا وہ کرتا تھا۔ اس نے ملک کو تباہ و برباد کر دیا۔ در پردہ تاتاریوں سے ملا ہوا تھا اور اس نے ان کو عراق اور بغداد کے فتح کرنے کا لالچ دیا تاکہ دولت عباسیہ کا قلع قمع کر کے علویوں کی خلافت قائم کرے۔ تاتاریوں کی اگر کوئی خبر آتی تو اسے چھپائے رکھتا اور خلیفہ کی تمام خبریں تاتاریوں کو پہنچاتا رہتا۔

ام خلیل شجر الدر

647 ہجری میں فرنگیوں نے دمیاط فتح کر لیا۔ سلطان الملک الصالح ان دنوں سخت بیمار تھا اور اسی بیماری میں پندرہ شعبان کو فوت ہوا۔ مگر اس کی لونڈی ام خلیل المسات شجر الدر نے اس کی موت کو چھپائے رکھا اور کسی شخص کو بھیج کر اس کے لڑکے توران شاہ الملک المعظم کو بلایا۔ جب وہ آیا تو اس کے باپ کے غلاموں نے محرم 647 ہجری میں اسے قتل کر ڈالا اور اس کے باپ کی لونڈی شجر الدر کو تخت پر بٹھایا اور اس سے اور اس کے نائب عز الدین ترکمانی سے عہد و پیمان کر لیے۔ شجر الدر نے امراء کو خلعتیں اور عطایا عطا کیے۔ پھر ربیع الآخر میں عز الدین مستقل بادشاہ بن بیٹھا اور اپنا لقب الملک المعز رکھا۔ مگر لوگ اس سے بیزار ہو گئے اور لشکر نے ملک الاشراف بن صلاح الدین یوسف بن مسعود کو جس کی عمر صرف آٹھ (8) سال کی تھی، بادشاہ بنالیا اور عز الدین اس کا اتابک مقرر ہوا۔ دونوں کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا اور دونوں کے نام کے سکے مسکوک ہوئے۔ اسی سال میں دمیاط پھر فرنگیوں سے فتح کر لیا گیا۔

652 ہجری میں عدن میں ایک آگ ظاہر ہوئی جس کے شرارے اڑ اڑ کر رات کے وقت سمندر میں گرتے تھے اور دن کے وقت وہاں سے بڑا دھواں اٹھتا تھا۔ اسی سال معز نے

الملک الاشراف کا نام ہی مٹا دیا اور خود ایک مستقل بادشاہ بن بیٹھا۔

آگ کے دریا

654 ہجری میں مدینہ طیبہ میں آگ ظاہر ہوئی۔ ابوشامہ لکھتے ہیں اس سے پہلے مدرسہ مدینہ سے ہمارے پاس خطوط آئے جن میں لکھا تھا کہ یکم جمادی الاخریٰ کو مدینہ منورہ میں پہلے ایک مہیب گرج سنائی دی۔ اس کے بعد بڑا شدید زلزلہ آیا۔ بعد ازاں لحہ بہ لحہ پانچ تاریخ تک زلزلے آتے رہے۔ پھر قریظہ کے قریب حراہ میں ایک آگ ظاہر ہوئی۔ ہمیں مدینہ میں بیٹھے ہوئے یہی دکھائی دیتا تھا گویا یہ آگ ہمارے پاس ہی ہے۔ وادی شطا کی طرف اس آگ کی ندیاں بہنے لگیں۔ (یہاں مترجم نے کلام کیا ہے کہ یہ آگ کوہ آتش فشاں کے پھٹنے سے نکلی ہوگی کیونکہ قاعدہ ہے جب کوہ آتش فشاں پھٹتا ہے تو زلزلہ آتا ہے اور اس پہاڑ سے پگھلا ہوا مادہ نکل کر پانی کی طرح بہنے لگتا ہے۔ جسے لاوا کہتے ہیں چنانچہ کوہ اینا کی آتش فشانی دیکھنے والوں کا بیان اس کا شاہد ہے۔) ہم نے قریب جا کر دیکھا تو واقعی ان پہاڑوں سے آگ کے دریا بہہ رہے تھے اور ان سے بڑے بڑے شعلے نکل کر نہایت بلند اڑتے چلے جاتے تھے۔ اس آگ کی روشنی مکہ تک پہنچ رہی تھی۔ تمام لوگوں نے روضہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر توبہ واستغفار کی۔ یہ صورت ایک ماہ سے بھی زیادہ تک رہی۔

روشن گردنیں

ذہبی لکھتے ہیں اس آگ کی خبریں متواتر ہیں جن میں شک کی جا نہیں اور یہ وہی آگ تھی جس کی بارے میں رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے خبر فرمادیا تھا کہ اس وقت تک قیامت نہ آئے گی جب تک ایسی آگ ظاہر نہ ہوگی جس سے بصرہ میں اونٹوں کی گردنیں روشن ہوجائیں گی۔ اکثر لوگوں نے جو اس وقت تھے بیان کیا اس آگ کی روشنی میں بصرہ میں اونٹوں کی گردنیں اچھی طرح نظر آتی تھیں۔

وزیر کی بے غیرتیاں

655 ہجری میں المعز ایبک کو اس کی منکوحہ شجرۃ الدر نے مارڈالا اور اس کے بیٹے الملک المنصور کو تخت پر بٹھایا۔ انہی دنوں میں تاتاریوں نے ملک کو جولانگاہ (گھڑ دوڑ کا میدان) بنا

رکھا تھا اور ہر جگہ فساد برپا کر رہے تھے۔ لیکن خلیفہ اور تمام لوگ ان کی شرارت سے غافل و بے خبر تھے۔ وزیر علقمی دولت عباسیہ کو نیست کرنے اور سلطنت علویہ کو قائم کرنے کے در پے تھا اور خفیہ تاتاریوں سے خط و کتابت کرتا رہتا تھا اور ادھر خلیفہ مستعصم اور باتوں میں منہمک تھا۔ نہ وہ اس بات کی طرف توجہ رکھ پا رہا تھا اور نہ ہی اصلاح رعیت کر پا رہا تھا۔ اس کے والد مستنصر کے پاس لشکر بھی بہت تھا۔ مگر اس کے باوجود تاتاریوں سے اس کی صلح ہی چلتی رہی تھی۔ مگر جب مستعصم خلیفہ ہوا تو وزیر نے بے غیرتی کی اور کہا لشکر کم کر دیجئے۔ تاتاریوں کو خوش رکھنے اور مال دینے تمام کام پورے ہو جائیں گے۔ خلیفہ نے وزیر کا کہا مان لیا۔ ادھر وزیر نے خفیہ تاتاریوں سے خط و کتابت شروع کی ہوئی تھی اور اس ملک کے فتح کر لینے کا لالچ دے رکھا تھا اور یہ وعدہ کیا ہوا تھا کہ وہ ان کا نائب ہوگا۔ انہوں نے اس بات کو مان لیا اور بغداد کو فتح کرنے کی تیاری کرنے لگے۔

مختصر حال تاتاریاں

الموفق عبداللطیف تاتاریوں کی خبر میں لکھتے ہیں۔ یہ ایک ایسی خبر ہے جس سے تمام گزشتہ تاریخ اور تاریخی باتیں بھول جاتی ہیں اور ہر ایک مصیبت یہاں ہیچ دکھائی دیتی ہے۔

بڑا اوزار

اس قوم کی زبان اہل ہند کی زبان سے مشابہ ہے کیونکہ ان کا ملک ہندوستان سے ملتا ہے۔ مکہ شریف سے ان کا ملک چار مہینے کے فاصلے پر ہے۔ ترکوں کے بہ نسبت ان لوگوں کے چہرے زیادہ چوڑے، سینے فراخ، سرین سبک، ہاتھ پاؤں چھوٹے، رنگ گندمی، سریع الحرکت اور صاحب الرائے ہوتے ہیں۔ ان کو تمام لوگوں کی خبریں پہنچ جاتی ہیں۔ مگر ان کی خبر کوئی نہیں پاتا۔ نہ ان کے ملک میں جاسوس جا کر رہ سکتا تھا کیونکہ اختلاف شکل کے باعث فوراً پہچانا جاتا ہے۔ جب یہ لوگ کسی ملک پر چڑھائی کا قصد کر لیتے ہیں تو اپنے ارادوں کو پوشیدہ رکھتے ہیں اور یکبارگی وہاں پہنچ کر اپنے شکار کو جا دبوچتے ہیں۔ فریق ثانی پر بھاگنے اور حملے کے تمام راستے بند کر کے رکھ دیتے ہیں۔ ان کی عورتیں بھی مردوں کی طرح ہی لڑتی ہیں اور ان کا بڑا اوزار تیر ہوا کرتا تھا جس چیز کا گوشت مل جائے کھا جاتے ہیں۔ ان کے قتل سے مشکل ہی کوئی بچ پاتا ہے۔ مردوں، عورتوں اور بچوں سب کو تہ تیغ کر دیتے ہیں۔ ان کا ارادہ ملک گیری

اور مال جمع کرنے کا بھی نہیں ہوتا بلکہ ان کا مقصد صرف اور صرف دنیا کو تباہ و برباد کرنا ہوتا ہے اور یہی یہ کرتے ہیں۔

بعضوں نے لکھا ہے ان کا ملک اطراف چین میں ہے اور یہ لوگ جنگل کے باشندے ہیں۔ بے وفائی اور شرارت میں مشہور ہیں۔ ان کے ظہور کی وجہ یہ بتلائی جاتی ہے کہ چین بڑا وسیع ملک ہے۔ اس کا دور (گولائی کا نصف کا فاصلہ ایک سرے سے دوسرے سرے تک درمیان سے) چھ ماہ کی مسافت کا ہے۔ اس کے چھ حصے ہیں اور چھ کے چھ ملکوں پر بادشاہ ایک ہی ہے جسے خاقانِ اکبر کہا کرتے ہیں۔ وہ طمغاج میں رہتا ہے۔ یہ بادشاہ ایسے ہی ہوتا ہے جیسے مسلمانوں میں خلیفہ ہوتا ہے۔ ان چھ سے ان دنوں (جن دنوں سے متعلق بات جاری ہے) ایک کا حاکم دوش خاں تھا۔ جس نے چنگیز خاں کی پھوپھی سے نکاح کر لیا تھا۔ جب دوش خاں مر گیا تو چنگیز خاں اپنی پھوپھی سے ملنے آیا۔ اس کے ساتھ کشلو خاں تھا۔ ان کی پھوپھی نے کہا دوش کا کوئی لڑکا نہیں ہے اس لیے بہتر ہے کشلو خاں اس کا ملک سنبھال لے۔ وہ تخت پر بیٹھ گیا اور مغلوں کو اس نے اپنے ساتھ ملا لیا۔

نرمی اور دھمکی

بعد ازاں اس نے حسب دستور خاقانِ اکبر کے پاس تحفے بھیجے مگر چونکہ تاتاریوں کے خاندان سے کبھی کوئی بادشاہ نہیں ہوا تھا بلکہ وہ تو چین کے خانہ بدوش لوگ تھے اس لیے خاقان کو سخت طیش آیا اور اس نے ان تمام گھوڑوں کی دُمیں کاٹ ڈالیں جو اس نے تحفے میں بھیجے تھے اور تمام ایلچیوں کو قتل کر ڈالا۔ جب اس امر کی خبر چنگیز خاں اور کشلو خاں کو ملی تو انہوں نے ایک دوسرے کی مدد کا حلف اٹھالیا اور بہت سے تاتاریوں کو ساتھ ملا کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان کے شر اور قوت کا حال جب خاقان کو معلوم پڑا تو چنگیز خاں اور کشلو خاں سے نرمی اختیار کی اور ساتھ ہی دھمکی بھی لگا دی۔ مگر اس کا کچھ فائدہ نہ ہوا اور فریقین کے مابین ایک خونریز لڑائی ہوئی جس میں خاقانِ اعظم کو شکست ہوئی اور اس کے تمام ملک پر چنگیز خاں اور کشلو خاں کا قبضہ ہو گیا۔ بعد ازاں دونوں ملک شاقون پر چڑھ دوڑے اور اسے بھی اپنے قبضہ میں کر لیا۔ پھر کچھ دیر بعد کشلو خاں مر گیا تو اس کی جگہ اس کے بیٹے نے لی۔ چنگیز خاں نے اسے بچہ سمجھ کر گرفتار کر لیا اور اس کے ملک پر بھی قابض ہو گیا۔ تمام تاتاری اس کے مطیع و منقاد (فرمانبردار)

ہو گئے۔ انہوں نے اس کی عزت میں یہاں تک مبالغہ کیا کہ اسے خدا سمجھنے لگ گئے۔

شہروں کو جلا کر

606 ہجری میں تاتاری اپنے ملک سے نکل کر ملک ترکی اور فرغانہ پر حملہ آور ہوئے۔ خوارزم شاہ محمد بن تکش حاکم خراسان کو جس نے تمام بادشاہوں کو ہلاک کر کے ان کے ملکوں پر قبضہ کیا ہوا تھا' اس کی ہمت و جرأت اس قدر بڑھ گئی تھی کہ اب خلیفہ وقت پر حملہ کرنے کے لیے تیار بیٹھا تھا۔ جب تاتاریوں کی خبر ہوئی تو وہ بھی ان کا مقابلہ نہ کر سکا بلکہ ڈر کر اہل فرغانہ' شاش اور کاسان کی طرف پیغام بھیجا' ان سب شہروں کو جلا کر لوگ سمرقند میں آ جائیں۔

سونے چاندی کی کانیں

615 ہجری تک تاتاریوں نے مختلف جگہوں پر لوٹ مچائے رکھی۔ آخر چنگیز خاں نے سلطان خوارزم شاہ کے پاس ایلچی بھیجے اور ان کے ہمراہ کئی تحفے روانہ کیے۔ ایلچیوں نے آ کر کہا خاقانِ اکبر آپ کو سلام کے بعد کہتا ہے آپ کا علو مرتبہ اور عظمت و جلالت مجھ پر پوشیدہ نہیں۔ میرے نزدیک میری اور آپ کی صلح ہو جانی بہتر ہے۔ آپ مجھے اولاد سے زیادہ عزیز ہیں اور یہ باتیں میں ڈر کر نہیں کہتا کیونکہ چین جیسے وسیع ملک پر قابض ہو گیا ہوں جہاں لشکر اور گھوڑوں کی انتہا نہیں اور اس میں سونے اور چاندی کی کانیں ہیں اس لیے مجھے کسی بھی چیز کیلئے دوسرے ملک کا دست نگر نہیں ہونا پڑتا۔ اگر تجھے بھی مناسب معلوم ہو تو مجھ سے دوستی کر لو اور سوداگروں کو اپنے مقبوضہ جات میں آنے جانے کی آزادی دیدو۔ خوارزم شاہ نے اس بات کو منظور کر لیا اس سے چنگیز خاں بہت خوش ہوا۔ سوداگروں کو ایک دوسرے کے مقبوضات میں آنے جانے کی آزادی مل گئی۔ اتفاقاً تاتاری تاجروں کا ایک قافلہ جب ماوراء النہر میں پہنچا جہاں خوارزم شاہ کا ماموں حاکم تھا اور اس کے پاس بیس ہزار سوار تھے تو تاجروں کے مال پر اس کا دل للچا گیا۔ اس نے خوارزم شاہ کو لکھا تاتاری یہاں تاجروں کے بھیس میں جاسوسی کرتے پھر رہے ہیں۔ اگر آپ حکم دیں تو ان کا انتظام کر دوں۔ مگر اس کے ماموں نے انہیں گرفتار کر کے ان کا تمام مال ضبط کر لیا۔ چنگیز خاں کے ایلچیوں نے آ کر خوارزم شاہ سے کہا تم نے تو تاجروں کو آزادی دی تھی۔ مگر آخر دھوکہ کیا جو نہایت برا کیا ہے۔ خصوصاً سلطانِ اسلام سے تو بہت ہی برا ہے۔ اگر تمہارا خیال ہے کہ یہ کام تمہارے ماموں نے تمہاری اطلاع اور اجازت

کے بغیر کیا ہے تو اسے ہمارے حوالے کر دو تمہیں اس کا نتیجہ مل جائے گا۔ یہ سن کر خوارزم شاہ کو ایسا ڈر لگا اس کے حواس باختہ ہو گئے اور ایلچیوں کو قتل کر ڈالا جس کا نتیجہ یہ ہوا ان کے عوض میں مسلمانوں کے خون کے دریا بہا دیئے گئے۔ چنگیز خاں لشکر جرار لے کر اس سے لڑنے کے لیے نکلا۔ خوارزم شاہ اس کی آمد کی خبر سن کر جیحون سے نیشاپور بھاگ گیا اور وہاں سے برج ہمدان چلا گیا۔ اس کا دشمن بھی وہاں آ نکلا اور اس کے تمام آدمیوں کو ایک ایک کر کے قتل کر دیا۔ خوارزم شاہ جان بچا کر بھاگا اور دریا عبور کر کے صحیح وسالم ایک جزیرے تک جا پہنچا۔ وہاں اس کو ذات الجنب (نمونیا' پسلیوں کا ورم) کی بیماری لگ گئی اور اسی میں تن تنہا مر گیا اور جو بستر اس کے پاس تھا' اسی میں دفن ہوا۔ یہ واقعہ 617 ہجری میں ہوا۔ تاتاری خوارزم شاہ کے تمام مقبوضات پر قابض ہو گئے۔

ابن جوزی کے پوتے لکھتے ہیں سب سے پہلے تاتاریوں کا ظہور 615 ہجری میں ماوراء النہر میں ہوا اور انہوں نے بخارا اور سمرقند پر قبضہ کر کے وہاں کے باشندوں کو تہ تیغ کر دیا اور خوارزم شاہ کا محاصرہ کر لیا۔ بعد ازاں انہوں نے دریا کو عبور کیا اور چونکہ خوارزم شاہ نے تمام بادشاہوں کو ہلاک کر دیا تھا' اسی لیے کوئی ان کے مقابل نہ ہوا اسی لیے وہ بندگان خدا کو تہ تیغ اور شہروں کو برباد کرتے ہوئے ہمدان اور قزوین تک جا پہنچے۔

بجا اور درست

ابن اثیر نے اپنی تاریخ الکامل میں لکھا ہے حادثہ تاتار حوادثِ عظیمہ اور مصائب کبریہ میں سے ہے۔ زمانے نے کبھی ایسا حادثہ نہ دیکھا۔ اس میں تمام لوگ شامل تھے۔ مگر خصوصاً مسلمان اس بلا میں زیادہ گرفتار ہوئے۔ اگر کہا جائے کہ ابتدائے دنیا سے اس وقت تک کبھی ایسا حادثہ وقوع پذیر نہ ہوا تو بالکل بجا اور درست ہو گا کیونکہ تاریخ اس جیسا کوئی حادثہ پیش نہیں کر سکتی۔

تمام دنیا پر

سب سے بڑا حادثہ جو تاریخ میں ہے' وہ بخت نصر کا ہے' جس نے بنی اسرائیل کو بیت المقدس میں تہ تیغ کیا تھا۔ لیکن وہ حادثہ تاتاریوں کے حادثہ کی نسبت کچھ بھی نہیں۔ یہ تو ایسا

حادثہ ہے جس کے چنگاڑے اڑ کر تمام دنیا پر پڑے اور اس کا ضرر تمام لوگوں کو پہنچا۔ ان لوگوں کی تیزی ایسی تھی جیسے ان بادلوں کی ہوتی ہے جنہیں ہوا اڑائے لیے پھرتی ہے۔ یہ لوگ اطراف چین سے نکلے اور پہلے بلاد ترکستان مثل کاشغر اور اشاغرق وغیرہ کو تباہ کیا۔ پھر وہاں سے سمرقند اور بخارا پہنچے اور وہاں کے لوگوں کو تہ تیغ کیا۔ وہاں سے نکل کر ملک کو تباہ کرتے ہوئے خراسان' ری' ہمدان اور حد عراق تک جا پہنچے۔ پھر وہاں سے آذربائیجان اور اس کے گردونواح کا قصد کیا اور اسے تباہ و خراب کیا۔ یہ سب کچھ ایک ہی سال میں ہوا۔ پھر آذربائیجان سے دربند شروان تک جا پہنچے اور وہاں کے تمام شہروں کے مالک ہو گئے۔ پھر وہاں سے شہر لان اور لکز میں جا کر وہاں کے لوگوں کو قتل اور قید کیا۔ پھر وہاں سے بلاد قفجان کا قصد کیا جہاں کے باشندے ترکوں سے بھی زیادہ تھے۔ جو لوگ ان سے بھاگ گئے وہ بچے اور باقی وہیں تہ تیغ ہو گئے۔ تاتاریوں کا کچھ حصہ غزنی سجستان اور کرمان کی طرف گیا اور وہاں جا کر بھی یہی حال کیا بلکہ اس سے بھی زیادہ جو نہ کبھی کانوں نے سنا اور نہ آنکھوں نے دیکھا۔

ظالم' سفاح اور جاہل

اسکندر رومی بھی دنیا کے بڑے حصہ پر قابض ہو گیا۔ مگر اتنی جلدی نہیں بلکہ آہستہ آہستہ بیس سال میں اور ساتھ ہی اس نے کسی کو قتل و غارت نہ کیا بلکہ جس نے اطاعت کی اس سے راضی ہو گیا۔ لیکن یہ لوگ دنیا کی نہایت آباد اور زرخیز جگہ پر ایک سال میں قابض ہوئے۔ کوئی شہر ایسا نہ تھا جو ان کے حملے اور دبدبے سے لرزاں نہ ہو۔ پھر لطف یہ کہ انہیں کسی مدد اور خوراک کی حاجت نہ تھی کیونکہ بھیڑ بکریاں ان کے ساتھ رہتی تھیں جو ان کی خوراک کو کافی ہوتی تھیں اور ان کے گھوڑے اپنے ٹاپوں سے زمین کھود کر گھاس پات کی جڑیں نکال کر اپنا پیٹ بھر لیتے تھے اور دانہ کا تو نام بھی نہ جانتے تھے اور ان کے مذہب کی یہ حالت تھی کہ جب آفتاب نکلتا تو اسے سجدہ کر لیا کرتے۔ کوئی چیز ان کے نزدیک حرام نہ تھی۔ تمام جانور بلکہ انسان بھی ان کے نزدیک حلال تھے۔ نکاح کا ان کے ہاں جھگڑا ہی نہ تھا۔ ایک عورت کئی مردوں کے لیے کافی ہوتی تھی۔

نمک حرامیاں

دس محرم 656 ہجری کو یہ غارت گر وبا کی طرح دولاکھ کی جمعیت لیکر ہلاکو خاں کی

زیر کمان بغداد میں پہنچے۔ خلیفہ کی فوج نے بھی ان کا مقابلہ کیا۔ مگر شکست کھائی۔ نمک حرام ابن وزیر نے خلیفہ مستعصم کو ان کے ساتھ صلح کی رائے دی اور کہا کہ آپ سپہ سالار سے چل کر میں صلح کروادوں گا۔ پھر خود تا تاریوں کے پاس جا کر اور ان سے اپنے لیے امان لیکر اور عہد و پیمان کر کے پھر خلیفہ کے پاس آیا اور کہا تا تاریوں کا بادشاہ اپنی بیٹی کی شادی امیر ابو بکر کے ساتھ کرنا چاہتا ہے اور آپ کو اسی طرح منصب خلافت پر قائم رکھنا چاہتا ہے جیسے شاہ روم نے آپ کو اپنی سلطنت میں رکھا اور جس طرح آپ کے بزرگ سلاطین سلجوق کے زمانے میں تھے۔ اس کے بعد وہ اپنی فوج لیکر واپس چلا جائے گا۔ پس آپ اس کو بخوشی منظور کر لیں کیونکہ اس ترکیب سے مسلمان خونریزی سے بچ جائیں گے۔ الغرض خلیفہ اپنے اعیان سلطنت اور فقہاء کو ساتھ لیکر نکلا اور باہر ایک خیمہ میں جا اترا۔ وہاں وزیر نے جا کر پہلے فقہاء اور امراء کو بلوایا تا کہ شرائط صلح طے کر لیں۔ مگر جب وہ وہاں پہنچے تو سب کی گردنیں ماردی گئیں۔ اسی طرح آہستہ آہستہ خلیفہ کے تمام ہمراہیوں کو بلا کر قتل کر دیا گیا۔

جو چھپے وہی بچے

بعد ازاں دریائے دجلہ کو عبور کر کے انہوں نے بغداد میں قتل عام شروع کیا جو تقریباً چالیس روز تک جاری رہا۔ لاکھوں آدمی قتل ہوئے۔ خون کی ندیاں بہہ گئیں۔ جو لوگ کنوؤں اور ایسی ہی اور پوشیدہ جگہوں میں جا چھپے تھے وہی بچے' باقی سب تہ تیغ ہو گئے۔ بیچارے خلیفہ کو لاتیاں مار مار کر قتل کر دیا۔

سب قتل ہو گئے

ذہبی لکھتے ہیں میرا خیال ہے بیچارے مستعصم کو دفن ہونا بھی نصیب نہ ہوا اور اس کے ساتھ اس کی اولاد اور دیگر رشتہ دار بھی قتل ہوئے اور بعض قید ہوئے۔ فتنہ تا تار ایسا تھا۔ اسلام کو اس سے پہلے کبھی ایسے فتنہ سے واسطہ نہیں پڑا۔ وزیر حرامزادہ بھی اپنے مقاصد میں کامیاب نہ ہوا بلکہ وہ بھی ان کے ہاتھوں سے ذلیل و خوار ہوا اور اس کے بعد جلد ہی فی النار والسقر ہوا۔

شعراء نے بغداد اور وہاں کے باشندوں کے خوب مرثیے لکھے ہیں' چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے:

بَـادَتْ وَاَهْلُوْهَا مَعًا فَبُيُوْتُهُمْ بِبَقَـاءِ مَوْلاَنَـا الْوَزِيْـرِ خَـرَابٌ

ترجمہ: ہمارے مولانا وزیر کے بقا کے سبب بغداد مع اپنے باشندوں کے تباہ و ہلاک ہوگیا ہے اور اب ان کے گھر ویران پڑے ہیں۔

ایک اور شاعر کہتا ہے:

يَا عُصبَةَ الْاِسْلاَمِ نَوْحِيْ وَانْدِبِيْ حُـزْنًـا عَـلٰى مَـاتِـمِ لِـلْمُسْتَعْصَمِ

ترجمہ: اے گروہ اسلام اس مستعصم باللہ پر غم وحزن پر رو اور نوحہ کر۔

دَسْتُ الْوِزَارَ ةِ كَـانَ قَبْـلَ زَمَانِه لِابْنِ الْفُراتِ فَصَارَ لِابْنِ الْعَلْقَمِيْ

ترجمہ: عہدۂ وزارت اس سے قبل ابن فرات کیلئے تھا اور بعد از اں ابن علقمی کے لیے خاص ہوا۔

آخری خطبہ جو بغداد میں پڑھا گیا' اس میں خطیب نے کہا ''ہر طرح کی تعریف اس خدا ہی کو سزاوار ہے جس نے موت سے بڑے بڑے مضبوط اور معمر آدمیوں کو ہلاک کر دیا اور پھر ان کے گھروں کو نیست و نابود کر دیا اور اب بھی تلوار میان میں نہیں گئی۔

تقی الدین ابن السیر نے بغداد کے بارے اور وہاں کے باشندوں کے بارے ایک قصیدہ لکھا ہے:

لِسَـائِلِ الـدَّمْـعِ عَنْ بَغْدَادَ اَخْبَارٌ فَمَاوُقُوْفُكَ وَالْاَحْبَابُ قَدْسَارُوْا

ترجمہ: بغداد کی خبریں سن کر آنسو بہانے والے سے کہہ دو وہ کیوں کھڑا ہے۔ احباب تو سب چلے گئے ہیں۔

يَـا زَائِـرِيْـنَ اِلَـى الـزَّوْرَاءِ لَاتَفِدُوْا فَـمَـا بِـذَاكَ الْحِمٰى وَالدَّارُ دَيَّارُ

ترجمہ: اے بغداد کو دیکھنے والو! فدیت نفسی (یعنی میری جان تم پر قربان) تم فدانہ ہو کیونکہ ان چراگاہوں اور گھروں میں تو اب کوئی بھی نہیں۔ تم کسے مخاطب کر رہے ہو۔

تَاجُ الْخِلاَفَةِ وَالرَّبْعُ الَّذِىْ شُرِفَتْ بِـهِ الْـمَـعَـالِـمُ قَـدْ عَـفَّـاهُ اِقْفَارُ

ترجمہ: تاج خلافت اور اس منزل کو جس سے معالم چمکی تھیں' خالی ہونے نے انہیں نیست و نابود کر دیا۔

اَضْـحٰى لِعَطْفِ الْبَلٰى فِىْ رَبْعِهِ اَثَرٌ وَلِـلـدُّمُـوْعِ عَـلَـى الْاٰثَـارِ اٰثَـارٌ

ترجمہ: اب تو اس منزل میں صرف بوسیدگی کے آثار باقی رہ گئے ہیں اور یا اب ان نشانوں پر آنسوؤں کے نشان باقی ہیں۔

يَا نَارُ قَلْبِيْ مِنْ نَارِ بِحَرْبِ وَغىً شَبَّتْ عَلَيْهِ وَوَافِى الرَّبْعِ اَعْصَارٌ

ترجمہ: اس پر لڑائی کی جو آگ جلائی گئی ہے اس سے میرے دل میں آگ لگ گئی اور تمام گھر ویران ہو گئے ہیں۔

عَلاَ الصَّلِيْبُ عَلٰى اَعْلٰى مَنَابِرِهَا وَقَامَ بِالْاَمْرِ مَنْ يَحْوِيْهِ زُنَّارٌ

ترجمہ: صلیب اس کے منبروں پر رکھی گئی ہے اور والی ایسے لوگ ہوئے ہیں جو زنار پہنے ہوئے ہیں۔

وَكَمْ حَرِيْمٍ سَبَتْهُ التُّرْكُ غَاصِبَةً وَكَانَ مِنْ دُوْنِ ذَاكَ السِّتْرِ اَسْتَارٌ

ترجمہ: ترکوں نے کئی عورتوں کو زبردستی پکڑ لیا ہے حالانکہ وہ کئی پردوں میں رہا کرتی تھیں۔

وَكَمْ بُدُوْرٍ عَلَى الْبَدْرِيَّةِ انْخَسَفَتْ وَلَمْ يَعُدْ لِبُدُوْرٍ مِنْهُ اَبْدَارٌ

ترجمہ: بہت سے چاند محلہ بدریہ میں خسوف میں آ گئے ہیں اور پھر وہ کبھی طلوع نہیں ہوئے۔

وَكَمْ ذَخَائِرَ اَضْحَتْ وَهِيَ شَائِعَةٌ مِنَ النِّهَابِ وَقَدْ حَازَتْهُ كُفَّارٌ

ترجمہ: بہت سے خزانے جو بالکل محفوظ تھے، کافروں نے لوٹ لیے ہیں اور وہ تباہ ہو گئے ہیں۔

وَكَمْ حُدُوْدٍ اُقِيْمَتْ مِنْ سُيُوْفِهِمْ عَلَى الرِّقَابِ وَحَطَّتْ فِيْهِ اَوْزَارٌ

ترجمہ: کئی حدیں ان کی تلواروں سے قائم کی گئی ہیں اور ان کے گناہ انہوں نے اپنے ذمے لے لیے ہیں۔

نَادَيْتُ وَالسَّبِيُّ مَهْتُوْكٌ يَجُرُّهُمْ اِلَى السِّفَاحِ مِنَ الْاَعْدَادِ دُعَارٌ

ترجمہ: میں نے ایسے حال میں آواز دی جبکہ قیدی خونریزی کی طرف بلائے جا رہے تھے۔

ہلاکو کے مظالم اور خطوط

جب ہلاکو خاں خلیفہ اور اہل بغداد کے قتل سے فارغ ہوا تو اس نے اپنے نائب عراق پر مقرر کیے۔ ابن علقمی نے انہیں ہزار ہا سمجھایا کوئی علوی خلیفہ مقرر کیا جائے مگر وہ نہ مانے بلکہ اسے باہر نکال دیا۔ آخر ادنیٰ غلاموں کی طرح ان کے ساتھ رہا اور اسی صدمہ میں مر گیا۔ خدا

اس پر رحم نہ کرے اور اس کے گناہ نہ بخشے۔ پھر ہلاکو خاں نے الناصر والیٔ دمشق کو یہ خط لکھا:

''سلطان ملک ناصر طال بقاءہ کو واضح ہو جب ہم عراق کی طرف نکلے تو اہل عراق کی فوجیں ہمارے مقابلے کے لیے نکلیں۔ مگر ہم نے ان کو خدائی تلوار سے تہ تیغ کیا۔ بعد ازاں شہر کے رؤساء و امراء ہمارے پاس آئے۔ مگر ان کا کلام ہی ان کی ہلاکت کا باعث نکلا اور وہ تھے بھی اسی قابل۔ بعد ازاں والیٔ شہر یعنی خلیفہ بھی ہمارے پاس آیا اور ہماری اطاعت کے دامن میں داخل ہو گیا۔ مگر ہم نے اس سے کچھ باتیں پوچھیں جن کے جواب میں اس نے جھوٹ بولا اس لیے وہ بھی تہ تیغ کیا گیا۔ اب تمہیں چاہئے ہماری اطاعت کرو اور اس کا خیال بھی نہ کرو ہمارے قبضے میں قلعے اور شمشیر زن آدمی ہیں۔ ہم نے سنا ہے کہ بقیۃ السیف لوگوں نے تمہارے پاس جا کر پناہ لی ہے۔ مگر وہ یہ نہیں جانتے:

اَیْنَ الْمَفَرُّ وَلاَ مَفَرَّ لِهَا رِبِ وَلَنَا الْبَسِیْطَانِ الثَّرٰی وَالْمَاءُ

ترجمہ: بھاگنے والا بھاگ کر کہاں جا سکتا ہے کیونکہ بحر و بر دونوں کے ہم مالک ہیں۔ اس لیے پناہ کی جگہ نہیں ہے

اب تمہیں لازم ہے اس خط کو دیکھتے ہی شام کے قلعے گرا دو۔ والسلام''

اس کے بعد ایک اور خط لکھا جس میں یہ تحریر تھا:

''بخدمت ملک الناصر طالہ۔ واضح ہو ہم نے بغداد کو فتح کر لیا ہے اور اس کے ملک کی بیخ کنی کر دی ہے۔ وہاں کے باشندوں نے ''۱ دینے میں بخل کیا اور ان کا خیال تھا کہ ان کا ملک ہمیشہ اسی شان و شوکت پر رہے گا۔ مگر اب اس کے بدر کامل کو گہن لگ گیا ہے کیونکہ قاعدہ ہے: شعر

اِذَا تَمَّ اَمْرٌ بَدَا نَقْصُهٗ تَوَقَّعْ زَوَالًا اِذَا قِیْلَ تَمّ

ترجمہ: جب کوئی کام پورا ہوتا ہے تو اس کا نقص ظاہر ہوتا ہے۔ جب کہا جائے کام مکمل ہو گیا ہے تو تم اس کے زوال کی توقع رکھو کیونکہ ہر کمال کو زوال ہے۔

اب ہم بربادی کی عمر میں اور اضافہ کرنا چاہتے ہیں۔ تمہیں چاہئے ان لوگوں جیسے نہ ہو جاؤ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا تو خدا تعالیٰ نے بھی ان کو بھلا دیا۔ جو کچھ تمہارے دل میں ہے ظاہر کر دو خواہ نرمی سے خواہ سختی سے۔ تمہیں چاہئے ہماری اطاعت کر کے ہمارے شر سے بچو

اور ہمارے انعامات سے مالا مال ہو جاؤ اور ہمارے ایلچیوں کو زیادہ دن نہ ٹھہراؤ۔ والسلام۔"

اس کے بعد ایک تیسرا خط لکھا جس میں تحریر تھا:

حمد و صلوٰۃ کے بعد واضح ہو ہم خدا تعالیٰ کا لشکر ہیں۔ وہ ہمارے ہی ذریعے گنہگاروں' متکبروں اور جابروں سے انتقام لیتا ہے۔ ہم جو کچھ کرتے ہیں حکم خدا سے کرتے ہیں۔ اگر ہمیں غصہ آ جائے تو ہم لوگوں کا حال دگرگوں کر دیتے ہیں۔ ہم نے شہروں کو تباہ کر دیا ہے۔ بندگانِ خدا کو قتل کر دیا ہے اور عورتوں اور بچوں تک کو نہیں چھوڑا۔ اے باقی رہ جانے والو! تم بھی ان کے ساتھ ہی ملنے والے ہو۔ اے غافلو! تم بھی ان کی ہی طرف چلائے جا رہے ہو۔ ہم لشکر رحمت نہیں ہیں۔ ہمارا مقصود انتقام لینا ہے' ملک گیری ہمارا مقصد نہیں۔ ہمارے ملک کا کوئی قصد نہیں کر سکتا اور ہمارے مہمان پر کوئی ظلم نہیں کر سکتا۔ ہمارے ملک میں ہمارا عدل و انصاف مشہور ہے اور ہماری تلواروں سے کوئی کہاں بھاگ سکتا ہے۔ اشعار

اَیْنَ الْمَفَرُّ وَلَا مَفَرَّ لِهَارِبٍ وَلَنَا الْبَسِیْطَانِ الثَّرٰی وَالْمَاءُ

ترجمہ: کہاں بھاگ سکتا ہے حالانکہ بھاگنے والا کہاں جائے گا کیونکہ پانی و مٹی دونوں ہی ہمارے بسیط ہیں۔

ذَلَّتْ لِهَیْبَتِنَا الْاُسُوْدُ وَاَصْبَحَتْ فِیْ قَبْضَتِیْ الْاُمَرَاءُ وَالْخُلَفَاءُ

یعنی ہمارے تابع ہیں۔ شیر ہماری ہیبت سے کانپ رہے ہیں اور تمام خلفاء و امراء میرے قبضہ میں ہیں۔

اب ہم تمہاری طرف آ رہے ہیں۔ تم بھاگو اور ہم تمہارا تعاقب کر لیں گے۔

سَتَعْلَمُ لَیْلٰی اَیُّ دِیْنٍ تَدَایَنَتْ وَاَیُّ غَرِیْمٍ بِالتَّقَاضِیْ غَرِیْمُهَا

ترجمہ: لیلیٰ کو عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ کونسا قرض اس نے قرض دیا ہے اور کس قرض خواہ سے وہ تقاضا کر رہی ہے۔

ہم نے تمام شہروں کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔ بچوں کو یتیم کر دیا ہے۔ بندگانِ خدا کو ہلاک کر دیا ہے اور انہیں طرح طرح کے عذاب چکھائے ہیں۔ ان کے بڑوں کو صغیر کر دیا ہے اور ان کے امیروں کو قید کر لیا ہے۔ کیا تمہارا خیال ہے تم ہم سے بچ جاؤ گے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ تمہیں عنقریب ہی اپنے کیے کا بدلہ مل جائے گا جس نے ڈرا دیا تو گویا اس نے اپنا عذر پیش کر دیا۔

(اب تم مانو یا نہ مانو۔)

ان سے جنگ کریں

657ہجری شروع ہوا اور دنیا بلا خلیفہ ہی تھی۔اسی سال ترکی مدینہ کیطرف آئے۔ان دنوں والی مصر منصور علی بن معز لڑکا ہی تھا اور اس کا اتا بک امیر سیف الدین قطز المعز اس کے باپ کا غلام تھا۔الصاحب کمال الدین عدیم بطور ایلچی ان کے پاس آیا اور ان سے تا تاریوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے مدد کی درخواست کی۔امیر سیف الدین قطز نے تمام امراء اور اعیانؒ کو جمع کیا۔شیخ عزالدین بن عبدالسلام بھی موجود تھے۔انہوں نے فتویٰ دیا جب کوئی دشمن بلاد اسلامیہ پر حملہ آور ہوتو تمام دنیائے اسلام کو واجب ہے ان سے جنگ کریں اور ان سے جنگ کی تیاری کے لیے ان سے کچھ رقم وصول کر لینا جائز ہے۔بشرطیکہ بیت المال میں کچھ نہ ہو اور سپاہی اپنی تمام نفیس چیزوں کو فروخت کر کے صرف گھوڑا اور ہتھیار اپنے پاس رکھ لیں اور تمام ان سے جنگ کے لیے نکلیں۔مگر لشکر کے مال کو برقرار رکھ کر صرف رعیت سے ہی مال اکٹھا کرنا جائز ہے۔

کوئی شجاع بادشاہ

چند روز بعد قطز نے اپنے مالک کے بیٹے منصور کو قید کر لیا اور کہا یہ لڑکا ہے اور ایسے مشکل وقت میں ضروری ہے کوئی شجاع بادشاہ ہو جو جہاد کر سکے اس لیے میں بادشاہ بنتا ہوں۔یہ کہہ کر خود بادشاہ بن گیا اور الملک المظفر اپنا لقب مقرر کیا۔

بے تحاشا بھاگے

658ہجری میں بھی دنیا بغیر خلیفہ کے ہی تھی۔اسی سال ہی تا تاری دریائے فرات کو عبور کر کے حلب میں پہنچ گئے۔وہاں قتل عام کیا۔پھر وہاں سے دمشق کی طرف نکل گئے۔ماہ شعبان میں مصری تا تاریوں سے لڑنے کے لیے شام کی طرف بڑھے۔مظفر بھی اپنا لشکر لیکر آگے بڑھا۔لشکر کا جنرل رکن الدین بیبرس بندقداری تھا۔بروز پندرہ شعبان بروز جمعہ کو عین جالوت پر مصریوں اور تا تاریوں کا مقابلہ ہوا جس میں تا تاریوں کو شکست فاش ہوئی اور بے تحاشا بھاگے۔مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور ہزاروں کو "فی النار والسقر" کیا۔

مظفر نے اس فتح کی خبر دمشق بھیجی۔ لوگوں نے بڑی مسرت کا اظہار کیا۔ پھر مظفر، مؤید اور منصور دمشق میں داخل ہوئے۔ لوگ انہیں بہت اہمیت دینے لگے۔ بیبرس نے حلب تک تاتاریوں کا تعاقب کیا اور ان کے آلائش سے تمام شہروں کو پاک وصاف کردیا۔

وعدہ خلافی

سلطان المظفر نے اس فتح کے عوض بیبرس سے حلب کا حاکم بنانے کا وعدہ کیا تھا مگر وہ اس وعدے سے پھر گیا۔ بیبرس اس سے بہت متاثر ہوا اور دونوں میں کشیدگی بڑھ گئی۔ مظفر کا ارادہ تھا خود حلب میں جا کر تاتاریوں سے ملک کو پاک وصاف کردے۔ لیکن جب اسے معلوم ہوا بیبرس ان کے موافق ہے اور اس کے قتل کا حیلہ کر رہا ہے تو وہ مصر کی طرف روانہ ہوا اور بیبرس کے قتل کے لیے اپنے خواص سے مشورہ کیا۔ بیبرس کو بھی یہ خبر مل گئی۔ وہ بھی مصر کی طرف روانہ ہوا۔ دونوں میں سے ہر ایک دوسرے سے خوف کھاتا تھا۔ آخر بیبرس نے امراء کو جمع کر کے ذی القعدہ کی دس تاریخ کو مظفر کو راستے میں ہی قتل کر ڈالا اور خود بادشاہ بن کر الملک القاہر اپنا لقب مقرر کیا اور مصر میں آ کر مظفر نے مصریوں پر جو ظلم برپا کر رکھے تھے، دور کر دیے۔ وزیر زین الملۃ والدین ابن زبیر نے کہا آپ یہ لقب بدل دیجئے کیونکہ جس کا بھی یہ لقب ہوا وہ آسودہ نہیں رہا، چنانچہ قاہر بن معتضد کا یہی لقب تھا۔ وہ معزول کر دیا گیا تھا اور اس کی آنکھوں میں لوہے کی گرم سلائیاں پھیر دی گئی تھیں اور ابن والئ موصل نے یہی لقب اختیار کیا تھا اسے زہر دیا گیا تھا۔ اس پر سلطان نے اپنا یہ لقب بدل کر الملک الظاہر مقرر کر لیا۔

مدت انقطاع خلافت

659 ہجری تک بھی ابھی دنیا میں خلافت کی مسند خالی ہی تھی۔ آخر اسی سال ماہ رجب میں مصر کے اندر خلافت قائم ہوئی تو اس حساب سے قریباً ساڑھے تین سال تک خلافت منقطع رہی۔

مستنصر کے عہد خلافت میں ان علماء نے انتقال کیا:

حافظ تقی الدین صریفینی، حافظ ابوالقاسم بن طیلسانی، شمس الائمہ کردی من کبار الحنفیہ، شیخ تقی الدین بن صلاح، علم سخاوی، حافظ محب الدین بن بخار مؤرخ بغداد، منتخب الدین شارح مفصل، ابن یعیش نحوی، ابوالحجاج اقصر زاہد، ابوعلی نظر بنی نحوی، ابن بیطار صاحب مفردات، علامہ

جمال الدین بن حاجب امام المالکیہ' ابوالحسن دباج نحوی' قفطی صاحب تاریخ النحاۃ' افضل الدین خونجی صاحب المنطق' ازدی صاحب البیاض فی الاصل' حافظ یوسف بن خلیل' بہاء بن بنت الحمیری' جمال بن عمرو نحوی' رضی صغانی لغوی صاحب عباب وغیرہ' کمال عبدالواحد زملکانی صاحب المعانی والبیان واعجاز القرآن' شمس خسروشاہی' مجد بن تیمیہ' یوسف سبط بن جوزی صاحب مرآۃ الزمان' ابن باطیش من کبار الشافعیہ' نجم باردائی' ابن ابی الفضل المرسی صاحب تفسیر وغیرہم۔

باقاعدہ فصل

انقطاع خلافت کی مدت میں یہ علماء فوت ہوئے:

الزکی عبدالعظیم منذری' شیخ ابوالحسن شاذلی' شیخ طائفہ شاذلیہ' شعبہ مقرئی' فاسی شارح شاطبیہ' سعد الدین بن عزی شاعر' صرصری شاعر' ابن آباد مورخ اندلس وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ۔

المستنصر باللہ احمد

شیخ قطب الدین لکھتے ہیں یہ بغداد میں قید تھا۔ جب تاتاریوں نے بغداد کو فتح کیا تو اسے رہا کر دیا گیا۔ یہ بھاگ کر عراق جا پہنچا۔ جب الملک الظاہر بیبرس سلطان ہوا تو یہ دس رجب کو ہی بنی مہارش کو ساتھ لیکر بیبرس کے پاس آیا۔ سلطان مع قضاۃ اوراعیانِ سلطنت کے اس کی ملاقات کے لیے نکلا اور اسے قاہرہ میں لے جاکر قاضی القضاۃ تاج الدین بن بنت الاعز سے اس کا نسب ثابت کیا۔ بعدازاں اس سے بیعت کی گئی۔ سب سے پہلے سلطان نے ہی بیعت کی اور بعدازاں قاضی القضاۃ تاج الدین نے اور پھر شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے اس کے بعد ہر ایک نے اپنے مرتبے کے مطابق بیعت کی۔ یہ واقعہ تیرہ رجب کو پیش آیا۔ اس کے بعد سکوں پر بھی اس کا نام نقش کرایا گیا اور اس کے نام کا خطبہ بھی پڑھا گیا اور المستنصر باللہ کا لقب رکھا گیا۔ لوگ اس واقعہ سے بہت خوش ہوئے۔

رسم کے مطابق

جمعہ کے دن خلیفہ سیاہ کپڑے زیب تن کیے ہوئے قلعہ کی جامع مسجد میں آیا اور منبر پر

کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا۔ اس میں پہلے بنی عباس کا شرف بیان کیا اور پھر سلطان اور مسلمانوں کیلئے دعائیں کیں۔ بعد ازاں لوگوں کو نماز پڑھائی اور پرانی رسم کے مطابق سلطان کو خلعت دیئے جانے کا حکم کیا اور تمام لوگوں کو اس کی اطاعت کا حکم دیا۔

659 ہجری چار ماہ شعبان کو قاہرہ کے باہر ایک خیمہ نصب کیا گیا۔ خلیفہ' سلطان اور امراء و وزراء سب وہاں اکٹھے ہوئے۔ ان کی موجودگی میں خلیفہ نے سلطان کو خلعت اور طوق پہنایا۔ فخر الدین بن لقمان نے منبر پر کھڑے ہو کر خلیفہ کا فرمان سنایا۔ پھر سلطان وہی خلعت پہنے ہوئے باب النصر سے شہر میں داخل ہوا۔ پھر قلعہ کی آئینہ بندی کی گئی۔ تمام امراء و وزراء پاپیادہ ساتھ تھے۔ سلطان نے خلیفہ کے لیے ایک اتابک' استادار' شرابی' خزانچی' حاجب اور ایک کاتب مقرر کیا اور خزانہ کا ایک بہت بڑا حصہ' بہت سے غلام' سو گھوڑے' تیس خچر اور دس اونٹ مقرر کیے۔

ذہبی کہتے ہیں مستنصر اور مقتفی کے علاوہ کوئی شخص اپنے بھتیجے کے بعد خلیفہ نہیں ہوا۔ والئ حلب امیر شمس الدین اقوش نے حلب میں ایک اور خلیفہ مقرر کیا اور اس کا لقب الحاکم بامراللہ رکھا اور اس کا نام خطبوں میں پڑھا گیا اور سکوں پر بھی نقش کرایا گیا۔

مستنصر کا عہد خلافت

مستنصر نے عراق میں جانے کا ارادہ کیا تو سلطان بھی اس کے ساتھ ہوا' یہاں تک کہ دمشق تک گیا۔ پھر والئ موصل کی اولاد کو بہت سا سامان اور دس لاکھ دینار اور ساٹھ ہزار درہم دیئے۔ پھر وہاں سے خلیفہ صاحب بخارا' صاحب موصل اور صاحب جزیرہ وغیرہم ملوک کو ساتھ لے کر حلب پہنچا اور خلیفہ حلب الحاکم بامراللہ بھی اپنی مسند چھوڑ کر اس کی اطاعت میں آ گیا۔ پھر یہ سب مل کر آگے چلے اور حدیثہ کو فتح کیا۔ بعد ازاں تاتاریوں کے لشکر سے جنگ ہوئی جس میں بہت سے مسلمان شہید ہوئے اور خلیفہ گم ہو گیا۔ بعض کہتے ہیں یہ بھی شہید ہوا (اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے) اور پھر اس کا پتہ معلوم نہ ہوا۔ یہ حادثہ تین محرم 660 ہجری کو پیش آیا۔ اس حساب سے مستنصر کی خلافت صرف چھ ماہ رہی۔ اس کے بعد الحاکم خلیفہ ہوا جو اس کی زندگی میں ہی حلب میں خلیفہ ہوا تھا۔

الحاکم بامر اللہ

الحاکم بامر اللہ ابو العباس احمد بن ابی علی الحسن القمی بن علی بن ابی بکر بن خلیفہ مسترشد باللہ بن المستظہر باللہ۔ تاتاریوں کے فتنہ میں یہ کہیں روپوش ہو رہا تھا۔ بعد ازاں چند آدمیوں کو ساتھ لیکر حسین ابن فلاح امیر بنی خلفاء کے پاس آیا اور مدت تک اس کے پاس رہا۔ الناصر صاحب دمشق کو جب اس کا حال معلوم ہوا تو اسے بلا بھیجا۔ مگر اس کے بعد اچانک فتنہ تاتار ہوگیا۔ پھر جب الملک المظفر دمشق میں آیا تو اس نے امیر قلج بغدادی کو بھیج کر اس کو بلایا اور اس کی بیعت کر لی۔ بہت سے امرائے عرب بھی اس کے ساتھ آ ملے اور الحاکم نے فرغانہ حدیثہ ہیت اور انبار کو فتح کیا اور تاتاریوں کو مار بھگایا۔ پھر علاء الدین طیرس نائب دمشق نے اسے بلا بھیجا۔ ادھر الملک الظاہر بھی اسے بلا رہا تھا اس لیے ماہ صفر میں وہ دمشق میں آیا۔ نائب دمشق نے اسے سلطان الملک المظفر کی طرف روانہ کر دیا۔ مگر اس کے وہاں پہنچنے سے تین روز پیشتر قاہرہ میں المستنصر باللہ سے بیعت ہو چکی تھی اس لیے الحاکم قید کے خوف سے حلب میں چلا گیا۔ وہاں کے والی اور رؤسا نے اس سے بیعت کر لی۔ ان میں سے عبدالحلیم بن تیمیہ بھی تھے۔ اس کے بعد الحاکم نے فرغانہ کا قصد کیا اور جب خلیفہ مستنصر وہاں آیا تو یہ اس کے حلقہ اطاعت میں آ گیا۔ جب مستنصر تاتاریوں سے جنگ کے دوران کہیں گم ہو گیا تو یہ حاکم رحبہ عیسٰی بن مہنا کے پاس چلا گیا اور وہاں الملک الظاہر نے بھرس سے خط و کتابت کی۔ اس نے اسے بلا بھیجا۔ حاکم اپنے بیٹوں اور کئی ایک ہمراہیوں کے ساتھ قاہرہ آ گیا۔ الملک الظاہر نے اس کی بڑی عزت کی اور اس سے بیعت کر لی اور قلعہ کے ایک بڑے برج میں اس کو اتارا۔ خلیفہ نے جامع مسجد میں کئی بار خطبہ پڑھا۔ چالیس سال سے بھی زیادہ عرصہ تک اس نے خلافت کی۔

حسب مراتب بیعت

شیخ قطب الدین نے لکھا ہے نسب کو ثابت کرنے کے بعد بروز جمعرات آٹھ محرم 661 ہجری میں سلطان نے ایک مجلس منعقد کی۔ الحاکم بامر اللہ بھی وہاں آیا اور سلطان کے پاس بیٹھا۔ سلطان نے اٹھ کر اس سے بیعت کی۔ خلیفہ نے اسے خلعت دی اور اسے نائب

السلطنت قرار دیا۔ اس کے بعد اور لوگوں نے حسب مراتب بیعت کی۔ دوسرے روز جمعہ تھا ۔حاکم نے خطبہ پڑھا اور اس میں: جہاد و امامت کا ذکر کیا اور حرمت خلافت کی ہتک کو بیان کیا۔ بعد ازاں یہ کہا سلطان الملک الظاہر امامت کی مدد کیلئے اٹھا ہے اور لشکر کفار کو یہاں سے مار بھگایا ہے۔ اس کے بعد تمام ممالک میں الحاکم کی بیعت کا اعلان کر دیا گیا۔

وظیفے

اسی سال بہت سے تاتاری مسلمان ہو گئے اور ممالک اسلامیہ میں رہنے لگے۔ یہاں ان کے روزینے اور وظیفے مقرر ہو گئے اور ان کا شر کم ہو گیا۔

662 ہجری میں مدرسہ ظاہریہ کی تعمیر مکمل ہوئی اور اس میں فقہ شافعی کے پڑھانے کے لیے تقی بن زرین مقرر ہوئے اور تدریس حدیث کے لیے شرف دمیاطی مقرر ہوئے۔

مختلف جگہوں پر

663 ہجری میں سلطان اندلس ابو عبداللہ بن احمر نے انگریزوں پر فتح پائی اور بتیس شہر جن پر ان کا تسلط تھا' چھین لیے۔ ان ہی شہروں میں شبیلہ اور مرسیہ بھی شامل ہیں۔ اسی سال قاہرہ میں مختلف مقامات میں آگ لگی اور چھتوں پر کاغذوں میں لپٹی ہوئی گندھک پائی گئی۔

بادشاہ حاشیہ بردار

اسی سال سلطان نے بحر اشمعون کو کھدوایا جس میں امراء سمیت خود بھی حصہ لیا۔ اسی سال ہلاکو خاں جہنم واصل ہو گیا۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا ابغا تخت پر بیٹھا اور اسی سال سلطان نے اپنے بیٹے الملک السعید کو جس کی عمر اس وقت صرف چار سال کی تھی' اپنا ولی عہد مقرر کر دیا اور شاہی لباس پہنا کر گھوڑے پر سوار کرایا اور آگے آگے خود اس کا حاشیہ بردار بنا اور باب السر سے لیکر باب السلسلہ تک ہو کر واپس ہوا۔ پھر سعید سوار ہو کر قاہرہ تک گیا۔ تمام امراء اس کے ساتھ پیدل تھے۔ اسی سال دیارِ مصر میں مذاہب اربعہ کے چار قاضی مقرر ہوئے۔

سلطنت کے بارے

اسی سال سلطان نے خلیفہ کو نظر بند کر دیا۔ کیونکہ اس کے پاس بیٹھنے والے باہر جا کر امور سلطنت کے بارے باتیں کیا کرتے تھے۔

665 ہجری میں سلطان نے ایک لشکر نوبہ اور دنقلہ کی طرف روانہ کیا جنہوں نے وہاں فتح پائی اور بادشاہ نوبہ کو قید کر کے الملک الظاہر کے پاس بھیجا اور تمام اہل دنقلہ پر جزیہ لگا دیا۔

فتح نوبہ

ذہبی نے لکھا ہے پہلے 31 ہجری میں عبداللہ بن سرح نے پانچ ہزار سواروں کے ساتھ نوبہ پر چڑھائی کی تھی مگر ناکام رہے اور آخر ان سے صلح کر لی اور واپس چلے آئے۔ پھر ہشام کے عہد میں بھی ان پر فوج کشی کی گئی لیکن فتح نہ ہوا۔ اس کے بعد منصور تکن زنگی' کافور اخشیدی' ناصر الدولہ ابن حمدان اور صلاح الدین کے بھائی توران شاہ نے بھی اس پر حملے کیے مگر فتح نہ ہوا۔ اس کے فتح ہونے پر ابن عبد الظاہر نے یہ شعر کہا:

هٰـذَا هُوَ الْفَتْحُ لَاشَيْءَ سَمِعْتُ بِهِ فِـى شَاهِدِ الْعَيْنِ لَامَافِي الْاَسَانِيْدِ

ترجمہ: یہ ایسی فتح ہے کہ اس فتح تک قبل اس کے ایسی کسی فتح کا حال نہیں سنا گیا' نہ اپنی آنکھوں سے دیکھا گیا ہے اور نہ قصہ کے طور پر سنا گیا ہے۔

شلامش بادشاہ

676 ہجری میں سلطان الملک الظاہر ماہ محرم میں دمشق میں فوت ہو گیا۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا الملک السعید محمد سلطان ہوا جس کی عمر اٹھارہ سال تھی۔ اسی سال تقی بن رزین مصر و قاہر دونوں کے قاضی مقرر ہوئے۔ اس سے قبل مصر و قاہرہ میں الگ الگ قاضی ہوا کرتے تھے۔

678 ہجری میں ملک السعید معزول کر دیا گیا اور وہاں سے کرک بھیجا گیا۔ وہاں اسی سال وہ فوت ہو گیا۔ اس کی جگہ مصر میں اس کا سات سالہ بھائی بدر الدین شلامش ملقب بملک العادل سلطان بنایا گیا اور امیر سیف الدین قلاوون اس کا اتابک مقرر ہوا۔ سکوں پر ایک طرف اس کا اور دوسری طرف امیر سیف الدین کا نام نقش کیا گیا۔ مگر ماہ رجب میں شلامش بغیر کسی وجہ کے تخت سے اتار دیا گیا اور قلاوون ملقب بہ ملک المنصور بادشاہ بن گیا۔

تاتاریوں پر فتح

680 ہجری میں تاتاریوں کے لشکر نے شام میں پہنچ کر لوگوں میں ہل چل مچا دی۔ سلطان نے ان سے لڑائی کی اور سخت جنگ ہوئی۔ مگر خدا کا شکر ہے میدان مسلمانوں کے ہاتھ

ہی رہا۔

688 ہجری میں سلطان نے طرابلس بزور شمشیر فتح کیا۔ یہ شہر پہلے پہل حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد میں فتح ہوا تھا۔ مگر 503 ہجری سے نصاریٰ کے ہاتھ میں چلا آتا تھا۔

تدبیر پلٹ

اس وقت کے شعراء سے کسی نے اپنی قوم مسلمہ کو برانگیختہ کرنے کیلئے اور بزدلی کو دور کرنے کے لئے اشعار کہے جن میں سے ایک یہ ہے:

ان قاتلوا قتلوا او طاردوا طردوا ؛ او حاربوا حربوا او غالبوا غلبوا

ترجمہ: اگر قتل کریں تو خود قتل کر دیئے جاتے ہیں یا کسی کو باہر نکالیں تو خود باہر نکال کیے جاتے ہیں یا جنگ کریں تو خود مارے جاتے ہیں یا اگر کسی پر غلبہ کرنے لگیں تو بھی خود مغلوب ہو جاتے ہیں۔

آگے تاج ابن اثیر لکھتے ہیں مگر اب خدا تعالیٰ کا شکر ہے جس نے اسلام کی مدد کی اور کفر کو ذلیل کیا اور شیاطین کی اچھی طرح سے سرکوبی کر دی۔

کہتے ہیں طرابلس کے معنی رومی زبان میں تین مجتمع قلعوں کے ہیں۔

قلاوون کی موت

689 ہجری ماہ ذوالقعدہ کو قلاوون انتقال کر گیا۔ بعد ازاں اس کا بیٹا الملک الاشرف صلاح الدین قائم ہو گیا تخت پر بیٹھتے ہی اس نے پہلا حکم خلیفہ کو رہا کرنے کا جاری کیا۔ باپ کے سامنے اس کی کوئی قدر نہ تھی یہاں تک کہ اس نے اسے اپنا جانشین بھی نہ بنایا تھا۔ خلیفہ نے جمعہ کے روز خطبہ پڑھا اور بغداد کا ذکر کر کے اس کے فتح کرنے پر حرص دلائی۔ 691 ہجری میں سلطان نے قلعہ روم کا محاصرہ کیا۔

الملک العاص

693 ہجری میں سلطان کو قتل کر دیا گیا اور اس کی جگہ اس کے بھائی محمد بن منصور کو لایا گیا جس نے اپنا لقب الملک الناصر رکھا۔ اس کی عمر اس وقت صرف نو برس تھی۔ 694 ہجری میں

اسے معزول کر کے کتبغا منصور کو تخت پر بٹھایا گیا۔اس نے اپنا لقب الملک العاص مقرر کیا۔

قبول اسلام تا تاری بادشاہ

اسی سال تا تاریوں کا بادشاہ حاذان بن ادغون بن ابغابن ہلاکو نے اسلام قبول کرلیا۔ مسلمانوں کو اس سے بہت خوشی ہوئی۔ پھر اس طرح سے اس کے لشکر میں بھی اسلام پھیل گیا۔

تخت پر قبضہ

696 ہجری میں جبکہ سلطان دمشق میں گیا ہوا تھا' اجین زبردستی تخت پر قابض ہوگیا۔ کسی نے بھی چون وچرانہ کی۔ سب مطیع فرمان ہوگئے۔اس نے اپنا لقب الملک المصور رکھا اور الملک العادل بیچارہ صرخد میں چلا گیا اور اس نے وہیں رہنا منظور کرلیا۔

جمادی الاخریٰ 698 ہجری کو اجین قتل ہوگیا اور الملک الناصر محمد بن منصور قلادون کو جو کرک میں تھا' بلا کر پھر سلطان مقرر کیا گیا اور العادل حماہ میں اس کا نائب رہا اور آخر اسی حالت میں 702 ہجری کو فوت ہوگیا۔

مدفن خاندانِ خلفاء

701 ہجری میں بروز جمعہ اٹھارہ جمادی الاولی کو خلیفہ الحاکم انتقال کر گیا۔ عصر کے وقت قلعہ کے نیچے سوق الخیل میں نماز جنازہ پڑھی گئی۔ تمام امراء وزراء پاپیادہ جنازے کے ساتھ تھے۔ السیدہ نفیسہ کے قریب دفن ہوا۔ یہ پہلا شخص ہے جو اس جگہ دفن ہوا۔ بعدہ خلفاء کے خاندان کا وہی جگہ مدفن قرار پا گیا جو اب تک چلا آتا ہے۔ الحاکم اپنی زندگی میں ہی اپنے بیٹے ابوالربیع سلیمان کو ولی عہد بنا گیا تھا۔

اس کے عہد میں یہ علماء فوت ہوئے:

شیخ عزالدین بن عبدالسلام' العلم اللورقی' ابوالقاسم القباری زاہد' زید' خالد النابلسی' حافظ ابوبکر بن سدی' امام ابوشامہ' تاج بن بنت الاعز' ابوالحسن بن عدلان' مجدالدین بن دقیق العید' ابوالحسن بن عصفور نحوی' الکمال سلار اربلی' عبدالرحیم بن یونس صاحب التعجیز' قرطبی صاحب التفسیر والتذکرہ' شیخ جمال الدین بن مالک اور ان کا لڑکا بدرالدین' نصیرالدین طوسی رأس الفلسفہ' خاصۃ التتار' تاج بن سباعی خازن المستعصر یہ' برہان بن جماعۃ' نجم کاتبی منطقی' شیخ محی

الدین نوری، صدر سلیمان امام الحفیہ، تاج بن میسر المؤرخ، کواشی مفسر، تقی بن رزین، ابن خلکان صاحب وفیات العیان، ابن ایاز نحوی، عبدالحلیم بن تیمیہ، ابن جعوان، ناصرالدین بن منیر، نجم بن بارزی، برہان نسفی صاحب التصانیف فی الخلاف والکلام، الرضی شاطبی لغوی، جمال شریشی، نفیسی شیخ الاطباء، ابوالحسین بن ربیع نحوی، اصبہانی شارح المحصول، عفیف تلمسانی شاعر، تاج بن فرکاح، زین بن مرحل، شمس جوئی، غرفاروقی، محب طبری، تقی بن بنل الاغر، رضی قسطنطینی، بہاء بن نحاس نحوی، یاقوت مستعصمی صاحب الخط منسوب وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ۔

المستکفی باللہ

المستکفی باللہ ابوالربیع سلیمان بن حاکم بامراللہ پندرہ محرم 684 ہجری میں پیدا ہوا۔ اپنے والد کے عہد کے مطابق 701 ہجری میں تخت نشیں ہوا۔ تمام بلاد مصر اور شام کے منبروں پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور تمام ممالک اسلامیہ میں اس کی خوشخبری دی گئی۔ پہلے خلفاء کیش میں رہا کرتے تھے۔ سلطان نے انہیں قلعہ میں بلالیا اور ان کے لیے ایک گھر علیحدہ کر دیا۔

702 ہجری میں تاتاری شام پر چڑھ آئے۔ سلطان معہ خلیفہ کے ان کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے نکلا اور فتحیاب رہا۔ بہت سے تاتاری مارے گئے اور باقی بھاگ گئے۔

جامع مسجد حاکم

704 ہجری میں امیر بھرس جاشنگیر منصوری نے جامع مسجد حاکم میں وظائف مقرر کیے اور جتنا حصہ ایک زلزلہ میں گر گیا تھا وہ نیا بنوا دیا۔ چاروں قاضی فقہ کے استاذ مقرر ہوئے اور شیخ الحدیث سعد الدین حارثی اور ابوحیان شیخ النحو۔

پل ٹوٹ گیا

608 ہجری میں سلطان ملک الناصر محمد بن قلادون ماہ رمضان میں مصر سے حج کرنے کے لیے روانہ ہوا۔ بہت سے امراء بھی وداع کرنے کو ساتھ ہوئے۔ سلطان نے تھوڑی دور جا کر ان کو رخصت کر دیا۔ سلطان کے لیے کرک میں پل بنایا گیا تھا۔ جب سلطان اس کے درمیان میں پہنچا تو پل ٹوٹ گیا۔ جو آدمی سلطان کے آگے آگے تھا وہ تو بچ گئے اور سلطان دریا

میں گر گیا۔ مگر ان میں سے ایک آدمی نے کود کر سلطان کو بچالیا۔ جبکہ پچھلے پچاس آدمی دریا میں گر گئے تھے۔ ان سے چار تو مر گئے اور باقیوں کو شدید چوٹیں آئیں۔ سلطان نے پھر کرک میں اقامت کی اور مصر میں اطلاع بھیج دی میں بخوشی خود کو سلطنت سے علیحدہ کرتا ہوں۔ قاضیوں نے اس بات کو ثابت کرنے کے بعد تیئس شوال کو امیر رکن الدین بیبرس جاشنگیر سے بیعت کر لی اور الملک المظفر کا لقب دیا۔ خلیفہ نے اسے ایک سیاہ خلعت اور گول عمامہ پہنایا اور اس کی تقرری کی اطلاع تمام ممالک میں دیدی گئی۔

دعویٰ سلطنت

709 ہجری ماہ رجب میں الملک الناصر واپس آیا اور سلطنت کا دعویٰ کیا۔ بہت سے امراء اس کے طرفدار ہو گئے۔ ماہ شعبان کو وہ دمشق میں آیا اور پھر عید الفطر کے دن مصر میں داخل ہوا اور قلعہ پر چڑھ آیا۔ مظفر بیبرس اپنے دوستوں کی ایک جماعت کے ساتھ پہلے ہی مفرور ہو چکا تھا لیکن آخر پکڑ کر قتل کر دیا گیا۔

علاء وداعی نے الملک الناصر کے واپس آنے پر یہ اشعار کہے:

الملک الناصر قد اقبلت دولتہ مشرقۃ الشمس
عاد الی کرسیہ مثل ما عاد سلیمان الی الکرسی

ترجمہ: ملک الناصر کی توجہ سلطنت کی طرف ہوئی۔ اس کی سلطنت سورج کی طرح چمک رہی ہے۔ وہ اپنی مملکت میں اپنی کرسی کی طرف واپس پلٹ آیا ہے جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے تخت کی طرف لوٹے تھے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

سفید پگڑیاں

اسی سال وزیر نے ذمیوں کو سفید پگڑیاں باندھنے کی اجازت دینے میں گفتگو کی۔ اس حکم پر سات لاکھ دینار سالانہ جزیہ دینا منظور کیا گیا تھا۔ مگر شیخ تقی الدین بن تیمیہ نے اس کی سخت مخالفت کی جس سے وزیر کی بات منظور نہ ہو سکی۔

نئے احکام

اسی سال تاتاریوں کے بادشاہ خوبند نے رفض کو پھیلایا اور خطباء کو حکم دیا خطبہ میں حضرت

علی و حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کے علاوہ کسی کا نام نہ لیا کریں۔ یہ رسم اس کے مرتے دم تک جاری رہی۔ اس کے بعد اس کے بیٹے ابو سعید نے باپ کے تمام حکموں کو منسوخ کر دیا۔ عدل و انصاف کو پھیلایا اور سنت کو قائم کیا اور خلفائے اربعہ کا نام بالترتیب خطبہ میں پڑھنے کا حکم دیا۔ اس سے تمام فتنے دور ہو گئے۔ یہ بادشاہ تاتاریوں کے تمام بادشاہوں سے اچھا تھا۔ 736 ہجری میں فوت ہو گیا۔ اس کے بعد تاتاریوں میں کوئی بادشاہ نہیں ہوا بلکہ وہ بالکل متفرق ہو گئے۔

نیل میں سیلاب

717 ہجری میں نیل میں سیلاب آیا جس سے بہت سے شہر اور لوگ غرق ہو گئے۔

تین ماہ تک

724 ہجری میں بھی سیلاب آیا جو برابر تین ماہ تک رہا جس سے بہت ہی نقصانات ہوئے۔

قوصوں کی تعمیر

728 ہجری میں مسجد حرام کی چھت اور کعبہ شریف کے دروازوں کو از سر نو تیار کیا گیا۔

730 ہجری میں مدرسہ شافعیہ کے ایوان صالحہ میں جمعہ پڑھا گیا۔ یہ وہاں پہلا جمعہ تھا۔ اسی سال باب زویلہ کے باہر کی جامع مسجد جسے قوصوں نے بنوایا تھا، مکمل ہوئی۔ سلطان اور اعیانِ سلطنت کے سامنے اس میں خطبہ پڑھا گیا۔ پہلے قاضی القضاۃ جلال الدین نے خطبہ پڑھا اور بعد ازاں وہاں کے خطیب فخر الدین بن شکر نے خطبہ پڑھا۔

733 ہجری میں سلطان نے غلہ مارنے سے منع کر دیا اور حکم دیا کہ غلیلیں فروخت نہ کی جائیں اور نجومیوں کو بھی بند کر دیا گیا۔

آبنوس کا دروازہ

اسی سال سلطان نے کعبہ شریف کیلئے دروازہ بنوایا جس پر چاندی کی پتریاں لگی ہوئی تھیں۔ جن کا وزن 335 مثقال تھا (یعنی ایک سو پینسٹھ کلو) اور پہلے دروازے کو اتار لیا گیا۔ بنو شیبہ نے اس کی تمام تختیوں کو اپنی تحویل میں لے لیا۔ اس دروازے پر والیٔ یمن کا نام کندہ تھا۔

736 ہجری کو خلیفہ اور سلطان کے درمیان کچھ رنجش ہو گئی۔ اس پر سلطان نے خلیفہ کو پکڑ کر برج میں محصور کر دیا۔ پھر ذی الحجہ 737 ہجری کو اسے اور اس کی اولاد و رشتہ داروں کو قوص بھیج دیا

اوران کے گزارے کے لیے وظیفہ مقرر کر دیا۔ آخر مستکفی 740ہجری کو وہیں فوت ہو گیا۔

دوستی سے عداوت

ابن حجر نے اپنی کتاب الدرر میں لکھا ہے مستکفی نہایت سخی' فاضل' خوشخط اور شجاع تھا۔ چوگان کھیلنے اور غلہ اندازی میں اسے خاص مہارت تھی۔ اکثر علماء و ادباء کی صحبت میں بیٹھا کرتا تھا اور ان کو انعامات دیا کرتا تھا۔ تمام زندگی حتیٰ کہ نظر بند رہنے کے دوران بھی منبروں پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا رہا۔ پہلے سلطان اور اس کے درمیان بڑی محبت تھی۔ دونوں سیر کرنے اور چوگان کھیلنے اکٹھے جایا کرتے تھے۔ رنجش کا سبب یہ تھا ایک دفعہ سلطان کے سامنے ایک رقعہ پیش کیا گیا جس پر خلیفہ کے دستخط تھے۔ اس میں لکھا تھا:

سلطان فلاں معاملے میں مجلس شرع شریف میں حاضر ہو۔ بس اس نے اس بات سے غضبناک ہو کر سب کچھ کیا اور خلیفہ کو اپنے اہل و عیال و احباء و اقرباء کے ساتھ قوص بھیج دیا۔

ابن فضل اللہ نے بھی اس کے حال میں اپنی کتاب المسالک میں اس کے حال میں لکھا ہے مستکفی نہایت نرم طبیعت اور خوشخط تھا۔

اس کے عہد خلافت میں یہ علمائے فوت ہو گئے تھے:

قاضی القضاۃ تقی الدین بن دقیق العید' شیخ زین الدین فارقی شیخ الشافعیہ' و شیخ دارالحدیث شرف فراری' صدرالدین وزیر بن حاسب' حافظ شرف الدین دمیاطی' ضیاء طوسی شارح حاوی' شمس السروجی شارح ہدایہ من الحنفیہ' امام نجم الدین بن رفعت امام الشافعیہ' حافظ سعدالدین حارثی' فخر توزی محدث مکہ' رشید معلم من کبار الحنفیہ' اربوی' صدر بن وکیل شیخ الشافعیہ' کمال بن شریشی' تاج تبریزی' فخر بن بنت ابی سعد' شمس بن ابوالعز شیخ الحنفیہ' رضی طبری امام المکہ' صفی ابوالشاز' محمود ارموی' شیخ نورالدین بکری' علاء بن عطار' تلمیذ امام نووی' شمس اصبہانی صاحب تفسیر' وشارح مختصر ابن الحاجب وشارح تجرید' تقی صائغ بکری خاتم القراء شہاب محمود شیخ صناعتہ الانشاء' جمال بن مطہر شیخ الشیعہ' کمال بن قاضی شہبہ' نجم قمولی صاحب جواہر البحر' کمال بن زملکانی' شیخ تقی الدین بن تیمیہ' ابن حبارہ شیخ الشاطبیہ' نجم بالسی شارح تنبیہ' برہان فزاری شیخ الشافعیہ' علاء قونوی شارح حاوی' فخر ترکمانی حنفی شارح جامع کبیر' ملک المؤید والئے حماۃ صاحب تصانیف کثیرہ' شیخ یاقوت عرشی تلمیذ شیخ ابی العباس مری' برہان جعبری' بدوین

جماعہ تاج بن فاکہانی، فتح بن سید الناس، قطب حلبی، زین کنانی، قاضی محی الدین بن فضل اللہ، رکن بن قولیح، زین بن مرحل، شرف بن بارزی، جلال قزوینی وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ۔

الواثق باللہ

الواثق باللہ ابراہیم بن ولی العہد المستمسک باللہ ابی عبداللہ محمد بن الحاکم بامر اللہ ابی العباس احمد اس کے دادا الحاکم نے اپنے بیٹے محمد کو ولی عہد بنا کر اس کا لقب المستمسک مقرر کیا۔ لیکن وہ اس کی زندگی میں ہی فوت ہو گیا تو اس نے اس کے بیٹے ابراہیم کو اس خیال سے کہ وہ خلافت کے لائق ہے ولی عہد بنا دیا۔ مگر جب اس نے دیکھا وہ لہو ولعب میں منہمک رہتا ہے اور کمینوں کے ساتھ اس کی صحبت ہے تو اپنے بیٹے مستکفی کو ولی عہد بنایا۔ اس پر ابراہیم مستکفی اور سلطان کے درمیان نا چاقی پیدا ہو گئی۔ حالانکہ قبل ازیں وہ بھائیوں کی طرح رہتے سہتے تھے۔ غرض جب مستکفی مر گیا تو اس نے اپنے بیٹے کو ولی عہد مقرر کیا۔ مگر سلطان نے اس کی ذرا بھی پروانہ کی اور ابراہیم سے بیعت کر لی۔ اس نے الواثق اپنا لقب مقرر کیا۔ یہ واقعہ یکم محرم 742 ہجری کا ہے۔

ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں لوگوں نے ابراہیم کی بدمزاجی کی شکایت کی۔ مگر اس نے ذرا بھی توجہ نہ دی اور جب تک سب نے اس کی بیعت نہ کر لی کسی کو نہ چھوڑا۔ عام لوگ ابراہیم المستعطی باللہ کہا کرتے تھے۔

خلاف امید

ابن فضل اللہ اپنی کتاب المسالک میں الواثق باللہ کے حال میں لکھتے ہیں اس کے دادے نے اسے اس خیال سے ولی عہد بنایا تھا شاید اس میں خلافت کی صلاحیت پیدا ہو جائے۔ لیکن وہ امید کے خلاف بڑا ہوا تو نامشروع باتوں میں لگ گیا۔ ہمیشہ نامناسب کام کیا کرتا۔ بروں کے ساتھ بیٹھتا۔ بری باتوں کو اچھا سمجھتا۔ ان کے کرنے پر فخر کرتا، کبوتر بازی کرتا، مینڈھے وغیرہ لڑایا کرتا اور مرغ لڑایا کرتا اور ایسی باتیں کرتا تھا جن سے دل سے مروّت او وقار اٹھ جاتا ہے اور ساتھ ہی بدمعاملہ بھی تھا۔ مال خرید لیا کرتا مگر ادائیگی نہ کرتا تھا۔ گھر کرائے پر لے لیتا مگر کرایہ ادا نہ کرتا، درہم و دینار بطور حرام وحیلہ گر حاصل کرتا اور اس ناجائز

مال سے خود بھی کھاتا اور اپنے اہل وعیال کو بھی کھلاتا۔ ان باتوں میں یہ یہاں تک بڑھا کہ تمام لوگ اسے ذلت کی نگاہوں سے دیکھتے تھے اور تمام اہل خانہ اس کے ہاتھوں سے نالاں تھے۔

بخدا یہ سچ ہے کہ

یہی تمام باتیں جن کا پچھلے پیرائے میں ذکر ہو چکا' ہمارے قریب کے گزشتہ حکمرانوں اور موجودہ حکمرانوں میں بڑی سیٹ سے چھوٹی تک تمام میں یہی سب باتیں بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے' اب ان کو ذرا ماڈرن طریقہ سے کیا جاتا ہے۔ اس وقت یہ اس دور اور معاشرے کے مطابق تھیں اور میں تو کہتا ہوں پھر بھی وہ لوگ اچھے تھے۔ اگر ایک فرد نے حرامی پن دکھایا تو باقی گھر والے اس سے نالاں و بیزار ضرور ہو گئے۔ مگر اب تو گھر والے خوش ہی تب ہوں گے جب وہ یہ تمام حرامکاریاں کر گزریں گے۔ خدا ہمیں نیک بنائے اور نیک حکمران عطا فرمائے۔ آمین۔ (صاحبزادہ محمد مبشر سیالوی نظامیہ یونیورسٹی لوہاری لاہور)

جب مستکفی سلطان کے معرضِ خطاب میں آیا اور اس حالت میں مرگیا تو اس نے اس فریبی اور مکار اور بے وقوف الواثق کو بلایا (وہی الواثق جس نے سلطان کو کوئی بات کہہ کر اس کے اور خلیفہ اپنے چچا مستکفی کے درمیان عداوت ڈالی تھی۔) جب یہ سلطان کی خدمت میں آیا تو اپنے دادا کا عہد نامہ جو ساتھ لایا تھا' سلطان کو دکھایا۔ سلطان نے اسی عہد نامہ کا سہارا پا کر اس سے بیعت کر لی اور اسے خلیفہ مان لیا' حالانکہ اس عہد نامہ کے منسوخ ومنقوض ہونے کے بارے سلطان کو واضح طور پر معلوم تھا۔ قاضی القضاۃ ابوعمرو بن جماعہ نے سلطان کو اس رائے سے پھیرنا چاہا مگر سلطان نہ پھرا اور آخر یہ بات برقرار پائی دونوں میں سے کسی کا بھی نام خطبہ میں نہ لیا جائے' صرف سلطان کا نام ہی خطبہ میں رہے۔ گویا مستکفی کے بعد خلافت کا نام منبروں سے بھی جاتا رہا اور خلفاء کے لیے خطبوں میں دعا کرنا ایسا فعل نظر آنے لگا گویا کبھی سنا ہی نہیں گیا۔ یہ حالت اس وقت تک رہی کہ سلطان بستر مرگ پر جا پڑا اور پچھتایا اور ہو جب عہد مستکفی اس کے بیٹے کو خلیفہ مقرر کر کے ابراہیم کو معزول کر دیا جو بھیڑ کے لباس میں بھیڑیا اور شریفوں کے لباس میں کمینہ اور بختوں کے لباس میں لٹیرا تھا۔ اللہ اکبر کہاں وہ واثق جس کے نام سے ہی لوگ کانپ جاتے تھے اور کہاں یہ کہ جس نے اپنے نام وخلافت کو دھبہ لگایا۔ معزول ہونے کے بعد یہ ہاتھ کاٹنے لگا مگر اب پچھتائے کیا ہوتا تھا۔ (یہاں تک ابن فضل اللہ کا کلام تھا۔)

الحاکم بامراللہ ابوعباس

الحاکم بامراللہ ابوالعباس احمد بن المستکفی۔ جب اس کا باپ قوص فوت ہوا تو اسے ولی عہد خلافت مقرر کر چکا تھا۔ لیکن سلطان الملک الناصر کو چونکہ اس کے والد سے رنجش تھی اس لیے اس نے ابراہیم کو خلیفہ بنانا تسلیم کیا چونکہ ابراہیم بدخصلت تھا اس لیے قاضی عزالدین بن جماعہ نے اس کو اس سے باز رکھنے کی بہت کوشش کی۔ آخر جب سلطان مرنے لگا تو امراء کو وصیت کی کہ ابراہیم کی بجائے مستکفی کے بیٹے احمد کو ہی خلیفہ مقرر کیا جائے۔ چنانچہ جب ناصر کے فوت ہونے کے بعد اس کا بیٹا المنصور ابوبکر سلطان ہوا تو اس نے بروز جمعرات گیارہ ذوالحج 741 ہجری میں ایک مجلس منعقد کی اور اس میں خلیفہ ابراہیم اور ولی عہد احمد اور تمام قاضیوں کو بلایا اور پوچھا شرع کے اعتبار سے خلافت کا حقدار کون ہے؟ ابن جماعہ نے کہا خلیفہ المستکفی المتوفی بمدینہ قوص نے مرتے وقت اپنے بیٹے احمد کو ولی عہد مقرر کیا تھا۔ چنانچہ اس شہر کے چالیس عادل شخصوں نے اس بات کی گواہی بھی دیدی ہے اور یہ وصیت میرے نائب قوص کے پاس ثابت ہونے کے بعد میرے پاس بھی ثابت ہوگئی ہے۔

جب سلطان نے یہ بات سنی تو سلطان نے ابراہیم کو معزول کر دیا اور احمد سے بیعت کر لی۔ بعدازاں سب قاضیوں نے بھی بیعت کر لی اور اس کے دادا کے لقب پر اس کا لقب بامراللہ رکھا گیا۔

کمال کی باتیں

ابن فضل اللہ نے اپنی کتاب المسالک میں اس کا حال کچھ اس طرح لکھا ہے "الحاکم بامراللہ ہمارے زمانے کا امام اور مصر کے لیے بادل کی طرح ہے۔ دشمن کو غضب سے جلاتا ہے اور دوستوں کو اپنی بخشش کے فیض سے مالا مال کرتا ہے۔ اس نے جاں بلب رسوم خلافت کو زندہ کر دیا ہے۔ کوئی شخص اس کے لکھے کے خلاف نہیں کر سکتا۔ اپنے آباؤ اجداد کے طریقے پر چلتا ہے۔ ان کا نشان مٹ گیا تھا" مگر اس نے پھر زندہ کیا اور اپنے بھائیوں کی پراگندہ حالت کو جمع کیا ہے۔ تمام منبروں پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا ہے۔ سلطان کی موت کے بعد وصیت کے سبب اسے خلیفہ بنایا گیا ہے کیونکہ اس کے والد نے اسے ولی عہد مقرر کر دیا تھا۔ پھر جب ملک المنصور ابوبکر بن سلطان بادشاہ ہوا تو اس نے اس کے لیے کئی ایک ملک بطور جاگیر مقرر کر دیئے۔

ابن فضل نے لکھا ہے کہ خلیفہ حاکم کا بیعت نامہ میں نے تحریر کیا تھا اور وہ یہ ہے:

بسم الله الرحمٰن الرحيم. ان الذين يبايعونك انما يبايعون الله الى قوله عظيما. هذه بيعة رضوان و بيعة احسان و جمعة رضى يشهدها الجماعة ويشهد عليها الرحمن بيعة يلزم طائرها العنق ويهوم بسائرها ويحمل انباها البرار والبحار مشحونة الطرق بيعة يصلح الله بها الامة يصلح بسببها النعمة ويتجارى الرفاق ويسرى الهناء فى الافاق وتتزاحم الزهرالكواكب على حرص المجرة الدقاق بيعة سعيدة ميمونة شريفة بها السلامة فى الدين والدنيا مضمونة بيعة صحيحة شرعية ملحوظة مرعية تسابق اليها كل نية وتطاوع كل طوية ويجتمع عليها شتات البريه بيعه يستهل بها الغمام ويتهلل البدر التمام بيعة متفق عليها الاجماع والاجتماع ولبسط الا يدى اليها انعقد الاجماع فاعتقد صحتها من سمع الله واطاع وبذل فى تمامها كل امرئ مااستطاع حصل عليها اتفاق الابصار والاسماع و وصل بها الى مستحقه واقربة الخصم وانقطع النزاع يضمنها كتاب مرقوم يشهدبها المقربون وتلقاه الائمة الاقربون الحمد لله الذى هدانا لهذا وماكنا لنهتدى اولاان هدانا الله ذالک من فضل الله علينا وعلى الناس والينا ولله الحمد والى بنى العباس اجمع على هذه البيعة ارباب العقد والحل واصحاب الكلام فيها قل وجل وولاة الامور والحكام وارباب المناصب والاحكام حملة العلم والاعلام وحماة السيوف والا قلام واكابر بنى عبدمناف ومن الخفض قدره واناف وسردات قريش و وجوه بنى هاشم والبقية الطاهرة من بنى العباس وخاصة الائمة وعامة الناس بيعه ترى بالحرمين خيامها وتخفق بالمازمين اعلامها و تتعرف بعرفات بركاتها وتعرف بمنى ويومن عليها يوم الحج الاكبر وقوم عما بين الركن والمقام والحجر ولا يبتغى بها الا وجه الله الكريم بيعة لايحل عقدها ولا ينبذ عهدها لازمة جازمة دائبة قائمه تامة عامة شاملة كاملة صحيحة صريحة متبعة مريخة ولامن يوصف بعلم ولاقضاء ولا من يرجع اليه فى انفاق ولا امضاء ولا امام مسجد ولاخطيب ولا ذوفتوى يسال فيجيب ولا من لزم المساجد ولا من تضمهم اجنحة المحاريب ولامن يجتهد فى رايٍ فيخطى اويصيب ولامحدث بحديث و لامتكلم فى قديم وحديث ولامعروف بدين وصلاح ولا فرسان حرب وكفاح ولا راشق بسهام ولا طاعن برماح ولاضارب بصفاع ولاساع بقدم ولا طائر بجناح ولا مخالط للناس ولا مقاعد فى عزلة ولا جمع كثرة ولا قلة ولا من يستقل

بالجوزاء لواؤہ ولا من یعل فرق الفرقدین نواژہ ولا بادو لا حاضر ولا مقیم ولا سائر ولا اول ولا اخر ولا مسر فی باطن ولا معلن فی ظاهر ولا عرب ولاعجم ولا راعی ابل ولا غنم ولا صاحب اناة ولا بدار ولا ساکن فی حضر و بادیة بدار ولا صاحب عمد ولا جدار و لا ملحج فی البحار الزاخرة والبراری والقفار ولا من یعتل صهوات الخیل ولا من یسبل علی العجاجة الذیل ولا من تطلع علیه شمس النهار ویخرم اللیل ولا من تظل السماء وتقله الارض ولا من تدل علیه الاسماء علی اختلافها وترفع درجات بعضهم علی بعض حتی امن بهذه البیعة وامن بهاومن الله علیه وهداه الیها و اقربها وصدق وغض لها بصره خاشعا لها واطرق ومدالیها یده بالمبایعة ومعتقده بالمتابعة ورضی بها وارتضاها واجازحکمه علی نفسه وامضاها ودخل تحت طاعتها وعمل بمقتضاها وقضی بینهم بالحق وقیل الحمد لله رب العالمین وانه لما استاثر الله بعبده سلیمان ابی الربیع الامام المستکفی بالله امیر المومنین کرم الله مثواه وعوضه عن دارالسلام بدارالسلام ونقله مزکی یدیه عن شهادة الاسلام بشهادة الاسلام حیث اثره بقربه ومهد الجنبه واقدمه علی ماقدمن مرجوعمله وکسبه وخارله فی جواره طریقا وانزله مع الذین انعم الله علیهم من النبیین والصدیقین والشهداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا الله اکبر لیومه لولا مخلفه کانت تضیق الارض بما رحبت وتجزی کل نفس بما کسبت وتنبا کل سریرة ما ادخرت وماجنت لقد اضطرم سعیرا الا انه فی الجوانح لقد اضطر منبر و سریر لولا خلفه الصالح لقداضطرب مامور وامیر لولا الفکر بعده فی عاقبة المصالح ولم یکن فی نسب العباسی ولا فی بیت المسترشدی ولا فی غیره من بیوت الخلفاء من بقایا ابائهم وجدود ولا من تلده اخوی اللیالی وهی عاقر غیر ولود من تسلم الیه امة محمد عقد نیاتها وسرطویاتها الا واحد واین ذلک الواحد هو والله من انحصرفیه استحقاق میراث ابائه الاطهار وتراث اجداده الاخیار ولا شی هوا لامام اشتمل علیه رحاء اللیل والنهار وهوا ولدالمنتقل الی ربه وولد الامام الذاهب لصلبه المجمع علی انه فی الایام فرد هذاالانام وواحد وهکذا فی وجود الامام وانه الحائر لمازردت علیه جیوب المشارق والمغارب والفائز یملک مابین للمشارق والمغارب الراقی فی صفح السماء هذه الذروة المنیفة الباقی بعد الائمة الماضین ونعم الخلیفة المجتمع فیه شروط الامامة المتضع لله وهو ابن بیت لایزال الملک فیهم الی یوم القیامة الذی

یفضح السحاب نائله والذی لایعزه عادله عاذالذی ما ارتقی صهره المنبر بحضرة سلطان زمانه الا قال بامره وقام قائمة ولا قعد علی سریر الخلافة الاوعرف انه ماخاب مستکفیه ولاغاب حاکمه نائب الله فی ارضه والقائم مقام رسولهٗ و خلیفة وابن عمه و تابع عمله الصالح ووارث علمه سیدنا و مولانا عبدالله وولیه ابوالعباس الامام الحاکم بامر الله امیرالمومنین ایدالله ببقائه الدّین وطوق بسیفه الملحدین وکبت تحت لوائه المعتدین وکتب له النصر الی یوم الدین وکب بجهاده علی الاذقان طوائف المفسدین وعاذ به الارض ممن لایدین بدین واعاد بعد له ایام ابائه الخلفاء الراشدین والائمة المهدیین الذین قضوا بالحق وبه کانوا لیعدلون وعلیه کانوا یعدلون ونصر انصاره وقدرا قتداره واسکن فی القلوب سکینة ووقاره ومکن له فی الوجود وجمع له اقطاره ولما انتقل الی الله ذالک السید ولقی اسلافه ونقل الی سریر الجنة عن سریر الخلافة واخلا العصر من امام یمسک مابقی من انهاره وخلیفه یغالب مزید اللیل بانواره ووارث بنی بمثله ومثل ابائه استغنی الوجود بعد ابن عمه خاتم الانبیاء عن بنی یقتفی علی اثاره ومضی ولم یعهد فلم یبق اذالم یوجدالنص الا الاجماع وعلیه کانت الخلافة بعد رسول الله صلی الله علیه وسلم بلانزاع اقتضت المصلحة الجامعة عقد مجلس کل طرف به معقود وعقد بیعة علیها الله والملائکة شهود وجمع الناس له وذلک یوم مجموع له الناس وذلک یوم مشهود فحضر فحضر من لم یعبأ بعده بمن یخلف ولم یربایعه وقدصد یده طامعاً لمزیدها وقد تکلف واجمعوا علی راي واحد استخار والله فیه فخار واخذ یمین یمد لهما الایمان ویشدبها الایمان ویعطی علیها المواثیق ویعرض امانتها علی کل فریق حتی تقلد کل من حضر فی عنقه هذه الامانة وسط علی المصحف الکریم یده وحلف بالله واتم ایمانه ولم یقطع ولا استثنی ولاتردد ومن قطع من غیر قصد اعاد وجددوقد نوی کل من حلف ان النیة فی یمینه نیة من عقدت له هذه البیعة ونیة من حلف له وتذمم بالوفاء له فی ذمته وتکفله علی عادة ایمان البیعة وشروطها واحکامها للردة واقسامها المو کدة بان یبذل لهذا الامام المفترض الطاعة الطاعة ولایفارق الجمهور ولا یفرعن الجماعة وغیر ذالک مما تضمنة نسخ الایمان المکتتب فیها اسماء من حلف علیها مما هوا مکتوب بخطوط من یکتب منهم وخطوط العدول الثقات عمن لم یکتبوا وادنوا ان یکتب عنهم جسما یشهد به بعضم علی بعض ویتصادق علیه اهل

السماء والارض بیعة ثم بمشیة الله تمامها وعم بالصواب المغدق غمامها وقالوا الحمدلله الذی اذهب عنا الحزن ووهب لنا الحسن ثم الحمدلله الکافی عبده الوافی لمن یضاعف علی کل مرحبة حمده ثم الحمدلله علی نعمة یرغب امیرالمومنین فی ازدیادها ویرعب الا ان یقاتل اعداء الله بامدادها ویداب بها من ارتقی منا برمما لکه بمابان من مباینه مقدادها نحمده والحمدلله ثم الحمدلله کلمة لایمل من تردادها ولا یحل بما تفوق السهام من سدادها ولایبطل الاعلی مایوجب تکثیر اعدادها وتکبیر اقدار اهل ودادها وتصغیر التحقیر لا التجیب لانداداها ونشهد ان لا اله الا الله وحده لاشریک له شهادة یقابس دماء الشهداء والمداد مدادها وتنافس طورالشباب وغرر السحاب علی استمدادها وتتجانس رقومها المدیحة وما تلبسه الدولة العباسیه من شعارها واللیالی من دثارها والاعداء من حدادها ونشهد ان محمدا عبده ورسوله صلی الله علیه وسلم وعلی جماعة اهله ومن خلف من ابنائها ومن سلف من اجدادها ورضی الله عن الصحابة اجمعین والتابعین لهم باحسان الی یوم الدین وبعد فان امیرالمومنین لما اکسبه الله من میراث النبوة ماکان لجده ووهبه من الملک السلیمانی ما لاینبغی لاحد من بعده وعلمه منطق الطیر مما یتحمله حمائم البطائق من بدایع البیان وسخرله من البرید علی متون الخیل ماسخره من الریح لسلیمان واتاه الله من خاتم الانبیاء ما امتدبه ابوه سلیمان ونصرف واعطاء من الفخاریه ما اطاعه کل مخلوق ولم یتخلف وجعل له من لباس بنی العباس ما یقضی له سواده بسودد الاجداد وینفض علی ظل الهدب مافضل به عن سویداء القلب وسواد البصر من السواد ویمد ظله علی الارض وکل مکان دار ملک وکل مدینة بغداد وهو فی لیله السجاد وفی نهاره العسکری وفی کرمه جعفر وهو الجواد یدیم الابتهال الی الله تعالیٰ فی توفیقه والابتهاج بما یغص کل عدو بریقه ویبدأ یوم هذا المبایعة بما هوا لاهم من مصالح الاسلام وصالح الاعمال فیما یتحلی به الانام وتقدم التقوی امامه ویقرر علیها احکامه ویتبع الشرع الشریف ویف عنده ویوقف الناس ومن لایحمل امره طائعا علی العین یحمله غضبا علی الرأس ویعجل امیرالمومنین بما استقرّبه النفوس ویرد به کیدالشیطان وانه یؤس ویأخذ بقلوب الرعایا وهو غنی عن هذا ولکنه یسوس وامیرالمومنین یشهد علیه الله وخلقه بانه اقرولی کل امرء من ولاة امورالاسلام علی حاله واستمربه فی مقیله تحت کنف ظلاله علی

اختلاف طبقات ولاة الامور وطرقات الممالک والثغور براوبحر اسهلا ووعرا شرتا وغربا بعد اوقربا وكل جليل وحقير وقليل وكثير وصغير وكبير وملک ومملوک وامير وجندى يبرق له سيف شهير ورمح ظهير ومع من هؤلاء من وزراء وقضلة وكتاب ومن له تدقيق فى حساب ومن يتحدث فى بريد وخراج ومن يحتاج اليه ومن لايحتاج ومن افى التدريس والمدارس والربط والزدايا والخوانق ومن له اعظم التعلقات وادنى العلائق وسائر ارباب المراتب واصحاب الرواتب ومن له من مال الله رزق مقسوم وحق مجهول او معلوم واستمر كل امرعلى ماهو عليه حتى يستخيرالله ويتبين له ما بين يديه ومن ازداد تاهيله زاد تفضيله والا فامير المومنين لا يريد الا وجه الله ولا يحابى احدا فى دين الله ولا يحابى حقافى حق فان المحاباة فى الحق مداجاة على المسلمين وكلما هو مستمر الى الأن مستقر على حكم الله مما فهمه الله وفهمه سليمان لايغير امير المومنين فى ذالک ولا فى بعضه تغيرا شكر الله على نعمه وهكذايجازى من شكر ولا يكدر على احد موردتره الله نعمه الصافية به عن الكدر ولا يتاول فى ذلک متاول الامن حجد النعمة وكفر ولا يتعلل متعلل فان امير المومنين يعوذ بالله ونعيذ اياه من الغير وامر امير المومنين اعلى الله امره ان يعلق الخطباء بذكره و ذكر سلطان زمانه على المنابر فى الافاق وان يضرب باسمهما النقود وتسير بالا طلاق ويوشح بالدعاء لهما عطف الليل والنهار ويصرح منه بما يشرق وجه الدرهم والدينا قد اسمع امير المومنين فى هذا المجمع المشهود ما يتناقله كل خطيب ويتداوله كل بعيد و قريب و مختصره ان الله امر باوامر ونهى عن نواه وهوا رقيب وسيفرغ الا اباء لها السجايا ويقرع الخطباء لها شعوب الوصايا وتتكمل بها المزايا ويخرج من المشائخ الخبايا من الزوايا ويسمر بها السمار ويترنم الحادى والملاح يرق سحرها بالليل المقمر ويرقم على جبين الصباح وتغط بها مكة بطحاء ها يحيى بحدائها قفاء ويلقنها كل اب فهمه ابنه ويسأل كل ابن نجيب اباه وهو لكم ايها الناس من امير المومنين من سددعليكم بينة واليكم مادعاكم به الى سبيل الله من الحكمة والموعظة الحسنة والامير المومنين عليكم الطاعة ولولا قيم الرعايا ماقبل الله اعمالها ولا امسک بها البحر ودها الارض وارسى جبلها ولا اتفقت الاراء على من يستحق وجاء ت اليه الخلافة تجرا ذيالها واخذ هادون بنى ابيه ولم تكن تصلح الاله ولم يكن يصلح الالها وقد كفاكم امير المومنين السوال بما فتح

الله لكم من ابواب الارزاق اسباب الارتزاقواجزاكم على دقاقكم وعلمكم مكارم الاخلاق واجراكم على عوائدكم ولم يمسك خشية الانفاق ولم يبق لكم على اميرالمومنين الا ان يسير فيكم بكتاب الله وسنة رسوله صلعم ويعمل بما يسعد به من يحيى اطال الله بقاء اميرالمومنين من بعده ويزيد على من تقدم ويقيم فروض الحج والجهاد وينيم الرعايا بعد له الشامل في مهاد واميرالمومنين يقيم على عادة ابائه موسم الحج في كل عام ويشمل بره سكان الحرمين الشريفين وسدنة بيت الله الحرام ويجهر السبيل علے ضالة ويرجو ان يعود على حاله الاول في سالف الايام ويتدفق في هذين المسجدين بحره الزاخرويرسل الى ثالثهما في البيت المقدس ساكبا لغمام ويقيم بعدله قبور الانبياء صلعم اينما كانوا واكثرهم في الشام والجمع والجماعات هي فيكم على قديم سنتها وسيزيد في ايام اميرالمومنين لمن يضم اليه وفيما يتسلم من بلاد الكفار ويسلم منهم على يديه واماالجهاد فكفى باجتهاد القائم عن اميرالمومنين بما موره المقلد عنه جميع ماوراء سريره واميرالمومنين قد وكل منه خلدّالله ملكه وسلطانه عينا لاتنام وقلد سيفا لواعفت بوارقه ليلة واحدة عن الاداء سلت خياله عليهم الاحلام وسيوكد اميرالمومنين في ارتجاع ماغلب عليه العدى وقد قدم الوصية بان يوالي غزوالعدوالمخذول براوبحراً ولا يكف عمن ظفر به منهم قتلا ولا اسرار ولا يفك اغلالا ولا اصرا ولا ينفك يرسل عليهم في البرمن الخيل عقباناً وفي البحر غربانا تحمل كل منهما من كل فارس صفراء ويحمى الممالك ممن يتحرف اطرافها باقدام ويتحول الاكنافها باقدام ويتظهر في مصالح القلاع والحصون والثغور وما يحتاج اليه من الآ لات القتال وامهات الممالك التي هي مرابط النبود ومرابض الاسود والامراء والعساكر والجنود وترتيهم في الميمنة والميسرة والجناح الممدود ويتفقد احوالهم بالعرض بما لهم من خيل تعقد ما بين السماء والارض ومالهم منزرد موصون وبيضى مسها ذهب ذائب فكانت كانها بيض مكنون وسيوف قواضب ورماح بسبب دوامها من الدماء خواضب وسهام تواصل القسى وتفارقها فتحن حنين مفارق وتز مجرا نفوس زمجرة مغاضب وهذه جملة اراد اميرالمومنين بها اطابة قلوبكم واطالة ذيل الطويل على مطلوبكم ودماء كم واموالكم اعراضكم في حماية الابما اباح الشرع المطهر ومزيد الاحسان اليكم على مقدار ما يخفى منكم ويظهر واما جزئيات الامور فقد

علمتم ان من بعد عن امیر المومنین غنی عن مثل هذه الذکری واتم علے تفاوت مقادیر کم ودیعة امیر المومنین وکلکم سواء فی الحق عند امیر المومنین وله علیکم اداء النصیحة وابداء الطاعة بسریرة صحیحة فقد دخل کل منکم فی کنف امیر المومنین وتحت رقة ولزمه حکم بیعة والزم طائرة فی عنقه وسیعلم کل منکم فی الوفاء بما اصبح به علیما ومن اوفی بما عاهد علیه الله فسیوتیه اجراً عظیما هذاقول امیر المومنین وقال وهو یعمل فی ذلک کله بما تحمد عاقبتهٗ من الاعمال وعلی هذا عهد الیه وبه بعهد وما سوی هذا فجور لا یشهد به علیه ولا یشهد و امیر المومنین یستغفر الله علی کل حال ویستعیذ به من الاهمال ویسال ان یمده لما یحب من الامال ولا یمدله حبل الامهال ویختم امیر المومنین قوله بما امر الله به من العدل والاحسان والحمدلله وهو من الخلق احمد وقد اتاه الله ملک سلیمان والله یمتع امیر المومنین بما وهبه ویملکه اقطار الارض ویورثه بعد العمر الطویل عقبه ولایزال علی سدة العلیا قعوده ولد ست الخلافة ابهته بحلالة کانه مامات منصوره ولا اودی مهدیه ولا رشیده.

اس کے عہد خلافت میں یہ واقعات بھی ہوئے:

قاعدہ ہے

خلافت کے پہلے سال ہی سلطان منصور بوجہ بداعمالی اور شراب خوری کے تخت سے اتار دیا گیا۔ معزولی کے بعد قوص بھیج دیا گیا اور وہیں فوت ہوا۔ یہ اس بدی کا بدلہ تھا جو اس کے باپ نے الحاکم کے باپ المستکفی سے کی تھی کیونکہ یہ قاعدہ چلا آ رہا ہے کہ جس نے بنی عباس کو کوئی ایذا دی اس کو فوراً سزا مل گئی۔ منصور کے بعد اس کا بھائی الملک الاشراف کجک تخت پر بیٹھا اور اسی سال تخت سے اتار بھی دیا گیا۔ اس کے بعد اس کا بھائی احمد سلطان ہوا اور الناصر اپنا لقب مقرر کیا۔ شام کے قاضی تقی الدین سبکی نے خلیفہ اور اس کے درمیان بیعت کرائی۔

743 ہجری میں الناصر احمد کو معزول کر کے اس کے بھائی اسمٰعیل کو تخت پر بٹھایا گیا اور الصالح اس کا لقب رکھا گیا۔

746 ہجری میں الصالح مر گیا۔ خلیفہ نے اس کے بھائی شعبان کو خلیفہ بنایا اور الکامل اس کا لقب مقرر کیا۔

747 ہجری میں الکامل مقتول ہوا اور اس کا بھائی امیر حاج بادشاہ ہوا اور الناصر اپنا لقب مقرر کیا۔

749 ہجری میں ایسا طاعون پڑا کہ اس جیسا کبھی نہیں سنا گیا تھا۔

752 ہجری میں الناصر معزول ہوا اور اس کا بھائی صالح تخت نشین ہوا۔ یہ آٹھواں شخص تھا جو اولادِ الناصر محمد بن قلاوون سے تخت پر بیٹھا۔ شیخو اس کا اتابک تھا۔ صاحب مسالک نے لکھا ہے کہ سب سے پہلے یہی اتابک امیر کبیر کے لقب سے ممتاز ہوا تھا۔

الحاکم کے عہد میں ان علماء نے وفات پائی:۔

حافظ ابوالحاج مزی' تاج عبدالباقی یمنی' شمس عبدالہادی' ابوحیان' ابن الوردی' ابن لبان' ابن عدلان' ذہبی' ابن فضل اللہ' ابن قیم جوزی' فخر مصری شیخ الشافعیہ' تاج مراکشی وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

المعتضد باللہ ابوالفتح

المعتضد باللہ ابوالفتح ابوبکر بن المستکفی اپنے بھائی (الحاکم بامراللہ ابوالعباس احمد بن المستکفی) کی وفات کے بعد 753 ہجری میں تخت نشین ہوا۔ نہایت متواضع' دیندار اور اہل علم کو دوست رکھنے والا شخص تھا۔ جمادی الاولیٰ 767 ہجری میں فوت ہوا۔

اس کے عہد میں درج ذیل واقعات وقوع پذیر ہوئے:

عجیب بات

ابن اثیر وغیرہ لکھتے ہیں کہ 754 ہجری میں طرابلس میں ایک لڑکی تھی جس کا نام نفیسہ تھا۔ تین مردوں سے اس کا نکاح ہوا۔ مگر کوئی اس پر قادر نہ ہو سکا۔ ان کا خیال تھا کہ وہ رتقاء ہے۔ جب اس کی عمر پندرہ برس کی ہوئی' اس کے پستان غائب ہو گئے اور پھر اس کی شرمگاہ سے گوشت بلند ہونا شروع ہوا اور بڑھتے بڑھتے مرد کا آلہ تناسل بن گیا اور خصیتین بھی ظاہر ہو گئے۔ یہ عجیب بات محضرِ دن میں لکھی گئی۔

755 ہجری میں الملک الصالح کو معزول کر کے پھر الناصر حسن کو اس کی جگہ مقرر کیا گیا۔

نئے پیسے

756 ہجری میں دینار کے برابر اور اس کے ہم وزن نئے پیسے بنائے گئے جو ایک درہم

کے چوبیس (24) آتے تھے۔ پرانے پیسے ایک درہم کے ڈیڑھ رطل آتے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخو اور صرغتمش نے جو اپنے مدرسوں میں نقرئی درہم تنخواہ مقرر کیے تھے وہ یہی تین رطل پیسوں والے درہم تھے۔

762 ہجری میں الناصر حسن مقتول ہوا اور اس کی جگہ اس کے بھائی المظفر کا بیٹا محمد تخت پر بیٹھا اور المنصور اپنا لقب مقرر کیا۔

معتضد کے عہد میں ان علماء نے وفات پائی

شیخ تقی الدین سبکی، شمس صاحب اعراب، قوام اتقانی، بہاء بن عقیل، صلاح علائی، جمال بن ہشام، حافظ مغلطائی، ابوامامہ بن نقاس وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

المتوکل علی اللہ ابوعبداللہ

المتوکل علی اللہ ابوعبداللہ محمد بن معتضد خلفائے عصر کا والد اپنے باپ کی وفات کے بعد جمادی الاولیٰ 763 ہجری میں تخت خلافت پر بیٹھا اور پینتالیس (45) سال تک خلیفہ رہا۔ مگر اس میں وہ زمانہ بھی شامل ہے جس میں وہ کبھی معزول رہا اور کبھی قید رہا۔ چنانچہ ہم اس کا بیان کریں گے۔ اس نے اولاد کثیر اپنے پیچھے چھوڑی۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ اس کے سو بچے تھے۔ بعض تو طفلی میں ہی مر گئے اور بعض کا اسقاط حمل ہو گیا اور کئی لڑکیاں اور لڑکے بڑے ہو کر مر گئے۔ ان میں سے پانچ خلیفہ ہوئے۔ اس کی نظیر خلفاء میں نہیں ملتی۔ ان کے نام یہ ہیں:

(1) المستعین العباس (2) المعتضد داؤد (3) المستکفی سلیمان (4) القائم حمزہ (5) المستنجد یوسف۔

عہد متوکل میں یہ حوادث واقع ہوئے

764 ہجری میں المنصور محمد معزول کیا گیا اور اس کی جگہ شعبان بن حسین بن الناصر بن محمد بن قلادون تخت پر بیٹھا اور الاشرف اپنا لقب مقرر کیا۔

773 ہجری میں سلطان کے حکم سے سادات کے عماموں پر ایک سبز علامت مقرر کی گئی تا کہ وہ دوسروں سے متمیز ہو جائیں۔ یہ پہلی نئی بات تھی جو ایجاد ہوئی۔ ابوعبداللہ بن جابر اعمٰی نحوی مصنف شرح الفیہ المشہور بالاعمٰی والبصیر نے اس پر یہ شعر کہے: اشعار

جَعَلُوْا لِاَبْنَاءِ الرَّسُوْلِ عَلَامَةً اِنَّ الْعَلَامَةَ شَانَ مَنْ لَمْ يَشْهَرِ

ترجمہ: انہوں نے ابنائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم (یعنی سادات کرام کیلئے) ایک علامت مقرر کی ہے۔ حالانکہ علامت اس شخص کے لیے مقرر ہوا کرتی ہے جو نامعلوم اور مجہول ہو۔

نُوْرُالنَّبُوَّةِ فِیْ کَرِیْمِ وُجُوْهِهِمْ　　یُغْنِی الشَّرِیْفَ عَنِ الطِّرَازِ الْاَخْضَرِ

ترجمہ: لیکن سادات کے چہروں پر تو نور نبوت چمک رہا ہے جو انہیں سبز اور مطرز لباس پہننے سے بے نیاز کر دیتا ہے۔

تیمور مفسد

اسی سال تیمور لنگ مفسد نے خروج کیا اور شہروں کو ویران کر دیا۔ بندگان خدا تعالیٰ کو ہلاک و تباہ کیا اور اسی طرح فتنہ و فساد کرتا ہوا حتیٰ کہ 873 ہجری میں خدائے تعالیٰ کی لعنت میں جا ہلاک ہوا۔ اس پر یہ شعر کہے گئے: شعر

فَعَلَ التَّتَارُ وَلَوْ رَاَوْا اَفْعَالَ　　تِمَرْ لَنْکَ اِذَا کَانَ اَعْظَمَا

وَطَائِرُهُ فِی الْخَلْقِ کَانَ اَشْاَمَا

ترجمہ: تاتاریوں نے بھی فساد تو برپا کیا تھا لیکن اگر وہ تیمور لنگ کے فساد کو دیکھتے جو ان سے کئی حصے بڑھ کر تھا تو وہ بھی حیران ہو جاتے کیونکہ وہ ان سے بھی کئی گنا بڑھ کر تھا اور اس کا زمانہ لوگوں میں نحوست کا زمانہ تھا۔

سن عذاب

تیمور اصل میں دہقان زادہ تھا۔ چوری اور راہ زنی کیا کرتا تھا۔ بعد ازاں بادشاہ کے داروغہ اصطبل کی خدمت میں جا پہنچا اور اس کے مرنے کے بعد اس کی جگہ پر مقرر ہو گیا۔ بعد ازاں ترقی کرتے کرتے بادشاہ بن گیا۔ ایک شخص سے دریافت کیا گیا کہ تیمور لنگ کا خروج کس سن میں ہوا تھا۔ اس نے جواب دیا کہ سن عذاب میں۔ یعنی 773 ہجری میں۔ (یہ لفظ عذاب کے عدد ہیں۔)

قرأت بخاری شریف

775 ہجری میں ماہ رمضان میں سلطان کے سامنے قلعہ میں بخاری شریف کی قرأت شروع ہوئی۔ پہلے حافظ زین الدین عراقی قاری مقرر ہوئے۔ مگر بعد ازاں ان کے ساتھ شہاب عریانی بھی شریک کر دیئے گئے۔

777 ہجری میں دمشق میں انڈے اس قدر مہنگے ہوئے کہ ایک انڈا تین درہم یعنی ایک

دینار میں بکنے لگے۔

راستے کی سازش

778 ہجری میں الاشرف شعبان قتل ہوا اور اس کا بیٹا علی تخت نشین ہوا اور المنصور اپنا لقب مقرر کیا۔ یہ واقعہ اس طرح ہوا کہ سلطان اشرف مع خلیفہ اور قضاۃ وامراء کے حج کو روانہ ہوا۔ راستے میں امراء نے اس کے قتل کے لیے خفیہ سازش کی۔ سلطان کو بھی معلوم ہو گیا۔ وہ راستے سے ہی واپس قاہرہ میں بھاگ آیا۔ بعد ازاں خلیفہ بھی واپس آ گیا۔ لوگوں نے خلیفہ کو سلطان بنانا چاہا۔ لیکن اس نے نہ مانا۔ آخر انہوں نے سلطان اشرف کے بیٹے کو اس کی جگہ مقرر کیا۔ اشرف کہیں روپوش ہو گیا۔ مگر آخر پکڑا گیا۔ ماہ ذوالقعدہ میں قتل ہوا۔

گہن

اسی سال آفتاب و ماہتاب دونوں کو گہن لگا۔ چاند کو شعبان کی چودھویں رات میں اور سورج کو 28 شعبان کو۔

پندرہ روز گزرے

779 ہجری میں ربیع الاول کی چار تاریخ کو ایک بدری اتابک عساکر زکریا بن ابراہیم بن مستمسک نے خلیفہ حاکم کو بلا کر خلعت دی اور بغیر بیعت واجتماع کے خلیفہ مقرر کر کے المعتصم باللہ کا لقب عطا کیا اور کئی ایک امور کے باعث جو اس سے قتل اشرف کے وقت صادر ہوئے تھے' اسے قوص میں جانے کا حکم دیدیا۔ خلیفہ وہاں چلا گیا اور دوسرے روز پھر اپنے گھر میں واپس آ گیا اور بیس (20) تاریخ کو تخت خلافت پر رونق افروز ہوا اور مستعصم کو جسے ابھی پندرہ (15) روز خلیفہ ہوئے گزرے تھے معزول کر دیا گیا۔

متوکل خلفائے مصر میں چھٹا خلیفہ تھا۔ چنانچہ قاعدہ مستمرہ کے موافق یہ بھی معزول کر دیا گیا۔

شکل تبدیل

782 ہجری میں حلب سے خبر آئی کہ ایک امام نماز پڑھا رہا تھا۔ ایک شخص نے آ کر اس سے کھیلنا اور ٹھٹھا مخول کرنا شروع کیا۔ مگر امام نے نیت نہ توڑی۔ جب نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو دیکھا کہ اس شخص کی صورت خنزیر کی ہو گئی تھی۔ وہیں سے وہ جنگل کی طرف بھاگ گیا۔ لوگ اس بات سے نہایت متعجب ہوئے اور اس بات کو محضر میں لکھ لیا گیا۔

ماہ صفر 783 ہجری میں منصور وفات گیا اور اس کا بھائی حاجی بن اشرف تخت پر بیٹھا اور الصالح اپنا لقب مقرر کیا۔

ماہِ رمضان 784 ہجری میں الصالح معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ برقوق تخت نشین ہوا جس نے اپنا لقب الظاہر مقرر کیا۔ یہ پہلا شخص تھا جو جراکسہ میں سے تخت نشین ہوا۔

برقوق کی ندامت

رجب 785 ہجری میں برقوق نے خلیفہ متوکل کو پکڑ کر قلعہ جبل میں قید کر دیا اور محمد بن ابراہیم بن مستمسک بن حاکم سے بیعت کر کے الواثق باللہ اس کا لقب مقرر کیا۔ یہ برابر خلیفہ رہا' حتیٰ کہ بروز بدھ 17 شوال 788 ہجری میں فوت ہوا۔ لوگوں نے برقوق سے متوکل کے دوبارہ خلیفہ بنانے میں گفتگو کی۔ لیکن وہ نہ مانا اور اس کے بھائی محمد زکریا کو جو چند دن پہلے بھی خلیفہ رہ چکا تھا' بلا کر بیعت کر لی اور المستعصم باللہ اس کا لقب مقرر کیا۔ وہ برابر 791 ہجری تک خلیفہ رہا۔ پھر برقوق اپنے افعال پر نادم ہوا اور متوکل کو قید سے نکال کر پھر خلیفہ بنا دیا اور زکریا کو معزول کر دیا جو اس معزولی کی حالت میں اپنے گھر میں فوت ہوا۔ پھر متوکل ہی مرتے دم تک خلیفہ رہا۔

اسی سال جمادی الآخر میں الصالح حاجی پھر سلطان بنایا گیا اور برقوق کرک میں قید ہوا۔ الصالح نے اپنا لقب المنصور مقرر کیا۔

اس سال ماہ شعبان میں مؤذنوں نے اذان کے بعد آنحضرت ﷺ پر درود و سلام بھیجنا زیادہ کیا۔ یہ پہلی بدعت حسنہ جاری ہوئی نجم الدین طنبدی نے اس کا حکم دیا تھا۔

ماہ صفر 792 ہجری میں برقوق کو قید سے رہا کر کے پھر بادشاہ بنایا گیا جو اپنی وفات یعنی شوال 801 ہجری تک برابر حاکم رہا۔ بعد ازاں اس کا بیٹا فرح اس کی جگہ حاکم ہوا اور الناصر اپنا لقب مقرر کیا۔ مگر 2 ربیع الآخرہ 808 ہجری میں اسے معزول کر دیا گیا اور اس کے بھائی عبدالعزیز کو اس کی جگہ تخت پر بٹھایا گیا۔ اس نے اپنا لقب المنصور مقرر کیا۔ مگر اسی سال میں ماہ جمادی الآخر کی چوتھی تاریخ کو اسے بھی معزول کیا گیا اور الناصر فرح پھر تخت پر بٹھایا گیا۔ اسی سال یعنی 808 ہجری میں خلیفہ متوکل 18 رجب منگل کی رات کو فوت ہوا۔

متوکل کے عہد میں یہ علماء وفات پا گئے تھے

الشمس بن المفلح عالم حنابلہ' الصلاح الصفدی' الشہاب بن النقیب' المحب ناظر الجیش'

الشریف الحسینی الحافظ القطب تحتانی قاضی القضاۃ عز الدین بن جماعہ التاج بن السبکی ان کے شیخ بہاء الدین الجمال الاسنوی ابن الصائغ الحنفی جمال بن نباتہ عفیف یافعی جمال شریشی شرف بن قاضی الجبل السراج الہندی ابن ابی حجلہ الحافظ تقی الدین بن رافع حافظ عماد الدین بن کثیر عتابی نحوی بہا ابوالبقاء السبکی الشمس بن خطیب بیرود العماد الحسباتی البدر بن حبیب ضیاء قرمی الشہاب الازرعی الشیخ اکمل الدین الشیخ سعد الدین التفتازانی البدر الزرکشی سراج بن ملقن سراج بلقینی حافظ زین الدین عراقی رحمہم اللہ تعالیٰ۔

الواثق باللہ عمر

الواثق باللہ عمر بن ابراہیم بن ولی عہد المستمسک بن حاکم متوکل کے معزول ہونے کے بعد ماہ رجب 785 ہجری میں خلیفہ ہوا اور 788 ہجری تک خلافت کر کے بروز بدھ 19 شوال کو فوت ہوا۔

المستعصم باللہ زکریا

المستعصم باللہ زکریا بن ابراہیم بن المستمسک اپنے بھائی واثق کی وفات کے بعد تخت نشین ہوا۔ مگر 791 ہجری میں معزول کیا گیا اور آخر اسی معزوی کی حالت میں فوت ہوا۔ اس کے بعد متوکل خلیفہ بنایا گیا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔

المستعین باللہ ابوالفضل

المستعین باللہ ابوالفضل العباس بن المتوکل ایک ترکی کنیزک کے بطن سے تھا جس کا نام بائی خاتون تھا۔ اپنے والد کے بعد ماہ رجب 808 ہجری میں خلیفہ ہوا۔ ان دنوں الملک الناصر فرج بادشاہ تھا۔ جب الناصر شیخ سے لڑنے گیا اور شکست کھا کر مقتول ہوا تو خلیفہ سے بحیثیت سلطان اور بادشاہ ہونے کے بیعت کی گئی۔ یہ واقعہ محرم 815 ہجری میں ہوا۔ بیعت سے پہلے خلیفہ نے امراء سے نہایت مضبوط اور پکے عہد اور قسمیں لے لیں۔ بعد ازاں مصر میں چلا آیا۔ سب امراء اس کے ہمرکاب تھے۔ وہاں آ کر کسی کو حاکم بنایا۔ کسی کو معزول کیا اور اپنے نام کا سکہ سکوک کرایا۔ مگر اپنے لقب میں اس نے کوئی تغیر نہ کیا۔

شیخ الاسلام ابن حجر نے ایک طولانی قصیدہ اس کی مدح میں لکھا ہے۔ وہی ہذہ:

قصیدہ کے اشعار

1- اَلْمُلْکُ فِیْنَا ثَابِتُ الْاَسَاسِ   بِالْمُسْتَعِیْنِ الْعَادِلِ الْعَبَّاسِ
2-رَجَعَتْ مَکَانَۃُ اٰلِ عَمِّ الْمُصْطَفٰی   بِمَحَلِّھَا مِنْ بَعْدِ طُوْلِ تَنَاسِیْ
3-ثَانِیْ رَبِیْعُ الْاٰخِرِ الْمَیْمُوْنُ فِیْ   یَوْمِ الثَّلَاثَا حُفَّ بِالْاَعْرَاسِ
4-بِقُدُوْمِ مَھْدِی الْاَنَامِ اَمِیْنُھُمْ   مَامُوْنُ عَیْبٍ طَاھِرِ الْاَنْفَاسِ
5-ذُوالْبَیْتِ طَافَ بِالرِّجَالِ فَھَلْ یَرٰی   مِنْ قَاصِدٍ مُتَرَدِّدٍ فِی الْیَاسِ
6-فَرع نمَا مِنْ ھَاشِمٍ فِیْ رَوْضَۃٍ   زَاکِی الْمَنَابِتِ طَیِّبِ الْاَغْرَاسِ
7-بِالْمُرْتَضٰی وَالْمُجْتَبٰی وَالْمُشْتَرٰی   لِلْحَمْدِ وَالْحَالِیْ بِہٖ وَالْکَاسِیْ
8-مَنْ اُسْرَۃٍ اَسَرُوْا الْخُطُوْبَ وَطَھَرُوْا   مِمَّا یُغَیِّرُھُمْ مِنَ الْاَدْنَاسِ
9-اُسْدٌ اِذَا حَضَرُوْا الْوغٰی وَاِذَا خَلَوْا   کَانُو بِمجلسھم کظبی کناس
10-مِثْلُ الْکَوَاکِبِ نُوْرُہٗ مَا بَیْنَھُمْ   کَالْبَدْرِ اَشْرَقَ فِیْ دُجَی الْاَغْلَاسِ
11- وَبِکَفِّہٖ عِنْدَ الْعَلَامَۃِ اٰیَۃٌ   فَلَمْ یُضِیْ اَضَارَ ۃ الْمِقْیَاسِ
12- فَلِبِشْرِہٖ لِلْوَافِدِیْنَ مَبَاسِمٌ   تُدْعٰی وَلِلْاِجْلَالِ بِالْعَبَّاسِ
13- فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الْمُعِزُّ لِدِیْنِہٖ   مِنْ بَعْدِ مَا قَدْ کَانَ فِیْ اِبْلَاسِ
14-بِالسَّادَۃِ الْاُمَرَاءِ اَرْکَانُ الْعُلٰی   مِنْ بَیْنِ صَدْرِکَ ثَارِہٖ وَمُوَاسِیْ
15-نَھَضُوْا بِاَعْبَاءِ الْمَنَاقِبِ وَارْتَقُوْا   فِیْ مَنْصَبِ الْعُلْیَا الْاَشَمِّ الرَّاسِیْ
16-تَرَکُوا الْعِدٰی صَرْعٰی بِمَعْرَکِ الرَّدٰی   فَاللّٰہُ یَحْرُسُھُمْ مِنَ الْوَسْوَاسِ
17 - وَاِمَامُھُمْ بِجَلَالِہٖ مُتَقَدِّمٌ   تَقْدِیْمَ بِسْمِ اللّٰہِ فِی الْقِرْطَاسِ
18-لَوْلَا نِظَامُ الْمُلْکِ فِیْ تَدْبِیْرِہٖ   لَمْ یَسْتَقِمْ فِی الْمُلْکِ حَالُ النَّاسِ
19- کَمْ مِنْ اَمِیْرٍ قَبْلَہٗ خَطَبَ الْعُلٰی   وَبِجَھْدِہٖ رَجَعَتْ بِالْاِفْلَاسِ
20-حَتّٰی اِذَا جَاءَ الْمَعَالِیْ کَفُوْھَا   خَضَعَتْ لَہٗ مِنْ بَعْدِ فَرْطِ شِمَاسٍ
21-طَاعَتْ لَہٗ اَیْدِی الْمُلُوْکِ وَاَذْعَنَتْ   مِنْ نِیْلِ مِصْرَ اَصَابِعَ الْمِقْیَاسِ
22-فَھُوَا الَّذِیْ قَدْ رَدَّ عَنَّا الْبُؤْسَ فِیْ   دَھْرٍ بِہٖ لَوْلَاہُ کُلُّ الْبَاسِ
23-وَاَزَالَ ظُلْمًا عَمَّ کُلَّ مُعَمَّمٍ   مِنْ سَائِرِ الْاَنْوَاعِ وَالْاَجْنَاسِ
24-بِالْخَاذِلِ الْمَدْعُوِّ ضِدَّ فِعَالِہٖ   بِالنَّاصِرِ الْمُتَنَاقِصِ الْاَسَاسِ

25- كَمْ نِعْمَةِ اللهِ كَانَتْ عِنْدَهُ — فَكَأَنَّهَا فِيْ غُرْبَةٍ وَتَنَاسِيْ
26- مَا زَالَ سِرُّ الشَّرِّ بَيْنَ ضُلُوْعِهِ — كَالنَّارِ اَوْصَحِبْتَهُ لِلْاَرْمَاسِ
27- كَمْ سَنَّ سَيِّئَةً عَلَيْهِ آثَامُهَا — حَتّٰى الْقِيَامَةَ مَالَهُ مِنْ آسٍ
28- مَكْرٌ اَبَنِيْ اَرْكَانَهُ لٰكِنَّهَا — لِلْغَدْرِ قَدْ بُنِيَتْ بِغَيْرِ اَسَاسِ
29- كُلُّ امْرِئٍ يَنْسِيْ وَيَذْكُرُ تَارَةً — لٰكِنَّهُ لِلشَّرِّ لَيْسَ بِنَاسِ
30- اَمْلٰى لَهُ رَبُّ الْوَرٰى حَتّٰى اِذَا — اَخَذُوْهُ لَمْ يَفْلَتْهُ مَرُّ الْكَاسِ
31- وَاِذَا لَنَا مِنْهُ الْمَلِيْكُ بِمَالِكٍ — اَيَّامُهُ صَدَرَتْ بِغَيْرِ قِيَاسِ
32- فَاسْتَبْشَرَتْ اُمُّ الْقُرٰى وَالْاَرْضُ مِنْ — شَرْقٍ وَّ غَرْبٍ كَالْغَلِيْبِ وَفَاسِ
33- آيَاتُ مَجْدٍ لَا يُحَاوِلُ جَحْدَهَا — فِي النَّاسِ غَيْرُ الْجَاهِلِ الْخَنَّاسِ
34- وَمَنَاقِبُ الْعَبَّاسِ لَمْ تَجْمَعْ سِوٰى — لِحَفِيْدِهِ مَلِكُ الْوَرٰى الْعَبَّاسِ
35- لَا تُنْكِرُوْا لِلْمُسْتَعِيْنِ رِيَاسَةً — فِي الْمُلْكِ من بعد الْجُحُوْدِ النَّاسِ
36- فَبَنُوْا اُمَيَّةَ قَدْ اَتٰى مِنْ بَعْدِهِمْ — فِيْ سَالِفِ الدُّنْيَا بَنُو الْعَبَّاسِ
37- وَاَتٰى اَشَجُّ بَنِيْ اُمَيَّةَ نَاشِرًا — لِلْعَدْلِ مِنْ بَعْدِ الْمُبِيْرِ الْخَاسِيْ
38- مَوْلَايَ عَبْدُكَ قَدْ فِيْ لَكَ رَاجِيًا — مِنْكَ الْقَبُوْلَ فَلَا يَرٰى مِنْ بَأْسِ
39- لَوْلَا الْمَهَابَةُ طَوَّلَتْ اَمْدَاحَهُ — لٰكِنَّهَا جَاءَتْ بِالْقِسْطَاسِ
40- فَاَدَامَ رَبُّ النَّاسِ عِزَّكَ دَائِمًا — بِالْحَقِّ مَحْرُوْسًا بِرَبِّ النَّاسِ
41- وَلَقِيْتَ تَسْتَمِعُ الْمَدِيْحَ لِخَادِمٍ — لَوْلَاكَ كَانَ مِنَ الْهُمُوْمِ يُقَاسِيْ
42- عَبْدٌ صَفَا وُدًّا وَزَمْزَمَ حَادِيًا — وَسَعٰى عَلَى الْعَيْنِ قَبْلَ الرَّأْسِ
43- اَمْدَاحُهُ فِيْ آلِ بَيْتِ مُحَمَّدٍ — بَيْنَ الْوَرٰى مِسْكِيَّةُ الْاَنْفَاسِ

(ترجمہ: (1) خلیفہ مستعین کے باعث جو عادل اور عباسی ہے۔ ملک ہم میں قائم وثابت ہے۔ (2) عم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل واولاد کا مرتبہ مدت کی فراموشی کے بعد پھر اپنے ٹھکانے پر آ گیا ہے۔ (3) و (4) بروز منگل دوسری ربیع الآخرہ کی مبارک تاریخ کو لوگ مہدی وامین انام مبرا از عیوب اور طاہر الانفاس خلیفہ کے آنے کی خوشی میں جمع ہوئے۔ (5) یہ خلیفہ ایسے گھرانے سے ہے جس کا حاجتمند لوگ طواف کرتے رہتے ہیں اور کوئی قاصد ناامیدی کی حالت میں واپس نہیں جاتا۔ (6) یہ خلیفہ ہاشم کی شاخ ہے جس نے نہایت عمدہ اور خوبصورت

باغ میں پرورش پائی ہے۔ (7) نہایت پسندیدہ اور برگزیدہ ہے۔ حمد کا خریدار اس پر مزدوری دینے والا اور لباسِ حمد پہننے والا ہے۔ (8) ایسے خاندان سے ہے جنہوں نے حوادث کو مقید کیا ہے اور اپنی تمام میل کچیل پاک وصاف کردی ہے۔ (9) جب میدان جنگ میں جاتے ہیں تو شیر ہوتے ہیں اور جس وقت وہ اپنی مجلسوں میں خلوت پکڑتے ہیں تو ہرن کی طرح ہیں۔ (10) ممدوح کے خاندان کے لوگ ستاروں کی طرح ہیں اور ممدوح کا نور ان میں ایسا ہے جیسا کہ ایک تاریک رات میں بدر کامل کا ہوتا ہے۔ (11) دستخط کے وقت اس کے ہاتھ میں ایسا قلم ہوتا ہے جو گیس کی طرح روشن ہوتا ہے۔ (12) ممدوح کے دانت ہنس کر آنے والوں کو بلاتے ہیں اور ان سے جلال عباسی نمایاں ہیں۔ (13) و (14) ہر طرح کی تعریف خدا تعالیٰ کو ہی سزاوار ہے جس نے اپنے دین کو ناپید ہوجانے کے بعد ان سادات وامراء سے جو ارکان علیٰ ہیں عزت دی۔ یہ لوگ خون کا بدلہ بھی لیتے ہیں اور غمخواری بھی کرتے ہیں۔ (15) مناقب کا بوجھ انہوں نے اٹھالیا ہے اور نہایت بلند اور پائیدار مرتبہ پر چڑھ گئے ہیں۔ (16) دشمنوں کو انہوں نے ہلاکت کے میدان میں پچھاڑ کر چھوڑ دیا ہے۔ اب خدا تعالیٰ انہیں وسواس سے محفوظ رکھے۔ (17) ان کا امام بہ سبب اپنے قدر کی بزرگی کے ان پر اس طرح مقدم ہے جیسا کہ کاغذ میں مضمون سے پہلے بسم اللہ ہوتی ہے۔ (18) اگر ملک کا انتظام اس کی تدبیر سے نہ ہوتا تو لوگ کبھی بھی خوشحال نہ ہوتے۔ (19) اس کے پہلے بھی بہت سے امیروں نے بلندی طلب کی ہے۔ مگر وہ محرومی اور افلاس سے ہی واپس ہوئے ہیں۔ (20) مگر جب بلندیوں کا ہمسر (یعنی ممدوح) آیا تو وہ اس کے مطیع فرمان ہوگئے۔ (21) تمام بادشاہوں نے اس کی اطاعت کرلی ہے حتیٰ کہ نیل مصر کی مقیاسی انگلیوں نے بھی اس کی اطاعت ظاہر کی ہے۔ (22) اسی ممدوح نے ہم سے شدت کو دفع کیا ہے۔ اگر یہ نہ ہوتا تو زمانہ سب کا سب تکلیف و مصیبت بن جاتا۔ (23) ممدوح نے ہر جنس کے اشخاص سے ظلم دور کردیا ہے۔ (24) یہ ظلم اس کمینہ نے برپا کر رکھا تھا جس کا نام ''برعکس نام نہند زنگی کافور'' کی طرح الناصر تھا۔ (25) اس کے پاس خدائے تعالیٰ کی بہت سے نعمتیں تھیں۔ لیکن وہ ناشکرا ہی رہا۔ (26) شرارت اس کی پسلیوں میں پوشیدہ تھی جیسے قبر میں مردہ پوشیدہ ہوتا ہے۔ (27) کئی گناہوں کو اس نے مروج کیا جس کا گناہ ہمیشہ اس طرح اس پر رہے گا اور قیامت میں اس کا کوئی غمخوار نہ ہوگا۔ (28) اس نے مکر کے ارکان بنائے۔ مگر غدر یعنی دھوکہ دہی کی وجہ سے وہ بے بنیاد ہی رہے۔

(29) ہر شخص کبھی یاد آ جاتا ہے اور کبھی بھول جاتا ہے۔ لیکن ناصر بوجہ شر کے کبھی فراموش نہ ہوگا۔ (30) خدائے دوجہان نے اسے مہلت دی تھی مگر آخر موت کے کڑوے پیالے سے رہائی نہ پاسکا۔ یہاں تک کہ جب انہوں نے اسے پکڑلیا۔ (31) اور جب وہ ہم پر بادشاہ تھا تو خدائے تعالیٰ نے اس کا ملک چھین کر ممدوح کو عطا کیا۔ (32) ام القریٰ نے اس کو خوشخبری دی جس کے باعث تمام لوگ مشرق سے مغرب تک خوش ہوگئے۔ (33) ممدوح کی آیات مجد کا سوائے جاہل خناس کے کوئی شخص انکار نہیں کرسکتا۔ (34) عباسؓ کے مناقب آپ کے پوتے (یعنی ممدوح) کے سوا جو بادشاہِ جہان ہے کسی میں جمع نہیں ہوئے۔ ایسا پوتا جو جہان کا بادشاہ ہے۔ (35) اے لوگو! مستعین کی حکومت اور سرداری سے انکار نہ کرو۔ (36) بنوامیہ کے بعد بنی عباس ہی دنیا کی سرداری پر آئے ہیں۔ (37) عبدالعزیز بن عمر نے حجاج ہلاک کنندہ کے بعد دنیا میں عدل وانصاف کو پھیلایا۔ (38) اے میرے مولیٰ تیرا غلام تیرے قبول کی امید کرتا ہوا آیا ہے۔ وہ ناامیدی نہ دیکھے۔ (39) اگر خوف اطالت نہ ہوتا تو اس کی مدح لمبی ہوتی، مگر وہ برابری ہی ہوئی ہے۔ (40) خدائے تعالیٰ تیری عزت ہمیشہ برقرار رکھے۔ (41) اور تو ہمیشہ اپنے اس خادم کی مدح سنتا رہے۔ اگر تو نہ ہوتا تو یہ غلام غموں کے باعث ہلاک ہوجاتا۔ (42) یہ غلام باوفا ہے اور شعر پڑھتا ہوا آنکھوں کے بل چل کر آیا ہے۔ (43) اس کی مدح آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے جس سے کستوری کی لپٹیں آرہی ہیں۔)

جب مستعین مصر میں آیا تو اپنی رہائش کے واسطے قلعہ مخصوص کیا اور شیخ کیلئے اصطبل مقرر کیا اور دیار مصریہ کا انتظام اس کے سپرد کر کے نظام الملک کا لقب عطا کیا۔ امراء شاہی آداب بجالانے کے بعد اصطبل میں شیخ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ تمام امور کا نقص وابرام اسی کے پاس ہوتا۔ بعدازاں فرامین دستخط کے لیے مستعین کے پاس لائے جاتے۔ آخر ہوتے ہوتے یہاں تک نوبت پہنچی کہ جب تک کاغذات شیخ کی نظر سے نہ گزر لیتے خلیفہ اس پر دستخط نہ کرسکتا۔ اس بات سے خلیفہ نہایت مضطرب اور تنگدل ہوا۔ ماہ شعبان میں شیخ نے خلیفہ کو کہا کہ عادتِ مستمرہ کے بموجب سلطنت مجھے سپرد کیجئے۔ خلیفہ نے اس بات کو منظور کرلیا۔ مگر یہ شرط لگائی کہ قلعہ سے اپنے گھر میں اسے چلا جانے دیا جائے۔ شیخ نے اس بات کو منظور نہ کیا اور جبراً سلطنت پر قابض ہوگیا اور اپنا لقب المؤید مقرر کیا۔

یہ جائز نہیں

بعدازاں مستعین کی معزولیت کی تصریح کر کے اس کے بھائی داؤد کو خلیفہ مقرر کیا اور مستعین کو مع اہل وعیال کے قصر شاہی سے نکال کر قلعہ کے ایک مکان میں نظر بند کر دیا اور حکم دیا کہ کوئی شخص ان سے ملنے نہ پائے۔ جب اس بات کی خبر نائب شام نوروز کو پہنچی تو اس نے علماء اور قاضیوں کو طلب کر کے مؤید کے اس فعل کی بابت فتویٰ طلب کیا۔ انہوں نے اس کو نا جائز قرار دیا۔ اس پر اس نے مؤید سے جنگ کی ٹھان لی۔ مؤید بھی اس کے مقابلے کے لئے 817 ہجری میں نکل کھڑا ہوا۔

پسندیدہ جگہ

مستعین کو اسکندریہ میں لے جا کر قید کر دیا گیا۔ مگر جب ططر حاکم ہوا تو اس نے اسے رہا کر دیا اور قاہرہ میں آنے جانے کی اجازت دیدی۔ مگر مستعین کو چونکہ وہ جگہ پسند تھی اس لیے اس نے وہیں رہائش اختیار کی اور تاجروں سے اسے بہت سامال بھی مل گیا۔ آخر جمادی الآخر 833 ہجری میں طاعون سے شہید ہوا۔

یکبارگی

مستعین کے عہد خلافت میں 812 ہجری میں شروع میں تو نیل پایاب ہو گیا۔ مگر بعدازاں یکبارگی 22 گز سے بھی زیادہ پانی چڑھ آیا۔

سلطان کا لقب

814 ہجری میں غیاث الدین اعظم شاہ بن اسکندر شاہ بادشاہِ ہند نے خلیفہ کی خدمت میں بہت سامال اور سلطان کی خدمت میں تحفے بھیجے تا کہ خلیفہ کی طرف سے سلطان کا لقب عطا ہو۔

اس کے عہد میں درج ذیل علمانے وفات پائی۔

الموفق ناشری شاعر یمن، نصر اللہ بغدادی عالم حنابلہ، شمس معید نحوی مکہ، شہاب حسبانی، شہاب ناصری فقیہ یمن، ابن ہاشم صاحب الفرائض وحساب، ابن عفیف شاعر یمن، محب بن شمنہ عالم حنفیہ والد قاضی عسکر۔

المعتضد باللہ ابوالفتح

المعتضد باللہ ابوالفتح داؤد بن المتوکل ایک ترکی کنیز کزل نامی کے بطن سے تھا۔ اپنے بھائی کے معزول ہونے کے بعد 815 ہجری میں تخت خلافت پر بیٹھا۔ اس وقت سلطان مؤید کا زمانہ تھا۔ پس یہ برابر خلیفہ رہا۔ حتیٰ کہ محرم 824 ہجری میں فوت ہوا۔ سلطان نے اس کے بیٹے احمد کو خلیفہ مقرر کر کے المظفر کا لقب مقرر کیا اور اس کی سلطنت کا انتظام ططر کے ہاتھ دے دیا۔ ماہ شعبان میں ططر نے سلطان مؤید کی سلطنت پر قبضہ کر لیا۔ خلیفہ نے اسے سلطان مقرر کر کے الظاہر کا لقب عطا کیا۔ پھر اسی سال ماہ ذوالحجہ میں ططر مر گیا۔ خلیفہ نے اس کے بیٹے محمد کو سلطان بنایا اور الصالح کا لقب عطا کیا اور اس کی سلطنت کا انتظام برسبائی کے سپرد کیا۔ مگر برسبائی نے الصالح کو معزول کر کے اس کے ملک پر خود قبضہ کر لیا۔ خلیفہ نے ربیع الآخر 825 ہجری میں برسبائی کو سلطان بنا دیا۔ آخر 841 ہجری میں فوت ہوا تو اس کے بیٹے یوسف کو اس کی جگہ مقرر کیا اور العزیز کا لقب عطا کیا اور ججمق کو نظام سلطنت سونپ دیا۔ ججمق نے ربیع الاول 842 ہجری میں یوسف کو گرفتار کر لیا۔ خلیفہ نے ججمق کو سلطان بنا کر الظاہر کا لقب عطا کیا۔ خود خلیفہ نے اسی کے عہد میں انتقال کیا۔

عادات حسنہ و خصائص حمیدہ

معتضد نہایت ذکی، ذہین، اعلیٰ درجہ کا سخی اور خلفائے عظام سے تھا۔ علماء و فضلاء کی صحبت میں بیٹھتا اور ان سے مستفید ہوتا۔ ہر حال میں ان کا ساتھ دیتا۔ بروز اتوار 4 ربیع الاول 845 ہجری میں قریباً ستر (70) برس کی عمر میں فوت ہوا۔ (ابن حجر نے اسے لکھا ہے) لیکن میں نے اس کی بھتیجی کی زبانی سنا ہے کہ وہ 63 برس کی عمر میں فوت ہوا۔

اس کے عہد میں حوادث ذیل پیش آئے:

816 ہجری میں صدر الدین بن آدمی عہدہ قضاء اور محاسبہ پر مقرر ہوئے۔ ان سے پہلے کوئی شخص ان دونوں عہدوں کا جامع نہیں ہوا۔

مختل الحواس

819 ہجری میں منقلی بغا محتسب مقرر ہوا۔ یہ پہلا ترکی شخص ہے جو اس عہدہ پر مقرر ہوا۔ اس سال مصر میں ایک شخص ظاہر ہوا جو یہ دعویٰ کرتا تھا کہ وہ آسمان پر چڑھ کر خدا کو دیکھتا

ہے۔ بہت سے عوام اس کے مطیع ہو گئے۔ آخر اسے ایک جلسہ میں بلا کر توبہ کرنے کے لیے کہا گیا۔ مگر اس نے توبہ نہ کی۔ اس پر مالکی نے حکم دیا کہ اگر دو شخص اس کے مختل الحواس ہونے پر گواہی نہ دیں تو اسے قتل کر دیا جائے۔ مگر بہت سے طبیبوں نے شہادت دی کہ یہ شخص مختل الحواس ہے۔ اس پر اسے شفا خانہ میں بھیج دیا گیا۔

عجیب نمونہ

821 ہجری میں موضع بلبیس میں ایک بھینس کے ہاں بچہ پیدا ہوا جس کے دو سر، دو گردنیں، اگلے پاؤں چار اور دو ریڑھ کی ہڈیاں تھیں۔ مگر دبر ایک ہی تھی اور پچھلی ٹانگیں صرف دو ہی تھیں۔ دمیں بھی دو تھیں۔ غرضیکہ صنعت خداوندی کا عجیب نمونہ تھا۔

ارزنگان میں زلزلہ

822 ہجری میں ارزنگان میں ایک سخت زلزلہ آیا۔ جس سے بہت سی جانیں تلف ہوئیں۔ کئی ہزار مکان تباہ ہو گئے۔

استاذ کا احترام

اسی سال مدرسہ مؤیدہ کی عمارت مکمل ہوئی۔ وہاں کے پروفیسر شمس بن مدیری مقرر ہوئے۔ سلطان خود درس میں حاضر ہوا اور اس کے لڑکے نے اپنے ہاتھوں سے ان کا مصلیٰ بچھایا۔

چمکتا گوشت

823 ہجری میں غزہ میں ایک اونٹ ذبح کیا گیا۔ اس کا گوشت آگ کی طرح چمکتا تھا۔ کتے کے آگے اس کا ایک ٹکڑا پھینکا گیا تو اس نے بھی اس کو ہرگز نہ کھایا۔

824 ہجری میں دریائے نیل میں سخت طغیانی آئی جس سے زراعت کو سخت نقصان پہنچا۔

825 ہجری میں قاضی جلال الدین بلقینی کی بیٹی فاطمہ کے گھر ایک خنثیٰ بچہ پیدا ہوا۔ اس بچہ میں مرد و عورت دونوں کی علامتیں موجود تھیں۔ دو دو ہاتھ تھے اور سر پر بیل کی طرح دو سینگ تھے۔ ایک گھنٹہ کے بعد مر گیا۔

عہد معتضد میں فوت ہونے والے علماء

اس کے عہد خلافت میں علمائے ذیل فوت ہوئے:

شہاب بن حجۃ فقیہ شام' برہان بن رفاعہ ادیب' زین ابوبکر مراغی فقیہ مدینہ' حسام ابیوردی' جمال بن ظہیر حافظ مکہ' مجد الدین شرازی صاحب قاموس' خلف النحریری من کبار المالکیہ' شمس بن قیانی من کبار الحنفیہ' ابوہریرہ بن نقاش دانوغی' استاذ عز الدین بن جماعہ' ابن ہشام عجمی' صلاح اقفہسی' شہاب غزی احد ائمۃ الشافعیہ' جلال بلقینی' برہان بیجوری' ولی عراقی' شمس بن مدیری' شرف قیانی' علاء بن معلی' بدر بن دمانی' تقی حصینی شارع ابی شجاع' ہروی سراج قاری ہدایت' نجم بن حجی' بدر بشکی' شمس برمادی' شمس شطونی' تقی قاسی' زین تسی' نظام یحییٰ سیرانی' قراء یعقوب رومی' شرف بن مفلح حنبلی' شمس بن قشیری' ابن جرزی شیخ القراءۃ' ابن خطیب دہشہ' شہاب الشیطی' زین قہنی' بدر مقدسی' شرف بن مقری عالم یمن' صاحب عنوان الشرف' تقی بن حجہ شاعر' جلال مرشدی نحوی مکہ' ہمام شیرازی' تلمیذ شریف' جمال بن خیاط عالم یمن' بوصیری محدث' شہاب بن مجمرہ' علاء بخاری' شمس بساطی' جمال انکاورونی عالم طیبہ' محب بغدادی حنبلی' شمس بن عمار وغیرہم رحمہم اللہ اجمعین۔

المستکفی باللہ ابوالربیع

المستکفی باللہ ابوالربیع سلیمان بن متوکل اپنے بھائی کے بعد تخت خلافت پر بیٹھا۔ نامہ تولیت' عہد میرے والد ماجد نے لکھا جس کے الفاظ یہ تھے:

"ھذا ما اشھد بہ علی نفسہ الشریفہ حرسھا اللہ تعالٰی وحماھا وصانھا من الاکدار ورعاھا سیدنا ومولانا المراقف الشریفۃ المطاھرۃ الزکیہ الامامیہ الاعظیمۃ العباسیۃ النبویۃ المعتضدیۃ امیر المومنین وابن عم سید المرسلین ووارث الخلفاء الراشدین المعتضد باللہ تعالٰی ابو الفتح داؤد اعز اللہ بہ الدین وامتع ببقاءہ الاسلام والمسلمین انہ عھد الی شقیقہ المقر العالی المولوی الاصیلی العریقی الحسیبی النسیبی الملکی سیدی ابی الربیع سلیمانؒ المستکفی باللہ عظم اللہ شانہ بالخلافۃ المعظمۃ وجعلہ خلیفۃ بعدہ ونصبہ اماماً علی المسلمین عھد اشرعیا معتبرا مرضیا نصیحۃ للمسلمین ووفاء بما یجب علیہ من مراعات مصالح الموحدین واقتداء بسنۃ الخلفاء الراشدین والائمۃ المھدیین وذالک لما علم من دینہ وخیرہ وعدالتہ وکفایتہ واھلیتہ واستحقاقہ بحکم انہ اختبر حالہ وعلم طویتہ وانہ

الذی یدین الله برانه اتقی ثقة ممن راه وانه لایعلم صدر منه ماینافی استحقاقه لذلک وانه ان ترک الامر هملا من غیر تفویض للمشار الیه ادخل اذفاک المشقة علی اهل الحل والعقد فی اختیار من ینصبونه للامامة ویرتضونه لهذا الشان قبادر الی هذا العهد شفقه علیهم وقصد البراء ة ذمتهم ووصول الامر الی من هو اهله لعلمة ان العهد کان غیر محوج الی رضاء سائر اهله وواجب علی سمعه وتحمل ذلک منه ان یعلم به ویأمر لطاعته عندالحاجة الیه ویدعو الناس الی الانقیادله فسجل ذلک علیه من حضره حسب اذنه الشریف وسطر عن امره"

ترجمہ: یہ دستاویز ہے جسے میں سیدنا ومولانا امیر المومنین ابن عم سید المرسلین وارث الخلفاء الراشدین بن المعتضد باللہ تعالیٰ ابوالفتح داؤد اعز اللہ بہ الدین وامتع بقاؤ الاسلام والمسلمین کے نفس شریفہ حرسہا اللہ وحماہا کی طرف سے لکھتا ہوں کہ انہوں نے اپنے چھوٹے بھائی حبیب ونسیب سیدی ابی الربیع سلیمان المستکفی باللہ عظم اللہ شانہ بالخلافتہ کو اپنے بعد اپنا خلیفہ مقرر کیا ہے اور تمام مسلمانوں کا امام بنایا ہے اور یہ عہد شرعی برضائے خود مسلمانوں کی خیر خواہی اور ان کے ان حقوق ومصالح کو پورا کرنے کے لیے جو آپ پر واجب ہیں اور خلفائے راشدین کی پیروی کے لیے لکھا ہے اور موصی الیہ کی بابت انہیں معلوم ہے کہ وہ نہایت دیندار عادل ہے اور خلافت کی اہلیت اور اس کا استحقاق رکھتا ہے۔ آپ نے ان کے ظاہر و باطن کو اچھی طرح جانچ بھی لیا ہے۔ ان سے کبھی کوئی بات خلاف استحقاق خلافت صادر نہیں ہوئی۔ نیز آپ جانتے ہیں کہ اگر مشار الیہ کو یہ امر سپرد نہ کیا گیا تو لوگوں کو امامت کے واسطے کسی شخص کے منتخب کرنے میں مشقت وتکلیف اٹھانی پڑے گی اس لیے ان پر شفقت اور مہربانی کر کے آپ نے یہ عہد لکھوا کر ان کو اس مشقت سے بچا لیا ہے۔ اب ہر ایک اس شخص پر جو اسے پڑھے یا سنے واجب ہے کہ دوسرے کو بھی آگاہ کر دے اور حاجت کے وقت ان کی اطاعت سے سر نہ پھیرے بلکہ تمام لوگوں کو اطاعت کی طرف بلائے۔ یہ دستاویز امیر المومنین معتضد باللہ کی موجودگی اور ان کے اذن سے لکھی گئی ہے۔)

بعد ازاں لکھا کہ امیر المومنین کے حکم سے المستکفی ابوالربیع سلیمان نے اسے قبول بھی کرلیا ہے۔ المستکفی نہایت صالح، دیندار اور عابد شخص تھا۔ اکثر خاموش لوگوں سے علیحدہ بیٹھا رہتا تھا۔ اس کا بھائی معتضد کہا کرتا تھا کہ میں نے اپنے بھائی سلیمان سے کبھی کوئی کبیرہ گناہ

صادر ہوتے نہیں دیکھا۔ الملک الظاہر بھی اس کا بڑا معتقد تھا۔ میرے والد ماجد اس کے امام تھے۔ خلیفہ ان کی بڑی عزت کیا کرتا تھا اور انہیں اپنا مخدوم سمجھتا تھا اور میں نے تو اسی کے گھر میں پرورش پائی اور اتنا بڑا ہوا ہوں۔ مستکفی کی اولاد نہایت ہی دیندار عابد اور پارسا تھی۔ میرا خیال ہے کہ آل عمر بن عبدالعزیز کے بعد کسی خلیفہ کی آل و اولاد ایسی دیندار اور عابد نہیں ہوئی۔ بروز جمعہ سلخ ذوالحجہ 854 ہجری میں بعمر تریسٹھ (63) سال خلیفہ نے انتقال کیا۔ سلطان خود اس کے جنازے میں شریک ہوا اور نعش کو کندھا دیا۔ اس کے چالیس روز بعد میرے والد بزرگوار نے بھی وفات پائی۔

اس کے عہد خلافت میں ذیل کے علماء فوت ہوئے

تقی مقریزی، شیخ عبادہ، ابن کمیل شاعر، وفائی، قایاتی، شیخ الاسلام ابن حجر وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔

القائم بامر اللہ ابوالبقاء

القائم بامر اللہ ابوالبقاء حمزہ بن متوکل اپنے بھائی کے بعد تخت خلافت پر بیٹھا۔ اس کے بھائی نے ولی عہد کسی کو بھی نہیں بنایا تھا۔ اپنے دوسرے بھائیوں کے برخلاف القائم نہایت دلیر، چالاک اور باشوکت و جبروت شخص تھا۔ خلافت کی شان و شوکت کو اس نے قائم کر دیا تھا۔ اس کے عہد خلافت میں 857 ہجری کے شروع میں ہی الملک الظاہر جقمق مر گیا۔ اس نے اس کے بیٹے عثمان کو اس کی جگہ مقرر کر کے المنصور کا لقب عطا کیا۔ وہ ابھی ڈیڑھ ماہ ہی سلطنت کرنے پایا تھا کہ اینال نے اس کی سلطنت پر قبضہ کر کے منصور کو گرفتار کر لیا۔ خلیفہ ربیع الاوّل میں اینال کو سلطان مقرر کر کے الاشرف کا خطاب عطا کیا۔ کچھ عرصہ کے بعد ایک لشکر کشی پر خلیفہ اور الاشرف کے مابین رنجش ہوئی جس پر سلطان نے 859 ہجری میں خلیفہ کو معزول کر کے اسکندریہ میں لے جا کر قید کر دیا اور وہ وہیں 863 ہجری میں فوت ہوا اور اپنے بھائی المستعین کے پاس دفن ہوا۔

دونوں بھائی

یہ بات نہایت عجیب بات ہے کہ یہ دونوں بھائی خلافت سے معزول کیے گئے اور دونوں اسکندریہ میں ہی قید کیے گئے اور وہیں فوت ہوئے اور ایک دوسرے کے پاس ہی دفن ہوئے۔

زمانہ القائم میں علماء سے میرے دادا اور قلقشندی نے وفات پائی۔

المستنجد باللہ ابوالمحاسن (خلیفہ عصر)

المستنجد باللہ ابوالمحاسن یوسف بن متوکل اپنے بھائی کے معزول ہونے کے بعد تخت نشین ہوا۔ ان دنوں اشرف اینال ہی سلطان تھا جو 865 ہجری میں مرگیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا احمد تخت نشین ہوا اور المؤید اپنا لقب مقرر کیا۔ مگر خشقدم نے اس سال ماہ رمضان میں المؤید کو گرفتار کرلیا اور تخت نشین ہو کر الظاہر اپنا لقب مقرر کیا۔ آخر ربیع الاول 872 ہجری میں فوت ہوا تو خلیفہ نے بلبائی کو سلطان مقرر کر کے الظاہر اس کا لقب مقرر کیا۔ دو مہینے کے بعد لشکر نے اسے معزول کردیا۔ اس کے بعد سلطان عصر قایتبائی مقرر ہوا اور الاشرف اپنا لقب اختیار کیا اور نہایت شان و شوکت اور دلیری کے ساتھ سلطنت رانی شروع کی۔ الملک الناصر کے بعد کسی نے اس طرح عمدگی سے سلطنت نہیں کی۔ چنانچہ اس نے مصر سے فرات تک چند سپاہی ساتھ لے کر بے خوف و خطر سفر کیا۔ اس کی ایک نہایت عمدہ خصلت یہ ہے کہ اس نے مصر میں کسی نئے قاضی یا مشائخ و مدرس کو مقرر نہیں کیا بلکہ موجودہ لوگوں کے حال کی ہی اصلاح کردی کہ ان کی تنخواہیں وقت مقررہ پر مل جایا کریں۔ نہ ہی کبھی اس نے کسی قاضی اور شیخ کو مالی خدمت سپرد کی۔ الظاہر خشقدم جب سلطان بنایا گیا تو حاتم نائب شام اپنا لشکر لے کر اس سے ملنے آیا۔ جب الظاہر کو یہ خبر معلوم ہوئی تو اس نے حکم دیا کہ خلیفہ اور چاروں قاضی اور لشکر قلعہ کی طرف آئیں اور پھر نائب شام کی طرف آدمی بھیج کر کہلا بھیجا کہ تم واپس چلے جاؤ۔ وہ کئی ایک شرطیں کر کے واپس چلا گیا۔ بعدازاں قاضی اور لشکر اپنے اپنے گھروں میں واپس آگئے۔ مگر خلیفہ قلعہ میں ہی رہا اور الظاہر نے اسے اپنے گھر نہ جانے دیا' حتیٰ کہ 14 محرم بروز ہفتہ 884 ہجری میں دو برس تک فالج سے بیمار رہ کر فوت ہوا۔ قلعہ میں ہی نماز جنازہ پڑھ گئی۔ پھر مشہد نفیسی میں خلفاء کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ اس کی عمر نوے (90) سال سے بھی زائد تھی۔

المتوکل علی اللہ ابوالعز

المتوکل علی اللہ ابوالعز عبدالعزیز بن یعقوب بن متوکل علے اللہ 819 ہجری میں پیدا ہوا۔ اس کی والدہ حاج ملک ایک سپاہی کی بیٹی تھی۔ متوکل کے والد کو خلافت نہیں پہنچی بلکہ جب

یہ بڑا ہوا تو بباعث اپنی خصال جمیلہ واخلاق حمیدہ اور متواضع نیک سیرت وخوش طبع ہونے کے محبوب خواص وعوام بن گیا۔ اعلیٰ درجہ کا ادیب تھا۔ علم کی طرف اسے خاص رغبت تھی۔ میرے والد ماجد اور دوسرے علماء سے علم پڑھا۔ اس کے چچا مستکفی نے اپنی بیٹی کا اس سے عقد کر دیا تھا۔ جس کے ہاں ایک نہایت صالح لڑکا پیدا ہوا۔ پس یہ لڑکا ہاشمی الوالدین تھا۔ جب اس کے چچا مستنجد کے مرض نے طول پکڑا تو اس نے اسے ولی عہد مقرر کر دیا۔

لقب کیا رکھیں؟

مستنجد کے مرنے کے بعد بروز سوموار 16 محرم 884 ہجری میں لوگوں نے بموجودگی سلطان اور قضاۃ واعیان اس سے بیعت کی۔ پہلے اس نے المستعین باللہ لقب اختیار کرنا چاہا تھا مگر پھر اس بات میں تردد ہوا کہ آیا مستعین اختیار کیا جائے یا متوکل اور آخر متوکل ہی صلاح ٹھہری۔ بیعت کے بعد قلعہ سے سوار ہو کر اپنے مکان معتاد میں گیا۔ قضاۃ اعیان اور مصاحب اس کے جلو میں تھے۔ پھر شام کو قلعہ میں چلا آیا جہاں مستنجد رہا کرتا تھا۔

آئینہ بندی

اسی سال سلطان الملک الاشرف نے حج کے واسطے حجاز کا سفر کیا (سو سال سے زیادہ عرصہ سے کوئی سلطان حج کے لیے نہیں آیا تھا) اور پہلے مدینہ منورہ کی زیارت کی اور وہاں چھ ہزار دینار خرچ کیے۔ بعد ازاں مکہ میں آ کر وہاں پانچ ہزار دینار خرچ کیے اور اپنے اس مدرسہ میں جو اس نے وہاں بنوایا تھا' ایک شیخ اور ایک صوفی اور مقرر کیا۔ بعد ازاں حج کر کے واپس چلا آیا۔ اس کے آنے پر شہر میں آئینہ بندی کی گئی۔

دوادار کی سرکردگی

885 ہجری میں والیٔ مصر نے ایک لشکر بہ سرکردگی رو دادار عراق کی طرف روانہ کیا۔ ادھر سے یعقوب شاہ بن حسن نے رُہَنی کے قریب ان کا مقابلہ کیا۔ مگر مصریوں کو شکست ہوئی اور بہت سے لوگ ان سے قتل ہوئے اور باقی ماندہ قید ہوئے اور دوادار بھی قید ہوا اور آخر قتل کیا گیا۔ یہ واقعہ نصف ثانی رمضان کا ہے۔ ایک نہایت عجیب بات یہ ہے کہ اسی دوادار اور قاضی حنفیہ شمس الدین امشاطی مصری کے مابین نہایت سخت دشمنی تھی۔ ہر ایک دوسرے کے زوال کا خواہاں تھا۔ لیکن خدا کی قدرت دوادار دریائے فرات کے کنارے قتل ہوا اور اسی روز امشاطی

WWW.NAFSEISLAM.COM

مصر میں فوت ہوئے۔

ایک کنگرہ

886 ہجری میں بروز اتوار 17 محرم کو ایک سخت زلزلہ آیا جس سے تمام زمین پہاڑ اور مکان ہل گئے۔ لیکن الحمدللہ کہ ایک منٹ کے بعد ہی رفع ہو گیا۔ اسی زلزلہ سے مدرسہ صالحیہ کا ایک کنگرہ قاضی القضاۃ شرف الدین بن عید پر گر پڑا جس سے وہ جانبر نہ ہو سکے۔

اڑھائی سو سال عمر

اسی سال ربیع الاول میں ہندوستان سے ایک شخص خاکی نامی مصر میں آیا اور دعویٰ کیا کہ میری عمر ڈھائی سو سال کی ہے۔ (مصنف) میں نے بھی اسے جا کر دیکھا تو وہ ایک ہٹا کٹا شخص تھا۔ اس کی ڈاڑھی میں ایک بال بھی سفید نہ تھا۔ عقل اس کی عمر ستر (70) برس سے بھی زائد نہیں بتلاتی تھی۔ چہ جائیکہ اس سے بھی زیادہ کہی جائے۔ اس دعویٰ پر اس کے پاس کوئی دلیل نہ تھی۔ جہاں تک میرا خیال ہے وہ شخص جھوٹا تھا کیونکہ وہ کہتا تھا کہ میں نے بعمر اٹھارہ (18) سال حج کیا تھا اور پھر اپنے وطن ہندوستان میں چلا گیا تھا اور وہاں جا کر سنا تھا کہ تاتاری بغداد کے فتح کرنے کے لیے گئے ہیں۔ اس کے بعد میں پھر سلطان حسن کے عہد میں اس کے مدرسہ تعمیر کرنے سے پہلے مصر میں آیا۔ لیکن اس شخص نے اور کوئی بات بیان نہ کی جس سے اس کے دعوے کی تصدیق ہوتی۔

بیٹوں کی لڑائی

اسی سال سلطان محمد بن عثمان ملک الروم کے انتقال کی خبر پہنچی۔ نیز سنا گیا کہ اس کے دونوں بیٹوں کے مابین جنگ ہوئی۔ ان سے ایک کو فتح ہوئی۔ وہ ملک موروثی پر قابض ہو گیا اور دوسرا مصر میں چلا آیا۔ سلطان نے اس کی نہایت عزت کی اور نہایت خاطر و مدارت سے اس سے پیش آیا۔ پھر شام سے حجاز کی طرف حج کرنے کے لیے چلا گیا۔

آسمانی بجلی

شوال میں مدینہ شریف سے خط آئے کہ ماہ رمضان کی 13 تاریخ کو مسجد کے مینار پر بجلی گری جس سے مسجد شریف کی چھت 'خزانہ' کتب خانہ وغیرہ سب کچھ جل کر راکھ ہو گیا اور دیواروں کے سوا کچھ باقی نہیں رہا۔

چیز کا آخر

خلیفہ متوکل علے اللہ نے چہار شنبہ سلخ محرم 903 ہجری کو انتقال کیا اور اپنے بیٹے یعقوب کو ولی عہد بنا گیا اور المستمسک باللہ اس کا لقب مقرر کیا۔ یہ اس چیز کا آخر ہے جس کو میں (مراد مصنف ہیں) اس تاریخ میں جمع کر سکا۔

معتمد علیہ تواریخ

میں نے اس کتاب کی تصنیف میں حوادث کے لکھنے میں تاریخ ذہبی کو معتمد علیہ قرار دیا ہے جو 700 ہجری تک ہے اور اس کے بعد کے واقعات تاریخ ابن اثیر سے لکھے ہیں جو 738 ہجری تک ہے اور اس کے بعد کے واقعات المسالک اور اس کے ذیل سے لئے ہیں جو 773 ہجری تک ہے اور اس کے بعد کے واقعات ابناء الغمر مصنفہ ابن حجر سے لیے ہیں جو 850 ہجری تک ہے۔ حوادث کے علاوہ اور باتیں لکھنے میں میں نے خطیب کی تاریخ بغداد کا جو دس جلدوں میں ہے اور ابن عساکر کی تاریخ دمشق کا جو 57 جلدوں میں ہے اور صولی کی تاریخ اوراق کا جو سات جلدوں میں ہے اور طیورات کا جو سات جلدوں میں ہے اور حلیہ ابونعیم کا جو سات جلدوں میں ہے اور دینوری کی کتاب المجالسۃ کا اور مبرد کی کتاب الکامل کا جو دو جلدوں میں ہے اور امالی ثعلب کا جو ایک جلد میں ہے۔ ان کے علاوہ اور کئی کتابوں کا مطالعہ کیا۔

متقدمین میں سے ایک شخص نے خلفاء کے ناموں اور ان کی وفات کے سنوں میں ایک قصیدہ بنایا ہے جو ایام معتمد تک ہے۔ میں نے بھی اس میں ایک قصیدہ بنایا ہے جو اس سے اعلیٰ ہے۔ اب میں چاہتا ہوں کہ کتاب کو اسی قصیدے پر ختم کروں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

قصیدۃ

الحمد للہ لا انفاد لہ	وانما الحمد حقار أس من شکرا
ثم الصلوۃ علی الھادی النبی ومن	سادت بنسبۃ الاشراف والکبرا
ان الامین رسول اللہ مبعثہ	لاربعین مضت فیما رووا عمرا
وکان ھجرتہ فیھا لطیبتہ	بعد الثلثہ اعواما تلی عشرا
ومات فی عام احدی بعد عشرتھا	فیامصیبتہ اھل الارض حین سری
وکان من بعدہ الصدیق مجتھدا	وفی ثلثۃ عشر بعدہ قبرا

وهو الذى جمع القران فى صحف — واول الناس سمے المصحف الزبرا
وقام من بعده الفاروق ثمت فى — عشرين بعد ثلث غيبوا عمرا
وهو الذى اتخذ الديوان وافرض العطا — قيل وبيت المال والدررا
سن التراويح والفتح الفتوح — جماوزاد الحد من سكرا
وهو المسمى اميرالمومنين ولم — يدع به قبله شخص من الامرا
وقام عثمان حتى جاء مقتله — بعدالثلثين فى ست وقد حصرا
وهو الذى زاد فى التاذين اوله — فى جمعة وبه رزاق الاذان جرىٰ
واول الناس ولى صحب شرطته — حمى الحمى اقطع الاقطاع اى كثرا
وبعد قام على ثم مقتله — لاربعين فمن اراده قد خسرا
ثم ابنه السبط نصف العام ثم اتى — بنو امية يبغون الوغى زمرا
فسلم الامر فى احدى لرغبته — عن داردنياه فلاضيرو لاضررا
وكان اول ذى ملك معاوية — فى النصف من عام ستين الحمام عرا
وهو الذى اتخذ الصبيان من خدم — كذا البريد ولم يسبقه من امرا
واستخلف الناس لما ان يبايعهم — والعهد قبل وفلة لابنه ابتكرا
ثم اليزيد ابنه اخبث به ولدا — فى اربع بعدها ستون قد قبرا
وبان الزبير وفى سبعين مقتله — بعدالثلث وكم بالبيت قد حصرا
وفى ثمانين مع ست تليه قضى — عبدالمليك له الامر الذى اشتهرا
ضرب الدنانير فى الاسلام معلمة — وكسوة الكعبة الديباج مؤتجرا
وهو الذى منع الناس التراجع فى — وجه الخليفة مهما قال اوامرا
واول الناس هذا لاسم سميه — واول الناس فى الاسلام قدغدرا
ثم الوليد ابنه فى قبل مارجب — فى الست من بعد تسعين انقضى عمرا
وهو الذى منع الناس النداء له — باسم وكانت تنادىٰ باسمها الامرا
وقام بعد سليمان الخياروفى — تسع وتسعين جاء الموت فى صفرا
وبعده عمر ذاك النجيب وفى — احدے تلى مائة قدالحدوا عمرا
وهو الذى امرالزهرى خوف ذهاب — العلم ان يجمع الاخبار والاثرا

ثم اليزيد وفى خمس قضا وتلا — هشام فى الخمس والعشرين قد سطرا
ثم الوليد وبعد العام مقتله — من بعد ما جاء بالفسق الذى شهرا
ثم اليزيد وفى ذا العام مات وقد — اقام ست شهور مثل ما اثرا
وبعده قام ابراهيم ثم مضىٰ — بالخلع سبعين يوما قداقام ترى
وبعده قام مروان الحمار وفى — ثنتين بعد ثلثين الدّماء جرىٰ
وقام من بعده السفاح ثم قضىٰ — بعد الثلثين فى ست وقد جدرا
وقام من بعده المنصور ثمث فى — خمسين بعد ثمان محرما قبرا
وهو الذى خص اعمالامواليه — واهمل العرب حتى امرهم دثرا
ثم ابنه وهو المهدى مات لدى — تسع وستين مسمومًا كما ذكرا
ثم ابنه وهو الهادى وموته — فى عام سبعين لماهم ان غدرا
ثم الرشيد وفى تسعين تالية — ثلثا مات فى الغزو الرفيع ذرا
ثم الامين وفى تسعين تالية — ثمانيا جاءة قتل كما قدرا
وقام من بعده المامون ثمت فى — ثمان عشرة كان الموت فاعتبرا
وقام معتصم من بعده وقضى — فى عام سبع وعشرين الذى اثرا
وهو الذى ادخل الاتراک منفردا — ديوانه واقتناهم جالبا وشرىٰ
ثم ابنه الواثق المالى الورى رعبا — وفى ثلثين مع ثنتين قد غبرا
وذالتوكل ماازكاه من خلف — ومظهر السنة الغراء اذا نصرا
فى عام سبع يليها اربعون قضى — قتلاحباه ابنه المدعو منتصرا
فلم يقم بعده الا اليسير كما — قد سنه الله فيمن بعضه غدرا
والمستعين وفى عام اثنتين تلى — خمسين خلع وقتل جاءه زمرا
وهو الذى احدث الاكمام واسعة — وفى القلانس عن طول اقى قصرا
وقام من بعده المعتز ثمت فى — خمس و خمسين ففى قتله اثرا
والمهتدى الصالح الميمون مقتله — من بعد عام وقفا قبله عمرا
وقام من بعده بالامر معتمدا — وفى عام تسع وسبعين الحمام عرا
وذاک اول ذى امر له حجروا — واول الناس موكو لابه قهرا

وقام من بعده بالامر معتضد وفی ثمانین مع تسع مضت قبرا
ثم ابنه المکتفی بالله احمد فی خمس وتسعین سبحان الذی قدرا
فی عام عشرین فی شوال بعد مئی ثلثة مقتل المدعو مقتدرا
وبعده القاهر الجبار مخلعه فی ثنتین وعشرین وقد سمرا
وقام من بعده الراضی ومات لدے تسع وعشرین وانسب عنده اجرا
والمتقی ومضی بالخلع متسملا من بعد اربعة الاعوام فی صفرا
وقام بالامر مستکفیهم وقفا من بعد عام لامر المتقی اثرا
ثم المطیع وفی ستین یتبعها ثلثة فی اخیر العام قد غبرا
ثم ابنه الطائع المقهور مخلعة عام الثمانین مع احدے کما اثرا
ثم الامام ابوالعباس قادرهم فی اثنتین وعشرین مضت قبرا
ثم ابنه قائم بالله مات لدی سبع وستین من شعبان قد سطرا
والمقتدی مات فی سبع باولها بعد الثمانین جدا الملک واقتدرا
وقام من بعد مستظهر وقضی فی سادس القرن فی اثین یلی عشرا
وقام من بعده مسترشد ولدی تسع وعشرین فیه القتل حل عری
ثم ابنه الراشدا المقهور مخلعه من بعد عام فلاعین والاثرا
والمقتفی مات من بعدالمتمکن فی خمس وخمسین وانقادت له النصرا
وقام من بعده مستنجد وقضی من بعد ستین فی ست وقد شعرا
والمستضی بامر الله مات لدی خمس وسبعین بالاحسان قدبهرا
وقام من بعده بامر ناصرهم مات فی اثنین مع العشرین اذکرا
وقام من بعده بالامر ظاهرهم تسعا شهورا فاقلل مدة قصرا
وقام من بعده مستنصر وقضی لاربعین وکم یرثیه من شعرا
وقام من بعده مستعصم ولدی ست وخمسین کان الفتنه الکبرا
جاء التتار فاردوه وبلدته فینعی الله ومخلوقة التترا
مرت ثلث سنین بعده ویلی نصف ودهر الوری من قائم شغرا
وقام من بعد ذا مستنصر وثوی فی اخر العام قتلا منهم وسری

اقـام سـت شهور ثم راح لـدى ... مهـل ستيـن لـم يـلـغ بهـا وطـرا
وقام من بعده فى مصر حاكمهم ... علـى وهـى لاكـمن من قبله غبرا
ومات فى عام احدے بعد سبع منى ... وقـام مـن مستكفيهم وجـرى
فـى اربعين قضـى اذقام والقهم ... ففـى اثنين مضى خلعا من الامرا
وقـام حـاكمهم من بعده وقضے ... عـام الثلث مـع الخمسين معتبرا
وقـام من بعده بـالامـر معتضد ... وفـى الثلثـه والستيـن قدعبرا
وذوالتـوكـل يتـلـوه اقـام الـى ... بعدالثمانين فى خمس وقد حصرا
وبـايـعـوا واثقا بالله ثمت فى ... عـام الثمـان قضـى وسمه عمرا
وبـايـعـوا بعده بالله معتصماً ... لـعـام احدے وبيتعين ازيل ورا
وذوالتـوكـل ردوه اقـام الـى ... ذا القرن عـام ثمـان منه قد قبرا
فى عهد زيد من بعد الاذان علے ... خيـر الـنبيين تسليم كما امرا
واحدث السمة والخضراء الشرفا ... ياحسنها من سمات بوركت خضرا
اولاده منهم خمـس مبجلة ... جاء واالخلافة اذ كانت لهم قدرا
فـالمستعين وال الامـران خلعوا ... فى شهر شعبان فى خمس تلے عشرا
وقـام من بعده بـالامـر معتضد ... لاربعين تـليهـا الخمسة احتفرا
وقام فى الامر مستكفيهم وقضى ... فى عـام الاربع الخمسين مصطبرا
وقـام قـائمهم من بعد ثمت فى ... تسع وخمسين بعد الخلع قدحصرا
وقـام مـن بعده مستنجد دهرا ... خـليفة العصـر رقاه الالـه ذرى
وليـس يعرف فى الاعصار قبلهم ... خمـس ولواخوة بل اربع امرا
ولا شـقيـقـان الا غير خامسهم ... كـذا الـرشيد مع الهادى كماذكرا
كـذا سليمـان من بعد الوليد كذا ... يـخلا الوليد يزيد والذى اثرا
ومـا تـكـرر فـى بـغداد من لقب ... ولا تـلا ابـن اخ عـمـا خلانقرا
اثنان فالمقتفى عن راشد وكنا ... مستنصـر بعد مقتول التارعرا
اولـئك القوم ارباب الخلافة خذ ... سبعين من غير نقص عدها حصرا
من الصحابة سبع كالنجوم زمن ... بنـى امية اثـنـان تـلـى عشـرا

ولـم اعبـد باعبـد الـمليک فـذا   بـاغكـمـا قـالـه من ورخ السـيـرا
وعـدة من بنـى العباس شـامخة   احـدى وخمسـون لاقلت لهم نصرا
تبقى الخلافة فيهم كى يسلمها   الـمهدى منهم الى عيسے كما اثرا
وبعد نظمى هذا النظم فى مدد   قضى خليفتنا المذكور مصطبرا
فى عام الاربع فى شهر المحرم فى   بعد الثمانين يوم السبت قد قبرا
وبويع ابن اخيه بعده ودعى   بذى التوكل كالحد الذى شهرا
ولم يسم امام فى الورى سبقوا   عبدالعزيز سواه فاسمه ابتكرا
فالله يبقيه ذاعز ويحفظه   ويجعل الملک فى اعقابه زمرا
ومات عام ثلث بعد تسع مع   سلخ المحرم عن عهد لمن سطرا
لنجله البر يعقوب الشريف وقد   لقب مستمسكا بالله فى صفرا

WWW.NAFSEISLAM.COM

اندلس، سلطنتِ امویہ کا مختصر حال

پہلا خلیفہ

ان میں سے خلیفہ عبدالرحمٰن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک بن مروان تھا۔ 138 ہجری میں جب یہ بھاگ کر اندلس پہنچا تو لوگوں نے اس سے بیعت کر لی۔ بڑا عالم اور نہایت عادل تھا۔

وفات

ربیع الآخر 170 ہجری میں فوت ہوا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا ابوالولید تخت خلافت پر بیٹھا۔ جو ماہ صفر 180 ہجری میں فوت ہوا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا الحکم ابوالمظفر ملقب بہ مرتضٰی تخت نشین ہوا اور ماہ ذوالحجہ 206 ہجری میں فوت ہوا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا عبدالرحمٰن تخت پر بیٹھا۔

یہ پہلا شخص تھا جس نے اندلس میں سلطنت امویہ کی جڑ کو مستحکم کر کے اسے خلافت کی شان و شوکت سے آراستہ کیا۔ اس کے عہد خلافت میں ہی اندلس میں مطرز کپڑا پہننے کا رواج ہو اور درہم مسکوک کیے گئے۔ اس سے پہلے جب سے اہل عرب نے اسے فتح کیا تھا، وہاں دارالضرب نہیں بنا تھا۔ وہ بھی اہل مشرق کے دراہم سے معاملہ کیا کرتے تھے۔ یہ خلیفہ جبروتیب میں ولید بن عبدالملک کے مشابہ تھا اور کتب فلسفہ کے طلب کرنے میں مامون رشید کے مشابہ تھا۔

اندلس میں سب سے پہلے فلسفہ اسی نے داخل کیا۔ 239 ہجری میں فوت ہوا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا محمد تخت نشین ہوا۔ جو صفر 273 ہجری میں فوت ہوا۔ بعد ازاں اس کا بیٹا منذر تخت پر بیٹھا اور صفر 285 ہجری میں فوت ہوا۔ اس کے بعد اس کا بھائی عبداللہ تخت پر بیٹھا۔ یہ خلیفہ علم و دین میں اندلس کے سب خلیفوں سے بڑھ چڑھ کر تھا۔ ربیع الاول 300 ہجری میں فوت ہوا۔ اس کے بعد اس کا پوتا عبدالرحمٰن بن محمد الملقب بالناصر تخت پر بیٹھا۔ یہ پہلا شخص تھا جو اندلس میں خلافت اور امیر المومنین کے لقب سے ملقب ہوا کیونکہ مقتدر کے عہد میں سلطنت عباسیہ بالکل کمزور ہو گئی تھی۔ اس سے پہلے خلیفے صرف امیر کہلاتے تھے۔ یہ خلیفہ ماہ رمضان

350 ہجری میں فوت ہوا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا الحکم المستنصر حاکم ہوا جعفر 366 ہجری میں فوت ہوا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا المہشام المؤید تخت پر بیٹھا۔ اس کے بعد امر خلافت کشیدہ اور محبوس ہو گیا۔ یہ واقعہ 399 ہجری میں پیش آیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا محمد بن ہشام بن عبدالجبار بن الناصر عبدالرحمٰن تخت پر بیٹھا اور المہدی اپنا لقب مقرر کیا۔ مگر سولہ ماہ سلطنت کرنے پایا تھا کہ اس کا چچازاد بھائی ہشام بن سلیمان بن الناصر عبدالرحمٰن اس کے برخلاف اٹھ کھڑا ہوا اور اس سے بیعت کر لی گئی۔ اس نے اپنا لقب الرشید مقرر کیا۔ مگر اس کے چچا نے اس سے جنگ کر کے اسے قتل کر ڈالا۔ لوگوں نے اس کے چچا کو معزول کرنے پر اتفاق کر لیا۔ وہ کہیں روپوش ہو گیا۔ مگر بعدازاں پکڑا گیا اور قتل ہوا۔ اس کے بعد لوگوں نے ہشام مقتول کے بھتیجے سلیمان بن الحکم المستنصر سے بیعت کر لی اور المستعین اس کا لقب رکھا۔ مگر 406 ہجری میں اسے قید کر لیا گیا اور پھر قتل کر دیا گیا۔ اس کے بعد عبدالرحمٰن بن عبدالملک بن الناصر تخت پر بیٹھا اور المرتضٰی لقب مقرر کیا۔ یہ بھی اسی سال کے آخر میں قتل ہوا۔ بعدازاں دولت امویہ جاتی رہی اور سلطنت علویہ حسنیہ قائم ہوئی۔ چنانچہ ان کا پہلا خلیفہ الناصر علی بن حمود محرم 407 ہجری میں تخت خلافت پر بیٹھا۔ لیکن ذوالقعدہ 408 ہجری میں قتل ہوا۔ اس کے بعد اس کا بھائی المامون القاسم تخت پر بیٹھا۔ مگر 411 ہجری میں معزول ہوا۔ بعدازاں اس کا بھتیجا یحیٰی بن الناصر علی بن حمود تخت پر بیٹھا اور المستعین اپنا لقب اختیار کیا۔ مگر ایک سال سات ماہ سلطنت کرنے کے بعد قتل ہوا۔

اس کے بعد پھر دولت امویہ قائم ہوئی اور المستظہر عبدالرحمٰن بن ہشام بن عبدالجبار تخت پر بیٹھا۔ مگر پچاس دن کے بعد قتل ہوا اور اس کی جگہ محمد بن عبدالرحمٰن بن عبیداللہ بن الناصر عبدالرحمٰن تخت پر بیٹھا اور المستکفی اپنا لقب مقرر کیا۔ ایک سال اور چار ماہ کے بعد اسے معزول کیا گیا اور ہشام بن محمد بن عبدالملک بن الناصر عبدالرحمٰن تخت پر بیٹھا اور المعتمد اپنا لقب مقرر کیا۔ مگر تھوڑی سی مدت کے بعد اسے بھی معزول کر کے قید کیا گیا اور آخر وہ اسی قید میں مر گیا اور اس کے مرنے کے بعد اندلس کی سلطنت امویہ بھی ختم ہوئی۔

فصل

سلطنت خبیثہ عبیدیہ کا مختصر حال

ان کی سلطنت مغرب میں تھی۔ پہلا بادشاہ مہدی عبیداللہ تھا جو 296 ہجری میں تخت پر بیٹھا اور 322 ہجری میں مرگیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا القائم بامراللہ محمد تخت پر بیٹھا اور 333 ہجری میں مرگیا۔ بعدازاں اس کا بیٹا المنصور اسمٰعیل تخت نشین ہوا اور 341 ہجری میں مرگیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا المعزلدین اللہ سعد تخت نشین ہوا اور 362 ہجری میں قاہرہ میں آیا اور وہیں 367 ہجری میں فوت ہوا۔ بعدازاں اس کا بیٹا العزیز بزار تخت پر بیٹھا اور 382 ہجری میں فوت ہوا۔ پھر اس کا بیٹا الحاکم بامراللہ منصور حاکم ہوا اور 411 ہجری میں قتل ہوا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا الظاہر لاعزاز دین اللہ تخت پر بیٹھا اور 428 ہجری میں مرگیا۔ پھر اس کا بیٹا المستنصر معد حاکم ہوا اور 487 ہجری میں مرگیا یعنی 60 سال 4 ماہ تک حاکم رہا۔

ذہبی کہتے ہیں کہ اسلام میں کوئی خلیفہ یا بادشاہ اتنی مدت تک حکمران نہیں رہا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا المستعین باللہ احمد حاکم ہوا اور 495 ہجری میں فوت ہوا۔ بعدازاں اس کا بیٹا الآمر باحکام اللہ منصور جس کی عمر صرف چار پانچ برس کی تھی تخت پر بیٹھا اور 524 ہجری میں لاولد قتل کردیا گیا۔ اس کے بعد اس کا چچازاد بھائی الحافظ لدین اللہ عبدالمجید بن محمد بن مستنصر تخت پر بیٹھا اور 544 ہجری میں فوت ہوا۔ بعدازاں اس کا بیٹا الظافر باللہ اسمٰعیل تخت پر بیٹھا۔ مگر 549 ہجری میں قتل ہوا۔ پھر اس کا بیٹا الفائز بنصر اللہ عیسیٰ تخت پر بیٹھا اور 555 ہجری میں فوت ہوا۔ پھر العاضد لدین اللہ عبداللہ بن یوسف بن الحافظ لدین اللہ تخت پر بیٹھا اور 567 ہجری میں معزول کیا گیا اور وہیں مرگیا۔ اس کے بعد دولت عباسیہ مصر میں قائم ہوئی اور دولت عبیدیہ کا خاتمہ ہوگیا۔ ذہبی کہتے ہیں کہ یہ چودہ (14) متخلف (یعنی تکلف سے خلیفہ بننے والے) تھے۔

فصل

مختصر حال سلطنت بنی طبا طبا علویہ حسنیہ

ان سے پہلا خلیفہ ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم طباطبا جمادی الاولیٰ 199 ہجری میں یمن میں تخت پر بیٹھا۔ اسی زمانہ میں الہادی یحییٰ بن حسین بن القاسم بن طبا طبا خلافت کا دعویدار بن گیا۔ لوگ اسے امیر المومنین کہنے لگے۔ آخر وہ ذوالحجہ 208 ہجری میں مرگیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا المرتضیٰ محمد تخت پر بیٹھا اور 320 ہجری میں فوت ہوا۔ اس کے بعد اس کا بھائی الناصر احمد حاکم ہوا اور ماہ صفر 323 ہجری میں مرگیا۔ بعد ازاں اس کا بیٹا المنتخب الحسین تخت پر بیٹھا اور 329 ہجری میں فوت ہوا۔ اس کے بعد اس کا بھائی المختار القاسم حاکم ہوا اور شوال 344 ہجری میں قتل ہوا۔ بعد ازاں اس کا بھائی الہادی محمد پھر الرشید العباس تخت پر بیٹھا۔ پھر اس کی سلطنت کا خاتمہ ہوگیا۔

فصل

مختصر حال سلطنتِ طبرستانیہ

چھ شخصوں نے یکے بعد دیگرے اس کی عنانِ حکومت ہاتھ میں لی ہے۔ تین تو بنی حسن سے تھے اور تین بنی حسین سے تھے۔ ہشام الداعی الی الحق الحسن بن زید بن محمد بن اسماعیل بن حسین بن زید بن جواد بن حسن بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم 250 ہجری تک رہا۔ پھر اس کا بھائی القائم بالحق محمد خلیفہ ہوا۔ اور 288 ہجری میں قتل ہوا۔ بعد ازاں اس کا پوتا المہدی الحسن بن زید القائم بالحق خلیفہ ہوا۔

فائدہ:۔ ابن ابی حاتم اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ ہم سے یحییٰ بن عبدک قزوینی نے حدیث بیان کی اور وہ خلف الولید سے روایت کرتے ہیں اور خلف الولید مبارک بن فضالہ سے اور وہ علی بن یزید سے اور وہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر سے اور عریاض بن ہشیم سے اور وہ عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت کرتے ہیں کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے ہر صدی کے شروع میں کوئی نہ کوئی فتنہ ضرور واقع ہوتا رہا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ہماری اسلامی صدی کے شروع میں فتنہ حجاج ہوا۔

دوسری صدی کے شروع میں مامون اور اس کے بھائی کے مابین جنگ ہوئی جس سے بغداد کی تمام خوبیاں خاک میں مل گئیں۔ وہاں کے لوگوں پر مصیبتیں نازل ہوئی اور خلق قرآن کے بارے میں لوگوں کا امتحان ہوا۔ اس امت کے فتنوں سے یہ سب سے بڑا فتنہ تھا۔ اس سے پہلے کسی خلیفہ نے لوگوں کو بدعت کی طرف نہیں بلایا۔

تیسری صدی کے شروع میں فرقہ قرمطیہ کا ظہور ہوا اور بعد ازاں مقتدر کا فتنہ جبکہ اسے معزول کر کے ابن معتز سے بیعت کی گئی اور دوسرے روز پھر مقتدر کو تخت پر بٹھایا گیا۔ بہت سے قاضی اور علماء ذبح کیے گئے۔ اس سے پہلے اسلام میں کوئی قاضی نہیں قتل کیا گیا۔ پھر فتنہ تفرق حکمیہ (یعنی نا اتفاقی) کے باعث ہوا۔ غیر قومیں ملک پر آ قابض ہوئیں۔ جو ہمارے اس زمانہ تک رہا۔ اسی زمانے میں دولت عبیدیہ کا فتنہ برپا ہوا جنہوں نے ہزار ہا علماؤ صلحا کو تہہ تیغ کیا۔

چوتھی صدی میں فتنہ الحاکم برپا ہوا جو شیطان کے حکم سے تھا نہ کہ خدا تعالیٰ کے حکم سے۔

پانچویں صدی میں فرنگیوں نے شام اور بیت المقدس پر قبضہ کر لیا تھا۔

چھٹی صدی میں ایسا قحط پڑا جو حضرت یوسف علیہ السلام کے عہد سے لے کر اب تک کبھی نہیں پڑا تھا اور اسی صدی میں تاتاریوں کا ظہور رہا۔

ساتویں صدی میں فتنہ تاتار ہوا جس سے بڑھ کر کبھی کوئی فتنہ برپا نہیں ہوا جس میں مسلمانوں کے خون کی ندیاں بہہ گئیں۔

آٹھویں صدی میں فتنہ تیمور لنگ ہوا کہ جس کے آگے فتنہ تاتار بھی کم تھا۔ اب خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ بہ طفیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصحبہ اجمعین ہمیں نویں صدی کے فتنے سے پہلے ہی دنیا سے اٹھالے۔ آمین۔ ثم آمین۔

تمت بالخیر